ارشادات نور

بعد از خلافت

حضرت حکیم مولانا مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

جلد دوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ارشادات نور

(بعد از خلافت)

احباب جماعت کو زیارت قادیان کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح کا حکم ہے کہ

تمام بیعت کنندوں کے واسطے ضروری ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے کچھ نہ کچھ فرصت نکال کر ملاقات کے واسطے سب قادیان آویں۔ کیونکہ اس سے روحانی ترقی ہوتی ہے اور ایمان میں تقویت پیدا ہوتی ہے۔

(البدر جلد ۷ نمبر ۲۳ مورخہ ۱۱؍جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۹)

خلیفہ اور مامور میں فرق

(۲؍جون ۱۹۰۸ء قبل عصر)

آپ کی خدمت میں سوال کیا گیا کہ خلیفہ اور مامور میں فرق کیا ہے؟ جس طرح مامور کی اقتدا اور اتباع کا حکم ہے اسی طرح خلیفہ کی بھی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم ہے ان دونوں میں فرق کس بات کا ہے؟

فرمایا۔ مامور کو اس کے کل امور میں خاص طور پر مکالمہ، مخاطبہ اور کشوف اور رؤیائے صالح ہوتے ہیں اور کثرت سے ہوتے ہیں۔ اور اصل امور میں ذاتی اجتہاد کا بہت تھوڑا موقع دیا جاتا

ہے حتی کہ اس کا نطق بھی وحی خفی کے حکم میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النّجم:۴،۵)۔

خلیفہ کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے کیونکہ خلیفہ کو بہت حِصّہ اپنے جزوی امور میں ذاتی اجتہاد سے کام کرنا پڑتا ہے اور جس مامور یا مرسل کا وہ خلیفہ ہوتا ہے اس کی اقتدا اور اتباع کی پابندی اس کے پیش نظر ہوتی ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ رؤیا صالح یا کشوف اور الہامات اس کو نہ ہوں۔ بلکہ بات یہ ہوتی ہے کہ وہاں اجتہاد قلیل اور تائید بذریعہ وحی الٰہی کثرت سے ہوتی ہے اور یہاں وحی قلیل اور اجتہاد کثیر ہوتا ہے۔ ہاں خلیفہ کو کسی زمانہ میں رؤیا و کشوف و وحی ہوتی ہے مگر پھر بھی خلیفہ اصل مامور کا متبع اور اس کی ہدایات کا پابند ہوتا ہے۔ مامور کی بعض پیشگوئیاں باقی ہوتی ہیں ان کے پورا ہونے کے واسطے خلیفہ کا بھی ظہور ضروری ہوتا ہے اور یہ خلفاء کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے یہاں تک کہ وہ تمام پیشگوئیاں پوری ہو جاتی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس اصول کو قرآن شریف میں یوں فرمایا ہے۔ اِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ (یونس:۴۷)۔ اللہ تعالیٰ کی یہ ہمیشہ سے سنّت ہے کہ انبیاء کی بعض پیشگوئیاں ان کی زندگی میں پوری ہوتی ہیں اور بعض ان کے بعد ان کے خلفاء کے وقت میں پوری ہوتی ہیں یا نئے مامور پر پوری ہوتی ہیں۔ انبیاء ہمیشہ پاک تعلیمات اور پاک اور روحانی تبدیلی کے واسطے بعض روحوں کو مستعد کر کے اپنی تعلیمات کی تخم ریزی کر جاتے ہیں۔ پھر ان کی حفاظت اور آبپاشی ان کے خلفاء کے زمانہ میں ہوتی ہے تا بہت سی سعید روحوں کو خدمت دین کا اجر اور ثواب ملے۔ فقط عبدالرحمٰن قادیانی سب ایڈیٹر

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۳۹ مورخہ ۱۸ر جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)

خلیفۃ المسیح کا تازہ خط

ہر ایک کامل انسان ہمیشہ اعتراضوں کا نشانہ بنا ہے۔ آدم علیہ السلام کو شیطان ہی نے نہیں بلکہ الملائکہ نے بھی مفسد اور سفاک کہا۔ موسیٰ علیہ السلام کے موذیوں کا تذکرہ توریت ہی میں نہیں بلکہ

قرآن کریم میں بھی ارشاد ہوا۔ لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ اٰذَوْا مُوسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيهًا (الاحزاب:۷۰)۔ اور ایذاء، تبریہ، قول الاعدا اور ان کے عند اللہ وجیہہ ہونے کا ذکر فرمایا۔

مسیح علیہ السلام کو جو کہا گیا وہ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا (النساء:۱۵۷) کے بیان کو سن کر زیادہ کیا لکھوں۔ ہماری سرکار حضرت خاتم النبیین رسول ربّ العالمین کی نسبت جو کچھ یورپ وامریکہ وایشیاء افریقہ اور ہندوستان نے ....اور اس کے بھائیوں نے کہا اگر اس ناپاک کا غذ کا انبار بن جاتا تو کنچن چنگا سے کیا کم اونچا ہوتا۔ فَلَيْسَتْ هٰذِهٖ بِاَوَّلِ قَارُوْرَةٍ كُسِرَتْ فِيْ اَيَّامِنَا ۔ مرزا صاحب مغفور ۱۳۲۶ کے مقابلے آپ کی زندگی میں مخالفوں نے ناخنوں تک زور لگایا اور آپ کامیاب ہو گئے اور ہم لوگوں کے سامنے ہزاروں ربانی پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور ہم نے مشاہدہ کیں۔ پس جن پیشگوئیوں پر ان کا اعتراض ہے اگر وہ پوری ہو جاتیں تو کیا مخالف مان لیتے۔ وَالتَّجْرِبَةُ تَشْهَدُ عَلٰى مَا تَشْهَدُ۔

بہرحال کچھ لکھو۔ میں اپنے دلی خیال کے ایک حصہ کو ان سوالات کے متعلق ظاہر کرتا ہوں جو آپ نے لکھے ہیں کہ لوگ بتاتے ہیں۔

اوّل یہ کہ توسیع مدت حیات پر لوگ اعتراض کرتے ہیں۔

جناب من! سنہ تولد کا پتہ لگانا اس ملک خاص کر ہمارے جیسے گاؤں میں آیا مشکل امر تھا یا کہ نہیں۔ کسی وقت بے ریب مسلمانوں کو بھی یہ فخر حاصل تھا کہ ان کی تاریخوں اور بائیوگرافیوں میں ہمارے اسلاف کا سنہ تولد اور سنہ وفات کیسا مفصل درج ہوتا رہا ہے مگر پنجاب پر تو سکھوں کے عہد میں وہ افراتفری گزری ہے۔ يَوْمًا بِجُزْوٰى وَيَوْمًا بِالْعَرَاق یہاں سے وہاں، وہاں سے وہاں بھاگتے پھرتے رہے۔ حضرت امام نے اس نظارہ کو جو آپ کے خاندان پر گزرا ہے بہت ہی دردناک پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔ دیکھو..........

مگر پھر بھی ہم کو پتہ لگا ہے۔ جیسے مرزا سلطان احمد افسر مال فرزند اکبر حضرت مرزا نے بھی بیان

کیا ہے کہ مرزا جی ۱۸۳۶ء و ۱۸۳۷ء میں پیدا ہوئے۔ پس اس صورت میں شمسی حساب سے ۷۲۔۷۳ اور قمری حساب سے ۷۴۔۷۵ برس حضرت امام کی عمر ہوتی ہے۔ اب میں نصرت الحق ضمیمہ براہین احمدیہ (یہ کتاب حضرت امام کی تصنیف ہے) کے صفحہ ۹۷ سطر ۱۶ کو "اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو چوہتر[۷۴] اور چھیاسی[۸۶] کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں۔" (روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۵۹) پیش کرتا ہوں اور اس واقعی بیان کے بعد میرے نزدیک کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا اصل وحی الٰہی کا اس میں ذکر ہے باقی صرف خیال ہے۔

ہاں یہ امر بھی عرض کر دینے کے قابل ہے کہ کچہریوں اور عام تمسکات میں تحریروں میں علی العموم عمر کے متعلق تخمینے سے کام لیا جاتا ہے موقعہ پر جو یقین یا تخمینے یا ظن غالب ہوتا ہے وہی لکھوایا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے اس واسطے عمر کے متعلق دروغ حلفی کے مقدمات سننے میں نہیں آتے۔ پھر اگر حضرت نے کہیں اس رنگ میں عمر کے متعلق مختلف الفاظ بیان کئے ہوں تو صریح وحی کا لفظ وہاں استعمال نہیں فرمایا۔

نکاح والی پیشگوئی پر حقیقۃ الوحی میں ۳۸۷ و ۳۸۸ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۲ حاشیہ) میں حضرت امام خود ارقام فرماتے ہیں کہ اس پیشگوئی میں...... **اَیَّتُهَا الْمَرْاَۃُ تُوْبِیْ تُوْبِیْ فَاِنَّ الْبَـلَاءَ عَلٰی عَقِبِکِ** (حاشیہ) موجود ہے۔ پس احمد بیگ جب میعاد کے اندر مر گیا تو پس ماندے گھبرائے اور بعض کے خط عجز و نیاز کے بھرے ہوئے آئے جواب تک موجود ہیں تو خدا تعالیٰ نے اپنی شرط پوری کرنے کے لئے اس پیشگوئی میں تاخیر ڈال دی۔ پھر لکھا ہے کہ یہ مخالف احمد بیگ کے داماد کا ذکر کرتے ہیں مگر احمد بیگ کے وقت پر مرنے کا ذکر نہیں کرتے۔ ۳۸۸۔ "وعید کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا بموجب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے ضروری نہیں کیونکہ وہ کسی بلا کے نازل ہونے کی خبر دیتی ہیں اور باتفاق ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کے ہر ایک بلا صدقہ اور خیرات اور دعا اور تضرع وزاری سے رد ہوسکتی ہے۔" ۳۸۹ حقیقۃ الوحی (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۳، ۴۰۴)۔ پھر اس کا بسط سے ذکر کرتے لکھا ہے کہ "وعید کی پیشگوئیاں بھی ایک بلا ہوتی ہیں اور جس طرح بلاء کا واقع ہونا ممکن، اس کا دور ہونا بھی ممکن ہے۔ تتمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۳۲ میں فرمایا ہے کہ پس جب ان لوگوں نے اس شرط (تُـوْبِیْ

تُوبِی فَاِنَّ الْبَلَاءَ عَلٰی عَقَبِكِ) کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ یَمْحُوا اللّٰهُ مَایَشَاءُ وَ یُثْبِتُ اِلٰی تتمہ حقیقۃ الوحی ۔۱۳۴۔ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۷۰ تا ۵۷۲)

اس کے علاوہ ڈاکٹر عبدالحکیم اور مولوی ثناء اللہ کے اعتراضات ہیں ۔ میں نے ان پر ایک قاعدے کے رنگ پر مضمون لکھا ہے جو طبع ہو گیا ہے ۔ ریویو اور علیحدہ بھی شائع ہوا ہے ۔ میں مفصل لکھتا مگر کثرت ڈاک کے باعث اسی قدر اکتفا کرتا ہوں ۔ (یار زندہ صحبت باقی)

(البدر جلد ۷ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۵ / جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)

نئے مذاہب وفرق کے قیام کے فوائد ومقاصد

(۱۰ / جون ۱۹۰۸ء قبل ظہر)

سید عبدالحی صاحب عرب نے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ذیل کا سوال پیش کیا کہ ابتداء سے ہم یہ دیکھتے چلے آتے ہیں کہ ہر نئے مذہب کے پیدا ہونے پر پچھلا مذہب تو بدستور باقی رہ جاتا ہے اور ایک نیا مذہب قائم ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح کی بعثت پر یہودی یہودی ہی رہ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر بھی بدستور یہودی یہودی اور نصرانی نصرانی ہی رہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام میں نئے نئے فرقے پیدا ہو گئے تھے وہ بھی باقی رہ گئے اور اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد پر ایک نئی جماعت قائم ہو گئی۔ غرضیکہ نئے مذاہب اور فرقوں سے فائدہ کیا؟ اور ان پہلے پرانے مذاہب اور فرق کے............ سے نتیجہ کیا حاصل ہوتا ہے؟

جواب

فرمایا کہ یہ تو ایک سیدھی اور صاف بات ہے اللہ جلّ شانہ کا نام ربّ العالمین ہے اس کی ربوبیت کا اثر عناصر کو نباتات اور نباتات کو حیوانات اور حیوانات کو انسان بناتا اور پھر اپنی ربوبیت سے ہی انسان کو باخدا انسان اور پھر مقرب بارگاہِ الٰہی بناتا ہے اور پھر اس کی یہ ربوبیت صرف ایک ہی زمانہ تک محدود نہیں بلکہ ہر زمانہ اور ہر آن میں اس کی شان ربوبیت اپنی مخلوق کے شامل حال رہتی ہے چنانچہ ہم ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے عجائبات قدرت، اس کے رحم، اس کے کرم اور اس کی شان کبریائی کا نئے نئے رنگ میں نظارہ کرتے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک زمانہ میں...........حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے با خدا انسان بنا کر کامل اور مکمل بنایا کہ اس نے لوگوں کو ایک با خدا انسان بنایا اور اپنا قرب ان کو عطا کر کے اپنی ربوبیت کی شان کا نمونہ دنیا میں ظاہر کیا۔ وہ ایک ایسا وقت تھا کہ یہودی فرعون کے ظلم و ستم اور طرح طرح کے دکھوں کے نیچے آنے کی وجہ سے انسانیت کے درجے سے بھی بہت نیچے گر گئے تھے۔ جیسا کہ آیت یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ الخ (البقرۃ:۵۰) سے استنباط ہوتا ہے سو ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام کے ذریعہ اس قوم کو انسان اور پھر با خدا انسان اور پھر مقربانِ بارگاہ الٰہی بنا کر اپنی ربوبیت کا اظہار کیا۔

پھر ایک زمانہ کے بعد جب کہ یہودی وہ موسوی یہودی نہ رہے بلکہ ان کا صرف یہودیت کا دعویٰ ہی دعویٰ رہ گیا وہ ممتاز نہ رہے بلکہ اپنے اعمال بد کی وجہ سے انسانیت سے بھی گر گئے۔ وہ موحد نہیں بلکہ مشرک، وہ خدا پرست نہیں بلکہ دنیا پرست رہ گئے اور ایسے گرے کہ وہ خدا سے بالکل دور جا پڑے تو پھر خدا کی شان ربوبیت نے مسیح علیہ السلام کو پیدا کر کے اپنی شان کا جلوہ ظاہر کیا اس وقت نام کے یہود نے کیسی مخالفت کی مگر بہت نے مسیح کی تعلیم کی وجہ سے اعلیٰ ترقیاں پائیں اور وہ باخدا اور مقرب بارگاہِ الٰہی بنے۔ مگر پھر جب ایک زمانہ گزرنے پر ان میں بھی سستی اور کاہلی پھیل گئی اور وہ خدا کے احکام کو ترک کر کے شرک میں گرفتار ہو گئے اور ان کا اصل فرقہ باقی نہ رہا بلکہ گندے اور بت پرست لوگوں کا ایک فرقہ باقی رہ گیا۔ پیٹرا مون کو چھوڑا تو مسیح علیہ السلام کو پکارنا شروع کر دیا۔ غرض جب یہ حالت ہو گئی تو پھر خدا کی ربوبیت نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اپنی ربوبیت عامہ کا جلوہ دکھایا اور قدیم بت پرستانِ عرب کو جو مسلّمہ طور پر انسانی حالت سے بھی گرے ہوئے تھے پہلے انسان پھر باخدا انسان اور پھر مقربانِ بارگاہِ الٰہی بنا کر دکھا دیا اور ہزاروں ہزار یہودی اور ہزاروں ہزار عیسائی قوموں کی قومیں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کی تعلیم کے نیچے آ کر توحید کی قائل ہوئیں حتی کہ حضرت امام حسن بصری جیسے عظیم الشان لوگ جو کہ عیسائی خاندان سے تھے۔ ان لوگوں کو توحید سکھائی اور یہ خدا کی ربوبیت عامہ کا ایک خاص جلوہ تھا۔ اسی طرح سلمان فارسی عیسائی تھے جو آخر اہل بیت نبوی میں شامل

ہونے کا فخر پا گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل یہودیوں میں بھی اسلام آیا اور صرف اڑھائی قومیں رہ گئیں جو اسلام سے باہر ہیں۔ جس کا نمونہ کچھ لاہور میں یہودی کنجریوں کے رنگ میں موجود ہے۔

اس طرح سے مسلمانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک انفاس کے ذریعہ سے بڑی مخلوق باخدا اور مقرب الٰہی بنی اور برابر تین سو برس تک اسی طرح ہوتی رہی۔ پھر ہر صدی کے مجدد کے زمانہ میں سچائی کے قبول کرنے کے ذریعہ سے نئی نئی نسل مقرب الٰہی بنتی رہی۔ دیکھو حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام باقر جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذریعہ ابوبکرؓ و عمرؓ تو مقرب نہیں بنے تھے بلکہ ان کے زمانہ میں ان کے زمانہ کی موجودہ نسل ان کی پاک تعلیمات کے نیچے آکر باخدا اور مقرب بنی۔

پھر خواجہ معین الدین چشتیؒ، شیخ شہاب الدین سہروردی، خواجہ نقشبند اور امام ربّانی الف ثانی کے ہاتھ بڑی بڑی مخلوق اور ایسی مخلوق جو کہ اپنی انسانی حالت سے بھی گر چکی تھی ان میں سے ہزاروں ہزار انسان باخدا اور مقرب بارگاہ بنے۔ پھر ان کے انتقال ہو جانے پر اور کئی اولیاء دنیا میں پیدا ہوئے جن کے ذریعہ سے خدا کی شان ربوبیت نے پھر ہزاروں لوگوں کو ادنیٰ اور گری ہوئی سفلی زندگی سے نکال کر اعلیٰ پایہ کا انسان بنا دیا۔

اس زمانہ موجودہ میں ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں لوگ کس قدر بدعات، شرک اور کفر میں مبتلا تھے۔ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس پُر آشوب زمانہ میں لوگوں کا صرف اس امر کا اقرار کرنا کہ میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں یہ بھی زمانہ کی حالت کے لحاظ سے بڑی بھاری اور پاک تبدیلی ہے۔ یہ خدا کی ربوبیت ہے کہ ایک ایسی جماعت باخدا انسانوں کی پیدا ہو گئی جو کم از کم اللہ کے حضور اتنا تو اقرار کرتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرانے والے ہی حضرت آدمؑ تھے، حضرت نوحؑ تھے، حضرت ابراہیمؑ تھے، حضرت موسیٰؑ تھے، حضرت عیسیٰؑ تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام خلفاء تابعین اور تبع تابعین تمام پاک نفس اور خدا کی طرف ہدایت لانے والوں کا یہی ایک اصول تھا۔ یہ ایک بیج تھا سب زمانوں میں یہی بویا گیا تھا۔ غرض اگر یہ لوگ دنیا میں نہ آئے ہوتے تو یاد رکھو کہ انسان انسان ہی نہ ہوتا بلکہ حیوان اور حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا۔

ان سب کا الگ الگ زمانوں میں ظاہر ہونا اس واسطے ہوتا ہے کہ اگر تمام دنیا ایک ہی وقت میں باخدا اور مقرب بن جاوے تو پھر آئندہ خدا کی صفات اور ربوبیت معطل اور بے کار ہو جاتی ہیں۔ نیز ایک خاص وقت کی پاکیزگی ہمیشہ تک کے واسطے کافی نہیں ہوسکتی بلکہ جس طرح ہر زمانہ میں جسمانی ضروریات کے واسطے نئے نئے اور تازہ بتازہ سامان قدرت نے مہیا کئے ہیں اسی طرح سے روحانی سلسلہ کے واسطے بھی روحانی زندگی اور پاکیزگی کے سامانوں کی ہمیشہ تازہ بتازہ ضرورت ہوتی ہے۔ سو اس طرح سے اگر ایک ہی وقت میں تمام کچھ جو ہونا تھا ہو چکا ہوتا تو اس میں بہت نقص لازم آتا تھا دوسری بات یہ ہے کہ بنے ہوئے ہی کو نہیں بنایا جاتا بلکہ دوسروں کو بنایا جاتا اور جو مردہ ہوتے ہیں اور روحانی ترقیات کے محتاج ہوتے ہیں ان کو زندہ کر کے ترقیات بخشی جاتی ہیں۔

حضرت اقدسؑ کے پیش نظر بھی ایک وفات کا مسئلہ ہی تھا یعنی وفات مسیح کا ثابت کرنا۔ اب ہمارے آگے بھی وہی وفات ہی کا جھگڑا ہے اور ہے بھی وفات مسیح ہی کا۔ فرق ہے تو صرف اتنا کہ وہاں تو نفس موت سے ہی انکار تھا مگر یہاں وقت اور بے وقت کا جھگڑا ہے مگر اس اختلافی امر پر ایک عقل مند سمجھدار انسان کے واسطے حق کے پانے اور اس امر کے جانچنے کی کہ آیا کوئی صادق اور حق پر ہے ایک راہ کھلی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپؑ کی وفات پر ہم لوگوں نے بھی ایک نمونہ دکھایا ہے اور ہمارے مخالفوں نے بھی اپنی کرتوت بتا دی ہے۔ دشمن نے کیا کیا؟ سوانگ نکالے خود مردہ بنے اور اپنے ہی منہ کالے کئے۔ ایک ایسے شخص کو جو ملاں ڈپھل کے مجہول نام سے مشہور ہے اور جس نے خود اپنے نام کے ساتھ زٹلی کا لفظ لگایا ہوا ہے قومی پیشوائی کے اعزاز کا تمغہ دیا وغیرہ وغیرہ۔

مگر اس کے مقابل پر ہماری جماعت نے کیسا پاک نمونہ دکھایا کہ ایسے نازک وقت میں صبر، استقلال اور نرمی سے کام لیا۔ کسی نے جزع فزع نہیں کی، کسی نے بے صبری اور گھبراہٹ کا کوئی نمونہ نہیں دکھایا بلکہ سب نے بڑے ثبات ہمت سے خدائی امتحان کو قبول کیا اور کوئی کمزوری قولاً فعلاً نہیں دکھائی۔

اب ایک سمجھ دار عقلمند انسان اندازہ لگا سکتا ہے کہ انسانیت کے اعلیٰ پایہ کا ثبوت کس قوم نے دیا اور کس نے انسانی حالت سے گھٹیل کام دکھایا۔

یہ ایک نقطہ معرفت ہے۔ اگر انسان کو سچائی کسی طرح سے بھی نہ سمجھ میں آوے اور حق اور باطل میں وہ تمیز نہ کر سکے تو اس کو چاہیے طرفین کے حالات، عمل و اعتقادات پر نظر ڈال کر دیکھے کہ آیا ان دونوں میں سے پاکیزگی اور طہارت کا پہلو کس قوم نے اختیار کیا ہے اور کون اسوۂ حسنہ ہے جو موجود ہے۔

درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ یہ دیکھ لے کہ وہ حالات خدا کے برگزیدوں میں آنخضرتؐ کی زندگی میں یا صحابہ کرام کے حالات میں یا تابعین تبع تابعین کی زندگی میں اس کا اسوہ ملتا ہے یا کہ نہیں۔ اگر وہ علامات نہیں پائے جاتے تو بات صاف ہے یہاں دلائل کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی تو صرف اتنا دیکھنا اور مقابلہ کرنا رہ جاتا ہے کہ آیا خدا کی ربوبیت کے نیچے رہ کر کام کرنے والی قوم کیا کام کرتی ہے اور ان کے اعمال کیسے ہیں اور اس کے بالمقابل خدائی ربوبیت سے باہر رہ کر چلنے والی قوم کے اعمال کیا ہیں اور اس کی زندگی کس انداز پر چلتی ہے؟

خدا کی ربوبیت سارے کام کرتی ہے ہر آن اور ہر زمان میں وہ کام کرتی ہے اور وہ کبھی معطل و بیکار نہیں رہتی۔

فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا تو ایمان ہے اگر ایک وقت میں بعض انسان بعض تکالیف میں ہیں نہیں تو اس سے یہ نتیجہ نہیں اخذ کیا جا سکتا کہ واقعی وہ خدا کے غضب کے نیچے ہیں بلکہ روح انسانی ہمیشہ کی ترقیات کے واسطے بنائی گئی ہے اگر آج کمزوری ہے تو وہ کل دور ہو سکتی اس دنیا کی تنگیوں و تکالیف کی.........تلافی کے واسطے دوسرا جہاں بھی موجود ہے۔

فرمایا۔ ہمیں تو اللہ کے اس فضل کی یاد سے بڑا سرور اور راحت ہوتی کہ اس نے قوم میں کیسی وحدت بخشی ہے اس کا نمونہ دنیا میں کسی جگہ نہیں ملتا ایک طرف تو دشمن حضرت مرزا صاحبؑ کی وفات کو بے وقت بے وقت کہتے ہیں دوسری طرف قوم پھر بھی ایک ہی رسی میں اور ایک ہی جھنڈے کے نیچے جمع ہو رہی ہے۔ یہ خدا کا خاص فضل ہے اور حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت کے واسطے ایک زندہ

ثبوت اور بین دلیل۔ اور آپ کی سچی دعاؤں اور دلی آرزوؤں اور تڑپ کا یہ نتیجہ ہے کہ آپ کی قائم کردہ جماعت میں تفرقہ نہیں ہوا بلکہ بیش از پیش جوش خدمت دین اور تائید حق کے واسطے ان کے دلوں میں ولولے پیدا ہوتے ہیں۔

ایک قدرت کا نمونہ قوم نے پہلے دیکھا ہے اب دوسری قدرت بھی خدا دکھانے کو قادر ہے۔ مگر چاہیے کہ ہم سب کمر بستہ ہو کر مل کر خدا کے حضور دعائیں کریں اور خدا سے خدا کے فیضان طلب کریں اور قدرت ثانی کے ظہور کے واسطے جو راہ خدا کے برگزیدہ مسیح نے الوصیت میں لکھی ہے اس پر کاربند ہو جاویں۔ خدا قادر ہے اور وہ اپنے وعدے کا سچا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ تعظیم الٰہی اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے لئے تعلیمات الٰہیہ دنیا میں قائم ہوا کرتی ہیں۔ جب ایک جماعت اس اصل صحیح کے لئے پیدا ہو جاتی ہے تو نئے مصلح کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ اس کی جماعت اس کام کو کرتی ہے کہ تعظیم بھی قائم ہو جاوے اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا عمل شروع ہو جاوے۔ ہاں جب ان میں سستی پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے لئے پھر اللہ تعالیٰ ایک مصلح پیدا کر دیتا ہے۔ تمام ان مصلحوں کا ایک ہی مذہب ہوتا ہے اور وہ سب ایک ہوتے ہیں۔ ہمارے سیّد مولیٰ کو اسی واسطے فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:۹۱) کا ارشاد ہوا۔　　　　عبدالرحمٰن قادیانی

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰؍ جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۳،۱۴)

ایک دردِ دل کا اظہار

۱۶؍ جولائی ۱۹۰۸ء کے درس قرآن شریف میں سورۃ الشوریٰ کا پہلا رکوع تھا۔ آپؓ نے ابتداء درس میں فرمایا کہ

اس سورۃ شریف کا ابتدا نہایت ہی عجیب رنگ میں ہوا ہے اور اس میں بڑے بڑے باریک اسرار اور پُر معارف نکات بھرے ہوئے ہیں مگر آج میری طبیعت پر ایسا کچھ غیر معمولی صدمہ ہے کہ طبیعت میں ان معارف اور باریک علوم کے بیان کرنے کی برداشت نہیں۔ خدا کا فضل اور

توفیق شامل حال رہی اور زندگی ہوئی تو انشاء اللہ کسی دوسرے وقت بیان کروں گا۔

(الحکم جلد۱۲ نمبر۴۲ مورخہ ۱۸؍جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

القول الفصیح فی تائید المسیحؑ

۱۶؍جولائی ۱۹۰۸ء کے درس قرآن شریف کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ

آج مجھے ایک نہایت ہی لطیف سوال اور اس کا نہایت ہی لطیف جواب پہنچا ہے چونکہ وہ ایک علم اور معرفت کا نکتہ ہے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میں تم لوگوں کو بھی اس سے آگاہ کروں۔ وھو ھٰذا

حضرت ام المؤمنین نے حضرت اقدسؑ سے آپؑ کی زندگی میں یہ سوال کیا کہ ہم لوگ آپؑ کے واسطے آپ کی زندگی میں اور بعد الموت کس رنگ میں دعا کریں؟

نفس سوال ہی کس شان کا ہے؟ صاحب ذوق لوگ اس کو خوب سمجھتے ہیں مگر اس کے جواب سے جس ایمان اور صداقت کا ثبوت ملتا ہے وہ نہایت ہی پُر ذوق اور وجد انگیز ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ میرے واسطے جب جب بھی کوئی دعا کرے تو ان الفاظ میں کرے کہ جب نبی کریم کے واسطے دعا کرے اور آپؐ پر درود بھیجے تو ہمارے واسطے بھی ان الفاظ میں اللہ جلّ شانہ کے حضور التجا کرے کہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی خُلَفَآءِ مُحَمَّدٍ

اب ظاہر ہے کہ اس میں حضرت اقدسؑ نے اپنا نام یا کوئی اور خصوصیت نہیں کی بلکہ صرف خلفائے محمد کے واسطے دعا کا ارشاد فرمایا۔ غور کرنے والے دل اور ایک پاک دل اور خدا ترس متقی انسان کے واسطے صرف یہی ایک امر آپؑ کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کا کافی ثبوت ہے۔

ظاہر ہے کہ اگر (نعوذ باللہ) آپؑ کے یہ تمام دعاوی ازخود ساختہ اور افترا ہی ہوتے تو آپؑ ان الفاظ میں دعا کرنے کے واسطے ہرگز ہرگز نہ فرماتے بلکہ نام وغیرہ کی خصوصیت کی ضرور قید لگاتے۔ پس موجودہ صورت جواب اس امر کی ایک روشن دلیل ہے کہ حضرت اقدسؑ کو اپنے مامور من اللہ اور خلیفۃ اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشین ہونے کا یقین کامل تھا اور آپؑ کو پورا وثوق

اور بصیرت حاصل تھی کہ آپ کا نام آسمان پر خدائی دفتر میں **خلیفۃ اللہ** اور خلیفۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم درج ہے اور ضروری ہے کہ جب کوئی مومن صدقِ دل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خلفاء کے واسطے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرے گا تو آپؑ کو ان دعاؤں کا اثر ضرور پہنچے گا۔

حضرت خلیفۃ اللہ حضرت مسیح موعود مہدی مسعودؑ کے دشمنوں اور ان لوگوں کے واسطے جو لوگ آپؑ کو نعوذ باللہ مفتری اور کذّاب وغیرہ کے ناموں سے یاد کرتے ہیں یہ امر قابل غور ہے کہ اگر آپؑ واقع میں ویسے ہی ہوتے جیسا کہ ان لوگوں کو شیطان نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اور دل میں آپ کو اپنی ماموریت اور منجانب اللہ ہونے کا یقین نہ ہوتا تو آپ کم از کم اپنے واسطے اس رنگ میں تو دعا کرنے کی تعلیم نہ فرماتے بلکہ اپنے واسطے کوئی خاص خصوصیت پیدا کر جاتے۔

ایک غور کرنے والا دل ودماغ اگر صدق نیت اور خلوص طویّت سے حق کی پیاس اور سچی تڑپ لے کر انہی باتوں میں غور کرے کہ اس پاک باز انسان نے اپنے نفس کے واسطے کیا بنایا؟ پھر اپنے نفس کے بعد انسان کو اپنی اولاد اور اقارب کا خیال ہوتا ہے تو ان کے واسطے آپ نے کیا کیا؟

یہ دو سوال اور ان کے جواب ہی اس کے واسطے حق پا جانے کے واسطے کافی ہو سکتے ہیں بشرطیکہ پاک دل اور طالب حق ہو۔

اپنے نفس کے واسطے تو آپؑ نے یہ کیا کہ تم ہمارے واسطے دعا کرو اور وہ بھی نام لے کر نہیں، کسی خصوصیت سے نہیں بلکہ یوں کہو کہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی خُلَفَآءِ مُحَمَّدٍ

باقی رہی اولاد اور اقارب سو ان کو بھی آپؑ نے اللہ کے سپرد کیا ہے اور آپ کی وصایا میں کبھی نہ پاؤ گے کہ میری اولاد کی خدمت کرنا یا میرے اقارب کو نذر نیاز دینا۔ بلکہ آپ کی وفات پر باوجود آپ کی اولاد اور اقارب میں سے لائق اور قابل انسانوں کے ہوتے ہوئے ایک غیر کا خلیفہ مقرر ہونا اور پھر تمام خاندان نبوت کا اس کو صدق دل اور شرح صدر سے خلیفہ مان کر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا یہ بھی آپؑ کی صداقت کی ایک روشن دلیل ہے۔

اب بھلا تم ہی اے دشمنانِ مسیح اور مکذّبان مرسل خدا! ذرا انصاف سے بتاؤ کہ کیا یہی علامات ہیں جن سے تم نے ایک فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول پاکباز کے حق میں حبّ دنیا اور جاہ طلبی کے فتوے دیئے ہیں یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ (یٰس:۲۷)

پس یقین جانو کہ جس رنگ میں اس صادق انسان کے حالات میں اور طرز زندگی میں غور کرو گے اور آپ کی لائف کا جو ورق بھی الٹو گے اسی میں لکھا ہوگا کہ آپؑ ضرورت حقہ کے وقت آئے اور صادق تھے مصدوق ہوئے اور عین وقت پر اپنا تمام کام پورا کر کے رفیق اعلیٰ میں جا ملے۔ پس ہم دل سے دعا کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی خُلَفَآءِ مُحَمَّدٍ. (عبدالرحمٰن قادیانی)۔

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۴۵ مورخہ ۲ راگست ۱۹۰۸ء صفحہ ۴)

ایک بزرگ کا امراء سے پیسے لے کر غرباء کو دینے والی حکایت

حضرت خلیفۃ المسیح اکثر اپنے درس اور وعظ میں ایک مفید نتیجہ خیز اور پُر مغز حکایت بیان فرمایا کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ

ایک بزرگ جو کہ بڑے باخدا اور کامل انسان تھے۔ ان کا یہ دستور تھا کہ وہ اکثر اپنے شہر کے امرا کے ہاں چلے جاتے اور ان سے چند پیسوں کا سوال کرتے مثلاً آج ہمیں ۱ر کی یا ۲ر کی سخت ضرورت ہے آپ دے ہی دیں۔ ان کی وجاہت اور ایسی خفیف سی رقم لوگ عموماً ان کو دے ہی دیا کرتے تھے۔ ان کا یہ کام تھا کہ ان سے لے کر باہر نکلے اور کوئی محتاج سائل فقیر سامنے آیا تو جو کچھ ملا اس کو دے دیا۔ ان کے کسی مرید یا شاگرد کو ان کے اس طرز عمل کی خبر ہوگئی کہ پیر صاحب لوگوں سے سوال کیا کرتے ہیں اور وہ بھی نہایت ایک حقیر سی رقموں کا۔ وہ اس ٹوہ میں لگ گیا۔ خدا کی شان ایک دن وہ شاگرد اس مطلب کے واسطے ان کے پیچھے ہولیا مگر ان کو خبر نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے ایک شخص سے سوال کیا اس دن اس نے ان کو جھڑک دیا اور نہایت ترش روئی کی مگر آخر ان کے اصرار اور الحاح سے اس نے کچھ پیسے ان بزرگ کو دے ہی دیئے۔ شاگرد یا مرید جو کچھ بھی کہ وہ تھا اس کو یہ امر نہایت شاق گزرا اور پھر یہ معلوم کر کے کہ وہ پیسے انہوں نے باہر نکلتے ہی ایک سائل کو دے دیئے ہیں جو کہ

ایسی لجاجت اور ایک طرح کی بے شرمی سے انہوں نے حاصل کئے تھے۔اس کی حیرت اور بھی بڑھ گئی اور اس راز اور حقیقت کے معلوم کرنے کے لئے اور بھی خواہش مند ہوا۔

وہ بزرگ جو کہ اس کے پیرومرشد یا اُستاد تھے۔اپنے مکان پر پہنچے تو اُس نے اس راز کی عقدہ کشائی چاہی اور سارا ماجرا بیان کر دیا کہ میں بھی اس کے ساتھ ساتھ ہی تھا۔آپ میرے واسطے اس عقدہ کو حل فرما دیں کہ یہ کیا بات ہے کہ آپ ایسے بزرگ پاک نفس،خدا رسیدہ انسان اس طرح کی ذلت گوارا کریں اور پھر اس کے نتیجہ سے کوئی ذاتی فائدہ بھی نہ اٹھائیں اور ایسا ایک عبث فعل کریں۔یہ آپ کی شان کے شایان نہیں۔آپ مہربانی فرما کر مجھ پر یہ عقدہ کھول دیں اور اس راز سے مجھے آگاہ فرما دیں۔وہ بزرگ اس کی اس کارروائی پر بہت متعجب ہوئے اور اپنے افشائے راز ہو جانے سے بہت گھبرائے..................آخر اس کے اصرار کی وجہ سے اس سے یوں مخاطب ہوئے۔

''دیکھو میں اس شہر میں رہتا ہوں اور یہ لوگ میرے اہل شہر ہونے کی وجہ سے میرے ہمسائے ہونے کا حق رکھتے ہیں۔شریعت الٰہیہ میں جہاں جہاں حق اللہ کی ادائیگی کے واسطے تاکیدی احکام نافذ فرمائے ہیں وہاں حق العباد کا ادا کرنا ایک بہت بڑا بھاری جزو ایمان قرار دیا ہے اور پھر حق ہمسائیگی کی اور بھی خصوصیت بیان ہوئی ہے۔لہٰذا اُن لوگوں کے بوجہ میرے ہمسایہ ہونے کے مجھ پر بہت سے حقوق واجب الادا ہیں۔سو ان حقوق کی ادائیگی اور بجا آوری کے لئے میں نے یہ راہ اختیار کی ہے۔

تم جانتے ہو کہ انسان ایک کمزور اور ضعیف الخلقت ہستی ہے اور اس سے کمزوریاں،سُستیاں کوتاہیاں اور غفلتیں ہو ہی جاتی ہیں۔خصوصاً یہ لوگ جو بڑے بڑے امراء اور رؤسا ہیں یہ تو ایسی غفلتوں میں اکثر مبتلا رہتے ہیں اور ہر کمزوری یا غفلت کا لازمی نتیجہ کچھ دکھ،درد،بیماری یا مصیبت وغیرہ ہوتا ہے۔پس میں نے ان کی حالت پر رحم کھایا اور ان کی ہمدردی نے مجھے اُکسایا کہ میں ان سے کچھ لے کر غرباء،فقراء اور مساکین کو دوں۔تا وہ صدقہ ان کی بعض غفلتوں کی تلافی کرتا رہے اور ان پر آنے والے مشکلات کے لئے وہ صدقہ سپر ہو جایا کرے۔میں ان سے کچھ نہ کچھ گاہ گاہ وصول کر کے

محتاجوں کو دے دیا کرتا ہوں اور خدا سے ان کے واسطے التجا اور دعا کیا کرتا ہوں کہ تو ان کی حالت پر رحم فرما اور یہ صدقہ ان کی طرف سے تو خود قبول فرما کیونکہ تو بڑا ہی رحیم کریم ہے‘‘۔

(ماخوذ از مضمون ’’ایک مٹھی آٹا‘‘ الحکم جلد ۱۲ نمبر ۴۹، ۵۰ مورخہ ۲۶۔۳۰ راگست ۱۹۰۸ء صفحہ ۵)

مسیح موعودؑ کے عقائد و دعاوی کی حلفاً تصدیق

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں مرزا صاحب کے تمام دعاوی کو دل سے مانتا اور یقین کرتا ہوں اور ان کے معتقدات کو نجات کا مدار ماننا میرا ایمان ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۸ ستمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۳۳۸ حاشیہ)

آپ کے انتخاب خلافت میں سِرّ

علامہ نور الدین کو اللہ نے اپنے مسیح کی خلافت کے لئے چن لیا اس میں سرّ کیا ہے وہی جو ایک دفعہ خطبہ جمعہ میں مولوی صاحب نے خود بیان کیا تھا کہ

خدا تعالیٰ نے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (النور:۵۶) فرمایا ہے۔ عمل صالح کئی قسم ہے۔ بعض کا تعلق خود اس کی ذات سے ہے اس کا نفع و نقصان بھی اسی تک محدود ہے۔ بعض کا تعلق اپنی اہلِ بیت سے ہے سو اس کا اثر بھی چند اشخاص تک محدود رہتا ہے۔ بعض کا تعلق اپنی قوم سے ہے اور بعض کا غیر اقوام سے بھی۔ اور تو مجھ میں کچھ نہیں مگر یہ ضرور تھا کہ میں نے بلا کسی بخل کے تمام جہان کے لوگوں سے ہمدردی کی ہے اور ان کی نفع رسانی اور بہتری و بہبودی میں کبھی کسی قسم کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ سو اس کا اجر مجھے یہ ملا۔ میں نے قرآن مجید کی اشاعت کے لئے کئی لوگوں کو بڑے بڑے خرچ دے کر پڑھایا مگر وہ پڑھ کر میرے مطلب کے ثابت نہ ہوئے۔ آخر خدا نے میری محنت کو ضائع نہ کیا اور کئی انگریزی و عربی و سنسکرت و عبرانی دانوں کو میرے تابع کر دیا۔

اکیلے خانہ کعبہ کا طواف

مولوی نور الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ

میں نے خانہ کعبہ کا طواف ایک دفعہ ایسے وقت میں کیا جبکہ کوئی اور طواف نہیں کر رہا تھا۔

خفیہ کمیٹیوں والے کامیاب نہیں ہوتے

خلیفۃ الامام نے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى (المجادلة:۹) پر تقریر فرماتے ہوئے بیان کیا کہ

خفیہ کمیٹیوں والے کبھی کامیاب نہیں ہوئے۔ پھر اسی ضمن میں فرمایا کہ

میں اتنے سال حضرت کی صحبت میں رہا ہوں مگر آپ سے میں نے کبھی ایک سیکنڈ کے لئے بھی تخلیہ نہیں کیا۔ ان کے بیٹے اور دوسرے گھر والے مرد اور تم سب بیٹھے ہو کوئی تم میں نہیں کہہ سکتا کہ کبھی ایسا اتفاق ہوا ہو۔ بلکہ آپ کی عادت تھی کہ اگر کوئی الگ بات کہتا تو آپ اس کے ساتھ باتیں کرتے کرتے اتنی بلند آواز سے بولنے لگتے کہ کوچہ میں چلنے والے بھی سن لیتے۔ یہ ان کے کامل مومن اور من جانب اللہ ہونے کا ثبوت ہے۔

(ماخوذ از مضمون ''ذوق کی باتیں'' البدر جلد نمبر ۷ نمبر ۳۴ مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

قرآن مجید سننے کی تحریک

حضرت امیر المومنین نے ہر جمعہ کو رکوع یا رکوع کا حصہ ابتدا سے سنانا شروع کیا ہے آپ نے ایک دفعہ لاہور میں فرمایا تھا کہ

اگر مسلمان ہر جمعہ کو بھی ایک رکوع سنیں تو تھوڑی مدت میں تمام قرآن مجید سن سکتے ہیں۔

(البدر جلد ۷ نمبر ۳۴ مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)

بوقت بیعت دہرائے جانے والے الفاظ

وہ الفاظ جن میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ بیعت لیتے تھے ہاتھ میں ہاتھ دے کر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

آج میں احمدؑ کے ہاتھ پر اُن تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے ان تمام گناہوں سے بچتا

رہوں گا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ۔۳بار۔رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَا عْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۔اے میرے ربّ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں کہ میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔آمین۔

اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں۔
حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ یہ الفاظ بڑھاتے ہیں۔

آج میں نور الدین کے ہاتھ پر تمام اُن شرائط کے ساتھ بیعت کرتا ہوں جن شرائط سے مسیح موعود و مہدی معہود بیعت لیا کرتے تھے اور نیز اقرار کرتا ہوں کہ خصوصیت سے قرآن وسنت و احادیث صحیحہ کے پڑھنے سننے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا اور اشاعت اسلام میں جان و مال سے بقدر وسعت و طاقت کمر بستہ رہوں گا اور انتظام زکوٰۃ بہت احتیاط سے کروں گا اور باہمی اخوان میں رشتہ اور محبت کو قائم رکھنے اور قائم کرنے میں سعی کروں گا۔

(البدر جلد ۷ نمبر ۳۵ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۸ صفحہ ۱)

ایڈیٹر صاحب ’’البیان‘‘ کے نام ایک خط

رسالہ البیان کے ایڈیٹر نے ماہ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ کے رسالہ میں پیغمبروں کی موت کی سرخی کی ذیل میں حضرت اقدس کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارا یہ زمانہ نبوت کا زمانہ نہیں۔اس پر حضرت خلیفۃ المسیح نے ان کو ایک خط لکھا ہے جو فائدہ عام کے واسطے درج ذیل کیا جاتا ہے۔(ایڈیٹر بدر)

جناب من! ہمارا مذہب کیا ہے؟ مختصراً عرض ہے۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔

۱۔ اللہ تعالیٰ تمام صفات کاملہ سے موصوف اور ہر قسم کے عیب و نقص سے منزہ ہے۔اپنی ذات میں یکتا اور صفات میں بے ہمتا اپنے افعال میں لَیْسَ کَمِثْلِہٖ اور اپنے تمام عبادات میں وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ۔

۲۔ملائکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اوران پر ایمان لانا لابد ہے۔

۳۔تمام کتب الٰہیہ

۴۔تمام رسولوں اورنبیوں۔

۵۔حضرت محمد رسول اللہ ﷺ المکی والمدنی محمد بن عبداللہ ابن آمنہ خاتم النبیین رسول ربّ العالمین ہیں۔اور آپ پر جو کتاب نازل ہوئی کیا معنے؟ اس پر اوران تمام چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ قرآن کریم بلاتحریف وتبدیل وکمی وزیادتی کے اسی ترتیب موجودہ پر ہم کو حضرت نبی کریمؐ سے پہنچا۔

۶۔تقدیر کا مسئلہ حق ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمام اشیاء جو ہیں اور جو ہوں گی اور جو ہوچکیں سب کا اللہ تعالیٰ کو اتم واکمل طور پر علم ہے۔جزئیات کا بھی وہ عالم ہے اور نیکی کا ثمرہ نیک اور بدی کا نتیجہ بد ہوتا ہے۔ جیسے کوئی کرتا ہے ویسا ہی پاتا ہے وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (المائدۃ:۱۶)۔

۷۔بعد الموت نفس کو بقا ہے۔قبر سے لے کر حشر ونشر،صراط،جہنم وبہشت کے واقعات جو کچھ قرآن کریم اوراحادیث صحیحہ سے ثابت ہیں سب صحیح ہیں۔

۸۔صحابہ کرام کو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ سے معاویہ ومغیرہ رضی اللہ عنہ تک کسی کو برا نہیں کہتے اور نہ دل میں اُن کی نسبت بداعتقاد ہیں۔اہل بیت کو بدل اپنا محبوب و پیارا یقین کرتے ہیں۔تمام بیبیاں حضرت نبی کریمؐ کی حضرت خدیجہ وعائشہ سے لے کر اور تمام خاندان نبوت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسن سبط اکبر اور امام حسین سبط اصغر شہید کربلا اوران کی والدہ بتول زہرا سیدۃ نساء اھل الجنة سب کو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ گروہ بدل یقین کرتے ہیں۔صَلٰوةُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔

اولاد امجاد مولیٰ مرتضیٰ علیہ السلام کو علی بن حسین زین العابدین اور محمد[1] باقر العلوم اور جعفر[2] الصادق سے لے کر زید بن علی اور اولاد صادق علیہ السلام میں ...... حسن عسکری تک سب کو علمائے باعمل اور ائمہ دین مانتے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ اور احمدؒ کو ائمہ فقہا سے، بخاری ومسلم، ابوداؤد اور نسائی کو ائمہ محدثین سے خواجہ معین الدین چشتی اور شیخ عبدالقادر جیلانی، خواجہ نقشبند وشیخ احمد سرہندی، شیخ شہاب الدین سہروردی،

ابوالحسن الشاذلی کو ائمہ تصوف۔اس لئے ان کو مکرم معظم واجب التعظیم اعتقاد کرتے ہیں کتاب وسنت پر ان کا عمل ہے۔اگر بتصریح وہاں مسئلہ نہ ملے تو فقہ حنفیہ پر اس ملک میں عمل کر لیتے ہیں۔اور اس لئے ہی سفر میں گیارہ رکعت فرض اور حضر میں سترہ رکعت فرض اور تین رکعت وتر کے علاوہ بیس رکعت رواتب اور بعض چالیس رکعت تک پڑھتے ہیں ۔ ہر رکعت میں الحمد اور کچھ حصہ قرآن کریم کا اور رکوع وسجود میں تسبیح وتحمید اور تشہد میں التحیات وصلوٰۃ وسلام ودعا پڑھتے ہیں۔تمام رمضان شریف کے روزے رکھتے ہیں ۔ چاندی میں ۵۲ تولہ چاندی پر چالیسواں حصہ اور ۷۔تولہ سونے پر ۲ ماشہ زکوٰۃ اور بارانی زمین پر عشر اور نہری وچاہی زمین پر بیسواں حصہ زکوٰۃ دیتے ہیں اور حج بیت اللہ کرتے ہیں۔ فضائل میں ترقی اور رذائل سے بچنے میں لگے رہتے ہیں۔مرزا ؎

درین رہ گر کُشندم و در بسوزند
نتابم روز ایوانِ محمدؐ

پر ہر ایک کا عمل ہے بایں ہمہ۔

لوگ اور آپ ہم پر کیوں خفا ہیں؟

۱۔اس لئے کہ مرزا نے دعویٰ مکالمہ الٰہیہ کا کیا مگر اس دعویٰ کی بنا اس پر تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے صفات میں اَلْاٰن کَمَا کَان ہے۔پس اگر وہ پہلے کسی سے بولتا اور کلام کرتا تھا تو اب وہ کیوں نہیں بولتا۔ اور اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ (الفاتحہ:۶،۷) میں دعا ہے کہ الٰہی انبیاء،صدیقوں،شہداء اور صلحاء کی راہ عطا فرما۔اور ان راہوں میں ایک راہ مکالمہ کی بھی ہے۔پس اگر ہم مکالمہ کے مدعی ہیں تو کیا کفر کیا؟ بنی اسرائیل کو اس لئے عبادت عجل ..... پر ملامت ہوئی اَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّہٗ لَا یُکَلِّمُھُمۡ وَلَا یَھۡدِیۡھِمۡ سَبِیۡلًا (الاعراف:۱۴۹) کہ ان کا معبود ان سے بات نہیں کرتا اور ان کو ہدایت نہیں فرماتا۔

پس اس وقت مسلمان کیوں مکالمات الٰہیہ سے انکار کرتے ہیں۔

۲۔دعویٰ امامت وتجدید دین۔اس کی بناء مکالمات اور حدیث عَلٰی رَأْسِ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنۡ

یُجَدِّدُ لَهَا دِیۡنَهَا (سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب ما یذکر فی قرن المائة) اورسورۂ نور کی آیت استخلاف پڑھی اور ہمیشہ مجدد گزرتے رہے۔پس اس صدی کو کیوں خالی چھوڑتے ہیں۔

۳۔دعویٰ مہدویت جس کا مدار وہی مکالمات تھے اور حدیث لَا مَهۡدِیُّ اِلَّا عِیۡسٰی (مرقاة المفاتیح شرح مشکاة کتاب الفتن باب اشراط الساعة) صحیح حدیث اسفار حدیث میں موجود ہے۔منجملہ ان کے ابن ماجہ میں بھی ہے۔مگر جناب نے بہت حقارت و بری نگاہ سے اس کا نام روایت اور مرزا صاحب کی توہین کے لئے فرمادیا کہ حدیث کر کے مرزا نے اس روایت کو پیش کیا ہے۔حالانکہ یہ حدیث ہے اور پھر کیا مجدد مہدی نہیں ہوتا۔انصاف !انصاف !!

۴۔ دعویٰ عیسیٰ ابن مریم ہونے کا ۔ اس کا مدار بھی مکالمہ الٰہیہ تھا اور قرآن کریم کی آیت وَمَرۡیَمَ ابۡنَتَ عِمۡرٰنَ الَّتِیۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِنَا وَ صَدَّقَتۡ بِکَلِمٰتِ رَبِّهَا وَکُتُبِهٖ وَکَانَتۡ مِنَ الۡقٰنِتِیۡنَ (التحریم:۱۳) پڑھی۔اس آیت کریمہ سے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔مومن جس سے خطا ہو جائے وہ امرأة فرعون کی مثل ہے کہ شیطان کے ماتحت ہے وہ تو دعائیں کرے۔نَجِّنِیۡ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ (التحریم:۱۲) اوراس آیت میں ذکر ہے دوسری قسم کے مومن کا۔دوسرا مومن وہ ہے جو محصن ہے وہ مریم ہوتا ہے اور جب اس پر کلام الٰہی کا نفخ ہوتا ہے تو مریم سے ابن مریم ہو جاتا ہے۔

اور تیسری وجہ ؎

چون مرا نورے پئے قومے مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

چوتھی وجہ حدیث صحیح یَنۡزِلُ فِیۡکُمۡ اِبۡنَ مَرۡیَمَ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب قتل الخنزیر)

۵۔آپ کا دعویٰ کہ ابن مریم مر گئے۔اس کے دلائل کے لئے آپ نے اسی ۸۰ رسالہ لکھے۔

۶۔ جو طبعی موت سے مر گئے وہ دنیا میں بایں جسم عنصری واپس نہیں آتے۔وَمِنۡ وَّرَآئِهِمۡ بَرۡزَخٌ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ (المؤمنون:۱۰۱)۔

۷۔آپ نے ہزاروں پیشگوئیاں کیں جو صحیح ہوئیں۔ جو بظاہر کسی کو نظر آتا ہے کہ صحیح نہیں ان پر مرزا صاحب نے بہت کچھ لکھا ہے۔

آپ نے باا ینکہ محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین مانا اور ان کے عشق و محبت میں ہزاروں صفحہ نکلا ہے بے ریب لکھا ہے کہ میں نبی بمعنے پیشگوئی کرنے والا ہوں مجھے احادیث اور کلام الٰہی میں نبی کہا گیا۔ مگر نہ نبی تشریع۔ اور یہی مذہب تمام صوفیاء کرام کا ہے۔ فتوحات مکیہ باب الثالث والسبعون پر آپ غور کریں۔

آپ کی سرخی اور آپ کا مضمون کم سے کم چار لاکھ مسلمان احمدیوں کو دکھ دینے والا ہے۔ اگرچہ آپ کے ساتھ بھی بہت سے اخبار اور رسائل ہیں۔ مولوی صاحب آپ کا زمانہ نبوت کا زمانہ نہیں اس پر دریافت طلب امر ہے کہ آپ کو اس بارے میں وحی نبوت ہوئی ہے کہ آپ کا زمانہ نبوت کا زمانہ نہیں یا آپ کی دہریت کا فتویٰ ہے۔　　نورالدین

....

سماع ایک شخص نے ایک دفعہ بذریعہ خط حضرت صاحب سے پوچھا تھا کہ بعض صوفی جو سماع کے قائل ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا۔ خَیْرُہٗ خَیْرٌ وَ شَرُّہٗ شَرٌّ اور فرمایا کہ گانا مزامیر کے ساتھ حرام ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ پر درود ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح سے پوچھا کہ نماز میں حضرت مسیح موعود پر درود پڑھنا جائز ہے؟

آپ نے فرمایا۔ لفظ آل محمد میں امام کا خیال کرلو اور نماز میں کچھ تغیر و تبدل ہرگز مت کرو۔ تاکید ہے۔ ہاں آخر نماز میں سلام سے پہلے جس قدر چاہو دعائیں مانگ لو جس زبان میں چاہو مانگو مگر نماز میں قطع و برید ہرگز نہ کرنا۔

نورالدین

۹/اگست ۱۹۰۸ء

(البدر جلد ۷ نمبر ۳۵ مورخہ ۱۷/ستمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۵،۶)

تمام جماعت احمدیہ کے نام فرمان

اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ[1] (النساء : ٦٠)

اس وقت میں اپنی تمام جماعت کو ایک نہایت ضروری امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس سلسلہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا ایک ضروری جزو گورنمنٹ کی وفاداری تھی یہاں تک کہ کوئی کتاب آپ کی ایسی نہیں جس میں اس بات پر زور نہیں دیا گیا۔ آپ نے نہ صرف اپنی جماعت کو عام طور پر گورنمنٹ کے احسان اور اس کے برکات یاد دلا کر ہی یہ نصیحت کی تھی کہ وہ اس گورنمنٹ کے دل و جان سے وفادار اور ہر حال میں خدمات کے لئے تیار ہیں۔ جیسا کہ تعلیم قرآنی هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ (الرحمٰن:٦١) کا منشاء ہے بلکہ اپنی اس تعلیم سے کہ جہاد اور غازی مہدی کے آنے کا عقیدہ جو ایک دوسرے کے مؤید ہیں دونوں سراسر تعلیم الاسلام کے خلاف ہیں۔ اس سلسلہ میں شامل ہونے والوں کے دلوں کو ہر ایک قسم کی بغاوت اور فساد اور شر کے خیالات سے پاک کر دیا تھا۔ ایسا ہی سال گذشتہ میں جب اس ملک ہند کے بعض اطراف میں بعض لوگوں نے فساد اور بغاوت کے خیالات پھیلانے شروع کئے تو اس وقت بھی ہمارے امام نے پُر زور الفاظ میں ساری جماعت کو یہ نصیحت کی کہ وہ گورنمنٹ کی وفاداری پر ثابت قدم رہیں اور نہ صرف ایسے لوگوں کے ساتھ جو گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کو اکساتے ہیں شامل نہ ہوں بلکہ حتی الوسع اپنے دوسرے وطنی بھائیوں کے ان غلط اور مفسدانہ خیالات کی اصلاح کی کوشش کریں۔ چنانچہ ۷ رمئی ۱۹۰۷ء کے اشتہار میں جو بعنوان **”اپنی تمام جماعت کے لئے ضروری نصیحت“** شائع فرمایا تھا۔ آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ

”چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے

---

[1] ترجمہ۔ اللہ اور اس کے رسول اور حکام وقت کی اطاعت کرو۔

بغاوت کی بُو آتی ہے بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہوجائے گا۔اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہٖ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریباً چھبیس[۲۶] برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں۔یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۷۰۸)

اور پھر اسی اشتہار میں آگے چل کر یوں تحریر فرمایا تھا۔

''سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے اور میرے نزدیک یہ سخت بدذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجے سے بچائے جاتے ہیں اور اس کے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔اس کے احسان کے ہم شکر گذار نہ ہوں۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۷۰۹)

اس تعلیم کے ہوتے ہوئے مجھے ضرورت نہ تھی کہ میں کچھ لکھتا مگر اس وقت بعض اور واقعات ایسے پیش آگئے ہیں کہ حضرت امام کی ہی تعلیم کی یاد دہانی میں ضروری سمجھتا ہوں۔اس وقت بنگال میں اس بغاوت نے جس کے متعلق حضرت امامؑ نے فکر ظاہر کیا تھا بمب سازی کا خطرناک رنگ اختیار کیا ہے اور بعض شریر اور مفسد لوگوں نے بعض جوشیلے مگر کم عقل نوجوانوں کو ساتھ ملا کر ملک میں بدامنی اور بدعملی پھیلانی چاہی ہے۔مگر خوش قسمتی سے اس باخبر گورنمنٹ نے وقت پر اطلاع پا کر مفسدوں کو گرفتار کرلیا ہے۔ان مفسد لوگوں کی کارروائیوں کو ہم سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ یہ جماعت جس کے امامؑ نے گورنمنٹ کے مقابلہ پر کسی باغیانہ رنگ اور خیال کے دل میں جگہ دینے کو سخت ترین بدذاتی قرار دیا ہے بلکہ ایسے شخص کو جماعت سے خارج کیا ہے تمام مفسدین کی کارروائیوں کو اسی طرح نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔پھر بھی میں اپنی تمام جماعت کو جس نے میرے ہاتھ پر

بیعت کی ہے یہ تاکید اور نصیحت کرتا ہوں اور خصوصاً جماعت کے اس حصّہ کو جو بنگال میں رہتے ہیں کہ وہ ایسے تمام مفسد لوگوں کی صحبت سے اجتناب کریں۔ بلکہ جس شخص کے خیالات میں کچھ بھی بغاوت اور فساد کی بُو آتی ہو اس سے قطع تعلق کریں اور حتی الوسع ایسے مفسد لوگوں کے حالات کو گورنمنٹ کے نوٹس میں لانے کی کوشش کریں اور جہاں تک ہو اس گورنمنٹ کی خدمت کو اپنی عین سعادت سمجھیں۔

ایک اور امر بھی اس جگہ ذکر کرنے کے قابل ہے۔ آج کل بہت سے اخبارات نے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ باغیانہ یا مفسدانہ خیالات کو پھیلاتے اور پبلک کو گورنمنٹ یا اس کے یوروپین افسروں کے خلاف اکساتے رہتے ہیں۔ میں اپنی جماعت کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ایسے اخباروں کو ہرگز نہ خریدیں اور نہ پڑھیں۔ اور نہ ہی ایسے لوگوں کے ساتھ جو اس قسم کے جرائم کے بدلے سزایاب ہوتے ہیں کسی قسم کی ہمدردی کا کوئی اظہار کرنا چاہیے کیونکہ ایسی ہمدردی دراصل ایک قسم کا ظلم ہے۔ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مفسدانہ خیالات کے پھیلانے کا جرم کوئی بڑا جرم نہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کو اکسانے اور مفسدانہ خیالات کی اشاعت کرنا نہ صرف گورنمنٹ کے خلاف ہی کارروائی ہے بلکہ اس کا بُرا اثر عام طور پر ملک کے امن پر پڑتا ہے اور جو لوگ ایسے مفسدانہ خیالات کو پھیلاتے ہیں وہ ملک کے ساتھ بھلائی نہیں کرتے بلکہ وہ دراصل اپنے ہم وطنوں سے دشمنی کرتے ہیں۔

پھر یاد رکھو کہ بعض سوسائٹیاں قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ قرآن میں ہے۔ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ[1] (المجادلة:۱۱) اور فرمایا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰى[2] (المجادلة:۱۰)۔

---

۱ ترجمہ۔ بات یہ ہے کہ بعض مشورے شیطانی ہوتے ہیں۔

۲ ترجمہ۔ اے مومنو مشورہ کرو بھی تو کسی گناہ، بغاوت، رسول کی نافرمانی پر نہ کرو بلکہ حقیقی نیکی اور تقویٰ پر کرو۔

یہ صریح احکامِ قرآن کریم ہیں۔ پس ہر ایک مسلمان کو ان صریح احکام کا پابند ہونا چاہیے۔ نیز یاد رکھو کہ ہمارے نبی کریمؐ جو ہمارے حقیقی مطاع و مقتدا ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے عملی طور پر مختلف گورنمنٹوں میں رہ کر اور صحابہ کرامؓ نے مکہ معظّمہ کے بے قانون شہر و ملک میں کیسے تیرہ برس بسر کئے کہ عقل حیران ہوتی ہے۔

اور جب دیکھا کہ صحابہ کرامؓ پر طاقت سے زیادہ تکالیف پڑتی اور بڑھتی جاتی ہیں اور ایذائیں ناقابل برداشت ہیں تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو ارشاد فرمایا کہ ملک حبشہ میں جہاں کا بادشاہ مسیحی تھا ہجرت کر دو۔ اس میں ایک مخفی راز یہ بھی تھا کہ میری قوم کو کسی نہ کسی وقت عیسائی سلاطین کے ماتحت رہنا پڑے گا۔ اس وقت مسیحی سلطنت کے ماتحت رہیں جس طرح صحابہ کرام حبش کے مسیحی بادشاہ کے ماتحت رہے۔

پس ہمارے اس سلطنت کے ماتحت رہنے کا نمونہ صحابہ کرام موجود ہیں جس طرح وہ حبشہ میں رہے اسی طرح تم ہندوستان میں رہو۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ ہمارے امامؑ صاحب کس طرح بلا طمع اور غرض کے اپنی اسّی کتابوں میں ہمیں تعلیم کر گئے ہیں۔ اس کی خلاف ورزی ہرگز مت کرو۔ اتباع قرآن و اتباع نبی کریم و اتباع صحابہ کرامؓ کو نہ چھوڑو۔ نورالدین

(البدر جلد ۷ نمبر ۳۵ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۰، ۱۱)

عورتوں کی اصلاح کس طرح ہوسکتی ہے

ایک صاحب کا اپنی زوجہ کی نسبت شکوہ تھا۔ فرمایا۔

یہ ایک تجربہ شدہ بات ہے کہ جب کسی عورت کے واسطے بہت استغفار اللہ کے حضور میں کی جاوے تو اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ عورتوں کی کمزوریوں میں رحم کرنا چاہیے کیونکہ ان کو حصول علم اور وعظ کے سننے اور تعلیم پانے کے واسطے وہ موقع نہیں جو مردوں کے واسطے ہوسکتا ہے۔ پس وہ کس طرح اپنے علم و عقل میں مردوں کے برابر ہو جاویں۔ مردوں کو پہلے ہی سے یہ امید نہیں باندھ لینی چاہیے کہ

عورت ہر امر میں اس کی ہم خیال اور مرضی کے موافق ضرور ہوگی۔

قابل قدر دلی ایمان ہے

ملک عادل شاہ صاحب نے ترنگ زئی سے مجھے خط لکھا کہ حضرت خلیفہ صاحب اپنے نام کے ساتھ لفظ احمد لکھا کریں تو خوب ہو۔ (یعنی نورالدین احمد)۔ فرمایا۔

آجکل یہ رواج ہے کہ لوگ اس طرح کے ناموں کے ساتھ لفظ احمد بڑھا دیتے ہیں یعنی سراج الدین احمد وغیرہ اور کوئی لکھ دے تو میں اس کو برا نہیں مناتا۔ لیکن میرے نزدیک یہ صرف ظاہری باتیں ہیں ان کی ضرورت نہیں۔ میرے لئے وہ ایمان کافی ہے جو میرے دل میں ہے اور خود لفظ نورالدین اپنے معنوں میں بہت بڑا لفظ ہے۔

دھوکے سے نکاح ناجائز ہے

ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں خط لکھا کہ میری ایک جگہ نسبت ہو چکی ہے مگر میں اُسے پسند نہیں کرتا۔ ہاں چاہتا ہوں کہ اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ اس لڑکی کی شادی کرادوں۔ کیا یہ جائز ہوگا کہ نکاح تو میں کرلاؤں اور پھر طلاق دے کر اپنے بھائی کے ساتھ اس کا نکاح کرادوں؟

فرمایا۔ اس کو لکھا جائے کہ یہ دھوکا ہے اور ہرگز جائز نہیں مومن کو چاہیے کہ صاف بات کرے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ دنیا میں عورتوں کی کمی نہیں۔ متقی کے واسطے خدا تعالیٰ سارے سامان خود مہیا کر دیتا ہے۔ لڑکی والوں کو صاف کہہ دینا چاہیے کہ ہم اس لڑکے کے واسطے نہیں بلکہ چھوٹے کے واسطے درخواست کرتے ہیں اور دعا کرنی چاہیے کہ خدا تعالیٰ وہ کام ہونے دے جو احسن ہو۔

مولوی فضل دین صاحب مرحوم خوشاب

مولوی صاحب موصوف کی وفات کی خبر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پہنچی۔ فرمایا کہ

ان کا جنازہ جمعہ کے دن پڑھا جاوے۔ بڑے مخلص آدمی تھے اور دلیر مخلص تھے اللہ تعالیٰ مغفرت کرے۔

اتفاق اور اختلاف

(۱۴؍ستمبر رات) بورڈنگ کے بعض طلباء کو مخاطب فرما کر فرمایا کہ

دنیا میں اختلاف ہے ہر ایک کا مذاق جدا جدا ہے۔ مگر باوجود اس قدر اختلاف کے پھر بھی ان میں ایک وحدت ہے۔ خدا تعالیٰ واحد ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ وحدت پیدا ہو۔ فرماتا ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا (ال عمران:۱۰۴) یعنی تم سب کے سب مل کر اللہ کے رسے کو مضبوط پکڑ لو۔ تمہاری کھیل جو رسہ کھینچنے کی ہے اس سے مجھے یہ نکتہ سوجھا ہے کہ جیسے وہاں فریق مقابل کو زک دینے کے لئے ضروری ہے کہ سب کے سب یک دل ہو کر باوجود اختلاف قومی و خیالات زور لگاتے رہیں۔ اسی طرح اللہ کے رسے کو جس سے مراد قرآن مجید ہے دوسری قوموں کی زد سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ تم مل کر کام کرو۔

قرآن مجید پر تمام قومیں تمدنی، تاریخی، طبعی، علمی، عقلی غرض کہ ہر طرح کے اعتراض کر رہی ہیں اور چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کی تعلیم کو نہ پھیلنے دیں۔ پس تمہیں چاہیے کہ ان کا زور توڑنے کے لئے اپنے میں علمی قوت پیدا کرو اور اتفاق سے رہو۔

وحدت کے لئے ایک اختلاف کی بھی ضرورت ہے۔ دیکھو اگر رسے کے کھیل میں دوسری طرف مخالف زور لگانے والا کوئی نہ ہو تو یہ کھیل ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح (حبل اللہ) قرآن مجید کے مقابل میں زور لگانے والے لوگ بھی ضرور ہونے چاہئیں تھے۔ پر اب ضرور ہے کہ تم اتفاق سے یک دل اور یک جان ہو کر زور لگاؤ تا ایسا نہ ہو کہ فریق مخالف فتح پائے۔ (البدر جلد ۷ نمبر ۳۶ مورخہ ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۵)

قیام رمضان

امیر المومنین مولوی نورالدین صاحب سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ

اس بارے میں عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کے اثر سے کوئی صحیح نہیں۔ یہ وہی روایت ہے جس میں حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ وَالَّتِیْ تَنَا مُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِیْ تَقُوْمُوْنَ ۔ یعنی اس نماز کا پچھلی رات پڑھنا افضل ہے۔ (ماخوذ از مضمون ''ماہ صیام'' البدر جلد ۷ نمبر ۳۶ مورخہ ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۸)

رسول کے واسطے استغفار

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ حضرت مرزا صاحب تو رسول خدا تھے آیا آپ کے جنازہ میں مغفرت والی دعائیں پڑھی جاویں یا نہ کیونکہ استغفار کے معنے ہیں گزشتہ غلطیوں کے بدنتائج سے حفاظت اور آئندہ ان کے وقوع وارتکاب سے حفاظت اور یہاں دونوں مفقود۔

اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب نے فرمایا کہ

جنازہ میں مغفرت کی دعائیں پڑھنی چاہئیں کیونکہ کسی کا استغفار بہت سے پہلوؤں سے ہوتا ہے کچھ اس کی ذات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور کچھ اہل وعیال اور متعلقین اور متبعین کے متعلق ہوتا ہے علاوہ اس کے ہر حصہ میں کامل ہونا تو عبودّیت کی شان کے برخلاف ہے کامل طور پر سبوح وقدوس تو اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے باقی سب کو استغفار کی ضرورت ہے۔

(البدر جلد ۷ نمبر ۳۶ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۱)

طلباء مدرسہ کو زرّیں نصائح

۲۳ ستمبر ۱۹۰۸ء کو بعد نماز مغرب حضرت خلیفۃ المسیح نے طلباء مدرسہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

ہر ایک لچکدار اور نرم شے کے لئے بہت سے عجائبات ہوتے ہیں نرم چیز کو جس طرف چاہو پھیرو وہ پھر جاتی ہے اور جس شکل میں اُسے بنانا چاہو اسی شکل کو بہ آسانی اختیار کر لیتی ہے لیکن اس خوبی کے ساتھ اس میں ایک دقت بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو جلد کرم کھا جاتا ہے اور اس طرح وہ ایک خطرہ میں ہے۔ بچپن کے عالم کی مشابہت اسی نرم لکڑی کے ساتھ ہے۔ بچہ کیسا ہی بااخلاق نیک لائق معلوم دے پھر بھی اس کی عمر ایک ناواقف، ناتجربہ کار، ناسمجھ اور ناعاقبت اندیش کی عمر ہے۔ جب بڑا ہوگا تب ہی اس کو پورا تجربہ حاصل ہوگا۔ مدرسہ کے چھوٹے بچوں میں بعض دفعہ ایک خفیف سی چوری کی عادت ہو جاتی ہے۔ کسی کا نب اٹھا لیا کسی کا قلم لے لیا۔ یہ اگرچہ بہت چھوٹی سی بات ہے مگر اس کا نتیجہ دور تک

پہنچتا ہے کیونکہ انسان جبکہ ایک چھوٹی سی بدکاری کو اختیار کرتا ہے تو پھر اس میں بڑھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ بڑے بڑے مصائب میں گرفتار ہوتا ہے۔ایسا ہی ایک عیب تکبر کا ہے۔ پہلے بچہ دوسرے بچوں سے اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر تکبر کرتا ہے رفتہ رفتہ یہ تکبر کی عادت اُس کے اندر راسخ ہو جاتی ہے اور بڑا ہو کر بھی وہ متکبر ہی رہتا ہے یہاں تک کہ کسی کو سلام ہی نہیں کر سکتا جس کی سزا میں اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی لوگوں سے ایسا معاملہ کرا دیتا ہے کہ پھر اس کو بھی کوئی سلام کرنا پسند نہیں کر سکتا۔اسی طرح ایک عیب کاہلی اور سستی کا ہے۔ چھوٹے بچے ادنیٰ کاموں میں سستی کرتے ہیں تو رفتہ رفتہ سستی ان کی عادت میں داخل ہو جاتی ہے اور اگر دینی کاموں سے بے پرواہی کرتے ہیں تو آہستہ آہستہ دین سے بے تعلق ہوتے جاتے ہیں۔ دیکھو ایک ہندو بچہ اگرچہ اُس کو ہندو دھرم کے عقائد سے ہزار اختلاف ہو جب کوئی کتاب یا مضمون وغیرہ لکھتا ہے تو سرے پر لفظ اوم ضرور لکھ دیتا ہے مگر دین کی طرف سے بے توجہی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان بچوں نے اپنے مضامین کے سرے پر بسم اللہ لکھنا ترک کر دیا ہے۔بعض بچے آسودہ حال ہوتے ہیں اُن کی طرف دیکھ کر دوسرے فضول خرچ بننا چاہتے ہیں۔ یہ بھی ایک نقص ہے۔قدرت نے سب کو یکساں نہیں بنایا۔کوئی گورا ہے کوئی کالا ہے کوئی لمبا ہے کوئی چھوٹا ہے کوئی موٹا ہے کوئی دُبلا ہے۔غرض سب باتوں میں اختلاف اور فرق ہے ایسا ہی مال و دولت کے لحاظ سے بھی لوگ یکساں نہیں ہیں بلکہ ان میں بہت فرق ہے۔اس کے متعلق قرآن شریف میں ہے کہ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ ......الخ (الحجر:۸۹)قسماقسم کے کفار کو جو کچھ دیا گیا تو ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھ یعنی ان کی کچھ پرواہ نہ کر۔ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے بڑے احسان ہیں۔میں طالب علمی کے زمانہ میں بڑے بڑے وسیع الخیال لوگوں کی مجلس میں رہا۔ایک دفعہ مجھے خیال ہوا کہ بادشاہ بننا چاہیے۔ پس میں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ میں بادشاہ کس طرح بن سکتا ہوں۔ لمبے منصوبوں کا ایک بڑا سلسلہ میرے دل میں سے گزرا۔لڑائیوں کے مصائب ،دریاؤں میں گرنا، قلعوں سے کودنا،جنگلوں میں سے گزرنا غرض تمام منازل طے ہو کر میں نے جاپان سے امریکہ تک

فتوحات کیں اور تخت پر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔تب میں نے دیکھا کہ بادشاہ کے واسطے چاروں طرف سے خطرات اور تفکرات ہیں اس کے واسطے کوئی آرام کی زندگی نہیں۔اس قدر مصائب جس چیز کے واسطے اٹھائے گئے وہ اتنی قیمت نہیں رکھتی۔تب میں نے اپنے شاہ بننے پر افسوس کیا اور شاہی کو چھوڑ دیا۔[۱] اور ایسے خیالات کو ہمیشہ کے واسطے ترک کر دیا۔یہ جنون نہ تھا بلکہ خدا تعالیٰ کا ایک فضل تھا۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں آج تک کبھی کسی پولیٹیکل سوسائٹی میں شامل نہیں ہوا۔جس سے حکومت کے خیالات پیدا ہوں اور دنیوی عیش و آرام اور شان وشوکت کی اشیاء کبھی میری نگاہ میں کوئی عزت نہیں پاتیں۔طالب علمی کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے میرے واسطے بڑے بڑے سامان مہیا کر دیئے تھے۔میں شاہی ہاتھیوں اور گھوڑوں پر سوار ہوتا تھا مگر انہیں راستوں میں پا پیادہ بھی چلتا تھا۔ہر دو امور میرے واسطے یکساں تھے۔خدا کے فضل نے میری دستگیری کی۔

بچپن کے عالم میں انسان کے واسطے بڑے بڑے مشکلات ہیں۔ان کے دو علاج ہیں ایک دعا دوسرے صحبت صالحین۔بچپن میں جو لوگ اپنے آپ کی حفاظت کرتے ہیں وہ بڑے ہو کر آرام میں رہتے ہیں۔دیکھو ہم اس بڑھاپے میں ایسے عمدہ قویٰ رکھتے ہیں یہ اسی بچپن کی حفاظت کا نتیجہ ہے۔ بچوں کے واسطے تنہائی اچھی نہیں۔تنہائی میں بہت سے برے خیالات پیدا ہوتے ہیں اس سے بچنا چاہیے۔اب میں تمہیں ایک چھوٹی سی سورۃ سناتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ (العصر:۲،۳) قسم ہے زمانہ کی انسان گھاٹے میں ہے۔بہت لوگ زمانہ کو کوستے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں مگر یہ ان کی غلطی ہے خدا تعالیٰ زمانہ کی قسم کھاتا ہے۔دیکھو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ کیسا مبارک زمانہ تھا کیسی تعلیم دنیا کے واسطے لایا۔مگر انسان کی عمر اس زمانہ میں گھٹ رہی ہے لوگ کہتے ہیں عمر بڑھتی ہے مگر دراصل گھٹتی ہے برف کے پگھلنے کی طرح انسان کی عمر گھٹ رہی ہے ہمارا خدا

---

۱ اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے آپ کو روحانی شاہ بنا دیا جہاں چار لاکھ انسان کے دل آپ کے واسطے سچی ارادت کے ساتھ مسخّر ہیں۔(ایڈیٹر)

خوبیوں والا ہے اس کو پانے کے واسطے انسان کو چاہیے اپنے میں خوبیاں پیدا کرے۔ پنجابی میں ایک مثل ہے جس کو حضرت امام مسیح موعود بھی فرمایا کرتے تھے۔

بے مثل پانا چاہیں خود بے مثل ہو

مومن کو خیال کرنا چاہیے کہ میرا مولا بدیوں سے پاک ہے وہ بدکار کے ساتھ کس طرح تعلق رکھے گا۔ ایمان کا یہ نتیجہ ہے کہ انسان نیک عملوں کی طرف جھکتا ہے۔ جب انسان خود نیک بنتا عمل صالح کرتا تو پھر دوسرے کو نیک بناتا حق سکھاتا اور صبر کی تعلیم دیتا ہے۔ آجکل لوگوں میں صبر نہیں ایک گالی سن کر پچاس دیتے ہیں ایسا نہیں چاہیے۔ غضب، شہوات اور حرص کے وقت صبر سے کام لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تم سب کو ایمان عطا کرے عمل صالح کی توفیق دے، حق پر چلائے اور دوسروں کو حق دکھلانے والا اور صبر سکھانے والا بنائے۔ (البدر جلد ۷ نمبر ۳۷ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۵)

مقتولین جنگ کا معاملہ خدا پر چھوڑو

ایک صاحب کا خط پیش ہوا کہ اس وقت جو مسلمان جنگ میں مرتے ہیں ان کا کیا حال ہے آیا وہ شہید ہیں یا حرام موت؟

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔

جب حضرت امیر تیمور حلب میں گئے تھے تو آپ نے علماء سے سوال کیا کہ حضرت علی و معاویہ کے مابین جو جنگ ہوئی تھی اس میں طرفین کے مقتولین کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ علماء خوف زدہ تھے خاموش رہے کسی کو جواب دینے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر ایک محدث آیا اور اس نے کہا کہ مجھے امیر صاحب کے پیش کرو میں ان کے سوال کا جواب دوں گا۔ چنانچہ وہ پیش ہوئے اور انہوں نے امیر صاحب کی خدمت میں کہا کہ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص جنگ ریا کے واسطے کرتا ہے اور کوئی اپنی شجاعت کے اظہار کے لئے ایسا کرتا ہے، کوئی شخص قومی محبت کے لئے لڑائی میں جاتا ہے اور کوئی صرف تعصب کے سبب اس میں شامل ہوتا ہے، کسی کو سوائے اس کے غرض نہیں ہوتی کہ

مخالفت کے ساتھ اس کو کوئی ذاتی عداوت ہوتی ہے لیکن کوئی ایسا ہوتا ہے کہ صرف اعلائے کلمۃ اللہ کے واسطے جنگ میں جاتا ہے۔غرض اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ہے۔ جناب امیران لوگوں کے دل کی حالت اور نیت کو ہمارے سامنے پیش کر دیں پھر ہم اس پر فتویٰ لگا دیں گے۔یہی جواب اب بھی ہمارا ہے۔

بے وضو اذان وقرآن

ایک شخص کا خط حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوا کہ بے وضو قرآن شریف پڑھنا یا اذان دینا جائز ہے؟

فرمایا۔ جائز ہے۔ (البدر جلد ۷ نمبر ۳۷ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۸)

بیعت لینے سے قبل خطاب

(مرتبہ جناب عربی صاحب)

آج میں نے اور سید طفیل حسین وبابو غلام محمد اسسٹنٹ سرجن کلاس میڈیکل کالج لاہور نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت کے پہلے آپ نے یوں خطاب کیا کہ

بیعت اور اس کے فوائد بیعت کے معنے ہیں غلام ہو جانے کے اور یورپ والے کہتے ہیں کہ غلامی بُری چیز ہے اور انسان آزاد پیدا ہوا ہے۔ میرے ایک پیر عبدالغنی صاحب مدینہ طیبہ میں رہتے ہیں۔ دور دور کے لوگ آپ کے مرید ہوتے ہیں مصر کے، شام کے، مغرب کے، روس کے، میں بھی ان کے ہاں جایا کرتا تھا مگر میں خیال کرتا تھا کہ بیعت سے کیا فائدہ نیکی، بدی سب کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں اور میں فارغ التحصیل ہو چکا تھا۔

اس لئے مبائعین کی کثرت دیکھ کر تعجب کیا کرتا تھا۔ آخر ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ چلو بیعت کر لو اگر فائدہ نہ دیکھا تو انکار کر دیں گے۔ میں ان کے مکان پر گیا مگر میری شرافت نے اجازت نہ دی کہ میں اقرار کر کے پھر جاؤں آخر میں یوں ہی واپس آ گیا۔

کچھ عرصہ کے بعد میرے دل نے فتویٰ دیا کہ بیعت کرلو۔ جب میں شاہ صاحب کے مکان پر گیا تو میں نے کہا کہ اگر میں نے آپ کی بیعت کر لی تو مجھے کیا فائدہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا۔شنید بہ دید مبدل شود وسمعی کشفی گردد۔اور آپ نے فرمایا کہ بیعت کے وقت کوئی شرط بھی کرنی جائز ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں اَسْئَلُكَ مَرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ۔فَأَعِنِّي عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود و الحث علیہ)بھی آیا ہے اور آپ نے فرمایا کہ اگر اصول اسلام سیکھنے ہوں تو چھ مہینہ رہنا ہوگا اگر فروعات سیکھنے ہوں تو ایک سال۔آخر میں رہا۔خدا تعالیٰ نے مجھ پر بڑے انعامات کئے۔

چار مجرب وظائف میں نے چار وظیفے تجربہ کئے ہیں۔استغفار جس کے معنے ہیں پچھلی غلطیوں کے بدنتائج سے اور آئندہ غلطیوں سے لاحول (خدا کی پناہ میں آنا)۔

الحمد شریف پڑھنا۔رَبُّ الْعَالَمِيْنَ بتدریج ترقی دینے والا ،رحمان کہتے ہیں بلا مبادلہ فضل کرنے والے کو۔رحیم بالمبادلہ رحم کرنے والے کو، جزا سزا بھی بعض وقت دیتا ہے مگر وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (المائدۃ :۱۶)بھی آیا۔تم ڈاکٹری میں پڑھتے ہو دیکھو سفلس گنوریا اکثر بدکاری سے ہوجاتا ہے۔فرمانبرداری بڑی عمدہ چیز ہے یہی راہ انبیاء،شہداء، صالحین کی ہے۔علم پڑھ کر عمل نہ کرنے اور بے وجہ حسد،بغض رکھنے سے انسان مغضوب ہوجاتا ہے۔جیسے یہود۔

ضالین، بے جا محبت سے انسان ضالین میں سے ہوجاتا ہے۔جیسا کہ ایک بزرگ نے لکھا دَعْ مَاادَّعَتْ نَصَارٰى نَبِيَّهُمْ ضالین سے مراد عیسائی ہیں انہوں نے بے جا محبت سے مسیح علیہ السلام کو خدا بنادیا اور تراجم کرنے والوں کے خیالات کو کلام خدا۔اس لئے سچے علوم ان کے پاس نہیں رہے ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الکہف :۱۰۵)۔ایک عیسائی مسلمان کے کالج میں مدتوں تک رہا۔ایک شخص نے اس سے دریافت کیا کہ آپ تو بڑے عالم ہیں بھلا یہ بتائیں کہ تین خدا ایک کیسے ہوسکتے ہیں اور ایک تین کیسے؟ اس نے کہا کہ ایشیائی دماغ تثلیث کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔اس نے کہا مسیح

یورپین تو نہ تھا بلکہ وہ تو ایشیائی تھا۔ لاجواب ہو کر ہنس کے ٹال دیا قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِھِمْ (الکھف :۵،۶)۔ الحمد کثرت سے پڑھنی چاہیے اس سے مذاہب باطلہ کا ابطال ہوتا ہے۔

چوتھا وظیفہ درود شریف ہے۔ دیکھو نبی کریم نے ہمارے لئے کیسی مشکلات اٹھائیں ان کے کس قدر احسانات ہیں ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمٰن:۶۱) ان کے احسانوں کو یاد کر کے درود شریف پڑھا کرو۔ درود درد سے نکلا ہے۔

وظائف کے لئے وقت کا تعین بدعت ہے ان وظائف کے لئے وقت کا معین کرنا میرے نزدیک بدعت ہے جب موقع ملے پڑھے۔ ایک دفعہ مجھے بھانڈوں کا تماشہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے دیکھا کہ بیٹا باپ کو جوتے مارتا ہے۔ میں نے اسی وقت نبی کریم پر درود پڑھنا شروع کر دیا کہ اگر آپ کی تعلیم پاک کا اثر ہم پر نہ ہوتا تو ہماری بھی ایسی کیفیت ہوتی۔

مسلمان کبھی شرمندہ نہیں ہوتا میں نے عیسائیوں وغیرہ سے مباحثات کئے ہیں کفارہ کے مسئلہ میں ان کا دل ملامت کرتا ہے۔ خدا کا فضل ہے مسلمان کبھی شرمندہ نہیں ہوتا۔ ایک پادری گارڈن نام میرے مکان پر آیا کرتا تھا ایک دن انجیل کی تعلیم کی خوبیاں بیان کرنے لگا۔ میں نے کہا تمہارا مذہب ایسا نہیں ہے کہ بلند میناروں پر چڑھ کر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر کہے جیسا کہ مسلمان کہتے ہیں۔ تمہارے ہاں تو صرف گھنٹہ بجتا ہے۔ کیا تم بآواز بلند کہہ سکتے ہو کہ خدا تین ہیں اور تین ایک ہوتا ہے اور خدا پھانسی پر لٹکایا گیا؟ یا اور کوئی مذہب اپنے اصولوں کو بآواز بلند دنیا کو سنا سکتا ہے؟ کیا آریہ کہہ سکتے ہیں نیوگ بڑی عمدہ چیز ہے؟ ایک راجہ نے مجھے کہا مولوی صاحب مذہب کا بڑا جھگڑا ہے۔ میں نے کہا کہ حضور بڑے بڑے مقدمات کے فیصلے کرتے ہیں مذہب کا بھی فیصلہ کر لیں۔ اس نے کہا کہ مولوی صاحب مذہب وہ سچا جو پرانا ہو مذہب اسلام تو تیرہ سو ۱۳۰۰ برس سے ہے۔ میں نے کہا ہمارے نبی کا حکم ہے کہ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ۔ میں نے کہا رام چندر جی کس کی پوجا کرتے تھے؟ اس نے کہا رُدّر کی۔ میں کہا رُدّر کس کی پوجا کرتے تھے؟ اس نے کہا کہ برہما کی۔ میں نے کہا کہ برہما کس کی پوجا

کرتے تھے؟ اس نے کہا کہ ایشور کی۔ میں نے کہا کہ بس حضور توحید ہی ہوئی نہ اور توحید ہی مذہب اسلام......سکھاتا ہے۔ جو جوانی میں خدا کی عبادت کرتا ہے خدا اس کو عرش عظیم کے نیچے جگہ دے گا۔

مسئلہ دعا فرمایا کہ قرآن کریم کی ابتداء بھی دعا سے ہوئی اور انتہا بھی دعا پر۔ تمام انبیاء کا مسئلہ دعا پر اتفاق ہے۔ اوّل آدم نے بھی دعا کی تھی رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا (الاعراف:۲۴) اور آخر آدم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی......اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ ......ہی کی دعا کی۔ نماز میں ایک بزرگ کے نزدیک اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْکَسَلِ کی دعا بھی واجب ہے اور بعض کے نزدیک مستحب۔ عجز کے معنی ہیں سامان کا بہم نہ پہنچانا اور کسل کے معنی ہیں مہیا شدہ اسباب سے فائدہ نہ لیں۔ ایک علی گڑھ کالج کا طالب علم بیٹھا ہوا تھا اس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ کی طرف غفلت کی بہت تیز ہوا چل رہی ہے۔

اس کے بعد ہم نے بیعت کی جس میں پچھلے گناہوں سے توبہ اور آئندہ بہتان، بدنظری سے بچنے اور آپس میں محبت، ہمدردی پھیلانے اور شرع کے مطابق چلنے کا عہد لیا۔

(البدر جلد ۷ نمبر ۳۹ مورخہ ۱۵/اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۵)

شاعری پر خط و کتابت

بحضور فیض گنجور حضرت امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ماہ مئی گزشتہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لاہور تشریف لے جانے کے بعد جب آپ بھی لاہور تشریف لے گئے تھے تو میں نے ایک دن مولوی سید سرور شاہ صاحب سے سنا کہ ’’شاعر ہمیشہ بزدل ہوا کرتے ہیں۔‘‘ میں نے اسی دن سے عہد کیا کہ اب کبھی شعر نہ کہوں گا۔ اس کے بعد پھر ایک مرتبہ حضور کی زبان فیض ترجمان سے سنا کہ ’’شاعری پیشہ لوگ بزدل ہوتے ہیں۔‘‘ پس پھر تو میرا خیال اور بھی پختہ ہو گیا۔ میں چونکہ بزدلی کے عیب کو کسی طرح گوارا نہیں کر سکتا اس لئے شاعری سے ہاتھ اٹھالیا۔ اس وقت تک چونکہ یہ احتمال تھا کہ کہیں باسی کڑھی میں پھر اُبال نہ آ جائے اس لئے برابر طبیعت کو نفرت دلاتا رہا۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ مجھ کو

اطمینان حاصل ہو گیا ہے اور میرے دل میں شاعری سے اس قدر نفرت پیدا ہو گئی ہے کہ شاعر بننے اور ہاتھوں میں چوڑیاں پہن لینے کو برابر سمجھتا ہوں۔ لہٰذا بذریعہ عریضہ ہٰذا حضور کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ آئندہ کے لئے میں شاعری سے بالکل بے تعلق ہوں۔ اس عریضہ کے پیش کرنے کا مدعا یہ ہے کہ آئندہ مجھ کو اپنا یہ عہد اور آپ کا گواہ بنانا یاد آ کر شاعری سے بچے رہنے کا موقع ملے۔ حد ادب۔

عریضہ نگار حضور کا ناچیز خادم

اکبر شاہ خان نجیب آبادی

۸ر اکتوبر ۱۹۰۸ء

خط کا جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ شاعری کا پیشہ منع ہے۔ وَاِلاَّ شعر تو خود ہمارے امام نے اس قدر کہے ہیں کہ دو تین دیوان بنتے ہیں عربی، فارسی اور اردو۔ اور حضرت حسانؓ کے لئے منبر مسجد میں رکھا گیا اور کعب کو اپنی چادر عطا فرمائی۔ پس آپ کی اتنی نفرت حد سے متجاوز ہے۔ ابن الاکوع نے شعر اور رجز کہے اور بڑا بہادر تھا۔ **نورالدین** (الحکم جلد ۱۲ نمبر ۷۵ مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۰۸ صفحہ ۷)

مفید معلومات

ذیل کا خط جو حضرت امیر المومنین نے ایک شخص کے بعض سوالات کے جواب میں لکھا تھا۔ فائدہ عام کے واسطے درج کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

ذرہ ذرہ باتوں میں ایمان کو مذبذب کرنا مناسب نہیں ۔ یہ کیا مسائل ہیں کہ جن پر آپ گھبرا گئے۔ کوئی ان میں توحید اسلام کا مسئلہ ہے۔ توحید، نبوت اور عدل کا ذکر ہے۔ الحمد شریف نماز میں ضروری ہے اور میں خود **الحمد** پڑھتا ہوں اور **سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ** فرض وواجب یا ضروری نہیں۔ ہاں بعد **اَللّٰہُ اَکْبَر** قبل الحمد شریف حضرت نبی کریم ﷺ کچھ دعائیں یا تسبیحیں پڑھ لیتے تھے۔ ان میں بعض صحابہ نے **سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ** پڑھا ہے۔ **سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ** خود نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں۔

رمضان شریف میں تہجد، قیام رمضان کی تاکید ہے اور خود نبی کریم نے تین روز جماعت سے

پڑھے اسی کا نام تراویح ہے۔صحابہ کرام نے لوگوں کوسست ہوتے دیکھا تو ابی بن کعب نے جماعت کے ساتھ اوّل وقت جماعت کرائی۔مگر صحابہ کرام آخر وقت کو پسند کرتے تھے۔ میں خود آخری وقت میں سحر کی روٹی سے پہلے گیارہ رکعت پڑھتا ہوں اور اُس میں قرآن مجید سنایا جاتا ہے اور ہماری جامع مسجد میں بعد العشاء گیارہ رکعت پڑھ لیتے ہیں۔ یہ قیام رمضان ہے جس کا دوسرا نام تراویح پڑ گیا۔

پیشاب سے بچنا اور اُس سے حفاظت ضرور ہے ڈھیلا لینا کوئی فرض واجب اور سنت نہیں۔ ہم لوگ تو پانی بہا لیتے ہیں۔مگر جن کو تھوڑی دیر تقطیر البول ہو وہ غریب کیا کرے۔ ہاں ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ہاتھ میں شرمگاہ کو پکڑ کر انسان گلیوں میں کھڑا ہو۔ یہ امر ناپسند ہے۔

کئی ایک لوگ صحابہ، بعد آپ کے مرتد ہوئے جن سے حضرت ابوبکر نے حسب وعدہ قرآن کریم جنگ کی۔ بے ریب وہ حوض کوثر کیا ایمان سے بھی ہٹائے گئے اور اسی طرح آخر میں بھی ہٹائے جاویں گے۔انہوں نے خلافت کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔

ہاں یہ مسئلہ آپ کا بڑا سچا اور ضروری اور قابل قدر ہے کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ کے بعد کوئی شخص نیا طریقہ اور نئی شریعت قائم کرے تو وہ مردود ہے اور کذاب اور مفتری ہے۔ ہرگز اس قابل نہیں کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں۔وہ مسلمان ہی نہیں ہوسکتا۔

ہجرت کے وقت مولیٰ علی مرتضیٰ کو اپنے بسترہ پر سلایا یا نہیں سلایا۔اس کا ذکر صحیح احادیث میں تو نہیں البتہ تواریخ میں ہے۔سو یہ مولیٰ علی مرتضیٰ کی بڑائی ہے اگر آپ نے سلایا یا آپ سوئے۔ صحابہ کرام ایسی جانبازیاں بہت کرتے تھے اور مولیٰ مرتضیٰ تو خاص آپ کے پیارے بھائی اور داماد تھے کیوں نہ کرتے۔

حضرت عمرؓ تو مدینہ منورہ میں حسب الارشاد پہلے ہجرت کر کے چلے گئے تھے اور حضرت عثمانؓ حسب الحکم حبشہ کو ہجرت کر کے گئے ہوئے تھے۔

اگر تقیہ کا حکم ہوتا تو تمام انبیاء ورسول کیوں دکھوں میں مبتلا ہوتے۔حضرت سبط اصغر مظلوم شہید کربلا کیوں کربلا میں مبتلا ہوتے۔ یہ روافض کی کمزوری کا عقیدہ ہے۔

یہ مختصر جواب ہیں جو ایسے خط کے مناسب ہیں اگر تم یہاں آ جاؤ تو ہم اور عام فہم جواب آپ کو بتا دیں۔

والسلام

نورالدین

۲۹ستمبر ۱۹۰۸ء

شاہراہ کون سی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک شخص کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ایک راہ ہے مجاہدات وریاضات کی اوراس کے ماتحت ہے مطالعہ ملفوظات کامل کی اور سماع کلمات موزونہ کی ۔ایک راہ ہے ذکر جہر اور ترک لذائذ کی اوراس کے ساتھ ذکر خفی واخفی ویاد کی۔سمجھ لوان سب کے اصول گو تعلیم انبیاء میں کسی نہ کسی (طور) موجود ہیں۔مگر ایک شاہراہ ہے اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔یہاں اَصُوۡمُ وَ اُفۡطِرُ وَ اُصَلِّیۡ وَ اَنَامُ وَ اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ (مسند احمد بن حنبل ، مسند المکثرین من الصحابۃ مسند انس بن مالکؓ حدیث نمبر ۱۳۵۳۴) اور اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ (النحل:۱۲۶) موجود ہے۔

شیخ المشائخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ کی عوارف جس کو حضرت فرید الحق والملۃ والدین اپنے درس میں رکھتے تھے اور سلطان جی نے اس کو سبقاً پڑھا اوراس سے بھی اعلیٰ رنگ میں حضرت السید الجیلی کی فتوح الغیب ہے اور ادنیٰ رنگ میں تعرف اور رسالہ قشیریہ۔ہاں مفید احیاء العلوم یا قوت القلوب ابوطالب المکی ہے رحمۃ اللہ علیہم ۔اور جامع کتاب حجۃ اللہ البالغہ جس کو شاہ ولی اللہ دہلوی نے لکھا۔

یہ راہ ہے جس کو خاتم الانبیاء لایا۔(صلی اللہ علیہ وسلم)۔

آج قرآن کریم اور سنت متواترہ اس کی متکفل ہے وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن ۔اور جن شرائط کا وعظ آپ نے کہا ہے وہ واعظ ہرگز ہرگز مستقل اثر نہیں رکھتا............گویا آپ نے دیکھا ہوگا اس کے اخلاق وعادات، اس کی دنیا سے سرد مہری، اس کا نماز کو سنوار کر پڑھنا کیا جناب نے ملاحظہ

فرمایا؟ کیا کافیوں اور غزلوں کی ادا میں اس کا کمال کیا، اس کو انبیاء کے راہ پر لایا؟

دعا کبیر کے حفاظ نے کیا اتباع سنت اور منہاج نبوت پر چلنے کی راہ پالی؟ آپ خود ماہر ہیں ایسے واعظ بھی آنی اثر رکھتے ہیں۔وَ هٰذَا مَاجَرَّبْتُ۔فَاِنِّیْ

من بہر جمعیتے نالاں شدم
جفت خوش حالاں و بد حالاں شدم

نوجوان سرگرم اللہ تعالیٰ کرے مستقیم الحال ترقی کرنے والے موافق قرآن وسنت کا خادم مَا يَنْفَعُ النَّاسَ چیز ہوکر فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ (الرعد:۱۸) ہو۔آمین

نورالدین

۱۷؍رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ

(البدر جلد ۸ نمبر ۲ مورخہ ۱۹؍نومبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۴، ۵)

عیسائیوں کے ہاں کھانا

ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح سے پوچھا کہ کیا موجودہ عیسائیوں کا ذبیحہ کھانا جائز ہے؟

فرمایا۔عیسائی کیا اگر مسلمان بھی بلا تکبیر ذبح کرے یا ایسی طرح جانور کو مارے جو ذبح کا طریق نہیں جیسا کہ آجکل یورپ میں بعض جگہ کرتے ہیں تو وہ کھانا مسلمان کے واسطے جائز نہیں۔ ہاں عیسائیوں کی طیّب چیز جو پکی ہو وہ جائز ہے کہ مسلمان کھالے۔

عیسائی عورت سے شادی

اُسی شخص نے سوال کیا کہ کیا موجودہ عیسائیوں کے ہاں شادی جائز ہے؟

فرمایا۔مسلمان کے واسطے عیسائی عورت کے ساتھ نکاح کر لینا جائز ہے۔

عیسائی مرد سے نکاح لیکن مسلمان عورت کے واسطے جائز نہیں کہ عیسائی مرد کے ساتھ شادی کرے۔

(البدر جلد ۸ نمبر ۳ مورخہ ۲۶؍نومبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

تجارت اور زراعت ۱۵/اکتوبر ۱۹۰۸ء۔فرمایا۔میں نے قرآن شریف میں تدبر کیا ہے اور ایسی آیات کو جمع کیا ہے جن میں زراعت یا تجارت کا ذکر ہو۔ ہر دو کو بالمقابل دیکھنے سے مجھ پر ثابت ہوا ہے کہ قرآن شریف نے تجارت کے پیشہ کو زراعت پر ترجیح دی ہے۔

تکالیف کا باعث کیا ہوتا ہے

ایک عورت نے اپنے خاوند سے تکالیف کی شکایت لکھی۔حضرت نے اُس کو جواب میں لکھا۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ......اب میں تم کو قرآن شریف کی بات سناتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا (الانعام:۱۳۰)۔اس کا ترجمہ یہ ہے۔اسی طرح ہم ظالموں کے والی ظالموں کو بنا دیتے ہیں۔پس جو شخص اپنی اصلاح کر لے اس پر ظالم حکومت اور تصرف نہیں کر سکتا۔مگر آدمی دوسرے کو ملامت کرنے میں دلیری کرتا ہے اور اپنے آپ میں انصاف نہیں کرتا کہ اس کے اندر کیا کیا نقص ہے؟ یاد رکھو قطعاً تم آرام نہ پا سکو گی جب تک اللہ تعالیٰ تمہارا اصل مطلوب ومحبوب اور مقصود نہ ہو۔اس کو یاد رکھو پھر یاد رکھو پھر یاد رکھو!!! اللہ تعالیٰ مدد دے۔یہ تمہارے خط کا اصل جواب ہے،اس پر غور کرو۔دنیا گزشتنی گذاشتنی چھوڑ دینے کی جگہ ہے اور الٰہی احکامات امانت ہیں۔اگر ان پر عمل درآمد کر لیا تو اِس جہان اور اُس جہان میں سرخروئی ہوگی وَاِلَّا غضب الٰہی سامنے ہے۔ اے اللہ تو ہی رحم فرما اور ہدایت کر۔آمین یا ربّ العالمین......میں تاکید کرتا ہوں اور تمام انبیاء نے تاکید کی ہے کہ استغفار اور حالت کی تبدیلی کرو جس کو توبہ کہتے ہیں۔بس استغفار،توبہ،صدقہ اور خیرات سے کام لو۔

نورالدین

۲۲/اگست ۱۹۰۸ء

نفوس انسانی وملائکہ

ایک شخص کے سوال کے جواب میں حضرت امیر المومنین نے لکھا۔

نفس انسانی اور نفوس ملائکہ کو وَاللّٰہِ الْعَظِیْمِ میں مخلوق یقین کرتا ہوں اور مخلوق بھی ایسا کہ

فلاسفروں کی طرح نہیں بلکہ جیسے آپ اور میں خود مخلوق ہیں۔آنی فنا بقا کے خلاف نہیں۔

بعدالموت بعدالموت نفس کو بقا ہے۔کیا آپ نفس انسانی یا نفوس ملائکہ کو حادث نہیں جانتے اور قدیم مانتے ہیں اوران کے واسطے آنی فنا کے بھی قائل نہیں۔اورعوام کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (الرحمٰن:۲۷) کوظاہر پرمحمول وغیرمخصوص نہیں جانتے۔جواب مختصر دیں۔

ڈاکٹرعبدالحکیم خان

اسسٹنٹ سرجن ڈیرہ دون الحال طالب علم مدرسہ ایس اے کا ایک خط حضرت امیر المومنین کی خدمت میں آیا تھا جس کا جواب آپ نے مفصلہ ذیل لکھا۔

جوخواب آپ نے ۱۰/۱ اکتوبر کودیکھا ہے وہ یقیناً جھوٹا ہے۔میں نے ہرگز ہرگز تمہارے لئے کوئی بددعا نہیں کی اور پھر وہ شائع ہوئی ہو قطعاً غلط ہے۔اور میں مردم پرست بحمداللہ نہیں یہ بھی غلط ہے۔پھر کیا تو خدا پرست ہے؟ اگر ہے تو کیوں نجات کی راہیں تیرے لئے بے انت ہیں۔خدا پرستی کی تجھے کیا ضرورت؟ میں اب تک حیران ہوں کہ تجھے دنیا میں سوائے مرزا کے اور میرے کوئی کافر نظر نہ آیا۔

نورالدین

۱۹/رمضان

طب کی عمدہ کتابیں

ایک انگریز نے پشاور سے دریافت کر بھیجا کہ طب یونانی و ہندی کی عمدہ کتابیں کونسی ہیں حضرت نے مفصلہ ذیل کتب لکھوائیں۔

اکسیر اعظم، رموز اعظم ، نیّر اعظم ، رکن اعظم ،قرابا دین اعظم ،قرابا دین اعظم واکمل ، ترجمہ قانون بوعلی سینا، قانون بوعلی سینا، کامل الصناعۃ ، تذکرہ داؤدانطاکی، مجموعہ بقائے جمع الجوامع، مخزن الادویہ۔یہ کتابیں یونانی طب میں عمدہ ہیں۔

طب ہندی میں، جرک،سسرت، بھاگ بھٹ مہا ہنکٹوعمدہ کتابیں ہیں۔

ایک عزیز کے نام خط

عزیز من ! دعوات ۔ دنیا میں مصائب کا سلسلہ بڑھا ہوا ہے ۔لوگ سخت غافل ہو گئے ہیں ۔ گویا عملی طور پر دنیا خدا سے بے خبر ہے ۔حیدر آباد کا حال آپ نے سنا ہوگا ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس آتش خیز پہاڑ اور اس سمندر سے نجات دے ۔ آپ ضرور کامیاب ہوں گے ۔ آپ شرک کو چھوڑ کر خدا سے جو وحدہٗ لاشریک ہے دعائیں کریں اور مخلوق سے کسی قسم کی بدی کا ارتکاب نہ کریں اور مجھے گاہے گاہے خط لکھیں ۔ **نورالدین**

۴؍نومبر ۱۹۰۸ء

(البدر جلد ۸ نمبر ۴ مورخہ ۳؍دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

طریق طلاق ایک صاحب کے سوال کے جواب میں امیر المومنین نے تحریر فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زمانہ نبوی میں لوگ تین طلاق یک دم نہیں دیا کرتے تھے کیونکہ قرآن کریم میں یک دم طلاق دینا ثابت نہیں اور اگر کوئی تین طلاق یک دم دے دیتا تو ایک طلاق سمجھی جاتی تھی ۔ پس اگر وہ آدمی آبادی چاہتا ہے تو یہ اس کی ایک طلاق سمجھی جاتی ہے کوئی کفارہ نہیں ۔

اکیلا آدمی جمعہ عید کس طرح پڑھے

ایک شخص نے عرض کی ۔ میں اکیلا ہوں باقی سب مخالف ۔نماز جمعہ اور عید میں کیا کروں؟

مومن کو ضرور ہے کہ اپنے ساتھ کسی کو ملا لے تنہا رہنا اچھا نہیں اور نماز ظہر بدلہ جمعہ کے پڑھ لیں ۔عید اکیلے پڑھ لیں ۔ جو ہمیشہ سفر میں ہے وہ مقیم ہے ۔

مردہ کو ثواب مردہ کو ثواب دعا اور نقد و کپڑے کا پہنچتا ہے ۔تاریخ کا مقرر کرنا ضروری نہیں ہے ۔

ہندو کے گھر کا کھانا ہندوؤں کے گھر کی مٹھائی ، دودھ کھانا جائز ہے ۔

نماز کے بعد دعا نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے ۔

نوافل نوافل بعد سنت کے پڑھنا موجب ثواب ہے۔ بیٹھ کے یا کھڑے ہو کر پڑھیں۔ ہاں جو دو نفل بعد وتر کے ہیں وہ مسنون بھی ہے کہ بیٹھ کر پڑھے۔ حضرت نبی کریم ﷺ بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔

عشاء سے قبل سنّت عشاء کے پہلے چار رکعت سنت کسی صحیح حدیث میں نہیں آئی۔

لطیفہ ایک شخص شیعہ جو کہا کرتا تھا کہ سوائے حضرت علی اور دو تین اور آدمیوں کے باقی سب اصحاب رسول منافق تھے اور اس امر پر بحث کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کسی شخص کو نصیحت کر رہا تھا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب سنتے تھے آپ نے اس کو فرمایا کہ

تُو کیوں نصیحت کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے رسول نے ۲۳ سال تک ہزاروں کی نصیحت کرنے میں لگائے اور نتیجہ یہ ہوا کہ چار پانچ کم ایک لاکھ چوبیس ہزار منافق آپ کے گرد جمع ہو گیا۔ تو اب آپ نصیحت کر کے کیا فائدہ اٹھائیں گے؟

شیعہ شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا۔ (البدر جلد ۸ نمبر ۴ مورخہ ۳ / دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۴)

ایک خط اور اس کا جواب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وارث اخلاق احمدی واقف اسرار سرمدی جناب حضرت خلیفۃ المسیح صاحب مدظلہ

آداب نیاز مسنونہ کے بعد گذارش حال یہ ہے کہ موضع ...... کی قضا میرا بھائی کیا کرتا تھا۔ اب عرصہ ایک سال کا ہوا کہ میرا بھائی بقضائے الٰہی فوت ہو گیا۔ اب گاؤں کے لوگوں نے مجھے واسطے قضا کے مقرر کر لیا کہ نکاح، جنازہ تم ہی کر دیا کرو۔ بندہ نے اس کام کو اس واسطے منظور کر لیا کہ اگر کوئی مخالف قاضی آ گیا تو ہماری بات ان کو سننے نہ دے گا۔ اب ان کے نکاح میں اور ان کی میت میں اور بروز جمعہ خطبہ میں حضرت اقدس کے مامور من اللہ ہونے کا ذکر کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ مخالف و موافق کل میرے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور تو کُل بدعات موقوف کر دیں مگر ایک دسواں،

بیسواں، چہلم یا کہیں گیارہویں کی روٹی آگے رکھ کر کچھ سورتیں پڑھ کر ختم دینا پڑتا ہے۔ ہر وقت اس کے بدعت ہونے کا ذکر تو کیا جاتا ہے مگر بہت مدت کی عادت چھوڑنا مشکل ہے۔ مگر مجھے اس کام سے بہت کراہت آتی ہے دل میں بہت جوش آتا ہے کہ ان کو کہا جاوے کہ اگر مجھ سے قضا کرانی ہے تو روٹی پر ختم کرانا اور جو جو کچھ بدعات ہیں چھوڑ دو تو میں قضا کرتا ہوں ورنہ تم جس کو چاہو مقرر کرلو مجھ سے یہ کام نہیں ہوتا۔ پھر سوچتا ہوں کہ کہیں یہ بات گناہ بھی نہ ہو کہ تم نے آہستگی ان کو سمجھانا تھا شاید وہ مان جاتے۔ اب اس بات کو حضور کے حکم پر چھوڑتا ہوں جس طرح حضور حکم فرماویں گے اسی طرح عمل میں لاؤں گا اور بندہ کو کچھ پیداواری کا خیال نہیں کیونکہ فصل پر دو تین من دانے ہوتے ہیں۔ اللہ صاحب روزی دینے والا ہے۔ فقط حضور کے حکم آنے تک یہ کام کرتا ہوں پھر جیسا حکم ہو عمل میں لاؤں گا۔

دوسرے حضرت رسول کریم ﷺ تہجد کے نفل پڑھ کر سو جایا کرتے تھے پھر اٹھ کر نفل پڑھا کرتے تھے۔ جب میں اپنی حالت دیکھتا ہوں کہ سردی کے موسم میں فرض نماز کو صبح کے وقت وضو کرنا مشکل پڑتا ہے آپ کئی کئی دفعہ اٹھ کر وضو کیا کرتے تھے یا تیمّم کیا کرتے تھے۔ مجھے نفلوں کو وضو کرنا بہت ہی مشکل ہے اگر حکم ہو تو تیمّم کرلیا کروں؟ فرض نماز کو وضو کیا جاوے۔ اگر یہ بات درست ہو تو اس طرح کرلیا کروں یا نہ کیا کروں۔ مفصل حکم تحریر فرماویں۔

جواب

اس خط کے جواب میں حضرت امیرالمومنین نے ارقام فرمایا۔

سب سے مقدم ہے کہ آپ لوگوں کو **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه** سکھاویں کہ مسلمان ہو جاویں۔ پھر نماز کی تعلیم دو۔ پھر زکوۃ کی۔ پھر روزہ و حج کی۔ اسی طرح آہستہ آہستہ سکھانے کا حکم ہے۔ آپ ضرور قضا کریں۔

سردی اور بڑھاپا، پھر تہجد میں آپ تیمّم کرلیا کریں۔ میت کو ثواب پہنچتا ہے۔ باقی غلطیاں بتدریج نکل جاویں گی۔

ایک صاحب کے چند سوالوں کے جواب

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ حضرت اکثر کتب تفاسیر کی سیر کی ہیں اور چاہا کہ قصہ آدم علیہ السلام کو مفسرین کے اقوال سے باہمی نقائص کو دور کر کے خوبی وحقیقت کو دل نشین کرلوں۔ مگر سادہ لوح مفسرین صاحبان نے اپنی اپنی تفاسیر میں وہ وہ قصص رطب ویابس بھر دیئے ہیں کہ جن کی سیر کے بعد ایک ذی ہوش آدمی اچھا خاصا خبط الحواس ہوکر معترضان کے جواب میں لاٹھی اور گندے فتوؤں سے اسلام کو اسلام قبول کروانا چاہتا ہے۔

اور یہ ساری تاریکیاں الہامی روشنی نہ ہونے کی وجہ سے ہوئیں۔ اس لئے آپ کی خدمت میں عریضہ ہٰذا پیش کر کے ملتجی ہوں کہ برائے خدا و رسول و بحق میرے مولا و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ نکات میری خاطر نشان فرمائے۔

سوال نمبر ۱۔ احادیث صحیحہ اور آثار قویہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا پیکر جسمانی خاکی تھا اور جمہور کے نزدیک جنت لطف رحمانی کا مظہر ہے اور عالم سے الگ ہے۔ پس قاعدہ یہ چاہتا ہے کہ جنت میں جسم عنصری تو درکنار بلکہ جرم فلکی بھی نہ ہو۔ ایسی حجت پر حضرت عائشہ جسمی معراج سے منحرف و مانع ہوئیں۔ پر نص قرآنی سے آدم کا معہ اپنی زوجہ کے جنت میں سکونت پذیر ہونا ثابت ہے۔

سوال نمبر ۲۔ جبکہ آدم کا جسم مٹیلا تھا اور مٹی ہی پر بنایا بھی گیا تھا۔ تو **اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا** (البقرۃ:۳۹) سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر ۳۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ **لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ** (معرفۃ السنن والآثار کتاب صلوٰۃ الخوف حدیث نمبر ۲۰۳۲)۔ اور اسی طرح انجیل متی باب ۴ میں ہے (شیطان نے مسیح سے کہا کہ تو مجھے سجدہ کرے تو تجھے سب کچھ دوں۔ تب مسیح نے کہا کہ اے شیطان دور ہو۔ کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور اس اکیلے کے لئے بندگی کر) لیکن قرآن پاک کی کیفیت ان سب سے جدا ہے۔ وہ آدم کو سجدہ جائز رکھتا ہے اور

اگر وَاسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (البقرۃ:۳۵) میں لام بمعنے الیٰ ہے تو اس تقدیر پر معنے یہ ہوئے کہ آدم کو جہت قرار دے کر سجدہ اللہ نے اپنے ہی کو کروایا۔ تو ایسی تعلیم دساتیر ساسان پنجم کی تعلیم کے مطابق ہے۔ دیکھو نامہ دخشور کلکشاہ۔ پھر وہ لوگ کیوں گنہگار رہیں جو آفتاب یا قبر وغیرہ کو سجدہ کرتے ہیں۔

جواب سوالات مذکورہ بالا

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

صید نزدیک است۔ دور انداختہ۔

۱۔ حضرت زمین پر پیدا ہوئے زمین پر خلیفہ ہوئے زمین پر ہی مر گئے۔

ثبوت۔ نمبر۱۔ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ (طٰہٰ:۵۶)

نمبر۲۔ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ (البقرۃ:۳۷)

نمبر۳۔ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (البقرۃ:۳۱)

۲۔ اِهْبِطُوْا مِنْهَا (البقرۃ:۳۹) ایسا ہے جیسے اِهْبِطُوْا مِصْرًا (البقرۃ:۶۲) اس ملک سے حکم ہوا کہ اتر جاؤ وہ ملک شمالی اونچا ہے۔

حسب الحکم آدم ہندوستان سرندیپ پہنچے۔

۳۔ آدم جیسے انسان کی پیدائش پر شکر الٰہی کا سجدہ کرو۔ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (البقرۃ:۳۹)۔ سجدہ کرو آدم کے باعث۔ جنت آدم وہ تھا جس میں دجلہ، فرات، سیحون جیحون ندیاں بہتی ہیں۔ توریت کے ابتداء میں اور صحیح مسلم کے ابتداء میں ایسا لکھا ہے۔

اپنے حق میں بددعا نہ کرو ایک شخص نے کمزوریوں سے تنگ آ کر حضرت امیر کی خدمت میں خط لکھا اور موت کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت نے جواب میں فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ ہمیشہ ہر مجلس میں اکثر اوقات استغفار، لاحول، درود، **اَلْحَمْد** پڑھا کرو۔ یہ مجرب علاج ہے۔ آپ جب تک ملا نہ کریں گے یہ کمزوری دور نہ ہوگی۔ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ۔ کبھی اپنے حق میں

بددعا نہ کرو تاکید ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کسی کا احسان نہیں جب دعا کرو نیک کرو۔ اگر وہ سنتا ہے تو کیا بددعا ہی سنتا ہے اور نیک دعا نہیں سنتا؟ (البدر جلد ۸ نمبر ۵ مورخہ ۱۰؍دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

زکوٰۃ دو ماہ بعد حساب کر کے سال کی زکوٰۃ دی جائے جائز ہے اور ان دو ماہ کا حساب پھر اگلے سال میں کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے واسطے خاص کر کے کوئی مہینہ مقرر نہیں فرمایا۔

تصویر

ایک شخص نے حضرت امیر المومنین سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر مانگی۔ فرمایا۔ ہم لوگ تصویر کا رکھنا ہرگز پسند نہیں کرتے۔ آپ دعا مانگتے رہیں اللہ تعالیٰ ضرور قبول کرے گا۔

صدقہ فطر

صدقہ فطر کن لوگوں پر دینا واجب ہے اور کیا مساکین گروہ پر بھی صدقہ فطر واجب الادا ہے اور مساکین میں کون کون لوگ شامل ہیں؟

جواب میں حضرت امیر المومنین نے فرمایا۔

صدقہ فطر بموجب حدیث کے سب پر ہے۔ غنی ہو یا فقیر، بالغ ہو یا نابالغ۔ جو ایسا نادار ہے کہ اس کو ممکن نہیں تو لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا (البقرۃ:۲۸۷) کے ماتحت ہے۔ مسکین وہ ہے جو کام نہیں کر سکتا۔

قضا شدہ روزے ساتھ ہی رکھنے ضروری ہیں یا بعد میں رکھے جا سکتے ہیں

مریض اور مسافر کے لئے قضاءِ رمضان علی الاتصال ضروری نہیں جب چاہے بتدریج عدت کو پوری کرے۔ جولائی کے روزے دسمبر میں رکھ سکتا ہے یہی شرع اسلام کا حکم ہے۔ یہی معمول امام کا تھا۔

حضرت مسیح موعود پر کس طرح درود پڑھنا چاہیے

فرمایا۔ علیٰ آلِ محمدؐ میں خلفاء محمدؐ کا دھیان کر لیں اور مسیح و مہدی خلفاء میں تھے۔

بچہ کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ دینا

ایک شخص کا خط آیا کہ کیا یہ جائز ہے کہ بچے کے بال اُتروانے کے وقت اس کے بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ دی جاوے؟

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے کہ یہ جائز ہے اور سنّت نبوی سے ثابت ہے۔

(البدر جلد ۸ نمبر ۵ مورخہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۹)

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک

ایک شخص نے حضرت امیر المومنین مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں لکھا کہ میں اپنی بیوی سے نفرت کر کے اس کو اپنے پاس نہ رکھتا تھا اب ڈرتا ہوں کہ میں نے گناہ کیا مجھے کیا کرنا چاہیے؟

حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا۔

تمہارا خط پڑھ کر مجھ کو سخت رنج و تکلیف پہنچی۔ معلوم ہوا کہ مسلمان کیوں دکھوں اور دردوں اور رنجوں میں مبتلا ہیں۔ آہ! آہ!! آہ!!!

تم نے بہت بڑا گناہ اور ظلم کیا کہ پندرہ سالہ ایک عورت کو بے وجہ محض ظلماً قید کیا اور اس کی جوانی کو تباہ کر دیا۔ اگر اللہ کا خوف ہے کہ آخر مرنا ہے تو اس کو ساتھ رکھو۔ جہاں رہو وہاں ساتھ رکھو جو آپ کھاؤ اُسے کھلاؤ۔ اگر نہ کر سکو تو اُسے قید سے رہا کر دو۔ اللہ سے ڈر کر اس کو دکھ سے نجات دو۔ ایسا نہ ہو کہ تم پھر اس وبال میں پکڑے جاؤ۔ میں نے بہت غور کیا اور پھر جواب لکھا ہے۔

عہد وصیت

ایک شخص نے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں لکھا کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کی رضامندی سے مولا کریم سے سچے دل سے عہد کر لیا ہے کہ میں انشاءاللہ مرتے وقت یہ وصیت کر جاؤں گی کہ میرے پہننے کا جس قدر زیور ہو اور جس قدر آئندہ حسب توفیق بنوا سکوں گی دارالامان بھیج دیا جاوے۔ اس معاملہ کا جب ذکر تذکرہ ہوا تو ایک بزرگ نے فرمایا کہ اس طرح کا عہد کرنا ناجائز ہے

کیونکہ وارثوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ پس حضور والا سے دست بستہ عرض ہے کہ شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے (۲) اُس زیور پر جو خدا کے نام پر وقف کر دیا مگر تا عمر اپنے استعمال میں لاوے زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

حضرت امیر المومنین نے جواب میں تحریر فرمایا کہ

یہ عہد جائز ہے اگر کسی سخت بیماری میں جس کا نتیجہ موت ہے نہ کیا جاوے۔ خود نبی کریم نے ایسا کیا ہے۔ زکوٰۃ ایسے زیور پر ضرور ہے مگر یاد رہے کہ علماء کا زیور کی زکوٰۃ پر اختلاف ہے۔ بعض زیور پر زکوٰۃ فرض فرماتے ہیں بعض کے نزدیک بالکل زیور پر زکوٰۃ نہیں۔ بعض کہتے ہیں مستعمل زیور پر زکوٰۃ نہیں باقی پر زکوٰۃ ہے۔ اس اختلاف پر مومن کو اختیار ہے کہ عمل کرے۔ میں خود زکوٰۃ دلاتا ہوں۔

کتاب انساب سادات

ایک صاحب نے حضرت امیر المومنین سے دریافت کیا کہ موجودہ سادات کے انساب کی کتاب کون سی ہے؟

حسب الحکم امیر ایدہ اللہ جواب لکھا گیا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ

موجودہ زمانہ کے سادات کے انساب کی کتاب کس طرح ہو سکتی ہے کون ہے جو اتنی محنت کرے کہ تمام جہان میں پھر کر اس کی تحقیقات کرے۔ جب تک سیدوں کو خمس ملتا تھا اُن کے متعلق رجسٹر رکھے جاتے تھے۔ خاندان عباسیہ تک کی کتاب اسنی المطالب فی انساب ابی طالب موجود ہے۔ بعد میں ممکن ہے کہ ترکوں اور ایرانیوں کے دفاتر میں ایسے رجسٹر ہوں۔

دو سوال اور ان کے جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امّا بعد معروض آنکہ۔ خاکسار کی اہلیہ کے پاس قریباً ایک ہزار کا زیور ہے اور شادی ہوئے قریباً دو سال ہو گئے ہیں مگر تا حال زیور کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی بایں وجہ کہ نہ تو میں ہی زکوٰۃ ادا کر سکتا ہوں اور نہ ہی میری اہلیہ کے پاس نقد مالیت ہے۔ اب بذریعہ عریضہ ہٰذا حضور سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اس حالت میں آیا زکوٰۃ دینی فرض ہے یا نہیں۔ اگر فرض ہو تو آیا زیور فروخت کر کے زکوٰۃ دی جاوے یا کوئی اور صورت کی جاوے۔ کچھ زیور تو ہر وقت کے استعمال میں آتا

ہے اور کچھ گا ہے بگا ہے۔ بحالت فرض زکوٰۃ آیا ہر وقت کے مستعمل زیور کی بھی زکوٰۃ دینی ہوگی یا نہیں؟

۲۔ آیا غیر محرم مردوں کا بچا ہوا کھانا یا پانی مستورات پی سکتی ہے یا شرعاً ممنوع ہے؟

جواب میں حضرت امیر نے فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستعمل زیور پر جو اکثر اوقات پہنا جاوے اس پر زکوٰۃ نہ دو۔ اور جو زیور استعمال میں نہیں اُس کے لئے زیور سے زکوٰۃ دے دو۔ سات تولہ سونا میں سے ۲ ماشہ اور ۵۲ تولہ میں سوا تولہ کے قریب چاندی۔

غیر محرم کا بچا ہوا کھانا پاک اور جائز اور شرع اسلام میں غیر محرم عورتوں کو اس کا کھانا بلا کسی تردّد کے درست ہے۔

ہمیشہ استغفار، لاحول، درود شریف اور کثرتِ الحمد سے کام لو۔

سید کسے کہتے ہیں؟

سوال۔ حضرت خلیفہ پیر صاحب خلیفۃ المسیح صاحب دام اقبالہ

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے یہ عرض ہے کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ سید نسبی ہے یعنی مائی صاحبہ فاطمہ کی اولاد سے جو شخص ہے وہ سید ہے اور بس۔ ایک اور شخص کا بیان ہے کہ عام لوگ سید ہو سکتے ہیں یعنی جو عمل نیک کرے وہ سید ہے۔ برائے مہربانی کر کے اس کا فیصلہ فرما دیں۔

اور ایک دوائی کا نام ہے وہ سمجھ میں نہیں آتا اس کی تشریح ضرور فرما دیں اس کا نام بجورا ہے۔ اس کی تشریح کر کے تحریر فرماویں کہ کیا شے ہے۔

جواب۔ سید کے معنے عربی زبان میں سردار کے ہیں عرب لوگ ہر ایک بڑے آدمی کو سردار کی بجائے سید کہتے ہیں۔ ایسا ہی مصر شام واستنبول میں۔

اس ملک میں اولاد جناب بتول زہرا کو سید کہتے ہیں یہ صرف رواج کا معاملہ ہے۔ عرب میں اولاد جناب سیدہ فاطمہؓ الزہرا کو اشراف کہتے ہیں اور ایک ایک کو شریف بولتے ہیں۔ یہ صرف ملکی رواج ہے کوئی شرعی احکام نہیں۔

بجورا ایک پھل ہے اس کو ہمارے ملک میں چکوترہ کہتے ہیں ۔ کھٹے کی شکل میں بہت بڑا ہوتا ہے۔ چاولوں کی طرح اس کے اندر گودا ہوتا ہے۔

غیر مطلقہ مگر متروکہ کیا کرے؟

ایک شخص نے دریافت کیا کہ جو مرد اپنی عورتوں کو نہ بساتے ہیں نہ طلاق دیتے ہیں ۔ وہ بیچاری عورتیں کیا کریں؟

حضرت امیر نے جواب دیا۔

قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ زانی زانیہ کو نکاح کرتا ہے ۔سورۂ نور میں ہے اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً (النور:۴)۔جولوگ عورتوں کو دکھ دیتے ہیں اور دکھ کے اغراض پر طلاق نہیں دیتے اُن کے نکاح میرے نزدیک بحکم وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ (الطلاق:۷)اور وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا (البقرۃ:۲۳۲) وَ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ فِی الْاِسْلَامِ (سنن النسائی کتاب الاستسقا)۔ باقی نہیں رہتے ۔ایسے شریر اگر فی الواقع موذی اور شریر ہیں تو اُن کی بیبیاں اور جگہ نکاح کر سکتی ہیں ۔ بے تردّد نکاح اور جگہ کر لیں ۔کیا وجہ کہ نکاح نہ کرلیں ۔وہ شخص بلا تکلف نکاح کرلے۔

(البدر جلد ۸ نمبر ۶ مورخہ ۱۷ ردسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

روزہ کس عمر میں فرض ہے؟

ایک شخص نے سوال کیا کہ کس عمر میں روزہ لڑکے کے واسطے فرض ہوجاتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ

بالغ ہوجانے پر روزہ فرض ہوجاتا ہے اور بلوغ کا نشان یہ ہے کہ زیرناف بال پیدا ہوجاویں یا نیند میں جماع کرے۔

فرمایا۔صحابہ بچوں کو کبھی روزہ رکھوا لیتے تھے۔

فرمایا۔غالباً پندرہ برس کے لڑکے بالغ ہوتے ہیں۔

غیر ذبیحہ ہرن کی کھال

ایک صاحب نے لکھا ایک امر دریافت طلب ہے کہ غیر ذبیحہ ہرن کی کھال بعد لگانے مصالحہ کے قابل جانماز بنانے کے ہوسکتی ہے یا نہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ جائز ہے۔

باجا یا دف ایک صاحب نے حضرت امیر المومنین سے مسئلہ دریافت کیا کہ بیاہ شادی میں باجا بجانا جائز ہے یا نہیں اور یہ بھی لکھا کہ بازی گروں کا تماشہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ کو دکھایا تھا اس واسطے وہ بھی جائز ہونا چاہیے۔

حضرت نے جواب میں فرمایا۔

باجا یا دف اعلان کے لئے جائز ہے۔ بے ریب حضرت نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں دف بجی۔ مگر بات کو لوگوں نے حد سے بڑھا دیا ہے اور حد سے بڑھنا بھی گناہ ہے۔

یہ بالکل سیاہ جھوٹ ہے اور روافض کا افتراء ہے کہ عائشہ صدیقہؓ کو اپنے کندھے پر چڑھایا اور بازی گروں کا تماشہ دکھایا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ دف کا حرج نہیں۔

(البدر جلد ۸ نمبر ۶ مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۹)

سوالات اور ان کے جوابات

ایک صاحب نے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں چند سوالات پیش کئے۔ حضرت نے مختصر مگر شافی جواب تحریر فرمائے۔ سوال و جواب درج ذیل ہیں۔

سوال۔ تعویذات و دم درست ہیں یا نہیں؟

جواب۔ جن میں شرک نہ ہو وہ درست ہیں۔ حضرت نبی کریم خود اور آپ کی امت اب تک۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (الفلق:۲) اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (الناس:۲) تعویذ ہے اور **الحمد** کا دم کرنا احادیث سے ثابت ہے اور گلے میں تعویذ لٹکانا عبداللہ بن عمرو سے ثابت ہے۔

سوال۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (الاعراف:۱۷۳) اگر پہلے سب روحوں کو پیدا کر کے کہا تو پھر تناسخ تو نہیں؟ سیپارہ ۹ رکوع ۲۲ (سورہ اعراف)۔

جواب۔ یہ عہد تو بنی آدم سے لیا گیا ہے لیا جاتا ہے لیا جائے گا نہ خود آدم سے۔ اور جو حدیث میں مذکور ہے وہ بھی آدمیوں کے ذرّات سے۔ تناسخ میں تو بکری آدمی اور آدمی بکری بن جاتا ہے۔

سوال۔ میں نے چاہا کہ زمین وآسمان بناؤں یہ کلمہ کسی بزرگ نے آگے بھی کہا؟

جواب۔ یہ معاملہ خواب کا ہوسکتا ہے یا کشف کا اور اس میں صاحب رؤیا کا کیا دخل ہے۔

سوال۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ اَوْلَادِیْ۔ قرآن کریم یا حدیث یا کسی بزرگ کے قول سے جو سنیوں میں مسلّم ہوں۔ ایسا ثابت ہے؟

جواب۔ قرآن کریم میں ہے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ (البقرۃ:۲۰۱)۔ اور قرآن مجید میں ہے نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ (المائدۃ:۱۹)۔

سوال۔ جناب رسالت مآب کو فرشتہ ہر مسلمان کی قبر میں لے جاتا ہے اور پوچھتا ہے اس کو مانا یا نہیں۔ تب تو مجسم کو حاضر ناظر کیوں تصور نہ کیا جاوے؟

جواب۔ یہ کہیں نہیں لکھا اور پھر قبر کا معاملہ اس جہان کا نہیں۔

سوال۔ ؎ تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ، غیر اللہ کی قسم منع ہے۔

جواب۔ پارہ نمبر ۱۴۔ سورہ الحجر دیکھو۔

ایک خط کا جواب

ایک صاحب نے قوالی اور مجاہدات کے متعلق اور بعض دیگر باتوں کے متعلق خط لکھا حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ قوّال ہی نہ ہوں بلکہ فعّال ہوں اور یہی ہوں۔ ریاضات

اور مجاہدات میں شدید کوفت ہو جاتی ہے اس لئے اس میں سماع اور وحدت کا مسئلہ آرام دہ ہے۔ مگر آپ ہی انصاف سے فرماویں اب سجادہ نشینوں میں وہ ریاضت شاقہ کہاں۔ حضرت عثمان ہارونی سے لگا تار سلطان جی تک جو وحدت چشتیہ ہے اس کا خاتم حضرت چراغ رضی اللہ عنہ ہی نظر آتا ہے۔ پھر آرام وراحت کا وقت آ گیا اور قبولیت عامہ کا تاج جب نسبتاً چشتیہ پر رکھا گیا تو رفتار و کردار میں گفتار زیادہ ہوتی گئی۔ پھر یہی شاہ تونسہ کے مجاہدات اور اسفار شاقہ کو دیکھ کر گونہ تسلی ہوتی ہے اور خواجہ سلطان الہند کے ریاضات کا ذرہ سا نقشہ نظر آ جاتا ہے۔ یہ سرّ سماع و وحدت کا مجھے معلوم ہوتا ہے۔ عام طور پر دنیا پرستی، ہوا وہوس اور بناوٹ ریاء وسمعہ تک مجالس سماع کی نوبت پہنچ رہی ہے۔ اِلَّا مَنْ عَصِمَهُ اللّٰهُ وَ هُوَ عَلٰی مَا یَشَاءُ قَدِیْرٌ سخن موزوں سے بھلا انکار ہوسکتا ہے۔ قرآن کریم خود موزوں ہے۔ آپ کا استنباط مسئلہ سماع پر میرے کلام سے صحیح ہے۔

مجھے مدینہ طیبہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ وَ الْبَرَكَاتُ وَ الرَّحْمَةُ ہو۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ عَلَيْكَ وَعَلٰی اٰلِكَ اُلُوْفٌ اُلُوْفٌ مِنَ الصَّلٰوَاتِ وَ الْبَرَكَاتِ۔

ایک رؤیا ہوئی۔ مجھے شاہ غلام علی فرماتے ہیں مجدد صاحب وحدت وجود کے قائل نہ تھے۔ میں نے اپنے مکرم شیخ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا۔ کیا تو قائل ہے؟ میں نے عرض کیا کہ بعض نظاروں کے باعث قائل ہوں۔ تو ہنس کر فرمایا۔ کچھ دنوں کے بعد قائل نہ رہو گے۔

آپ ہر روز ایک رکوع دو رکوع بتدبر قرآن کریم بہ نیت عمل پڑھا کریں اور یوں یقین کریں کہ آپ پر ہی نازل ہو رہا ہے اور گھر میں چند سطریں سنا دیں اور یقین کریں کہ دو پر نازل ہو رہا ہے۔ پھر میاں بی بی مل کر دعا کریں کہ توفیق عمل عطا ہو۔ پھر کچھ حصہ خاص احباب کو سناویں اگر کوئی فہم سے بالا رہ جاوے تو اسے یادداشت میں اچھے خط سے درج کر دیں۔

سنت متوارثہ مشترکہ بین المسلمین صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج و صوم عمل میں رکھیں۔ وَ اللّٰه الموفق۔

سنی و شیعہ مقلد و غیر مقلد میں فرائض مشترکہ ہیں صرف فاتحہ الکتاب کا ایک مسئلہ ہے جو جھگڑے

میں آ گیا سو آپ پڑھ لیا کریں۔ بیعت کنندہ جماعت کے لئے میری دعاؤں میں ہے کہ مومن مسلمان اور محسن ہوکر ترقی کریں، استقامت و باہمی محبت میں مضبوط ہوکر روح القدس سے مؤید، آفات ارضیہ و سماویہ، امراض روحانیہ وجسمانیہ سے محفوظ رہ کر خادم دین اسلام اور مظفر و منصور ہوں۔ آمین

استغفار کی کثرت، لاحول کا شغل، غافلوں کی مجالس میں ضرور ہے۔ درود شریف، سبحان اللہ عام طور پر اور الحمد میں تدبر کرتے رہیں۔

مولانا! عام لوگ مخالف نہیں اصل مخالفت چند دنیا طلب علماء کو ہے یا جاہ طلب سجادہ نشینوں کو۔ امراتو الاّ ماشاءاللہ غفلت میں مخمور ہیں اِلاّ قلیل۔ میں اشرار کے جنازہ کا مخالف ہوں ورنہ حوالہ بخدا۔

عزیز بقا محمد سلمہ اللہ کا خط پہنچ گیا ہے یہ لوگ دعا سے بہت کام لیں اور نیک نمونہ بنیں۔ و اللّٰہ الموفق۔ **نورالدین**

رسول کون ہے؟

ایک چکڑالوی کا سوال پیش ہوا کہ انسان کی اطاعت شرک ہے اس واسطے رسول کی اطاعت ضروری نہیں۔ قرآن میں رسول کے لفظ سے مراد قرآن ہے کوئی انسان نہیں؟

جواب میں فرمایا۔

حضرت نوحؑ نے وَاَطِیْعُوْنِ فرمایا ہے اگر اطاعت انسان رسول شرک ہے تو وہ کیا لکھتا ہے اور محمد رسول اللہ کیا قرآن مجید میں نہیں؟

فرشتے

ایک صاحب نے فرشتوں کے متعلق حضرت امیر المومنین سے دریافت کیا۔ حضرت نے مفصلہ ذیل جواب ارقام فرمایا۔

فرشتوں کی نسبت قرآن کریم میں ایک آیت کریمہ ایسی ہے کہ اس پر غور کرنے سے فرشتوں کے متعلق زیادہ بولنے سے دل کانپ جاتا ہے وہ آیت یہ ہے۔ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ سَتُكْتَبُ

شَهَادَتُهُمْ وَ يُسْئَلُوْنَ (الزخرف:۲۰) اس پر آپ بار بار غور فرماویں۔ اللہ تعالیٰ قادر الکلام اور اس کا رسول ...... قادر الکلام، دونوں نے فرشتوں کو دیکھا ہے۔ اب جو کچھ وہ کہیں اگر عقل خداداد کے خلاف نہیں تو وہ صحیح ہے۔ میں نے ایک بار مَلَكْ کو دیکھا ہے وہ انسان کی شکل میں متشکل تھا۔

قرآن مجید میں ہاروت ماروت کا نام بھی ہے جس کو میں نے دیکھا ہے اس کا نام محی الدین تھا۔ یہ سچ ہے۔ قویٰ کا نام مَــلَكْ ہو۔ شرعی استعمال یا کتب سابقہ کا محاورہ نہیں۔ مثنیٰ وثلاث ورباع ملائکہ سے حال ہے یا جناح سے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ جبرائیل جا وراہل سے بنا ہے جس کے معنے ہیں خدا کا مقرب۔ قوت اللہ قدرت اللہ۔ اس کے معنے نہ عبری میں ہیں نہ عربی میں۔ آپ نے کہاں دیکھا ہے۔

کتب الٰہیہ میں یہ نام ہیں۔ یہود کے نام ہرگز نہیں یہ آپ کو غلطی لگی ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کو ملازمت میں قرآن شریف کا تدبر رہتا ہے۔

تہجد۔ الحمد۔ قَسم

ایک شخص کے سوالات متعلق تراویح، فاتحہ خلف الامام اور قَسم کے جواب میں حضرت امیر المومنین نے فرمایا۔

جو شخص تہجد ہمیشہ بارہ رکعت پڑھتا ہے وہ ماہ رمضان مبارک میں آخر حصہ رات میں بدستور بارہ رکعت تہجد پڑھے اُس کو تراویح کی ضرورت نہیں۔ تہجد کا ثواب زیادہ ہے۔ تہجد کی فضیلت زیادہ ہے۔ جماعت کا ثواب فرضی نمازوں کا ہے یا واجب نمازوں کا۔ جو پانچ وقت نماز باجماعت پڑھتا ہے وہ تارک جماعت نہیں۔

الحمد شریف نماز میں بہت ضروری ہے۔ امام بھی پڑھے مقتدی بھی پڑھے۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ قرآن کریم مومنوں کے لئے ہدایت ورحمت ہے۔ تم لوگ بھی قرآن چپ کر کے سُنو شاید تم پر بھی رحمت ہو جاوے قرآن میں خود یہی لکھا ہے۔ پس اس دوسرے حکم کے واسطے کفار مخاطب ہیں۔ قرآن شریف وحدیث سے بھی ثابت ہے کہ الحمد ضرور پڑھی جاوے۔

قَسم کے بدلہ میں قَسم کھانے والا دس آدمیوں کو روٹی کھلا وے اور اس پر کچھ حرج نہیں۔ اپنی بی بی کے معاملہ میں خواہ مخواہ شبہ نہ کرے۔ اگر فرض کرو کہ طلاق دے دی تو ایک طلاق میں صرف رجوع کرنا اس کا کافی ہے اور اس نے رجوع کرلیا ہے۔ شبہ کی کوئی بات نہیں کوئی پکڑ نہیں۔ استغفار بہت پڑھ لے۔

نوافل میں قرآن شریف دیکھ کر

ایک شخص نے عرض کی کہ کیا یہ جائز ہے کہ میں نوافل میں قرآن شریف سامنے رکھ کر پڑھ لیا کروں اور اس طرح ختم کروں؟

حضرت امیرلمومنین نے فرمایا کہ

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے غلام سے اس طرح نماز میں قرآن شریف سن لیتی تھیں۔

نماز میں الفاظ کا تکرار

ایک صاحب نے حضرت سے دریافت کیا کہ نماز میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کئی کئی دفعہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ یہ تکرار کلمہ ناجائز تو نہ ہوگا اور سجدہ سہو نہ آوے گا؟

حضرت امیرالمومنین نے جواب میں تحریر فرمایا۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا تکرار نماز میں جائز ہے۔ مگر آپ امام ہوں تو رعایت مقتدیوں کی ضرور ہے۔ اُس وقت وقتِ امامت زائد تکرار مناسب نہیں اور اپنے طور تنہائی میں جس قدر آپ چاہیں تکرار کرسکتے ہیں۔ جائز اور نبی کریمؐ سے ثابت ہے۔ سجدہ سہو ہرگز نہیں پڑتا۔

سوتیلی ماں کے پہلے خاوند کی اولاد سے نکاح

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ زید نے ایک عورت سے شادی کی ہے زید کے ہاں پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہے اور عورت کے ہاں پہلے خاوند سے ایک لڑکی ہے۔ کیا اس لڑکے اور لڑکی کا نکاح آپس میں ہوسکتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ نکاح جائز ہے۔

عورت کو خرچ کس طرح دیا جاوے

ایک شخص نے حضرت امیر سے دریافت کیا کہ عورت کو خرچ اکٹھا دینا چاہیے یا روز کے روز؟

فرمایا۔ چاہے ایک دم ایک ماہ کا خرچ دے دیں۔ چاہے ہر روز کھانا دو وقت کا دیں۔ دونوں امر جائز ہیں۔

کیا قرآن شریف راگ میں پڑھنا جائز ہے

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ قرآن شریف کو راگ میں پڑھنا جائز ہے؟

فرمایا۔ راگ میں پڑھنا تکلف اور غیر مفید ہے کوئی قوم راگ سے خدا رسیدہ ہوئی ہے؟ مجھے علم نہیں۔ ہم لوگ مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (صٓ: ۸۷) سے ہیں۔

(البدر جلد ۸ نمبر ۷، ۸، ۹ مورخہ ۲۴۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۳ تا ۵)

قوم میں وحدت اور اتحاد

۱۰رجنوری ۱۹۰۹ء کو حضرت امیر المؤمنین مدّ ظلہ العالی نے خاکسار ایڈیٹر الحکم کو بلا کر مندرجہ ذیل مضمون اشاعت کے لئے لکھوایا اور فرمایا میں چاہتا ہوں کہ یہ کثرت سے شائع ہو۔ اس لئے احباب عام طور پر اس کو شائع کریں۔ (ایڈیٹر الحکم)

آزادی قرآن کریم کو جہاں تک میں نے پڑھا ہے اور غور کیا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کو قرآن میں حریت اور آزادی دیتا ہے جیسے وہ فرماتا ہے۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرة:۲۵۷) لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (الغاشية:۲۳) اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (یونس:۱۰۰) اور فرماتا ہے۔ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ (الحج:۴۱) اور اسی قسم کی بہت سی آیات ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اختلاف آراء کا دنیا میں بہت ہی ضروری ہے۔ جب جناب الٰہی کا خود منشاء نہ ہو تو دنیا کے مصلحین اس کو کیونکر مٹا سکتے ہیں۔

حفظ امن لیکن جیسے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک شخص کو اپنے اعتقاد اور قول اور فعل میں پوری حریت عطا کی ہے۔ اسی طرح قرآن کریم سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ذات یا مال یا عزت یا کسی دوسرے کی ذات و مال اور عزت کا خلاف کرنا چاہے تو ایک حد تک ناصح اور قوم اور اگر کسی کی سلطنت ہو تو وہ سلطنت ہر ایک شخص کو ایسے فعل کے ارتکاب سے روک سکتی ہے اور روکنا ضروری ہے۔ قرآن کی آیتیں لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ (النساء:۶) مال پر اور وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرة:۱۹۶) ذات پر اور اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ (المائدة:۳۴) سے معلوم ہوتا ہے کہ ناصح اور قوم اور سلطنت ہر ایک بقدر امکان

خود اس فرد یا امکان کو جو اپنے یا دوسرے کے لئے مضر ثابت ہوں ضرر سے روکیں یہی جڑ اسلام کی صلح اور جنگ کی مجھے معلوم ہوئی ہے۔ مالی یا جانی ضرر کے لئے نماز جیسی چیز کے لئے تیمّم اور لیٹ کے نماز پڑھنا اور روزہ بعض حالتوں میں ترک کر دینا اور حج کے عذر اور زکوٰۃ کے لئے نصاب اور فقہ کے تمام ابواب کو دیکھا جاوے تو ایسے ہی اصولوں پر مبنی ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ ہر ایک شخص اپنے اعتقاد اور قول اور اعمال میں بشرطیکہ کسی کے لئے حتی کہ اس کے اپنے لئے بھی مضر نہ ہوں، آزاد ہے۔ وَاِلاَّ آزاد نہیں۔

ترقی کا حق دوسری بات جو قبل از مطلب بیان کرنی چاہتا ہوں یہ ہے کہ اس آزادی میں جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ ہر ایک شخص بے انتہا ترقی کا حقدار ہے اور اس کے لئے صرف اتنی ہی روک ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی ترقیات میں اپنے یا دوسرے کے لئے مضر ثابت نہ ہو۔ ہاں بعض حالتوں میں اس کی ترقی کی حد بندی اس قادر و مقتدر کے ماتحت ہو جاتی ہے جس کے عجائبات اور حکمتوں سے یہ ترقی کن خود بھی ناواقف ہے۔ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ۔

مشکلات تیسری بات ہر ایک ترقی کے ساتھ کچھ مشکلات اور کوئی تنزّل، وقفہ بہت ضروری ہے۔ اسی واسطے تمام عالم میں ترقیات کے نظاروں میں روک اور تنزّلات کا نظارہ ہم دیکھتے ہیں اور غالباً اسی لحاظ سے جانور ترقی سے رکے ہوئے ہیں اور انسان کی ترقیات حیرت انگیز ہیں۔ مثلاً تمام کارخانہ دنیا کا اس وقت یا پہلے زمانوں میں پیشگوئیوں پر چلتا ہے۔ ریل پر جانے والا تار کے ذریعہ یا خط کے ذریعہ پیشگوئی کرتا ہے اور اپنے دوست کو اطلاع دیتا ہے کہ میں فلاں بجے اسٹیشن پر پہنچوں گا یا تمہارے گھر پہنچوں گا اور اس کی پیشگوئیوں پر اس دوست کو موقع لگتا ہے کہ اپنے نوکروں، چاکروں اور گھر والوں کو پیشگوئی کرے کہ فلاں دوست فلاں وقت آج آئے گا۔ یہ پیشگوئیاں صحیح ہوتی ہیں مگر بعض وقت کولیژن (collision) یا اور اسباب سے غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ تمام ملازمت پیشہ اس لئے کام کرتے ہیں کہ ہمیں فلاں تاریخ تنخواہ ملے گی اور غالباً ملتی ہے اور کبھی اس کے خلاف بھی ہو جاتا ہے۔ تاجر کی خط و کتابت اور ہُنڈیاں اور زمیندار کے کاروبار بھی ایسے ہی ہیں اور خلاف بھی ہو جاتا ہے لیکن

دنیادار لوگ ان پیشگوئیوں کے کبھی کبھار غلط ہونے سے اپنی پیشگوئیوں کو نہ ترک کرتے ہیں نہ ان کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور یہی ان کے لئے ترقیات کا موجب ہے۔

پیشگوئیاں ایسے ہی اہل اللہ بھی خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر پیشگوئیاں کرتے ہیں اور اگر وہ راستباز ہوں اور اگر فی الواقع اہل اللہ ہوں تو ان کی پیشگوئیاں غالباً صحیح ہوتی ہیں مگر ان کی ترقی کے لئے کبھی کبھی ان کی پیشگوئیاں خود ان کی نظر میں یا لوگوں کی نظر میں غلط ہو جاتی ہیں اور یہ ان کی ترقیات کا موجب ہے۔ یہ عجائبات ہیں کہ ایک طرف کی پیشگوئیوں کی غلطی دنیاداروں کو اپنے کاموں میں سست نہیں کرتی مگر دوسری طرف کی پیشگوئیوں سے ٹھوکر کھاتے ہیں اور اس ترقی کی حکمت کو نہیں سمجھتے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کوئی اُسوہ اس حریت اور ترقی اور تنزّل اور مشکلات اور روکوں کا نظر نہیں آتا۔ اس لئے ہم کو وہاں ہی سے مثالیں لینی پڑتی ہیں۔ آپ کے عہد میں اُحد کا واقعہ اور غزوہ احزاب کا معاملہ اگرچہ ناعاقبت اندیشوں کے لئے آپ کی ترقیات کی روک تھی مگر اُحد کا ظاہری فاتح خالد بن ولید اُحد کے بعد ہی معاً مسلمان ہو گیا اور غزوہ احزاب میں تو خود حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اب ہم مکّہ والوں اور مخالفوں پر چڑھائی کریں گے اور وہ ہم پر چڑھ کر کبھی نہیں آئیں گے۔ آپ نے جب فتح مکّہ کے بعد اپنے فتوحات کو تقسیم فرمایا تو اس میں سے بہت بڑا حِصّہ مؤلّفۃ القلوب کو عطا کیا مگر انصار کے جلد باز نوجوانوں نے جب کہا کہ ہماری تلواریں دشمن کے خون کو ٹپکاتی ہیں اور فتوحات کا مال غیروں کو دیا جاتا ہے۔ جس پر آپ نے انصار کو بہت بڑا وعظ کیا اور اس بات کا خمیازہ انصار کو کچھ ایسا اٹھانا پڑا کہ وہ ہمیشہ فتوحات کے حِصّہ لینے میں اس دنیا میں پیچھے ہی رہے اور واقعہ مجھے یاد آیا ہے کہ کسی موقع پر آپ نے کچھ اموال کو تقسیم فرمایا تو ایک شخص نے جس کی ظاہری شکل کا بھی تذکرہ احادیث میں ہے یہ کہا کہ ھٰذِہِ الْقِسْمَۃُ مَا اُرِیْدَ بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ (بخاری کتاب خمس باب ماکان نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوتی المؤلفۃ القلوبھم وغیرھم) کیا معنی؟ آپ کی اس تقسیم میں عدل وانصاف اور خدا تعالیٰ کے حضور جواب دہی کو مدِّ نظر نہیں رکھا گیا۔ گویا اس کے یہ معنی ہیں کہ (معاذ اللہ) نبی کریم خائن ہیں (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ) بعض پُرجوش طبائع نے اس شخص کو قتل بھی

کرنا چاہا مگر آپ کی رحیم کریم طبیعت نے اس جوشیلے کو بھی یہ کہا کہ ایسے لوگ ابھی بہت سے آنے والے ہیں۔ گویا اس کو سبق دیا گیا کہ تُو اور تیرے جانشین ہمیشہ مدِّ نظر رکھیں کہ ایسی مشکلات کا ہونا بھی مالی تقاسیم کے وقت ضروری ہے۔

میری پرورش خدا کرتا ہے میں اس بیان کے بعد یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ میری عمر اس وقت اُمتِ محمدیہ کی معمولی عمروں سے جو ساٹھ اور ستّر کے درمیان فرمائی گئی ہیں زیادہ ہے اور مجھ کو جہاں تک مجھے علم ہے ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے بے منتِ خلق محض اپنے فضل سے ہزاروں ہزار نعمتوں سے متمتع فرمایا ہے۔ حضرت امام شعرانی نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں الٰہی نعمتوں کے متعلق اس نے بیان کیا ہے مگر مجھ پر اس قدر نعمتیں ہیں کہ میں ان کے بیان میں بھی شرمسار سا رہ جاتا ہوں اور مجھے کامل یقین ہے کہ جس نے میری ہمیشہ ایسی پرورشیں کی ہیں اب میں اس کی جناب میں ان تھوڑے دنوں کے لئے دو بھر نہیں میرے کھانے پینے، پہننے اور مکانوں میں رہنے کا انتظام۔ جیسا میں ہمیشہ بیان کرتا رہتا ہوں بے شک ایک اچنبھا راز الٰہی ہے اور اب تو اور بھی اچنبھا ہو گیا ہے۔ حضرت صاحب کے وقت بھی مالی معاملات کے متعلق ایک ہمارے دوست نے کسی قسم کا اعتراض کیا تھا اور حضرت صاحب نے اسے اور باقی احباب کو بھی قسم دی تھی کہ آپ لوگ مجھے کچھ نہ دیں۔ میں تمہارے اموال کا کوئی محتاج نہیں مگر اس مخلص دوست کی یہ غلطی آخر عفو کے نیچے آ گئی۔ حضرت صاحب کی زندگی کے بعد ایک سہارنپوری نوجوان نے مجھے لکھا تھا کہ لنگر کی آمدنی بہت زیادہ ہے اور خرچ بہت کم ہے۔ مجھے اس کی تحریر پر اس لئے تعجب ہوا تھا کہ نہ اس نے کبھی خود کمایا نہ کبھی اپنی کمائی سے کسی کی خبر گیری کی۔ اس سے کیونکر اندازہ لگ سکتا ہے کہ خرچ کیا ہوتے ہیں اور آمدنی کے کیا اصول ہیں۔ حضرت صاحب کی زندگی میں اگر وہ ایسا اعتراض کرتا اور مجھ سے پوچھتا تو میں شاید اس وقت جواب نہ دے سکتا۔

حالت لنگر کیونکہ لنگر کی آمدنی حضرت صاحب کی ذات سے وابستہ تھی اور اس کا کسی کو علم نہ تھا لیکن جس وقت اس نوجوان نے اعتراض کیا اس وقت لنگر کی آمدنی اور خرچ کا مجھے پورا علم تھا اور میں یقین کرتا ہوں کہ لنگر بجائے اس کے کہ اس سے کچھ بچے مقروض ہو جاتا ہے۔ لنگر کی آمدنی میں

میرا یہ یقین تھا کہ حضرت صاحب کے کنبہ اور متعلقین کو اس میں سے کافی امداد دی جاوے لیکن آج تک جو ۱۷/ ذی الحجہ ہے کوئی راہ ایسی نہیں نکلی کہ سوا معمولی کھانے پینے کے کوئی مالی نقد یا کپڑے یا ضروری مکان بنا دینے کی امداد میں یا صدر انجمن احمدیہ قادیان کر سکی ہو۔ خود میں اپنی ذات سے اپنے کھانے کے لئے لنگر سے لینا طبعاً مکروہ سمجھتا ہوں ہاں میرے ساتھ جو لوگ وابستہ ہیں ان میں سے ایک لڑکا میرے دوست کا اور دوسرا لڑکا ہماری ایک بھتیجی کا، لنگر سے وہ کھانا کھاتے ہیں جو بہت ہی ادنیٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ حضرت صاحب کے وقت میں عمدہ سے عمدہ کھانا لنگر سے آیا ہوا اپنے سامنے دیکھتا تھا اور وہ سب کچھ حضرت صاحب کے صبح وشام کی تاکیدات کا نتیجہ تھا۔ حضرت بیوی صاحبہ نے جو میرے ایسے حالات سے زیادہ تر واقف ہیں۔ ایک بار کچھ نقد روپیہ بہت ہی الحاح کے ساتھ مجھے دیا اور یہ کہا کہ یہ صرف تیرے کھانے کے لئے ہے اور ساتھ ہی کچھ روپیہ دیا کہ اس کو لنگر میں آپ داخل کریں مگر دوسرے حِصّہ میں سے نہ دیں نیز سخت ضرورت پر اور وہ ضرورت یہ ہے کہ میاں شریف احمد کی شادی جہاں ہوئی ہے اس لڑکی کے لئے ایک مکان کی ضرورت تھی۔ سو اس کو انہوں نے جن مشکلات سے بنایا ہے ان کو وہ سمجھتے ہیں۔ جن کو باہر سے کوئی روپیہ نہ دیا گیا ہو اور پھر مکان بھی بنانا پڑے مگر میں یا صدر انجمن یا لنگر اس امداد میں شریک نہیں ہو سکے۔ حضرت صاحب کے وقت کس قدر روپیہ بچتا تھا۔ اس کا پتہ اس سے لگ سکتا ہے کہ آپ کے بعد آپ کے ذمہ پانچ سو روپیہ کا قرضہ تھا جس کو کسی چندہ اور آمدنی نے ادا نہیں کیا۔ وہ ادا تو ہوا مگر ایسے راہ سے ادا ہوا کہ اس میں کسی چندہ دہ یا عام مرید یا کسی یک مشت مخفی طور پر دینے والے نے اس میں شرکت نہیں کی بلکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ حضرت صاحب کی اپنی کسی محنت اور تکلیف سے وہ ادا ہوا ہے۔ یہ باتیں دردمند دل سے نکلی ہوئی ہیں۔ اس جلسہ پر جو کچھ مختلف تقریروں میں ہمارے مخلص احباب نے کہا وہ سب کچھ اخلاص اور درد اور سچی محبت کا نتیجہ تھا۔ میں جب تقریر کے لئے کھڑا ہوا تو بجائے اس کے کہ میں تمہیں کسی قسم کی مالی تحریک کرتا میں نے یا وعظ پر اکتفا کیا یا اس راہ کے اظہار پر اکتفا کیا جس پر قدم مارنے سے مجھے آرام ملا۔ اِشْفَعُوْا تُوْجَرُوْا (مشارق الانوار علی صحاح الآثار جزو ۲ صفحہ ۵۱۲) کے رنگ پر بعض کتب فروشوں اور

کتابوں کی خرید کی سفارش بھی کی جن میں نہایت پسندیدہ کتاب ’’تائید حق‘‘ تھی مگر اس تحریک پر صدہا جلدیں تائیدوں میں سے ایک کم اسّی [۸۰] کتاب غالباً لوگوں نے لیں۔ ۱۵ اور ۱۶؍ذی الحجہ کو چند لڑکے یتیم اور مساکین اور چند طالب علم یہاں آئے اور نیز وہ طالب علم عربی کے جن میں سے کچھ میرے پاس حدیث وطب پڑھتے تھے اور کچھ وہ جو آگے ان سے پڑھتے تھے۔ ان کے خرچ کا مجھے فکر پڑا اور میں نے یہ خیال کر کے کہ جس قدر چندے یا خرچ حضرت صاحب کے عہد میں تھے ان میں کوئی جدید شاخ اب تک نہیں نکلی بلکہ تصنیفوں اور اشتہاروں کے لحاظ سے خرچ میں گونہ تخفیف ہے مگر لنگر پر ان طلباء کا بوجھ مجھے ناگوار اور ناپسند نظر آیا کیونکہ حضرت صاحب کے وقت ان طلبہ کا کھانا لنگر سے نہیں دیا جاتا تھا۔ اس خرچ کو یتامیٰ سابق (۱۴)، جدید (۳)، کل (۱۷)، مساکین سابق (۳۰)، جدید (۹)، کل (۳۹) اور طالب علم کل (۱۷) ان سب کا کھانا لنگر سے علیحدہ کرنے کا جو خیال ہوا تو میں نے مولوی محمد علی صاحب کو

چندہ لنگر جو اس وقت میرے ایک دست اور بازو اور جن کے اخلاص پر مجھے تعجب آتا ہے اور رشک بھی آتا ہے یہ کہا کہ پانچ ہزار روپیہ ان لوگوں کے لئے خصوصیت سے الگ چندہ کیا جاوے تو کہ لنگر اس بوجھ سے محفوظ رہے۔ تو میں نے بااینکہ میں صاحب نصاب کسی زکوٰۃ کا نہیں ہوں سو روپیہ اپنی گرہ سے دینا کیا ہے۔ اور ان کو تاکید کی کہ میری طرف سے اس چندہ کے بارہ میں آپ ایک چٹھی شائع کریں۔ یہ تو ۱۵ اور ۱۶؍ذی الحجہ کا قصہ تھا کہ چند ایک غرباء کے بیمار ہو جانے سے میر صاحب

ناصر وارڈ میر ناصر نواب کو جو آج کل انجمن ضعفاء کے سرگرم ممبر ہیں ایک جوش پیدا ہوا کہ ان بیماروں کے لئے ایک وسیع مکان بنانا ضروری ہے تا کہ ڈاکٹر اور طبیب ایک ہی جگہ ان کو دیکھ لیا کریں اور ان کی تیمارداری میں کافی سہولت ہو۔ ان کی اس جوش بھری خواہش کو میں نے محسوس کر کے ایک سو روپیہ کا وعدہ ان سے بھی کر لیا ہے اور تیس [۳۰] روپے نقد بھی دیئے۔ ایک پرانی رقم ساٹھ روپیہ کی جو اس کام کے لئے جو میں نے جمع کی اس کے بھی نکلوا دینے کا وعدہ کیا۔ اس جوش بھرے مخلص نے قادیان کے بستی مخالفوں اور موافقوں ہندو اور مسلمان، دشمن و دوست سب کو چندہ کے لئے تحریک کی۔ جہاں تک

مجھے علم ہے اس کا اثر تھا کہ رات کے وقت میری بیوی نے مجھ سے بیان کیا کہ آج جو میر صاحب نے تحریک کی ہے اس میں میں نے سچے دل اور کامل جوش اور پورے اخلاص سے چندہ دیا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ اگر ایسے مکان کے لئے ہمارے کوئی مکان کسی طرح بھی مفید ہوسکیں تو میں اپنی خام حویلی دینے کو دل سے تیار ہوں۔ یہ سب کچھ میر صاحب کے اخلاص اور دلی جوش کا نتیجہ تھا۔ میں نے اس سچے عقد ہمت اور جوش کو دیکھ کر ایک ایسے آدمی سے جو میرے خیال میں کبھی چندہ میں شریک نہیں ہوا اور غالباً وہ چندوں سے مستفیض بھی ہے یہ کہا کہ ایسے جوش سے اگر آپ لوگ عربی میں دینیات میں تعلیم کے واسطے پُر جوش کوشش کرتے تو آپ بھی یقیناً بہت بڑے کامیاب ہوجاتے مگر اس نے مجھے یہ کہا

ایک معترض کہ جس قدر یہاں چندے وصول کئے گئے اور بیان کیا گیا وہ سب کچھ ایک بے ایمانی اور دھوکہ اور فریب اور دغا بازی کا کام تھا جو شریر النفس لوگوں نے عربی تعلیم کے بہانے سے وصول کیا اور لوگوں کو دھوکا دیا اور وہ روپیہ اپنی اغراض میں صرف کیا یا کرتے ہیں۔ مجھ کو اس فقرہ سے جو تکلیف ہوئی ہے اس کا بیان کسی لفظ میں میں نہیں کرسکتا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ (البقرۃ:۱۵۷) قَالَ اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ (یوسف:۸۷) اور لَقَدْ اُوْذِیَ مُوْسٰی وَ مُحَمَّدٌ اَکْثَرُ مِنْ ذَالِکَ کے سوا کوئی تسلی کا موجب نہیں ہوسکتا مگر میں دنیا میں زیادہ دیر رہنے کے لئے نہیں جیسا کہ اس شخص کا خیال ہے۔ اگر اور بھی کوئی ایسا ہو۔ اس نے تو کبھی بھی مالی شرکت نہیں کی اور واقع میں جو مالی شرکت رکھتا ہے صاف لفظوں میں سنانا چاہتا ہوں اور تمام ان لوگوں کو جو قادیان میں چندہ دیتے ہیں بلند آواز سے میں کھول کر کہتا ہوں کہ ہندوستان میں کانگریسوں، انارکسٹوں، کانفرنسوں، انجمنوں، ندووں، کالجوں، سکولوں، عربی مدارس اور سنسکرت کے مدارس کے لئے لاکھوں روپیہ بلکہ کروڑوں تک خرچ ہوتا ہے۔ جن جن موقعوں پر وہ لوگ اس روپیہ کو خرچ کرتے ہیں ان کاموں میں قوم کے محسن، ملک کے محبّ اور منجّی وہ یقین کئے گئے ہیں لیکن ہماری چھوٹی سی جماعت جس کا روپیہ لاکھوں کے ابھی نزدیک بھی نہیں اس میں اگر دھوکا دہ اور فریبی لوگ کہلاتے

ہیں تو ہم سے بدتر کوئی بدنصیب نہیں ہوسکتا۔ جو چندے یہاں دیئے جاتے ہیں وہ میرے خیال میں حسب ذیل ہیں۔

مدات چندہ اوّل لنگر، اور یہ بہت پرانا چندہ ہے جس کی حقیقت ہمیں اب معلوم ہوئی ہے کہ اس میں بچت کی کوئی گنجائش نہیں۔ باایں کہ میرا ذاتی خرچ اس میں نہیں۔

دوسرا میگزین، جس کی نسبت حضرت صاحب کا یہ ارشاد تھا کہ دس ہزار میگزین، انگریزی کا پرچہ شائع ہونا چاہیے۔ اگر اس کے خرچ کو کوئی دھوکہ باز اور بے ایمانی سمجھتا ہے تو وہ شخص ہوسکتا ہے جو حضرت صاحب کو جو اس پرچہ کے اصل بانی ہیں دھوکا باز اور بے ایمان قرار دے لے۔

تیسرا یہاں کا ہائی سکول، مڈل اور پرائمری ہے۔ اس کا محرک نورالدین اور مرزا خدا بخش تھے اور اس میں ہماری نیک نیتی یہ تھی کہ جو لوگ یہاں رہتے ہیں اور جو احباب قادیان سے باہر ہیں انہیں اپنی اولاد کو آخر وقتی ضروریات کے باعث تو سکولوں میں بھیجنا ہی پڑتا ہے اور خرچ کے متحمّل ہوتے ہی ہیں اور سکولوں اور بورڈنگوں کی ناگوار برائیوں میں پھنسنے کا احتمال ہے۔ اس لئے اگر وہ لوگ اس سکول میں اپنے بچوں کو بھیج دیں اور وہی خرچ جو ان کو ان سکولوں میں دینا پڑتا ہے یہاں دے دیں تو ان کے بچے بورڈنگوں میں جو امور مضر اخلاق وصحت پیدا ہوتے ہیں ان سے نسبتاً محفوظ رہیں۔ حضرت صاحب نے بھی اس کو جائز رکھا۔ سکول کا چندہ صرف اسی طرح پر خرچ ہوتا ہے جس طرح سرکاری ہائی سکولوں میں خرچ ہوتا ہے۔ سرکاری عہدہ دار اس کے نگران ہیں۔ سرکاری رنگ میں مجوزہ کوڈ یونیورسٹی کے موافق اس کی تعلیم ہے۔ اگر کوئی امر زائد ہے تو صرف یہ ہے کہ ان لڑکوں کے ماسٹر خصوصیت سے وہ ہیں جن کو حضرت صاحب بہت ہی پسند کرتے تھے اور میں تو ان کے کاموں کو رشک کا موجب یقین کرتا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ انگریزی پڑھاتے ہیں عربی کے مدرس نہیں اور لڑکے نمازوں کے پابند کرائے بھی جاتے ہیں اور وہ میرے درس میں بھی حتی الامکان شامل ہوتے ہیں اور سعادت منداس سے متمتع بھی ہیں۔ کتنے لڑکے ہیں جن کی نسبت میرا یقین ہے کہ انہوں نے پاک تبدیلی اس سکول میں رہ کر کی ہے۔ مجھے کوئی حرج نہ ہوگا اگر ان میں سے چند کے نام بھی لے دوں۔ مثلاً ماسٹر غلام محمد، فتح محمد،

ضیاء الدین، محمد علی ہیں جو سکول سے نکل کر کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ بعض شریر النفس جن کو پہلے ہی کسی ایسی راہ پر چلنے کا اتفاق ہوا جس سے ان کی طبیعتیں رو بہ اصلاح نہ ہوسکیں۔ پر جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے ایسے افراد کا ہونا ضروری ہے۔ پس مدرسہ کا چندہ یقیناً دھوکا کے طور پر نہیں بلکہ یقیناً ایک ہائی سکول کا چندہ ہے۔

تیسرے مدزکوٰۃ ہے۔ باایں کہ زکوٰۃ کا مصرف قرآن میں بہت ہی مفصل موجود ہے مگر پھر بھی قاضی امیر حسین، مولوی سرور شاہ اور سید محمد احسن سے باوجود عدم ضرورت مشورہ کر لیتا ہوں۔ صرف مؤلفۃ القلوب کی مد جس کو ہمارے فقہا نے غیر ضروری سمجھا تھا۔ میں اس کو حضرت صاحب کے عہد میں بھی، اس کو ضروری سمجھتا تھا اور اب بھی اس کو ضروری سمجھتا ہوں اور اس میں بھی زکوٰۃ کو لگا لیتا ہوں۔ اور چونکہ ہماری جماعت ضعفاء کی ہے اس واسطے اوّل تو زکوٰۃ کے دینے والے ہی کم ہیں۔ پھر جو دینے والے ہیں ان کو اپنے اقارب بھی مدِّ نظر ہیں۔ پھر اس قحط سالی اور بیماریوں نے اور بھی اس مد کو مشکلات میں ڈال دیا ہے۔

چوتھا چندہ وہ ہے جو بطور نذر کے لوگ میرے ہاتھ میں دیتے ہیں۔ چونکہ اس وقت جب یہ لوگ دیتے ہیں ایسا موقع ہوتا ہے کہ تفصیل سے پوچھا نہیں جاتا۔ اس لئے تمام ایسے نذرانہ کے چندوں کو اپنے علم صحیح اور مضبوط تجربہ سے مولوی محمد علی کو امین سمجھ کر اور محتاط یقین کر کے ایک پیسہ سے روپیوں، نوٹوں، پونڈوں تک ان کے سپرد کر دیتا ہوں۔ ہاں ایسی نذریں جن میں بطور نظیر کے میں دو چیزوں کا ذکر کرتا ہوں کہ شیخ رحمت اللہ نے مجھے کچھ گرم اور لٹھے کے کپڑے ایک بار نہیں دو بار بھیج دیئے اور ایک میرے پنجابی بہت ہی پرانے مخلص دوست نے مدراس سے ایک گرم کوٹ بھیج دیا یا ایک میرے سکھ دوست نے کشمیر سے گرم پٹی روانہ کر دی۔ اس کو میں خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم یقین کر کے آپ لے لیتا ہوں۔ نقدی میں ایسا اتفاق بہت ہی کم واقعہ ہوتا ہے اور وہ بھی ایسے لوگوں سے کہ مرزا یعقوب بیگ نے مجھے اور جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے بیوی صاحب نے الحاح سے کہہ دیا کہ یہ

تیرے ذاتی اخراجات کے لئے ہم دیتے ہیں یا ایک میرے نہایت ہی پرانے مخلص مولوی یحيٰ نے ضلع ہزارہ سے مجھے ایک دفعہ یہ کہہ کر کچھ دیا کہ یہ بڑا ہی حلال طیب مال ہے جس کو آپ کھائیں اور ہمارے لئے دُعا کریں کیونکہ حرام کھانے والے کی دُعائیں قبول نہیں ہوتیں اور یہ مال بلا اشتباہ حلال طیّب ہے تو میں نے اس مال کو بہت پسند کیا اور گھر میں تاکید کردی کہ اسے احتیاط سے ہمارے کھانے پینے میں لگائیں۔

اس کے سوا کچھ ایسی رقومات ہیں جن میں مثلاً جماعت سیالکوٹ نے مجھے خصوصیت سے درخواست دی کہ آپ کا نذرانہ جماعت سیالکوٹ علیحدہ حاضر ہوکر پیش کرنا چاہتی ہے کوئی وقت مقرر کیا جاوے۔مگر ان کو کوئی ایسا موقع نہ ملا اور وہ روپیہ جو ان کے خیال میں ہوگا ہم نے عام اغراض بیت المال اور صدر انجمن احمدیہ کے نیچے رہنے دیا اور ان سے نہ لیا۔پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس شخص نے کس طرح چندہ لینے والوں کو فریبی دھوکہ باز اور دغا دہندہ یقین کرلیا۔تمام ایسے لوگ جو ہماری جماعت میں ہوں ہم ان سے بہتری کرتے ہیں۔ بلکہ میری ایک لڑکی جس کے ہاتھ میں سونے کے کڑے تھے وہ مرگئی تو اس کا وہ روپیہ اس کی ماں کی درخواست پر ہم نے کسی تجارت پر کسی تاجر کو دے دیا اور پھر امۃ الحیٔ کے پیدا ہونے پر ہمیں خیال تھا کہ وہ روپیہ اسی کو دے دیا جاوے گا۔مگر ان بدمعاملہ لوگوں نے ہمارا اصل روپیہ بھی پورا نہ دیا۔ باایں کہ وہ دعوے کرتے ہیں کہ ہماری جماعت اور ہمارے مریدوں میں داخل ہیں۔مگر چونکہ ہم نے ہی دلایا تھا ہم ذمہ وار تھے کہ وہ روپیہ بیوی کو دلا دیں۔ امۃ الحیٔ کو ہم نے کہا کہ اگر تم سورہ بقر ہمارے منشاء کے موافق ہم کو سنا دو تو ہم تم کو سردست دوسو روپیہ بطور انعام کے دیں گے لیکن ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ ایسا نہ ہو یہ دوسو روپیہ کسی کے ابتلاء کا موجب ہو میں نے اس روپیہ کے دینے میں تامل کیا۔مگر آج رات مجھے انشراح صدر سے یہ ثابت ہوا کہ ایسے ابتلاء آتے ہی ہیں اور آئیں گے پس ہم اس پاک انعام کے دینے میں کیوں تامل کریں۔ہم نے

یہ فیصلہ کرلیا کہ وہ انعام عنقریب اسے دے ہی دیں گے اور ادھر خدا تعالیٰ نے یہ سامان کر دیا کہ حکیم فضل دین نے مجھے کہا کہ آپ کے دوسو دس روپیہ میرے ذمہ ہیں عنقریب دے دوں گا۔ پس جو لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ ان کا روپیہ میر زاہد اور ملاں جلال اور امور عامہ اور حمد اللہ قاضی اور شمس بازغہ کے پڑھنے میں دھوکہ سے لیا گیا ہے یا دھوکا سے لیا جاتا ہے تو وہ یاد رکھیں کہ یہاں کوئی آدمی سردست ان کتابوں کو نہیں پڑھتا اور نہ ان کتابوں کے پڑھنے کے لئے ہم نے آج تک کسی مخلص سے کوئی چندہ لیا ہے۔ ایسے لوگ جیسے خواجہ کمال الدین ہیں اور ڈاکٹر یعقوب بیگ ہیں یا سید محمد حسین یا سید حامد شاہ، مولوی غلام حسن، مولوی محمد علی، مولوی شیر علی، مفتی محمد صادق، خلیفہ رشید الدین، حکیم فضل الدین، شیخ یعقوب علی، سید محمد احسن ہیں اور صدر انجمن کے ممبر جن کاموں کے لئے روپیہ کو لیتے ہیں۔ میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ کو یاد کر کے غلیظ قَسم کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ اپنے اغراض کے لئے یا فریب اور دھوکہ سے روپیہ نہیں لیتے نہ کسی ایسی عربی تعلیم کے لئے جس میں کتب بالا یا دیوان...... متنبّی پڑھایا جاتا ہو۔ ابھی تک نہ کوئی روپیہ لیا ہے اور نہ کسی نے ہم کو دیا ہے۔

ہمارا بے شک یہ منشاء تھا کہ جس طرح سید محمد احسن صاحب نے اپنے خطبہ میں جلال کے ساتھ صدر انجمن کے کورم اور ان کے علوم پر حملہ فرمایا تھا۔ اس جوش کو عربی مدرسہ کے چندہ کے لئے خرچ کرتے اور پاک پُر جوش لفظوں میں حاضرین جلسہ کو یوں فرماتے کہ جس طرح ان وکلاء و ڈاکٹروں نے آپ لوگوں سے چندے لئے ہیں اور اپنے اغراض کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح مجھے بھی چندہ دو اور میری یہ غرض ہے۔ وہ حقیقی جوش دکھاتے تو میں ناامید نہ تھا کہ وہ جوش بیکار جاتا اور عربی مدرسہ کے لئے ایک موقع نہ نکال دیتا۔ یا یہ معترض بجائے اس کے کہ ہم سب کو بے ایمان، خودغرض، شرارتی، دھوکہ باز کہتا خود کوئی کام کر کے دکھاتا تو ہمیں بہت خوشی ہوتی۔ عربی مدرسہ کے لئے جیسی ہم کو خود تڑپ ہے ہر ایک کو کہاں ہوسکتی ہے مگر اس وقت تو ہر کام کے لئے روپیہ کی ضرورت پڑتی

ہے اور روپیہ ان ضروری کاموں کے لئے بھی کافی نہیں ہے جو حضرت صاحب کے وقت اس کے مصارف تھے۔ مثلاً میگزین، لنگر، ہائی سکول اور واعظ، بڑی مسجد اور ہائی سکول یا کالج کی عمارت اور واعظوں کا خرچ، جب یہی پورے نہیں ہوتے جن کو حضرت صاحب نے قائم کیا تھا تو ہم عربی کا ایک بڑا مدرسہ جو اپنی ذات میں بڑے خرچ چاہتا ہے اور دیکھ لو کہ ندوۃ العلماء اور دیو بند، الٰہیات کا مدرسہ کانپور اور انجمن نعمانیہ جو ان کاموں کے لئے وقف ہیں۔ ان کے مہتموں کو کیسی کیسی مشکلات کا آئے دن سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اب قبل اس کے کہ اس مضمون کو ختم کروں۔

ایک سوال کا حل کرنا کسی قدر ضروری ہے کہ اگر تمہارے ہاں کوئی سکول عربی کا جس میں یہ زواہد ثلاثہ اور حمد اللہ قاضی نہیں پڑھائے جاتے تو تم کیا کرتے اور ان چندوں سے تم کیا کام لیتے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم قوم میں وحدت اور اتحاد اور ان سے کلمہ شہادت کا اقرار، توبہ اور استغفار کراتے ہیں اور ان کو تاکید کرتے ہیں کہ تم استغفار، توحید، لاحول، الحمد، درود شریف اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی پابندی کرو اور بتدریج اخلاق فاضلہ کی طرف قدم مارو اور بدیوں کو ترک کرو۔ ہمارا خطبہ جو اس جلسہ میں ہوا ہے وہ ہماری ایک روزانہ کارروائی کا نمونہ تھا اور ہم اپنی جماعت کے لئے خصوصیت سے تڑپ تڑپ کر دُعائیں مانگتے ہیں کہ ان میں ترقی واستقامت ہو اور آفات ارضیہ وسماویہ سے محفوظ رہ کر دین کے خادم بنیں۔ کوئی مخفی وظیفہ کوئی مخفی ہدایت کوئی مخفی تعلیم اس سادہ تعلیم کے سوا نہیں کرتے اور نہ قادیان کا مدرسہ سردست کسی اور تعلیم کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہاں لوگ آئیں اور باہم محبت پیدا کریں۔ ہم سے ملیں۔ ہماری سادہ تعلیم جو تمام انبیاء کا مشترکہ خزانہ ہے اس کو لے جاویں، کوئی چندہ ہم یونیورسٹی کو اس کے پورا کرانے کے لئے نہ سردست مانگتے ہیں نہ اس کے مدعی ہیں۔

ہمارے میاں محمد لودہانوی اور بھی ایسے گواہ ہیں کہ انہوں نے حضرت صاحب کے زمانہ میں یہ کہا تھا کہ آپ کو روپیہ کی ضرورت ہو تو آپ مجھ سے مانگ لیا کریں مگر ہم نے ان کو بھی یہی جواب دیا

کہ تم ہمارے لئے دُعا کرو کہ ہم کو آپ سے مانگنے کی ضرورت نہ پڑے۔ اگر ہم چندہ کی کوئی تحریک کرتے ہیں تو پھر دوبارہ ہم قسم کرتے ہیں کہ ہم یا ہماری صدرانجمن اور اس کے ممبر جن کا ذکر کیا گیا ہے دھوکا سے کوئی نہیں لیتے نہ دھوکا دیتے ہیں نہ ضرورت ہے۔ نورالدین

تتمہ مضمون

مضمون بالا کے متعلق بعض دوسرے اعتراضات کا جواب بھی حضرت خلیفۃ المسیح نے دینا مناسب سمجھا ہے جو کسی نہ کسی ذریعہ سے آپ کے پاس پہنچائے گئے۔

اوّل۔ تعلیم الاسلام نام سکول کا غلط ہے ہائی سکول چاہیے؟

الجواب۔ یہ نام تو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھا تھا اور اس پہلے اشتہار میں جو مدرسہ کے لئے شائع ہوا یہی نام لکھا ہوا ہے اور انگریزی تعلیم کے لئے یہ مدرسہ کھولا گیا تھا۔ پھر اعتراض کیوں ہے؟ علاوہ بریں کل دنیا کے ہائی سکولوں میں پانچ وقت نماز کے لئے بچوں کو کوئی آفیسر نماز باجماعت کے لئے نہیں لے جاتا۔ مگر یہاں بالالتزام **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَـمَّـدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهُ** کی تعمیل اور تعلیم اسلام کی تکمیل کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔ روزوں کے ایام میں حتی الوسع روزہ رکھنے کی ہدایت اور عمل کیا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ آج ایسی ایک بی بی میرے سامنے آئی جس کی بابت میرا خیال تھا کہ وہ عربی کا ایک لفظ نہیں جانتی مگر دوسری نے کہا کہ اس کے خاوند نے تین پارہ تک قرآن مجید کا ترجمہ اس کو پڑھا دیا ہے۔ جب پوچھا اس نے کہاں سے پڑھا۔ تو جواب ملا کہ ہائی سکول کی جماعت میں۔ اب بتاؤ یہ تعلیم الاسلام نہیں تو کیا ہے؟

دوم۔ اب تک چندہ سے کیا فائدہ ہوا؟

الجواب۔ یہ اعتراض تو حضرت مرزا صاحب پر پڑتا ہے جنہوں نے چندہ کی طرف توجہ دلائی۔ اس لئے کسی احمدی کی طرف سے نہیں ہوسکتا ہمارا مخالف یا مرتد کر سکتا ہے۔ مخالف کو جواب دیتے ہیں اگر کوئی مرتد ہو تو اس کے لئے دوسرا وقت رکھتے ہیں۔ چندہ سے قوم بنی ہے اور قوم بنانے کے بھید کو وہ

لوگ جانتے ہیں جنہوں نے قومیت سے فائدہ اٹھائے ہیں۔ ہندوستان کی کروڑ ہا مخلوق پر انگریزوں کی حکومت قومیت کا تھوڑا سا ثبوت ہے۔

سوم۔ انگریزی کیوں پڑھائی جاتی ہے؟

الجواب۔ اسی طرح جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو عبرانی پڑھائی تھی۔ انگریزی سے مسلمانوں کی غفلت کا نتیجہ ان لوگوں سے پوچھو جو مسلمانوں کی عام حالت پر غور کر رہے ہیں۔ پھر اسی غفلت کا نتیجہ تھا کہ اوّلاً اس ملک میں تمام مدرس مسلمان تھے۔ اب ان کی جگہ ہندو ہیں جو ان مسلمانوں کو آگے بڑھنے بھی نہیں دیتے اور جن کی مسلمان کڑاڑ کے لقب سے تذلیل کرتے تھے۔ اب ہاتھ باندھ کر لالہ صاحب اور رائے صاحب کہنا پڑتا ہے اور پھر اسی غفلت کا نتیجہ تھا کہ ایک کذّاب کا لفظ امام کے منہ سے کسی کی نسبت نکلا تو جنہوں نے انگریزی پڑھی تھی اڑھائی سال تک دل کھول کر تکلیف دی۔ مسلمان اگر انگریزی خوان ہوتے خواہ ہمارے مخالف ہوتے یا موافق تو انہیں غیرت ہوتی کہ اس خمیازہ کو دور کرنے کے لئے تھوڑی سی توجہ اس کام کے لئے کرتے جس کام کے لئے انجمن حمایت اسلام اور محمڈن کالج نے انگریزی پر زور دیا۔

چہارم۔ عربی پر روپیہ کیوں نہیں لگایا جاتا؟

الجواب۔ یہ بالکل غلط ہے کہ عربی پر روپیہ نہیں لگایا جاتا۔ ہائی سکول میں عربی برابر پڑھائی جاتی ہے۔ یہ سکیم مدرسہ کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ پھر دینیات کی ایک شاخ قائم ہے اور اس کو بہتر اور زیادہ مفید بنانے کا سوال قوم اور کارکنوں کے سامنے ہے۔

علاوہ ازیں چھوٹا سا مدرسہ انجمن نعمانیہ، حمیدیہ فیض عام کانپور، ندوۃ العلماء اور دیوبند ہے۔ کیا یہاں کی ضعفاء کی جماعت نے کوئی ایسا چندہ دیا ہے جس سے ہم اتنا مدرسہ بھی قائم کرسکیں۔

پنجم۔ مسکین فنڈ یہاں کوئی نہیں؟

الجواب۔ یہ معترض کا صریح جھوٹ ہے کیونکہ مثلاً ضلع ہزارہ اور کاغان وغیرہ کے لوگ مسکین فنڈ سے کھانا اور کپڑا پاتے ہیں اور پھر نمک حرامی کے رنگ میں ان میں سے کسی نے

اعتراض کیا ہے اگر کیا ہے۔ کیا یہ معلوم نہیں کہ مدرسہ کے طلباء اور بعض نابینا یہاں ہیں اوران پر معقول خرچ ہوتا ہے جن میں ممکن ہے معترض بھی ہو۔ وہ سترہ کے قریب ہیں۔ یہاں سے روٹی اور معقول کپڑا لے کر بھی اعتراض کرتے ہیں۔

ششم۔ غلام محمد اور فتح محمد یہاں نہیں پڑھے؟

الجواب۔ یہ مدعی سست اور گواہ چست والا معاملہ ہے۔ معترض نہیں بتا سکتا کہ پھر انہوں نے اس قدر تعلیم کہاں پائی؟ اگر کالجی تعلیم یہاں نہیں پا سکتے تو کالج کی تعلیم کے لئے روپیہ کہاں سے لیا؟

ہفتم۔ دینیات کی تعلیم پانے والوں کے صابون اور حجام ندارد ہے؟

الجواب۔ معترضین خود ہی بتائیں کہ وہ کہاں سے لاتے ہیں؟

ہشتم۔ تین برس میں اعلیٰ عربی دان تیار ہونے چاہئیں؟

الجواب۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ اس سے بھی کم میں ہو مگر کوئی نمونہ دکھائے کہ الف، با، تا شروع کر کے تین سال میں کوئی فاضل ہو گیا ہو۔

معترضین نے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا آخر میں پھر نصیحت کی جاتی ہے کہ نکتہ چین اور نرے اعتراض کرنے والے نے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اوّل عیسائیوں کی قوم ہے جس نے آدمؑ سے لے کر نبی کریم تک کو بُرا بنایا۔ یہودی پہلے سے اور مسلمان تیرہ سو برس سے جواب دیتے آئے مگر بتاؤ عیسائیوں کو کچھ فائدہ ہوا؟

پھر شیعہ صحابہ کرام پر، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین پر اعتراض کرتے رہے اور خاموش نہیں ہوئے حتیٰ کہ بخاری میں ہے کہ ابن عمر کے سامنے حضرت عثمان پر اعتراض کئے۔ ان دو کے بعد آریہ نے اسی عیب چینی کے لئے کمر باندھی مگر کسی مسلمان نے ان کو بند کر دیا کہ ان کو سخن چینی سے روک دیا ہو؟ پس ایسے معترض عیسائیوں، آریوں اور شیعوں کی اتباع نہ کریں۔ یہ راہ بہت خطرناک ہے اور نہایت کٹھن اور غالباً غیر مفید ہے۔ تعلیم اسلام جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہم اسی طرح کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ موفق ہے۔ ۱۲؍جنوری ۱۹۰۹ء

(الحکم جلد ۱۳ نمبر ۲ مورخہ ۱۴؍جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۲ تا ۷)

دینیات اور دینی مدرسہ کی تعلیم

حضرت خلیفۃ المسیح نے اُسی روز جبکہ قوم کے لوگوں نے یہ لکھ کر حضور کے سامنے پیش کیا کہ ’’آپ کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا تھا۔‘‘ آپ نے اپنی پہلی تقریر میں ہی فرمایا تھا کہ

تعلیم دینیات اور دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔منہ۔

(الحکم جلد ۱۳ نمبر ۴ مورخہ ۲۸؍جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰)

سوالات اور ان کے جوابات

(۱) سوال۔ بدعت کی جامع مانع تعریف؟

جواب۔ میرے نزدیک و میری تحقیق میں بدعت حقیقہ کے یہ معنے ہیں جو عقیدہ و عبادت و عادت و معاملہ عہد مبارک نبوی اور صحابہ و تابعین میں خود آپ یا اس کی نظیر باوجود ضرورت و وقت بلا انکار مروج نہیں ہوا اور ایسے امر کا مرتکب اس کام کو معاد میں مفید سمجھے اور اس کے فعل یا ترک کو شرط و لازمہ عقیدہ و عبادت و عادت و معاملہ کرے یا کالشرط اللوازم اسے ضرور سمجھے تو وہ عقیدہ و عبادت و عادت و معاملہ بدعت حقیقیہ ہے۔

(۲) سوال۔ امام الصلوٰۃ کو بعد از اذان جماعت کرانے کے لئے بلانے جانا سنت سے ثابت ہے یا یہ صرف مامور من اللہ کا حق ہے اور کیا جب تک کوئی اطلاع نہ جائے امام نہ آئے؟

جواب۔ اس کا جواب اس میں آ گیا حضرت نبی کریم ﷺ کو بخلاف آیت کریمہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (الحجرات:۵) بلایا جاتا تھا اس میں مامور من اللہ کی قید کا کوئی باعث نہیں۔

(۳) سوال۔ نماز میں پہلی رکعت میں سورہ النصر پڑھیں تو کیا دوسری میں ایک سورۃ چھوڑ کر اگلی سورۃ قل ھو اللہ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب۔ بخاری نے اس کے جواز پر ایک باب باندھا ہے، میں اس لئے جائز جانتا ہوں۔ عامہ حنفیہ مخالف ہیں اس لئے مسئلہ سہل ہے۔

(۴) سوال۔ نماز جنازہ میں بعداز **سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ** کے سوا اور سورۃ بھی پڑھ لیں؟

جواب۔ الحمد شریف کا جنازہ میں پڑھنا سنّت سے ثابت ہے۔ ابن عباس نے تاکید کی اور مالابد کے مصنف مؤکد ہیں۔

(۵) سوال۔ چوتھی تکبیر کے بعد معاً سلام پھیر دیں یا دعا بھی کرلیں؟

جواب۔ بعد تکبیر رابع مختصر سی دُعا تعامل میں ہے۔

(البدر جلد ۸ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۱ر فروری ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

رقیمۃ الصدیق الٰی طالب التحقیق

جناب من! یہ تمام لوگ جو اللہ تعالیٰ، پرمیشر، خدا، گاڈ کو ماننے والے ہیں بالاتفاق مانتے ہیں کہ دعا، پرارتھنا ایک مفید اور بابرکت چیز ہے تمام مقدس کتب اس سے بھری پڑی ہیں۔ دہریہ بھی ہاتھ پاؤں دل سے دعا کرتا ہے اور خواہش رکھتا ہے جب مصائب میں گھرتا ہے۔ میں نے اس دعا کا بڑا تجربہ کیا ہے میری عمر ستر سے متجاوز ہے بڑے بڑے کام صرف دعا سے حل ہوئے۔ صدقہ خیرات کسی کا بھلا کرنا، پُن، دان بھی مسلّم بات ہے۔ آپ جناب الٰہی میں اضطراب و جوش سے کچھ صدقہ کر کے دعا مانگیئے کہ الٰہی! تجھے راضی رکھنا چاہتا ہوں اور راضی کرنا چاہتا ہوں راہ راست دکھا دے اور ایسا ہو کہ تو پھر ناراض نہ ہو یہی دعا قرآن کریم میں موجود ہے کسی ترجمہ میں دیکھ لیں۔

پھر آپ صدقہ و دُعا پورے استقلال و ہمت سے شروع کر دو۔ صدقہ میں حد کوئی نہیں ایک کوڑی بھی صدقہ ہے اگر عمدہ موقعہ پر دی جاوے۔ ہر ایک زبان کو ہمارا مالک جانتا ہے شوخی اور گستاخی اس کو ناپسند ہے۔

یہ سیوا و خدمت میں آپ سے چاہتا ہوں پھر خدا کو بڑا مان کر اس کی پیدائش کا بھلا چاہو اور

بس۔ پرمیشر بڑی اتم وستو ہیں۔ وہ انو پیم ہیں۔ کتاب آپ کو پہنچی ہوگی یا پہنچے گی۔ میں نے بہت دن ہوئے کہہ دیا ہے اسے آپ دیکھ لیں اور اضطراب و پیاس عمدہ چیز ہے میں اس کی قدر کرتا ہوں۔ جیو اور مادہ کا مسئلہ ذرا مشکل نہیں مگر اس پر بسط سے سیر کن بحث اس وقت مناسب ہے جب میں ان تمام مشکلات سے اطلاع پا جاؤں جو روحوں اور مادہ کے انادی ماننے والوں کو پیش آئیں۔ ستیارتھ پرکاش اور کلیات آریہ مسافر میں ایسے فلسفیانہ دلائل نہیں جس پر گھراؤ ہو۔

میں نے وید بھاش، رگوید اور یجر کا سنا ہے اس میں بھی اور شام وید میں بھی ایسے دلائل نہیں دیکھے۔ اگر کسی نے ارواح و مادہ کے قدامت پر بسط سے لکھا ہو تو آپ مجھے اس کتاب کے نام سے آگاہ فرماویں میں اس کو راستی پسند نظر سے دیکھوں گا۔ میں خود اس دنیا اور اس کے مادہ کو ہر وقت فنا پذیر دیکھتا ہوں اس مشاہدہ کو کون باطل کرسکتا ہے۔ پیارے! یہ عارضی مشکلات ہیں جو ادنیٰ توجہ سے دور ہو سکتے ہیں۔ میں آپ کا غمگسار اور ہمدرد ہوں۔ کتابوں کے مطالعہ پر ملاقات گو ایک ساعت کی ہو ضروری ہے۔

نورالدین

۱۷ر جنوری ۱۹۰۹ء

چندسوالوں کے جواب

(۱) مرزا صاحب کے کیا کیا خیالات تھے جو جمہور مسلمانوں سے وہ منفرد تھے؟

جواب: مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے باتیں کرتا ہے اور یہ اس کا فضل ہے جو مجھ پر ہے اور اس نے مجھے اس صدی کا امام و مجدد بنایا ہے اور مجھے مہدی فرمایا ہے۔ لوگ ناراض تھے اور کہتے تھے اور کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ افتراء ہے اور جھوٹ ہے۔

(۲) کیا مرزا صاحب سچ مچ دنیادار تھے اور اسی تحصیل دنیا اور تحصیل حظّ نفسانی کے لئے انہوں نے ایسا کیا تھا جیسا کہ علی العموم اخبارات میں لکھا کرتے ہیں؟

جواب۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے عیسیٰ مسیح فرمایا ہے۔ مرزا صاحب کہتے

ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور یہ بات لوگوں کو ناگوار تھی اوراس پر ناراض ہو گئے۔ مرزا صاحب کو دنیا سے اور دنیاداروں سے بیزاری تھی اور کسی دنیادار کو آپ سے تعلق نہ تھا اور آخر تک بیزار رہے اور حظّ نفسانی سے پاک تھے۔

(۳) کیا مرزا صاحب مسمریزم سے اپنا اثر ڈالتے تھے؟

جواب۔ مرزا صاحب مسمریزم نہیں جانتے تھے اور نہ پسند کرتے تھے کہ کوئی مسمریزم کرے اور اس کو مکروہ جانتے تھے۔

(۴) کیا مرزا صاحب کی صرف موت ہی کی پیشگوئی صحیح ہوا کرتی تھی؟

جواب۔ مرزا صاحب نے میرے لئے پیشگوئی کی کہ تم کو اللہ تعالیٰ لڑکا دے گا اور وہ ہوا۔ بہتوں کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں برکت دے اوران کو اللہ تعالیٰ نے برکت دی۔ پھر یہ کہنا کہ صرف موت ہی کی پیشگوئی کرتے تھے غلط ہے۔

(۵) کیا مرزا صاحب دہریہ تھے؟

جواب۔ **اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُـہٗ** ۔ بلاخوف لحاظ آپ لوگوں کے یہ میری اور مرزا کی شہادت ہے چاہے کوئی مانے یا نہ مانے ہم دہریہ کو ملعون یقین کرتے ہیں اور کافر مانتے ہیں۔

(٦) کیا آپ بھی مرزا صاحب کے خیالات کے موافق ہیں؟

جواب۔ میں بقدر طاقت وفہم مرزا صاحب کا ہم خیال ہوں۔ مجھے بے ریب قرآن وحدیث سے محبت ہے اور مجھے بحمد اللہ بخاری ومسلم وموطا وابوداؤد اور ترمذی کا فہم عطا ہوا ہے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ** ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ کی کوئی سوانح عمری خاص میں نے نہیں دیکھی اور نہ میرے پاس ہے۔

عون المعبود شرح ابوداؤد کے مصنف نے خطرناک غلطی مرزا کے معاملہ میں کھائی۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ ایک دو رسائل مرزا کے مرسل خدمت ہیں۔

نورالدین

گوشت قربانی سارا آپ کھا لو یا تمام کسی کو دے دو۔ لینے والا دولت مند ہو یا غریب؟ سب جائز ہے۔

مجھے مولوی چکڑالوی کی ذبح کا علم نہیں وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ۔ میں بے سمجھے کیا فتویٰ دوں۔

نورالدین

(البدر جلد ۸ نمبر ۱۷ مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

مکتوبات امیر المومنین

۱۔شہادت کی تعریف اور شہید کون ہوسکتا ہے؟

جواب: شہید وہ ہے جو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جان دے۔ جو اپنے مال، عزت آبرو بچانے پر مارا جاوے وہ بھی شہید ہے۔ مبطون، مطعون، غرق جو ہدم کے نیچے آوے وہ بھی شہید ہے۔

۲۔امام حسین علیہ السلام نے شہادت پائی ہے یا نہیں۔

جواب۔ امام حسین علیہ السلام مظلوم شہید ہیں جن سے دھوکہ کیا گیا تھا اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے۔ اعلاء کلمۃ اللہ اور عزت آبرو کے لئے بھی شہید ہوئے۔

۳۔امام حسین کی شہادت کا ثبوت۔ امام حسین اور یزید کے درمیان جنگ ہونے کی وجہ۔ محرم کے دنوں میں خوشی کرے یا غمی کرے؟

جواب۔ امام حسین کی شہادت۔ **اَنۡتُمۡ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الۡاَرۡضِ** کے باعث ہزار ہا اولیاء اللہ اور علماء ربّانی کی تحریر و تقریر سے ثابت ہے۔ یزید پلید کی بالمقابل تباہی اور گمنامی اور اس سے کہ اس کا نام اُمۃ خیر الامم نے مقدس لوگوں میں پھر نہ لیا ثابت ہے۔ یہ امر بڑا تفصیل طلب ہے۔ محرم کے ایام میں یہ طرز اظہار جوش و حزن کا بدعت ہے۔ صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ دین سے اس کا ثبوت ہرگز نہیں۔ اہل کوفہ نے نصرت و امداد کا وعدہ دے کر امام کو بُلایا جب یہ کوفہ پہنچے تو اہل شام کے ڈر میں آ کر

کوفیوں نے معاہدہ کو بالائے طاق رکھ کر غداری کی۔

والسلام

نورالدین

(۲) ہدایت کے لئے پانچ چیزیں مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملی ہیں آپ کے پیش کرتا ہوں۔ اوّل استغفار۔ دوم لاحول۔ سوم درود شریف۔ چہارم الحمد شریف۔ پنجم قرآن کریم اور یہ سب بلحاظ معنے پڑھنا اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں جو ہے یہی ہے۔ عمل درآمد کے غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب ہردو السید عبدالقادر الجیلانی کی ہی ہیں یہ ہے جو ہم چاہتے ہیں۔ ؎

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم

گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

(نورالدین)

(۳)۔ بنے ہوئے روزگار کو ترک نہ کرنا چاہیے ہاں بنا ہوا روزگار نہ ہو تو اور تلاش کرو۔ آپ دعا و استغفار سے کام لیں۔ **نورالدین**

(۴)۔ دودھ پلانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہ لوگ باوجود اس کے گھاٹے میں رہتے ہیں کیونکہ سب خریدار قیمت نہیں دیتے۔ **نورالدین**

سوالات کے جوابات

سوال۔ ایک آدمی فوت ہو گیا ہے اس کی جائیداد کے دو آدمی وارث ہیں اور ایک وارث کی زوجہ کو وقت زندگی میں خفیہ طور سے کچھ مبلغات دے گیا ہے کیا وہ مبلغات کا لینا عورت پر جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ وہ مبلغات اس عورت کو جائز ہیں ان مبلغات کی تحقیق کرنا لغو ہے کسی وارث کا اس روپیہ سے تعلق نہیں وہ علیحدہ ہے۔

سوال۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ مجدد الف ثانی صاحب بھی اپنے وقت کے امام تھے ان کی بھی مخالفت ہوئی کفر کے فتوے بھی جاری ہوئے انہوں نے اپنی جماعت کے لوگوں کو نماز کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟

جواب۔ حضرت مجدد نے علماء کو نصوص دین اور سخت برے لفظوں سے مکتوبات میں یاد کیا ہے۔ میں تو قطعاً نمازوں کو لوگوں کے پیچھے پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا آپ کو مجدد کے حالات سے آگاہی نہیں اور پھر ہم ان کے مقلد نہیں۔

نورالدین

(البدر جلد ۸ نمبر ۱۸ مورخہ ۲۵ر فروری ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

مکتوبات حضرت امیر المومنینؓ

سوال۔ مرزا صاحب کو آنجناب نے کس معیار سے صادق دریافت کیا۔ اور میں کس ذریعہ سے دریافت کر سکتا ہوں اور وہ معیار یا ذریعہ سلف کے اعتقاد کے موافق ہے یا کوئی نیا اصول ہے اور مرزا صاحب نبی ہیں یا مجدد اور مثیل کس طرح پر اور مرزا صاحب نے دین اسلام کی کس قسم کی خدمت کی اور کامیاب ہوئے یا نہیں اور حج کی نسبت آنجناب کا کیا عقیدہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

جواب۔ مرزا کو میں نے ان تمام ذرائع سے صادق مانا جن ذرائع سے میں نے تمام راستبازوں کو بحمد اللہ راستباز مانا ہے۔ آپ جس ذریعہ سے کسی کو صادق مانتے ہیں اُسی ذریعے سے تحقیق کر لو۔ نیز استغفار، لاحول، درود اور الحمد شریف کی کثرت کرو اور خیرات کر کے دعائیں مانگو کہ الٰہی اس حق کو ظاہر فرمائے۔ آمین یاربّ العالمین۔ تمام عقائد سلف میں جن کا بخاری میں ذکر ہے اور ابانہ و حضرت التجلی میں میں نے پڑھا ہے۔ یا عقیدہ طحاویہ یا نونیہ ابن قیم میں مجھے پتہ لگا ہے اس کے مطابق پایا۔ کوئی نیا اصل اسلام میں مرزا نے اضافہ نہیں کیا۔ خدمت اسلام یہ کی ہے کہ مخالفان اسلام آریہ، برہمو، نصاریٰ، نیچریوں اور سکھ قوم کو قطعاً ساکت کر دیا۔ اور کوئی شخص اگر اس کے

اسلحہ سے کام لے تو ان لوگوں کے آگے یقیناً کامیاب ہو۔

مسلمانوں میں ایک جماعت بنائی جو لڑکیوں کے ورثے اپنے حق اللہ اور حق العباد کے خیال میں گونہ ممتاز ہے اور ترقی کر رہی ہے۔ حج کو ہم لوگ ضروری فرض بشرط استطاعت یقین کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ کا مطلب میں نہیں سمجھا۔ والسلام۔ نورالدین

(۲) مومن کو دنیا و دین دونوں کی ضرورت ہے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:۲۰۲) کی پاک دعا قرآن مجید میں ہے۔ ہاں زیادہ ایک طرف جھکنا یا جہل ہے یا فریب نفس یا جنون ہے۔ آپ بہت استغفار، لاحول، درود، سورۃ فاتحہ پڑھیں اور اچھے نیک لڑکوں کے ساتھ رہیں اور صحبت صلحاء ہاتھ سے نہ دیں۔

(۳) سچے مومن کو نہ اللہ تعالیٰ ذلیل کرتا ہے اور نہ اس کی امداد سے دریغ ہوتی ہے۔ ان دو آیتوں پر غور کرو وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنافقون:۹)۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (المؤمن:۵۲)۔ مرزا کا معاملہ خطرناک ہے۔ مرزا الہام کا مدعی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جھوٹے مدعی الہام سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا (الانعام:۲۲) پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ کوئی کہے کہ میں مرزا کو برا نہیں کہتا اور پھر دعویٰ کو نہیں مانتا۔ بہر حال میں ایسے نکاح کا مجوز نہیں[۱]۔

(البدر جلد ۸ نمبر ۱۹ و ۲۰ مورخہ ۱۱؍ مارچ ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

مکتوبات امیر المؤمنین

ایک مدعی مہدویّت ایک شخص اللہ بخش نام نے علاقہ ڈیرہ غازیخان میں مہدویت کا دعویٰ کیا ہے اور ایک کتاب لکھی ہے جس میں حضرت اقدس امامنا و مرشدنا کے حق میں سخت گالیاں استعمال کی

۱۔ سوال یہ تھا کہ غیر احمدی جو حضرت اقدس کو برا نہ کہے۔

ہیں اور وہابیوں کی بھی مخالفت کی ہے اور کتاب بخدمت حضرت امیر المومنین بھی بھیجی ہے حضرت نے اس کو مفصلہ ذیل جواب لکھا ہے۔

’’کتاب پہنچی اور پڑھی۔ حضرت نے وہابیہ کا ردّ بھی فرمایا اور ثناء اللہ امرتسری وہابی کا اشتہار بھی کتاب کے آخر دیا ہے تعجب آیا۔ کتاب کا اصل منشاء ہی مرزا صاحب کا ردّ ہے اور اپنی مہدویت۔ سو اگر جناب کو کبھی جنون کا عارضہ نہیں ہوا تو ببرکت خاندان چشتی خواجگان علیہم الرضوان آپ کا انجام بخیر ہوگا وِالّا خطرہ ہے کیونکہ آپ نے بڑے راستباز کو تبرا کیا اور گالی دی ہے۔‘‘

بددعا نہیں چاہیے ایک شخص نے لکھا کہ میں نے بدُعا کی تھی کہ میری اولاد مر جائے تا کہ فارغ ہو کر دینی خدمت میں لگوں۔ حضرت امیر المومنین نے اُسے لکھا۔

’’یہ دُعا جیسی آپ نے مانگی بہت بری ہے تم دعا مانگتے کہ الٰہی میری اولاد نیک ہو وہ زندہ رہے میں مسیح موعود کے ساتھ رہوں۔ بددُعا کی کیا ضرورت تھی کہ اولاد مر جاوے یہ غلطی ہے اور اللہ بخشنے والا ہے۔ آپ کثرت سے استغفار اور خیرات کریں اور مجھے لکھتے رہیں میں دعا کروں گا۔‘‘

....

توّام میں سے بڑا کون ہے؟ ایک شخص نے سوال کیا کہ دولڑکے جب توام پیدا ہوں تو ان میں سے بڑا کون سمجھا جائے گا اور چھوٹا کون؟

حضرت امیر المومنین نورالدین ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو پہلے پیدا ہوا وہ بڑا ہے۔

(البدر جلد ۸ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۸/ مارچ ۱۹۰۹ء صفحہ ۵)

مکتوب امیر المومنین

۱۔ ہمارا اصل دین لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ ہے ہمارا اصل دین۔ پھر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ پھر آخر فقہ حنفیہ پر عملدرآمد ہے۔

۲۔ دین احمدی اور کتب دینیات ہماری کتب دینیات ۔قرآن کریم ، بخاری، مسلم اور مؤطا اور فتوح الغیب سید عبدالقادر جیلانی ۔فقہ حنفیہ جو مخالف کسی صحیح حدیث کے نہ ہو۔

دین احمدی کسی جدید دین کا نام نہیں اور ہرگز نہیں لوگ جو چاہیں کہیں۔

....

گھراٹ کا پانی ایک صاحب نے ضلع جہلم سے دریافت کیا ہے کہ ہمارے علاقہ میں ایک چشمہ ہے لوگ دور دور سے آتے ہیں اس کا پانی استعمال کرتے ہیں جس سے اسہال آتے ہیں اور مرض کو آرام ہوتا ہے کیا یہ جائز ہے؟

فرمایا۔ یہ ایک قدرتی علاج ہے۔گھراٹ کا پانی مفید ہوتا ہے بیشک استعمال کیا جائے۔

دکھ دینے کی نیت سے نہ بسائی جانے والی عورتوں کا نکاح

سوال۔ جن عورتوں کو ان کے خاوند دکھ دینے کی نیت سے نہ بساتے ہیں اور نہ ہی طلاق دیتے ہیں کیا ان کے نکاح دوسری جگہ کر دینے چاہئیں؟

جواب۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا (البقرۃ:۲۳۲) عورتوں کو ضرر دینے کے لئے مت روکو۔ وَ لَا تُضَآرُّوْهُنَّ (الطلاق:۷) عورتوں کو ضرر مت دو۔ لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا (البقرۃ:۲۳۲) اللہ تعالیٰ کی آیات کو خفت میں مت ڈالو۔ پھر آپ ہمت سے کام لو۔ صلح کی کوشش کرو اگر نہ ہو سکے تو چند شرفاء کے سامنے عذر پیش کر کے تَوَكُّلاً عَلَى اللّٰهِ اور جگہ نکاح کر دو۔

نورالدین

(البدر جلد ۸ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۵/ مارچ ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

مکتوبات امیر المومنین

ایک طالب حق کے نام

جہاں تک میں نے غور کیا ہے جناب کا دل حق کا طالب ہے اور حق کی پیاس رکھتا ہے مگر عادات ورسومات، مدت کے خیالات، ذاتی اغراض اور نادانوں کی مجالست اور تندوتیز طبیعت والے انسانوں کی تصنیف ایک شریف الطبع انسان کو مشکلات میں ڈال دیتی ہے ورنہ حق کا پانا سہل ہے۔ میرے نزدیک حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ کی سوانح عمری قرآن کریم ہی ہے۔قرآن آپ کے دل اور کلام اور افعال کا نقشہ ہے۔ مجھے یہ کامل یقین ہے کہ ہر ایک انسان کا ایک لمبا کلام جو رنج وراحت اور عسر یسر، سفر وحضر، صلح وجنگ میں ہوگا اس شخص کے دلی حالات کو کیونکر مخفی رہنے دیتا ہے ہم نے سماج کی دعوت لاہور میں قبول کی اور سنا جو سنا۔اس پر مرزا نے ایک چشمہ معرفت کتاب لکھی ہے جو مرسل خدمت ہے۔ نیز میرے دل کا نقشہ آپ کو نورالدین وتصدیق براہین احمدیہ سے مل سکے گا۔آپ ان تینوں کتابوں کو ایک نظر دیکھ لیں۔ پھر انشاء اللہ ایک آسان راہ پر کرتی اور تناسخ پر نکل آئے گی اور اگر تھوڑا وقت ملاقات کے لئے نکال لیں تو غالباً مفید ہوگا۔

والسلام

آپ کا شائق نورالدین

۸رجنوری ۱۹۰۹ء

(۱)۔آپ استغفار، لاحول، درود شریف، الحمد کی کثرت رکھو مگر سب کچھ بلحاظ معنی ہو۔اور میں بھی دعا کروں گا۔

(۲) کشائش روزی کے لئے سورہ نوح میں اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ (نوح:۱۱) کا ترجمہ غور سے پڑھو کیا نتیجہ وہاں درج ہے وہ سچ ہے۔

(۳) یہ جواب میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور میرے دل کا نقشہ ہے۔

(۴) جماعت احمدیہ کا پابند سنت جماعت کے عقائد کا پابند ہو۔

الف۔ کسی صحابی کو شیعہ کی طرح برا نہ کہے کسی اہل بیت کی خوارج کی طرح بدگوئی نہ کرے۔

ب۔ جو شخص مسیح و مہدی کو نہیں مانتا وہ مسلمان مسیح و مہدی کا منکر ہے۔ آخرت میں اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اوّل اس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور کون جانے۔ ہم اس کے ساتھ وہی معاملہ کریں گے جو پہلے مسیح موسوی کے منکروں سے اور ابوبکر و عمر کے منکروں کے ساتھ ہمارے معاملات ہیں۔ پہلے مسیح و مہدی کے منکروں کے پیچھے بھی میں تو نماز نہیں پڑھتا اور نہ کوئی احمدی ایسے کی اقتداء کرتا ہے۔

ج۔ اس جماعت کے اغراض عملاً مسلمان بننا، قرآن کریم اور سنت ثابتہ کا اقتداء کرنا۔

(۵)۔ بعض ضروری رسائل آپ کو مرسل ہیں۔

(۶)۔ وظائف کا ذکر نمبر ا میں کر دیا ہے اس سے زیادہ **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم** اور قرآن مجید ہے۔ (البدر جلد ۸ نمبر ۲۳ مورخہ یکم اپریل ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

کلمات طیّبات

کلمات طیبات جو حضور امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین کی زبان مبارک سے وقتاً فوقتاً سُن کر اُن کے ایک غلام نجیب آبادی نے قلمبند کیے۔

نیک اور بد آدمی کا طریق عمل بد آدمی ہمیشہ بدیوں کو دیکھتا اور نکتہ چینیاں کرتا ہے۔ نیک ہمیشہ بھلائیوں کی طرف نظر کرتا ہے۔ عیسائیوں نے اپنی کسی غرض کے لئے تمام انبیاء کے مصائب بیان کرنے میں اپنے آپ کو آلودہ کیا۔ تیرہ سو برس سے ہمارے سرکار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بھی بدزبانی کر کے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر رہے ہیں۔ بدقسمتی سے دُنیوی اغراض کے لئے مسلمانوں میں بھی بعض گروہ مثلاً شیعہ پیدا ہوئے جو صحابہ کرام، ازواج مطہرات، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین کو فاسق و فاجر اور ظالم و غاصب قرار دیتے ہیں۔ آریوں کی قوم کے پاس بھی خود تو کچھ خوبی

نہیں لیکن نیک آدمیوں کو برا کہنے میں بہت زبان دراز ہیں ۔اب انہیں مذکورہ بالا تینوں قوموں کی حالت میں غور کرلواور دیکھو کہ عیسائیوں میں فسق وفجور کی کس قدر کثرت ہے حتیٰ کہ ان کے یہاں کوئی قانون ہی نہیں جس میں زنا کا کوئی انسداد ہو۔ پھر شیعوں کو دیکھو۔ اُن میں فسق وفجور کی کس قدر کثرت ہے۔اسی طرح آریوں کے یہاں نیوگ کے مسئلہ نے فسق وفجور کی بہت راہیں پیدا کر رکھی ہیں ۔ان تینوں قوموں نے اپنی بدزبانی اور بدگوئی کا کوئی نیک نتیجہ نہیں پایا۔افسوس ہے کہ اب بھی بعض لوگ عیب شماری میں مصروف رہتے ہیں ۔میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ جو شخص دوسروں کو ناحق عیب لگا تا ہے وہ نہیں مرتا جب تک کہ خود وہی یا اُسی قسم کا عیب نہیں دیکھ لیتا۔ ہاں اگر سچے دل سے توبہ کر لے تو خدا بخشنے والا ہے۔

مختلف مما لک میں الفاظ کے متضاد معانی بعض ملکوں میں جب بعض الفاظ جاتے ہیں تو اُن کے غلط معانی ہو جاتے ہیں ۔مثلاً ہمارے ملک میں لفظ حرام کبھی اچھے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا حالانکہ حرام عربی زبان میں بڑی عزت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ملت کا مفہوم کسی خاص قسم کی تعلیم جو کسی نبی کے ذریعہ سے دنیا میں شائع ہو اُس کو ملت کہتے ہیں ۔ ملت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کبھی نہیں ہوتی۔ مثلاً ملت اللہ کبھی نہیں بولا جاتا۔ جیسے ملت ابراہیم بولا گیا ہے۔

دنیا کی مذمت حضرت رابعہ بصری کی مجلس میں ایک شخص نے دنیا کی بہت مذمت کی اور اسی طرح متواتر تین دن دُنیا کی مذمت بیان کی۔حضرت رابعہ نے فرمایا کہ اس شخص کو ہماری مجلس سے نکال دو کیونکہ اس کو دُنیا کا بہت خیال رہتا ہے۔تب ہی تو اُس کا بار بار ذکر کرتا ہے۔

شیعوں کے نزدیک ائمہ کی وفات کے دو مسئلے عجیب بات ہے کہ شیعوں کے یہاں تمام ائمہ کی وفات کے لئے صرف دو ہی مسئلے ہیں کہ یا تو قتل ہوئے یا زہر دیئے گئے ۔جن لوگوں کی شہادت ثابت کر سکے اُن کو تو شہید ٹھہرایا اور جن لوگوں کا شہید ہونا ثابت نہ کر سکے اُن کی نسبت

کہہ دیا کہ ان کو زہر دیا گیا۔ چنانچہ ہم نے تو تاریخوں کی بھی بہت ہی کتابیں پڑھیں اور امام حسن علیہ السلام کے زہر کی نسبت بہت ہی تحقیق کیا مگر کہیں کوئی وجہ زہر خورائی کی ثابت نہیں ہوتی۔ اور کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں زہر دیا گیا۔ غرض کہ حضرت امام حسنؑ کو زہر دینا ہم کو تو ثابت نہیں ہوتا۔

انبیاء کا اجماعی مسئلہ استغفار تمام انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ استغفار کی بہت کثرت کرو۔

انسان کو شکار کرنے کا زبردست شیطانی ہتھیار لوگ تو ابن حزم کی کتابوں کو معمولی ہی سمجھتے ہیں لیکن ہم تو ابن حزم کی کتابوں کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ حقیقتاً ابن حزم بڑا آدمی ہے۔ ابن حزم چار سو کتابوں کا مصنف ہے۔ ابن حزم نے اپنی ایک کتاب مداواۃ النفوس میں لکھا ہے کہ شیطان نے جن ہتھیاروں کے ذریعہ سے انسان کا شکار کیا ہے ان میں سے ایک زبردست ہتھیار یہ بھی ہے کہ آدمی ناصح کی نصیحت پر اُس کو یہ جواب دے کہ فلاں شخص بھی تو یہ کام کرتا ہے میں بھی اگر کرتا ہوں تو کیا ہرج ہے۔ یہ جواب سن کر ناصح کو پھر آگے کہنے کی گنجائش نہیں رہتی۔

احکام خداوندی کی بجا آوری اگر کوئی کام کسی شخص کے سپرد کیا جاتا ہے اور وہ اُس کو نہیں کرسکتا تو کہا کرتے ہیں کہ یہ کام اگر فلاں شخص کے سپرد کرتے تو وہ خوب انجام دیتا۔ دیکھو خدا تعالیٰ نے درختوں کو جو حکم کیا وہ اُس کی برابر تعمیل کرتے ہیں۔ مثلاً پیپل کے درخت کو حکم دیا کہ تو پیپل کے پتے لگایا کر اور کیکر کو حکم دیا کہ کانٹے پیدا کیا کر۔ اب کیکر یہ نہیں کرتا کہ وہ پیپل یا کسی دوسرے درخت کے پتے پیدا کرے۔ اور پیپل یہ نہیں کرتا کہ اُس میں کیکر کے کانٹے پیدا ہوں۔ غرض کہ بجا آوری احکام میں سرمو تفاوت نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس قسم کی چیزوں کو ہم نے جو حکم دیا وہ برابر فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اگر اور کوئی حکم اُن کو دیتے تو وہ اس کی بھی تعمیل کرتے۔ اب غور کرو اور سمجھو اس آیت کے معنی لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا۔ الخ (الحشر:۲۲)۔

انشاءاللہ کہنے کی نصیحت

برادرم عبدالحی کے اُستاد سید محمد شفیع صاحب نے کہیں سبق پڑھاتے ہوئے عبدالحی صاحب سے کہہ دیا کہ میں ایک مہینہ میں ......سورۂ بقرتم کو ضرور حفظ یاد کرادوں گا۔ یہ الفاظ جب حضور امیر علیہ السلام نے سنے تو فرمایا۔

جولوگ دعوے سے کہا کرتے ہیں کہ ہم فلاں کام ضرور کرلیں گے اور پھر انشاءاللہ تعالیٰ بھی نہیں کہتے ہم نے دیکھا ہے کہ وہ ناکام ہی رہتے ہیں۔ ہم نے بھی عبدالحی سے کہا ہے کہ اگر تم سورۂ بقر ہم کو حفظ سنادو گے تو ہم انشاءاللہ تعالیٰ ایک بہت بڑی ضیافت کریں گے۔ لیکن دیکھو ہم نے لفظ اگر بھی ساتھ لگا دیا ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ بھی کہہ دیا ہے (اسی جلسہ میں سید محمد شفیع صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ) سید صاحب یہاں دین سیکھنے کے لئے آئے ہیں عبدالحی کو قرآن شریف پڑھاتے ہوئے ان کو بھی انشاءاللہ تعالیٰ بہت کچھ دینی فائدہ حاصل ہو جائے گا۔

تعلق باللہ کے لئے لوگوں کی مساعی اور انبیاء کا طریق

۱۷رنومبر ۱۹۰۸ء بوقت صبح بعد نماز فجر قائم گنج سے آئے ہوئے ایک سفید ریش پٹھان مہمان کو مخاطب کر کے فرمایا۔

خدا تعالیٰ تک پہنچنے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے لوگوں نے بڑی بڑی اور قسم قسم کی کوششیں کی ہیں۔ بعض ہندوؤں نے اپنے جسموں کو برف میں گلا دیا۔ بعض صبح سے شام تک سورج ہی کو تکتے رہتے ہیں۔ بعض دن رات برابر کھڑے ہی رہتے ہیں۔ بعض اپنے ہاتھ یا پاؤں وغیرہ اعضاء خشک کر لیتے ہیں۔ بعض اپنے عضو تناسل کو کاٹ ڈالتے ہیں۔ سب کی غرض یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اور اُس سے تعلق۔ پھر ایک دوسری قسم کے لوگ ہوتے ہیں وہ بعض اولیاء کے ملفوظات پڑھتے ہیں۔ ان کے پڑھنے سے قلب میں ایک رقت پیدا ہوتی ہے اور انہیں میں سے اس بزرگ کا کوئی وظیفہ یا مجاہدہ بھی کبھی کبھی انسان اپنے لئے منتخب کر لیتا ہے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ کسی

موزوں کلام مثلاً شعر غزل ٹھمری وغیرہ سے رقت پیدا کرتے ہیں اور ایک وقت تک اُس کے اثر سے متاثر بھی ہوتے ہیں۔ بعض حزب البحر اور درود مغنی اور درود تاج وغیرہ وظائف بڑے اہتمام سے پڑھتے ہیں اور وظائف ہی کے ذریعہ خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اب ان سب گروہوں کے حالات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس کی مخالفت کا اصل اصول قریباً سب میں پایا جاتا ہے۔ ان سب کے سوا اور ان سب کے خلاف ایک انبیاء علیہم السلام کا گروہ ہے۔ وہ صرف احکام خداوندی کی پابندی اور فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اُن کو اس کی مطلق بھی پرواہ نہیں ہوتی کہ نفس کی مخالفت ہے یا موافقت۔ جو خدا کا حکم ہوتا ہے اُس پر عمل کرتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا کوئی ایسا حکم آ گیا کہ جس میں نفس کی مخالفت ہوتی ہو تو اُس پر بھی بڑی خوشی سے عمل کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی ایسا حکم آ گیا کہ اس میں نفس کی موافقت ہے تو اُس پر بھی عمل کرتے ہیں۔ جب تک شراب کی ممانعت کا حکم نہیں آیا تو شراب کو منع نہیں کیا۔ جب حکم آ گیا تو منع کیا۔ جب تک جوئے کی ممانعت کا حکم نہیں آیا تو منع نہیں کیا جب ممانعت کا حکم آ گیا تو منع کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ (الحکم جلد ۱۳ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۳، ۱۴)

مکتوبات امیر المومنین

ا۔ کیا ہندوؤں سے چھوت چھات کا سلوک کیا جائے؟ ایک شخص نے سوال کیا کہ جب ہندو ہم سے چھوت چھات کرتے ہیں تو کیوں نہ ہم بھی ان سے ایسا ہی سلوک کریں؟ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا۔

خود نبی کریمؐ اور صحابہ کرام اور آج تک اسلام کا معمول ہے کہ کفار کے کھانے اور پانی سے انہوں نے تنفر نہیں کیا۔ حلت و حرمت کا فتویٰ آسان نہیں۔ اللہ تعالیٰ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ (النحل: ۱۱۷) فرماتا ہے اس لئے میں تو خلاف تعامل اسلام ہرگز رائے نہیں دیتا۔ مسلمان ہمت و استقلال و اتحاد میں تجربہ سے پیچھے ہیں۔ پس یہ کوشش چنداں بابرکت نہیں۔ پھر ہم نے یہ بھی دیکھنا

ہے کہ اسلام صلح و آشتی و محبت کا پیغام تمام جہان کے لوگوں کے واسطے لایا ہے ہم محبت سے جو قلعہ فتح کر سکے ہیں اور جس سرزمین پر اپنا تسلط بٹھا سکتے ہیں وہ کسی بارود سے قبضہ میں نہیں لا سکتے۔ اگر ہم کمیٹیاں بنا کر اس خلیج کو جو ہمارے اور ان کے درمیان ہے اور بھی وسیع کر دیں گے تو اس کا پاٹنا مشکل ہو جاوے گا۔ پھر طرفین کے واسطے مشکلات ہوں گی۔ اس وقت ہمارے پاس نہ اتنی دولت ہے نہ ہم میں اتنا اتفاق ہے نہ ہمت نہ استقلال۔ اس بات پر عزم کر لیں تو اس کا نتیجہ سوائے جگ ہنسائی کے اور کچھ نہیں کیونکہ ہماری سب زبانی کارروائی ہوگی۔ پس نظر بر حالات موجودہ آپ ہمت کریں اور مسلمانوں کی دکانیں کھلوائیں اپنے احباب و متعلقین کو ترغیب دیویں کہ وہ انہی سے سودا خرید کریں پھر انشاء اللہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے کمیٹیاں بنانے اور ان کے قواعد چھپوانے اور یہ اشتہار دینے سے کیا فائدہ ہے۔ خدا مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے تجارت کی طرف مطلق توجہ نہیں۔ تجارت کی ادنیٰ قسم دوکانداری بھی استقلال سے اور شراکت سے نہیں چلا سکتے۔ بھلا اتنا بڑا کام جو آپ نے ارادہ کیا ہے کس طرح سے کریں گے۔

۲۔مصیبت پہنچنے پر صبر کی تلقین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کو مصیبت پہنچے وہ اگر اللہ تعالیٰ پر پوری امید رکھ کر صبر کر کے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ دل سے کہے اس کو بہتر سے بہتر بدلہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم بالکل سچا اور صحیح ہے۔ میرے پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں مر گئے۔ اسامہ، عبداللہ، حفیظ الرحمٰن، محمد احمد، عبدالقیوم، امۃ اللہ، رابعہ، عائشہ، امامہ۔ میں نے بحمد اللہ صبر سے کام لیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ دل سے کہا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت سی بہتر اولاد دی۔

۳۔تنخواہ پر بھروسہ شرک ہے آپ ہمیں بہت ہی عزیز ہیں اور مجھے آپ سے للہ و فی اللہ محبت ہے۔ آنچہ بر خود مپسند بر دیگران مپسندی سچا حکم ہے۔ آپ ہرگز کبھی تنخواہ کا فکر نہ کریں۔ تنخواہ پر بھروسہ ہی شرک ہے اللہ تعالیٰ آپ کو مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ رزق دے گا۔ یہ مجھے امید ہے اور یقین ہے۔

سوال۔ عیسیٰ علیہ السلام کا کام مردہ زندہ کرنے کا تھا تو یہ فرمایئے کہ مرزا صاحب نے کتنے مردے

اور کہاں کہاں زندہ کئے۔ دوسرے یہ کہ کرشن تھے تو ان میں صفت کرشن بھی ضرور ہوگی۔ کرشن کا کام ناچنے گانے کا تھا۔ تیسرے اگر ہاتھ باندھ کر آپ نماز پڑھتے ہیں تو آپ کس حکم سے نماز پڑھتے ہیں؟

جواب۔ آپ بالکل ان پڑھ جاہل نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ مرزا کی کتابیں کس طرح پڑھ سکتے۔ مرزا صاحب نے بہت مردہ زندہ کئے۔ آپ موت کے معنے نہیں جانتے جو حیات انبیاء اور اولیاء سے جاہلوں کو حاصل ہوتی ہے۔ مجمع البحار لغت قرآن و حدیث اور لغات عربی میں ملاحظہ فرماویں اور خود قرآن کریم میں غور فرماویں۔ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ (الانعام:۱۲۳) اور تیسرے پارہ رکوع ۲ کی آیت کریم رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ (البقرة:۲۵۹) پر بھی غور فرماویں۔

سری کرشن کے متعلق کیا آپ کو الہام ہوا ہے کہ وہ ناچتے تھے۔ ہاں بائبل میں حضرت داؤد کی نسبت بھی ناچنا لکھا ہے تو کیا ہمارے نبی کریمؐ جو بحکم فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:۹۱) ان کے تابع تھے۔ آپ کے نزدیک کیا ناچنے کے محکوم تھے۔ مہدی کے فرائض اور احکام آپ مجھے ارقام فرماویں جو ثابت ہوں گے ہم آپ کو دکھائیں گے۔

میں تو ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتا ہوں اور اس کے متعلق حدیثیں مسند احمد بن حنبل اور ابوداؤد میں ہیں۔ اگر آپ فرماویں گے تو انشاء اللہ نقل کر کے بھیجوں گا۔ مجھ سے جو وعدہ مرزا جی نے فرمایا سب پورا کر کے دکھا دیا۔

....

غیر احمدی کے پیچھے نماز

سوال۔ ایک شخص غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی بابت مشکٰوۃ باب الامامت کی اس حدیث کو اپنی تائید میں پیش کرتا ہے۔ **اَلصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا وَ اِنْ عَمَلَ الْكَبَائِرَ۔**

جواب۔ ملّا صاحب سے کہہ دو کہ وہ مکحول نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کسی دنیا کی کتاب میں مکحول

کی روایت......سماع ابوہریرہ سے جب تک ثابت نہ ہو۔ یہ حدیث قابل استدلال نہیں۔سوچ کر جواب دو۔

نابالغ لڑکی کا نکاح

سوال۔ شرع محمدی کی کتابوں میں ایک مسئلہ ہے کہ اگر کسی نابالغ لڑکی کا نکاح اس کی ایام نابالغی میں اس کا والد یا دادا کر دے تو وہ نکاح ہمیشہ کے لئے مستحکم رہتا ہے اور اگر کسی دوسرے شخص نے نابالغہ کا نکاح کر دیا ہو تو لڑکی کو بالغ ہو کر اپنے نکاح کی تنسیخ کا اختیار رہتا ہے۔ مجھ کو دریافت صرف یہ کرنا ہے کہ یہ اصول علماء نے کہاں سے لیا ہے؟

جواب۔ اس مسئلہ کی بنا کسی حدیث یا آیت پر ہرگز نہیں۔ صرف ایک عقلی دلیل پر ہے اور وہ عقلی نہیں بلکہ خیالی ہے کہ باپ بہر حال بھلائی چاہتا ہے اس پر بدگمانی نہیں ہو سکتی۔ صحیح بات میری تحقیق کی یہ ہے کہ عورت کی رضامندی اور والیوں کی رضامندی اور شرعی اجازت سے نکاح ہو سکتا ہے۔ والد بجائے والیوں کے بادشاہ وقت کر دے۔ (البدر جلد ۸ نمبر ۲۴، ۲۵ مورخہ ۸۔۱۵/اپریل ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

مکتوبات امیر المومنین

(۱)

بحضور امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ وطیب صلاتہ

مجھ کو ایک صاحب لکھتے ہیں کہ بموجب آیت فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ الخ (البقرۃ:۱۸۵) فدیہ کا حکم ابتدائے اسلام میں تھا۔ پھر جب سے یہ آیت نازل ہوئی کہ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ الخ (البقرۃ:۱۸۶) اُس وقت سے اس آیت کا حکم صرف شیخ فانی وحاملہ ومرضع کے لئے باقی رہ گیا۔ مریض ومسافر اور حیض ونفاس والی کو قضا لازم ہوگئی فدیہ نہ رہا۔ آپ لوگ اسی کو مانتے ہیں یا کیا؟ شیخ فانی کے لئے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عملدرآمد اور ضعیفہ وحاملہ

کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس کا فتویٰ بابت فدیہ جس طرح ثابت ہے اسی طرح اگر مریض ومسافر کے متعلق کوئی بات لکھیں تو صحابہ کرام کے عملدرآمد کا بھی پتہ دیں۔

حضور اپنے دست مبارک سے اس کے جواب میں کچھ لکھ دیں۔حدّ ادب۔

حضور کا ناچیز غلام

اکبر شاہ خان

یکم مارچ ۱۹۰۹ء

جواب

آپ کے صاحب نے جو لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔یہی ہمارا عملدرآمد ہے۔مریض، مسافر، حیض اور نفاس والی قضا کریں۔یہی سچ ہے۔اس کے خلاف ہرگز صحیح نہیں۔

والسلام

نورالدین

(۲)

ایک شیعہ مجھ سے دریافت کرتا ہے کہ حضرت عائشہ کی قبر کا ٹھیک ٹھیک پتہ بتاؤ۔

احقر اکبر

۲۵؍جنوری ۱۹۰۷ء

جواب

پرانی قبروں کا قطعاً کوئی پتہ سوائے قبر نبی کریمؐ کے نہیں ہے۔امام حسینؓ کی قبر مصر میں اور کربلا میں ہے۔مولیٰ مرتضیٰ کی قبر کابل اور نجف میں بتاتے ہیں۔کون صحیح ہے۔اصل یہ ہے کہ قبر پرستی کا زمانہ پیچھے ہوا ہے پہلے لوگ اس سے بے خبر تھے۔

نورالدین

(۳)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

دنیوی اضطراب اور کرب مومن کی شان نہیں اور ہرگز نہیں۔ ہاں! احتیاط کرنا اور چوکس رہنا قبیح نہیں۔ آپ اپنے فرائض کے پابند رہیں۔ ڈرنا صرف اللہ تعالیٰ سے چاہیے۔ آپ یہاں رہنے کا ارادہ رکھیں جس رنگ میں اللہ تعالیٰ پسند کرے آپ پسند کریں۔ میں بھی یہاں رہتا ہوں۔ اصل غرض قربِ امام ہے جانفشانی اور محنت صرف اللہ کے لئے کریں۔ اللہ ہی قدر دان ہے اور ضرور ہے۔ یہ ابتلاء ہوتے ہیں اور ان کا ہونا ضرور ہے۔

والسلام

نورالدین

کلام الامام امام الکلام

<u>مباحثۂ امرتسر کا نتیجہ اور فائدہ</u> ریل میں مجھ سے ایک پادری نے سوال کیا کہ مرزا صاحب امرتسر میں پندرہ دن تک مباحثہ کرتے رہے اُس سے نتیجہ کیا نکلا اور تم کو فائدہ کیا ہوا؟ میں نے جواب دیا کہ ہم کو دو باتیں خاص طور سے معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ مرزا صاحب بہت بڑے عالی حوصلہ ہیں اور انتہا سے زیادہ درگزر کو کام فرماتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ عیسائیوں کی دنائت اور بے شرمی بھی اعلیٰ درجہ کی ہے۔ دیکھو تم کو مرزا صاحب ایک منٹ میں خموش کر سکتے تھے لیکن پندرہ دن تک برابر تمہارے ساتھ مشغول رہے۔ اور تم باوجود اپنی بے بضاعتی اور نالائقی کے پندرہ دن تک فضول اور لایعنی باتیں کرتے رہے۔ اور تم کو اپنی خفیف الحرکاتی سے ذرا بھی شرم نہ آئی۔ مجھ سے یہ سن کر پادری نے کہا کہ بھلا ایک منٹ میں کیسے خاموش کر سکتے تھے؟ میں نے کہا کہ مرزا صاحب نے شروع ہی میں فرما دیا تھا کہ کوئی مذہب اپنے کامل ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کی دلیل بھی خود ہی دے۔ کہا کہ ہاں یہ تو اُنہوں نے

بے شک شروع ہی میں فرمایا تھا۔ میں نے کہا کہ اچھا بتاؤ اب تم کیا اعتراض کرتے ہو۔ سوچ سوچ کر کہا کہ قرآن شریف میں جہاد کا حکم ہے۔ میں نے کہا کہ بتاؤ انجیل میں کہاں جہاد کو برا لکھا ہے۔ اور برا لکھا ہے تو دلیل کیا دی ہے؟ یہ سن کر حیران اور دم بخود رہ گیا۔

خدمت قرآن کے علوم علم تفسیر، علم حد[2]یث، علم اصو[3]ل، علم[4] فقہ، علم[5] تاریخ، علم تصو[6]ف، علم[7] معانی، علم قر[8]أت، علم صر[9]ف، علم نحو[10]، علم لغت[11]، علم بیان[12]، علم بلاغت[13]، علم بد[14]یع وغیرہ علوم صرف قرآن شریف کے لئے نکلے۔ یہ بھی کوثر ہے۔ اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ (الکوثر:۲)۔ خدا تعالیٰ کا انعام جب کسی شخص پر ہو تو نماز بہت پڑھے اور قربانیاں بہت کرے۔

حکیم شاہ نواز کو دو نصیحتیں

۱۴؍اپریل کو جب حکیم شاہ نواز صاحب رخصت ہونے لگے اور آخری مصافحہ کرنا چاہا تو اُن سے مخاطب ہو کر بہت دیر تک تقریر فرمائی۔ وہ ایسا موقع تھا کہ اس وقت کاغذ، قلم، دوات بھی میسر نہ تھا اور لکھنا قریباً محال۔ اس لئے اس تقریر کا خلاصہ جو حافظہ میں اب تک باقی رہ گیا ہے درج ذیل ہے۔

آپ طبیب ہیں۔ طب کے متعلق دو نصیحتیں یاد رکھیئے طلباء کو سبق پڑھانے میں بے قاعدگی اور غفلت کو ہرگز راہ نہ دینی چاہیے۔ میں نے ایسے بہت نظارے دیکھے ہیں کہ ان بیچارے طلباء کو اُستادوں کی بے پروائی اور با قاعدہ سبق نہ ہونے سے کس قدر تکالیف اور پریشانیاں لاحق ہوتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ مداواۃ و معالجہ میں غرباء کی طرف خصوصیت سے توجہ رکھنی چاہیے۔ یہ بڑی غلطی کی بات ہے کہ کوئی طبیب یہ سمجھے کہ امیروں کا علاج کرنے سے مجھ کو زیادہ آمدنی ہوگی اور غرباء کے علاج سے کم۔ ہم نے اپنی عمر میں اس کے خلاف بہت سے نظارے دیکھے ہیں۔ اسلام کے لئے کیسا نازک وقت ہے کہ مسلمانوں کے امراء اور علماء کو اپنے دین کی غیرت و محبت بہت ہی کم ہے۔ میں نے بہت سے سفرنامے مسلمانوں کے دیکھے اور ہر طبقہ کے لوگوں کے سفرنامے دیکھے۔ اخباروں کے مسلمان ایڈیٹر، مسلمان نواب، مسلمان تعلیم یافتہ لوگ مثلاً پیسہ اخبار، نواب رام پور، مولوی شبلی وغیرہ وغیرہ مختلف

سفرناموں کو دیکھنے سے معلوم ہوا عدن کے بعد پورٹ سعید ہی کا ذکر کرتے ہیں۔ راستہ میں جدہ اور مکہ کی طرف تو گویا کوئی نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ دعاؤں سے بہت کام لو۔

ارشادات امیرالمومنینؓ متعلق بہ طب

(منقول از بیاض اکبر نجیب آبادی)

وَرم کا علاج اُن اَورام میں جن میں اجتماع خون ہو اور جلد چھونے سے گرم معلوم ہو۔ سرکہ میں کپڑا تر کر کے رکھنا نہایت مفید ہے۔ عبدالحی کے ہاتھ پر (پہونچے سے انگلیوں تک) کسی زخم کے سبب سے ورم ہو گیا اور سوزش بھی اجتماع خون کے سبب سخت تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے علاج کیا فائدہ نہ ہوا۔ ہم نے تیز سرکہ میں کپڑا تر کر کے ورم پر اس طرح رکھا کہ زخم کو سرکہ نہ لگے۔ چنانچہ اب اُس کو اس علاج سے بہت ہی جلد آرام ہو گیا اور اس کی تمام تکالیف دور ہو گئیں۔ (یکم اکتوبر ۱۹۰۸ء)

بے ہوشی معلوم کرنے کی ترکیب بیہوشی کے معلوم کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ پنڈلی یا بازو کی ہڈی کے دونوں .... طرف کے گوشت کو خوب دبانا چاہیے۔ اگر بیہوشی نہیں ہے تو مریض ضرور حرکت کرے گا اور بولے گا۔

خناریز کی نسبت تجربہ اکثر اقسام کے خناریز کی نسبت ہمارا تجربہ ہے کہ چیر کر نکلوا دینا ہی زیادہ مناسب ہے۔ بدوں نکلوائے فائدہ نہیں ہوتا۔ (۱۲؍ستمبر ۱۹۰۸ء)

بچہ کا پاخانہ

۳؍نومبر ۱۹۰۸ء کو نماز فجر کے بعد میاں نجم الدین صاحب سے فرمایا کہ

بچے کو زرد رنگ کا پاخانہ آنا نہایت صحت کی علامت ہے۔ سوائے زرد رنگ کے اور کسی رنگ کا پاخانہ آنا بچے کے لئے مناسب نہیں۔

جلی ہوئی جگہ کا داغ ختم کرنے کا علاج اگر گدھے کے کان کا خون فوراً جلی ہوئی جگہ پر لگا دیا جاوے تو قطعی داغ کا نام ونشان نہیں ہوتا۔ (۵؍نومبر ۱۹۰۸ء)

اسہال کا نسخہ ایک شخص نے بذریعہ خط اپنے ستر سالہ بوڑھے باپ کے لئے اسہال کا نسخہ دریافت کیا اور لکھا کہ مریض کو پہلے بخار وغیرہ آتا تھا اب اسہال بکثرت آتے ہیں۔

جواب میں تحریر فرمایا۔ ہلیلہ سیاہ (تولہ) روغن گاؤ میں نیم بریان کر کے اُس میں دانہ الائچی کلاں (۳ ماشہ)۔ زیرہ سفید (۴ ماشہ) کشنیز خشک (۵ ماشہ) زنجبیل (۶ رتی) تخم خشخاش (۳ ماشہ) ملا کر ۳ ماشہ صبح وشام کھلاؤ۔ اللہ تعالیٰ شفا دے۔ **نورالدین** ۲۵ر ستمبر ۱۹۰۸ء

(مذکورہ بالا نسخہ حضرت امیر المومنین کا زمانہ طفولیت سے مجرب ہے اور اُن کی والدہ ماجدہ کا بتایا ہوا ہے۔)

صرع سوداوی کا نسخہ ایک شخص نے صرع سوداوی کا نسخہ دریافت کیا۔ اُس کو مندرجہ ذیل خط لکھا۔

گل آک کے لونگ (پھول کے بیچ میں مثل لونگ کے ایک چیز ہوتی ہے) ۵ سے شروع کر کے ۱۱ تک پھر گھٹا کر ۵ تک پھر ایک ایک بڑھا کر ۱۱ عدد کھلا ویں اور مجھ کو اطلاع دیں۔

نورالدین

۲۵ر ستمبر ۱۹۰۸ء

(الحکم جلد ۱۳ نمبر ۱۵ مورخہ ۲۱ر اپریل ۱۹۰۹ء صفحہ ۲، ۳)

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت مسیح موعودؑ کی فضیلت کی بحث

حضرت امیر المومنین کی خدمت میں ایک خط پیش ہوا جس میں حضرت ابوبکر اور سیدنا المسیح الموعود کی فضیلت کی بحث تھی اسے پڑھ کر فرمایا:۔

فضیلت کی نسبت بحث فضول ہے میں نے ایک دفعہ خواب میں حضرت علی کو دیکھا ان سے عرض کیا کہ فضیلت کے جھگڑے نے اسلام کو جو صدمے پہنچائے ہیں وہ کم نہیں۔ اصل معاملہ کیا ہے؟ فرمانے لگے ہر شخص کا جناب الٰہی سے دلی تعلق ہوتا ہے اسی کے لحاظ سے فضیلت ہوتی ہے

مگر یہ تعلق ایسا مخفی راز ہے کہ سوا اس ذات باری تعالیٰ کے اور کسی کو معلوم نہیں۔ پس اس امر کی نسبت بحث ہی فضول ہے۔

نبی اور رسول حضرت صاحب مامور تھے اور ان کو تو حکم الٰہی سے بولنا پڑتا تھا۔ نبی یا رسول عربی معنے کے لحاظ سے بہت ہی آسان لفظ تھا مگر ہمارے ملک کے لوگوں نے اس کے کچھ ایسے پیچیدہ معنے سمجھے ہیں کہ بہت سی مشکلات میں پڑ گئے ہیں کوئی کسی چوہڑے کو کام کے لئے بھیجتا ہے تو اس وقت بھی کہتے ہیں یہ اس کا رسول ہے۔ پس اس لفظی نزاع کا فائدہ کیا ہے؟ دیکھو ایک تنکا بھی شئے ہے اور خدا بھی شئے۔ تو کیا تنکا اور خدا برابر ہو گئے۔ یا کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ کا حکم اس پر بھی وارد ہو گیا ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح کوئی نبی یا رسول کہلانے سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ میرا اعتقاد حضرت نبی کریم کی نسبت وہی ہے جو درس میں بعض وقت بے اختیار کہہ دیا کرتا ہوں کہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی کامل انسان آپ کی مثل پیدا ہو۔ مسیحؑ اور موسیٰ بھی رسول تھے مگر محمد رسول اللہ کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتے ہیں۔

تمام مذہبوں کا مشترک مسئلہ دعا ہے۔ تیرہ سو برس سے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کی دعا ہو رہی ہے جو کسی نبی کو نصیب نہیں ہوئی۔ پس ان کے مدارج میں کس قدر ترقی ہوئی ہو گی۔ میں ایک دفعہ لاہور بیٹھا تھا۔ ایک صاحب نے مجھے کہا ہم تم پر ناراض ہیں۔ میں نے کہا کہ خدا ناراض نہ ہو آدمی کی ناراضی کیا نقصان پہنچا سکتی ہے۔ کہا تم نے اپنے پیر کی بے ادبی کی کہ اسے عیسیٰ بنایا۔ عیسیٰ کیا ہے جسے یہودیوں نے پکڑ کر سولی دے دیا۔ دیکھو ہم اپنے پیر کا کس قدر ادب کرتے ہیں کہ اسے خدا سمجھتے ہیں۔ یہ بات لاہوریوں نے سنی اور کچھ چون و چرا نہ کی۔ اس پر اس نے کہا کہ دیکھا پیروں کے ادب کرنے کی برکت اور اس کا فائدہ تم نے مرزا کی تحقیر کی کہ اسے عیسیٰ کہا تو لوگ ناراض ہوئے۔ ہم نے اپنے پیر کا ادب کیا خدا تک کہا اور لوگ ناراض نہ ہوئے۔

دعوت الی اللہ کا ڈھنگ اصل بات یہ ہے کہ بات کرنے کا ایک ڈھنگ ہوتا ہے ہمارے بعض دوست بات کو ایسی ترکیب سے بیان کرتے ہیں کہ خوامخواہ جہال کو جوش آتا ہے اور لڑائی ہو جاتی ہے۔

میں نے بارہا غیراحمدیوں سے اثناء گفتگو میں کہا ہے مرزا بھی ربّ کی طرف سے بھیجا ہوا تھا۔مرزا بھی اپنے ربّ سے غیب کی خبر پا کر لوگوں پر ظاہر کرتا تھا تو سب نے تسلیم کیا اور کچھ جوش ظاہر نہیں کیا حالانکہ رسول اور نبی کے بھی یہی معنے ہیں۔ پس بات کرنے کا بھی ایک سلیقہ ہوتا ہے۔ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (النحل:۱۲۶) بہت سے لوگ بے وجہ ابتلاء میں ڈال دیئے جاتے ہیں وہ قابل رحم ہوتے ہیں اوران پررحم نہیں کیا جاتا۔

سنی وشیعہ میں باعث تفرقہ بحث فضیلت کی بات بہت جلد حل ہوسکتی ہے مگر یہی وہ بحث ہے جس نے سنی وشیعہ میں کشت وخون تک نوبت پہنچائی بارہویں صدی تک سنی وشیعہ کی مسجد الگ نظر نہیں آتی مگر پھر آخراسی بحث نے تفرقہ ڈالا اور یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو گئے۔

ایک شیعہ کا مرزا صاحب کے شعر پر جوش ایک شیعہ حضرت صاحب کے اس شعر پر بڑا جوش میں آرہا تھا۔

کربلائے سُت سَیرِ ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

میں نے اسے کہا اس کے یہ معنے ہیں کہ امام حسین کی کربلا اور تکالیف کا صبح سے ظہر تک فیصلہ ہو گیا مگر (مرزا صاحب فرماتے ہیں) میں ایسا مظلوم ہوں کہ ہر وقت میرے لئے کربلا کا میدان ہے۔ وہاں تو ایک دو گھنٹہ میں فیصلہ ہو گیا تھا اور یہاں سینکڑوں دن گزر گئے ہیں روز مجھے ذبح کرتے ہیں کیا کوئی سو حسین میرے گریبان میں پنہاں تھا۔ بے اختیار اس نے کہا یہ تو سچ کہا آپ نے۔

مرزا صاحب کا ذکر بولنے میں عقلمندی کی بہت ضرورت ہے۔ میں سیالکوٹ گیا میری عادت ہے کہ جو قرآن کی آیت میں مضمون ہو اسی کو بیان کیا کرتا ہوں۔ اب اگر اس میں مرزا کا ذکر نہ آیا تو میں خواہ مخواہ کھینچ تان کے کہاں سے لاتا۔ اس پر بعض لوگوں کو برا معلوم ہوا کہ اتنی دیر وعظ کیا اور مرزا کا ذکر

تک نہیں کیا گویا وہ چاہتا ہے کہ ساری دنیا کو راضی کر لے۔ یہ بات صرف انہی سے مخصوص نہ تھی بلکہ صوفیاء، فقہاء، اہلحدیث سب کو میں نے دیکھا کہ جب ان کے ذوق کا ذکر نہ آئے تو وہ کبیدہ خاطر ہو جاتے ہیں۔ ادھر کشمیر کی طرف قاعدہ ہے کہ اگر خطبہ میں سید عبدالقادر جیلانی کا ذکر نہ آئے تو اس خطیب کو بے ایمان سمجھ کر سب چلے جاتے ہیں۔ وہ پیر گیلانی کے یہاں تک معتقد ہیں کہ چائے کی پیالیاں بھی بارہ نہیں گیارہ رکھتے ہیں کشمیر میں بارہ دری کوئی نہیں۔

قرآن مجید میں ایسے لوگوں کا ذکر آیا ہے کہ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحۡدَهُ اشۡمَاَزَّتۡ قُلُوۡبُ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ (الزمر:۴۶) جن میں آخرت کا ایمان نہیں ہوتا وہ لوگ صرف توحید کے ذکر پر بھڑک اٹھتے ہیں۔ غرض ایسی بحثوں کو لچر سمجھتا ہوں۔ اسے چاہیے کہ بہت بہت دعا کرے تا خدا کوئی ایسی راہ سمجھا دے جس سے اپنے مخالف کو نرمی کے رنگ میں سمجھا سکے۔

(البدر جلد ۸ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۲ / اپریل ۱۹۰۹ء صفحہ ۵)

مکتوب الامام

ایک شخص نے لکھا کہ میرے ایک دوست بابو صاحب حضرت مسیح موعود کے حق میں اپنا یہ اعتقاد ظاہر کرتے ہیں کہ ''ہم ان کو بزرگ اور ولی اللہ سمجھتے ہیں لیکن اُن کے دعاوی کے متعلق ابھی پورے طور پر ہمارے دل نے کھول کر گواہی نہیں دی۔'' اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم تم کو برا نہیں جانتے اور تمہارے پیچھے نماز پڑھتے ہیں تو تم ہمارے پیچھے کیوں نماز نہیں پڑھتے۔ بابو صاحب اُن تمام مولویوں کو جو مسیح موعود کو کافر خیال کرتے ہیں غلطی پر سمجھتے ہیں۔ حضور کا نماز کے لئے کیا حکم ہے۔ حضور امیر علیہ السلام نے اس کا مندرجہ ذیل جواب تحریر فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا (العنکبوت:۶۹) اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر افترا باندھے۔ زانی، شراب خور، بدکار، ڈاکو سب اس

سے کم ہیں۔مرزا صاحب نے پینتیس برس سے زیادہ یہ کہا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی باتیں ہوتی ہیں اور ان باتوں میں یہ باتیں بھی ہیں کہ تو مسیح ،عیسیٰ ابن مریم ،مہدی ،امام ،مجدد ہے۔ان باتوں میں اگر میرزا نے افترا کیا ہے تو اس سے زیادہ کوئی برا نہ تھا اور اس کی جماعت سے زیادہ کوئی برا نہیں ۔ یہ کہنا کہ اُن کو غلطی لگی پینتیس برس ہر روز دعویٰ کرنا اور اس کو شائع کرنا اور ہزاروں ہزار کو اس میں معتقد بنانا بہت بڑا کام تھا۔پھر اگر افترا ہے تو بہت ہی بڑا ظلم کیا۔اور وہ اچھے بزرگ ولی تھے تو اُنہوں نے ایسا گندہ کام نہیں کیا بلکہ جو کیا سو راستبازی سے کیا۔تو پھر بڑا ظالم وہ ہے جس کی نسبت ارشاد ہے۔ اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ (العنکبوت:۶۹) یا وہ بڑا ظالم ہے جس نے راستباز کو مانا۔یہ مسیح کا معاملہ میری سمجھ سے باہر ہے جو آپ کے دوست فرماتے ہیں۔

نورالدین

۱۸؍اپریل ۱۹۰۹ء

(الحکم جلد ۱۳ نمبر ۱۶ مورخہ ۲۸؍اپریل ۱۹۰۹ء صفحہ ۸)

عقل اور مذہب یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ عقل و نقل باہم متخالف ہوں تو کس کو مقدم کریں۔اگر کہو عقل تو پھر حکماء کے مذہب کی فتح ہے اور اگر کہو کہ نقل تو پھر نقل کے ذمہ دار ہم اس وقت ہو سکتے ہیں جب عقلمند ہوں ۔اب جب عقل ہی بیکار سمجھی گئی تو نقل کا کیا اعتبار؟ سید احمد ،امام رازی،غزالی اس طرف گئے ہیں کہ عقل مقدّم ہے۔جہاں عقل کے خلاف ہو وہاں نقل کی تاویل کریں گے چنانچہ یہ لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔شیخ ابن تیمیہ نے ۴ جلد کتاب اس مضمون پر لکھی ہے۔وہ کہتے ہیں یہ سوال سرے سے ہی غلط ہے عقل صحیح اور نقل صریح کبھی آپس میں متعارض نہیں ہو سکتے۔ایک چشمہ سے دو چیزیں نکلیں اور پھر آپس میں ایک دوسرے کا نقیض ہوں یہ غلط بات ہے۔

مکتوبات امیر المومنین

۱۔ جناب حکیم مکرم معظم

مکرمت نامہ کو پڑھ کر مجھے دیر تک تعجب رہا کہ ایک حکیم ہو، محمد ہو، صدیق ہو پھر ایسا بے جا

تعصب کا بھرا ہوا سوال کرے۔سوال کے متعلق مجھے جو تعجب ہوا وہ بے جا نہیں تعجب کے اسباب ہیں۔

ایک۔ دائیں سے بائیں کو لکھنا مسلمانوں کا ایجاد ہی نہیں مسلمانوں سے پہلے عبری زبان اور توریت دائیں سے بائیں کو لکھی جاتی ہے۔

دوم۔کاٹوی بھی دائیں سے بائیں کو لکھی جاتی ہے۔

سوم۔فطرتاً اگر دیکھا جاوے تو دھکا دیتے وقت ہاتھ کو آگے کیا جاتا ہے نہ کہ پیچھے ہٹایا جاتا ہے اگر ہندی طرز قدرتی ہوتا تو بائیں ہاتھ سے شروع ہوتا۔ خاکسار اس وقت جس عہدے پر ہے وہ گدا بادشاہ است کا معاملہ ہے۔اس سے آپ میری حضوری کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

۲۔ بحضور مکرم حضرت نواب صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے حکم سے خان ....صاحب سوداگر امرتسر نے مجھے آپ کی تصنیف کے تمام رسائل نصف قیمت پر جیسے وہ لکھتے ہیں بھیج دیئے ہیں۔ میں نے ان کو پڑھا ہے اور بہت ہی غنیمت یقین کیا ہے اور بہت کا لفظ اس لئے کہ ایک امیر کی قلم سے ان کا نکلنا ملک کی خوش قسمتی کا نشان ہے۔ والحمدللہ ربّ العالمین۔

ان رسائل میں جناب نے بہی خواہانِ قوم میں جن لوگوں کا نام لیا ہے ان کی فہرست حضور نے لیکچر ششم ربیع الثانی ۱۳۱۴ھ میں کی ہے فضلائے فیض رسان زمانہ حال کا عنوان دیا ہے اسے دیکھ کر میرے دل پر عجب اثر ہوا کہ ان لوگوں نے مخالفان اسلام کے سامنے کیا کام کیا۔ پھر خدام والا مقام نے گلدستہ منافع میں صفحہ ۴۹ علماء اسلام کے عنوان سے جو کچھ ارقام فرمایا ہے اس کا فقرہ مرقومہ صفحہ ۶۰ پیرا دو ہمارے علماء و پیرزادہ اور ہمارے رؤسا بتاویں۔ آہ درد دل سے آپ نے ملامت کی ہے مگر بے ادبی معاف! علماء نے جو کام کیا ہے اسے یا تو جناب کو ملازمان نے اطلاع نہیں دی کہ مولوی رحمت اللہ[۱]، مولوی آل حسن[۲] کو اظہار حق۔ اعجاز عیسوی۔ استفتا پھر پیغام محمدی۔ دافع التلبسات۔ مولوی محمد علی کانپوری کی اور تنزیہ القرآن سہسوانی کی عیسائیوں کے مقابل اور آخر اس خاکسار نورالدین

کی کتاب فصل الخطاب دو جلد ابطال الوہیت مسیح ۔ مسیحی لوگوں کے مقابل اور مولوی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب اور آپ کے رسائل تمام دنیا کے مذاہب باطلہ کے مقابل اور خاکسار کی کتاب نورالدین آریہ کے مقابل اور تصدیق براہین احمدیہ .... اور سب کے خاتمہ پر اسّی کتابیں عربی فارسی اردو تصنیف مرزا غلام احمد صاحب قادیان تمام مذاہب کے سامنے اور بہت سی لطیف جن کے خیال پر میں نے آپ کے رسائل طلب کئے آپ نے ان کا ذکر حقارت کے رنگ میں بھی نہ فرمایا۔ پھر اسلام کا جہاز کس.......... کے ذریعہ ساحل پر پہنچے جب آپ جیسے امیر ابن امیر کو فضلاءِ زمانہ حال میں انتخاب کے وقت ایک محدود علیگڑھ کی جماعت سے اونچی جگہ توجہ کرنے کا کام نہیں کرنا پڑا۔ آہ! آہ!! آہ!!! پھر گلدستہ علوم کے صفحہ ۳۸ میں ایک نظم حضور نے لکھی ہے وہ غالباً تحفہ نصائح سے لی ہے گو نام نہیں آیا۔ آخری مصرعہ مرقومہ جناب یہ ہے ذیقعدہ بنی کود کے ذی الحجہ دختر خوب تر۔

قابل غور ہے جس اسلام میں یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ (النور:۳۱) ہو وہاں نظر کود کے و نظر بد ختر ے خصوصاً دختر خوب بلکہ دختر خوب تر۔ کیا ممکن ہے اور کیا کوئی ایسی تعلیم کو قرآن کریم اور حدیث صحیح یا اقوال ائمہ اربعہ یا ائمہ تصوف سے دکھا سکتا ہے۔ حَاشَا وَ کَلَّا ۔ بہر حال یہ سب کتابیں خاکسار کے پاس ہیں آپ اگر چاہیں تو عاریتاً یا قیمتاً میسر ہو لے سکتے ہیں۔

مخلص نورالدین

(البدر جلد ۸ نمبر ۲۷ مورخہ ۲۹ر اپریل ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

مکتوبات امیر المومنین

هَـنِيًّـا لِاَرْبَـابِ الـنَّعِيـمِ نَعِيۡمُهَا
وَلِـلۡعَاشِقِ الۡمِسۡكِيۡنِ مَا يَتَجَرَّعُ

مولٰنا النواب المعظم المکرّم بالقابہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بجواب مکرمت نامہ باادب گزارش ہے۔ ایسے علماء کا ذکر جنہوں نے ردّ نصاریٰ و آریہ پر قلم اُٹھایا۔ صرف اس لئے تھا کہ حضور نے اس مقام پر یہ لکھا تھا کہ مسیحی مشنری ہندوستان میں آئے ان کے مقابل

مسلمانوں نے کیا کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراھیم:۸) یہاں لَاَزِيْدَنَّكُمْ کا لام اور نون مشدّد قابل غور ہیں۔ مگر عالیجاہ! حضور نے صاف لکھا ہے ''یہی ایک خدمت علماء سے اگر ہوئی تو کیا ہوئی!'' حضرت نواب یہ کلمہ شکر گزاری کا نہیں۔ اس ملک میں ہزاروں ہزار آدمی صرف ان مناظروں کے باعث مسیحی ہونے سے بچ گئے وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ برے چلن اور اخلاق ذمیمہ، خصائل رذیلہ کا استیصال علوم حقّہ سے قابل قدر اور سرسید کی محنتیں ہمارے سامنے ہیں مگر ان کے دارالاقامۃ میں ابھی تک ایمان باللہ و رسلہٖ، اقامۃ الصلوٰۃ، ایتاء الزکوٰۃ، پابندی صوم و حج کا جو حال ہے وہ جناب عالی اور ہم لوگوں سے مخفی نہیں۔ بھلائی بھلائی ہے اور ضرور ہے مگر ایمانی جوش اور حضرت نبی کریم ﷺ کی اتباع وہاں ہنوز دہلی دوراست۔ کسی محسن کی احسان فراموشی کفران نعمت ہے۔ مجھ خاکسار کی سید سے خط و کتابت رہی ہے۔ میں نے ان کو ایک بار کسی تقریب پر عرض کیا تھا۔ جاہل علم پڑھ کر عالم بنتا ہے اور عالم ترقی کر کے حکیم ہو جاتا ہے۔ حکیم ترقی کرتے کرتے صوفی بن جاتا ہے۔ مگر جب صوفی ترقی کرتا ہے تو کیا بنتا ہے قابل غور ہے۔ جس کے جواب میں سرسید نے لکھا کہ وہ نورالدین بنتا ہے۔ غرض اس کہانی سے صرف یہ ہے کہ ہم اُن سے اور وہ ہم سے بے خبر نہ تھے جناب نے تکلیف فرما کر ان کا ذکر کیا اور ان کے ذکر پر زور دیا ہے اس لئے تعارف کا تذکرہ کر دیا ہے۔

جناب عالی! مولوی بارہ لاکھ روپیہ جمع کرے گا تو افسوس ہے کہ وہ مولوی آپ کی نگاہ میں مولوی نہ رہے گا۔ مہدی علی مولوی تھے۔ چراغ علی مولوی تھے۔ عمائد علماء لکھنو مولوی تھے۔ مگر جب روپیہ آیا تو نواب محسن الملک۔ ممتاز جنگ۔ قبلہ و کعبہ۔ سرکار دولت مدار مجتہد العصر ہو گئے۔ آخر میں مولوی صدیق حسن گزرے ہیں۔ روپیہ آیا تو نواب کہلائے۔ صدیق تخلص اڑا دیا اور نواب اس کے قائم مقام ہو گیا۔ بھلا یہ خاکسار لاکھوں والے لوگوں کو مولوی کہہ سکتا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ (مولوی تحقیر کا کلمہ ہے اور آپ کے نزدیک بھی) بلکہ مجھے تو تعجب ہوا ہے کہ ملازمان والا نے صاحب عصر جدید اور مہتمم ندوۃ العلماء دونوں کے نام پر مولوی کا لفظ لکھ دیا ہے۔ شبلی صاحب کا سفرنامہ حضور نے غور سے نہیں پڑھا وِالّا اس

میں مولوی لفظ کی جو مٹی پلید کی ہے اسے پڑھ کر آپ ضرور ہنستے۔ اور یہ امرا کا مشغلہ ہے اگر یہی تدبیریں قومی ترقی کی ہیں جو حضور نے لکھی ہیں تو بے ادبی معاف ہو۔ آپ کا محمڈن کالج، آکسفورڈ، کیمبرج کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ امریکہ، جرمن کی یونیورسٹیاں فراموش ہوں۔ پس اسلام درگور ہے بلکہ ہندوستان سے اسلام کا مقابلہ سوال ہے۔ جس قدر آپ ترقی کریں کرلیں۔ یورپ و امریکہ کو چھوڑ ہندوؤں سے مقابلہ بھی خواب وخیال ہوگا۔ اسلام مال سے نہیں اخلاص سے ترقی کر چکا اور کرے گا۔ ایمان، اعمال صالح سے وابستہ ہے۔

مجھے حضور نے دو لاکھ جمع کرنے کی ترغیب فرمائی ہے۔ آپ نواب، رئیس اعظم، ہونہار، نوجوان، لاکھوں جمع کرنے والوں کے فدائی ذرا مجھ غریب کی سنئے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا (الانعام:۱۲۴)۔ اور فرماتا ہے۔ وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ (ھود:۲۸)'' اور فرماتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں۔ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (الزخرف:۳۲)۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم وفضل بخشا ہے اور مال کو اللہ تعالیٰ نے خیر وفضل فرمایا ہے اور رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (البقرة:۲۰۲) ابو الحنفاء نے دعا سکھائی ہے اور ہم مانگتے ہیں۔ گو سر سید دعا کا نتیجہ حصول مراد نہیں مانتے تھے مگر میں بخلاف اُن کے دعا کو سبب حصول مرادات مانتا ہوں۔ ایک پیسہ جمع کرنا بھی ناپسند کرتا ہوں اور یہ واقع ہے کہ پھر باایں آپ کے سر سید بھی میری عزت کرتے تھے اور بہت کرتے تھے۔ محسن الملک اور ان کے بازو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ حضور کسی امام ومصنف کا نام اسلام میں بتا سکتے ہیں جس نے ان روپیوں کے ذریعہ اسلام کو دنیا میں پھیلایا۔ لائبریری کا عالیجاہ! آپ کو شوق ہے مگر صرف ہندوستان میں صرف میری لائبریری ہے جسے سر سید احمد خان اور مولانا شبلی نے بحمد اللہ ضرور فائدہ اٹھایا ہوگا یا ہے۔ ایک تو دنیا سے چل بسے دوسرے موجود ہیں آپ ان سے دریافت فرما سکتے ہیں۔

آہ! آپ کو کون بتاوے کہ پراگندہ روزی پراگندہ دل اور

شب چو عقدے نمازے بندم
چہ خورد بامداد فرزندم

بالعموم صحیح نہیں۔ غالباً میں نے جناب کا عزیز وقت بہت لیا اگر آپ میرا عریضہ پڑھ لیں گے (اور اگر سیکرٹری صاحب نے ردّیات میں ڈال دیا یا خلاصہ سنا دیا) تو میرا اظہار انشاء اللہ ضائع نہ ہوگا۔

نورالدین

۲۲/مارچ ۱۹۰۹ء

(البدر جلد ۸ نمبر ۲۸ مورخہ ۶/مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

مکتوبات امیرالمومنین

(اشاعت اسلام)

بابو محمد صاحب نے مفصلہ ذیل خط لودھیانہ سے لکھا ہے۔

بخدمت خلیفۃ المسیح صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ براہ عنایت صفحہ ۷۶۷ سے صفحہ ۷۷۷ تک رسالہ ازالہ اوہام کو غور سے پڑھیں اور اسلام کو یورپ و امریکہ میں پھیلانے کے کام کو ترقی دینے کی طرف توجہ کریں یہ کام بہت ہی ضروری تھا اور بڑے ثواب کا۔ مگر بہت پیچھے رہ گیا۔ جو کاپی میگزین کی یورپ و امریکہ میں جاتی ہے وہ کروڑہا آدمی کی تبلیغ کے واسطے ہرگز کافی نہیں۔

ماہ جون ۱۹۰۸ء میں میں نے ایک تجویز کی تھی کہ میگزین میں سے چند خاص خاص مضمون ٹریکٹ کی صورت میں چھاپے جاویں اور کئی کئی ہزار چھاپ کر یورپ و امریکہ میں مفت تقسیم ہوں اس تجویز کو صدر انجمن احمدیہ نے شکریہ کے ساتھ منظور کر لیا تھا اور امید تھی کہ بڑے جلسہ کے دن پر اس

ایسے بڑے ضروری اور ثواب کے کام کے واسطے بہت چندہ ہوگا۔مگر جو رقم ہوئی اس سے ظاہر ہے کہ جماعت کے لوگ اس کام کو ضروری خیال نہیں کرتے۔

اب یہ معاملہ خاص طور سے آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے تا آپ جماعت کو اس کی ضرورت کی طرف ایک اشتہار میں توجہ دلوا دیں اور ہر شہر جہاں انجمن قائم ہے چندہ برابر وصول ہو۔ وصیت کی مد کا روپیہ وغیرہ خاص تبلیغ و اشاعت اسلام میں خرچ ہونا چاہیے اگر کافی سرمایہ ہو جاوے تو علاوہ ہزارہا کاپی ٹریکٹ کے دو چار آدمی یہاں سے امریکہ وغیرہ جاویں جو ان ٹریکٹوں کو تقسیم کریں اور زبانی تبلیغ بھی کریں کیونکہ ناخواندہ لوگ ہر ملک میں کثرت سے ہوتے ہیں ان کو زبانی سمجھانا پڑے گا۔

مرحوم مرزا صاحب نے اپنی تقریر میں جو الحکم مورخہ ۱۰/اگست ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۳ میں شائع ہوئی ہے فرمایا تھا کہ ہمیں تو اشاعت اور تبلیغ کا اس قدر جوش اللہ نے دیا ہے کہ خواہ ہماری ساری جائیداد بھی بک جاوے مگر اشاعت عمدہ طور پر ہو جاوے۔فقط

جواب از امیر المؤمنین اس کے جواب میں مولانا حضرت امیر المومنین نے یہ مضمون رقم فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ (ال عمران:۱۰۵)۔ پس داعی الی الخیر لوگوں کی ضرورت ہے حضرت نبی کریم ﷺ نے جہاں ابتدا ہی سے صدیق کو اس کام میں لگا یا رکھا اور حضرت عثمان و طلحہ و زبیر و بلال جیسے عمائدان کی تحریکوں کے پاک ثمرات تھے۔ وہاں یہ تمام حضرات صوفیہ مثلاً حضرت گنج بخش، حضرت ولی الہند شاہ اجمیر معین الحق و الدین اور آپ کے جانشین۔ سہروردیوں میں شیخ شہاب الدین شیخ الشیوخ اور حضرت بہاء الحق و الدین زکریا ملتانی اور حضرت شیخ باقی اللہ دہلوی اور آپ کے خلفاء حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی اور حضرت السید الجیلانی جیسے روحانی بادشاہ قادریوں کے اور آپ کے بزرگ خلفاء اور حضرت شاہ ولی اللہ کے خلفاء جیسے حضرت سید بریلوی اور ان کے خلفاء۔ یہ سب داعیان الی الخیر اس ہندوستان میں

حماۃ الاسلام گزرے ہیں اور دور دراز اوطان سے مصائب سفر و غربت اٹھا کر اس ملک کی ہدایت کے باعث ہوئے۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَجَزَاهُمْ عَنَّا اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔ ان کی مقدس تصنیف جان بخش موجود ہے۔

ہمارے امام نے خصوصیت تحریر و تقریر و توجہ سے اس مقدس کام کو جس خوبی سے کیا عقل حیران رہ جاتی ہے اپنی زندگی میں لاکھوں میں اسرافیلی کام کیا اور ایک گراں بہا خزانہ تحریر کا پیچھے چھوڑا وہ بے سود نہیں جیسے ایک .... سے کہتا ہے اور ڈرا نہیں کہ ایسے بے باکوں کو اللہ تعالیٰ ...... قَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ (البقرة:۱۱۴) فرماتا ہے۔

اس خزانہ سے لوگوں کو متمتع کرنے کے لئے ضرورت ہے ایسے ٹریکٹوں کی جنہیں میگزین کے اعلیٰ اعلیٰ مضامین اور تصانیف حضرت اعلیٰ مقامات کا ترجمہ کر کے بلاد دور دست میں شائع کیا جاوے۔ سردست ایک سو روپیہ اس کام کے لئے علاوہ اس چند سو روپیہ کی رقم کے جو میں نے تقریر جلسہ اعظم اور انتخابات گورو صاحب کے لئے دیئے ہیں اس لئے دیتا ہوں کہ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (البقرة:۴۵) کا مصداق نہ بن جاؤں۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَ مَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ

ہاں مقبرہ کی آمدنی بھی ایسے ہی کاموں کے لئے ہے اس میں سے دیا جاوے۔

نورالدین

(البدر جلد ۸ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۳ رمئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد عالی

مکرم معظم حضرت میر صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے کاموں اور خواہشوں کو دیکھ کر میری خواہش ہوتی اور دل میں بڑی تڑپ

پیدا ہوتی ہے کہ جس طرح آپ کے دل میں جوش ہے کہ شفا خانہ زنانہ مردانہ، مسجد اور دار الضعفا کے لئے چندہ ہو۔ اور آپ ان میں سچے دل سے سعی و کوشش فرما رہے ہیں اور بحمد للہ آپ کے اخلاص، صدق و سچائی کا نتیجہ نیک ظاہر ہو رہا ہے۔ اور ان کاموں میں آپ کے ساتھ والے قابل شکر گزاری سے پُر جوش ہیں۔ ہمارے اور تمام کاموں میں سعی کرنے والے ایسے ہی پیدا ہوں۔ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (ابراھیم:۲۱)

نورالدین

۳۰/اپریل ۱۹۰۹ء

اشاعت[۱] اسلام۔ لنگر[۲]۔ تعلیم[۳] دینیات۔ مدرسہ[۴] ہائی سکول۔ مدّ زکوٰۃ[۵] کی ترقی۔ یتامیٰ[۶]۔ مساکین[۷] کی پرورش۔ مقبرہ۔ یہ کام اصل اصول کے طور پر اور ان پر چندوں کی طرف توجہ ایسے ایسے امور میں سے ہے کہ ایک شخص نے دعوت کی اور ان سات ضروری اصحاب کو بُلا کر پُر جوش دعوت دی اور اس دعوت میں کچھ غربا اور ضعفا بھی آ گئے تو ان کے لئے بھی موقعہ نکل آیا۔ پھر آپ کا چندہ مجلس ضعفا کا حصہ ہے۔

آپ کو اجازت ہے کہ اس میری ساری تحریر کو چھپوا دیں۔ اللہ تعالیٰ ہی بابرکت کرنے والا ہے۔

والسلام

نورالدین

۳۰/اپریل ۱۹۰۹ء

مکتوب الامام

بحضور فیض گنجور حضرت امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سورج گڑھ ضلع مونگیر سے سید منظور عالم صاحب احمدی مندرجہ ذیل استفسار اپنے خط میں لکھتے اور جلد جواب مانگتے ہیں۔ وَ ھُوَ ھٰذَا۔ ''مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں آپ کا کیا عقیدہ ہے کیا

وہ خلفاء راشدین سے افضل ہیں؟ اگر افضل ہیں تو کس بات میں اور امیر المومنین اس کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔''

حضور کی دعاؤں کا محتاج

اکبر شاہ خان نجیب آبادی ۔۱۷/اپریل ۱۹۰۹ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حقیقی فضیلت کا علم جس پر قرب الٰہی اور رضائے حضرت حق کا مدار ہے۔ بدوں صاف کلام الٰہی کے کیونکر حاصل ہوسکتا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (البقرة:۲۵۴) سے معلوم ہوتا کہ رسولوں کی فضیلت کے لحاظ سے تفریق ضرور ہے مگر ہمیں جو ارشاد ہے اُس میں لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (البقرة:۲۸۶) کا حکم ہے۔ ہم اپنے سید الاولین والآخرین سید ولد آدم کو افضل الرسل کہتے ہیں۔ مگر ایک صحابی نے ایک یہودی کو اس لئے پیٹا تھا کہ یہودی نے کہا تھا۔ وَالَّذِیْ فَضَّلَ مُوْسٰی عَلَی الْبَشَرِ۔ وہ مقدمہ حضور کے دربار دُربار میں آیا تو صحابی کو ملامت فرمائی۔ نیز اس فضیلت کے بے وجہ اور بے جا مباحثات نے اسلام کو وہ صدمہ پہنچایا کہ شیعہ خوراج، سنی تین بڑے بڑے گروہ نظر آتے ہیں اس تفرقہ کی بلا سے ہم سبکدوش نہیں ہوئے آپ ایک اور بلا ہمارے سر پر لانا چاہتے ہیں۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا صاحب مسیح، مہدی، امام، مجدد تھے اور سچے تھے۔ ان کی فضیلت کا قصہ مجھے معلوم نہیں اور نہ میں نے اس پر بحمد اللہ غور کیا ہے اور نہ مجھے کبھی ضرورت پڑی۔ اللہ تعالیٰ نسبتوں کو جانے۔ مجھے کوئی الہام اس بارے میں نہیں ہوا۔

والسلام

نورالدین

۲۴/اپریل ۱۹۰۹ء

کلام الامام امام الکلام

(منقول از بیاض اکبر نجیب آبادی)

امام داوٗدی ظاہری کا لڑکے پر عاشق ہونے کا واقعہ

چوتھی صدی کے مشاہیر میں سے ایک امام داوٗد ظاہری ہیں۔ وہ ایک لڑکے پر عاشق تھے اور ان کے اکثر اشعار اس پر دال ہیں۔ ایک طرف تو یہ حالت اور دوسری اُن کے زہد اور علمیت اور تصوف وغیرہ کمالات۔ مَیں اکثر حیران رہتا تھا کہ یہ بات کیا ہے؟ اتنا بڑا عظیم الشان انسان اور اس فعل شنیع میں مبتلا چنانچہ میں نے اسی ٹوہ اور تلاش میں سینکڑوں کتابیں ایسی پڑھ ڈالیں جن میں امام داوٗد ظاہری کا تذکرہ ہو۔ انجام کار خدا کے فضل سے ایک نہایت مستند کتاب میں ان کی نسبت مجھ کو یہ دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی اور میری حیرت مبدل بہ مسرت ہوگئی کہ کسی نے اس لڑکے کو اُن کے سامنے لا کر عرض کیا کہ حضرت جس کے عشق اور جدائی میں آپ بیتاب ہیں اور اشعار لکھا کرتے ہیں یہ دیکھئے وہ موجود ہے۔ آپ نے فرمایا کہ صرف پہلی نگاہ جو شرعاً جائز بھی تھی اس کی پاداش میں تو مجھ کو اس قدر سزا بھگتنی پڑی۔ اب دوسری نگاہ اُس پر بھلا کیسے ڈال سکتا ہوں؟ (۱۱؍مارچ ۱۹۰۹ء)

یہ احادیث نہیں ۱۲؍ستمبر ۱۹۰۸ء کو صحیح بخاری کا سبق پڑھاتے ہوئے فرمایا۔

لَا عَفُوٌ فِی الْکَبَائِرِ کوئی حدیث نہیں ہے کسی حدیث کی کتاب میں اس کا ذکر نہیں۔ محض غلطی سے لوگ اس کو حدیث سمجھتے ہیں۔

لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ یہ بھی نہ کوئی آیت ہے نہ حدیث ہے۔ اکثر لوگ غلطی سے آیت یا حدیث سمجھ کر اس کو پیش کیا کرتے ہیں۔

محدثین کے مذہب نیل الاوطار۔ محلّی بن حزم۔ فتوحات مکیہ ان کتابوں کے دیکھنے سے محدثین کے مذہب کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔ یہ اعلیٰ درجہ کی کتابیں ہیں جو محدثین کے مذہب کو ظاہر کرتی ہیں۔ کتاب نیل الاوطار میں محدثین کے اور کتاب مدونہ میں مالکیوں کے مذہب کا جامع و مانع فقہ ہے۔

چشتیہ اور قادریہ چشتیہ کے یہاں کوئی قابل تذکرہ کتاب تصوف کی نہیں یہ دوسروں ہی کی کتابیں پڑھتے ہیں۔البتہ قادریوں کے یہاں کتابیں ہیں۔

احادیث ابو ہریرہ اور حنفی ابو ہریرہؓ کی احادیث کو اکثر حنفیوں نے رد کیا ہے۔ابو ہریرہؓ کی ایسی احادیث کو جو ان کے مطلب کے خلاف ہوں حنفی لوگ نہیں مانتے اور ردّ کر دیتے ہیں۔

(۱۲؍ستمبر ۱۹۰۸ء درس بخاری شریف)

(الحکم جلد ۱۳ نمبر ۱۷و۱۸ مورخہ ۷، ۱۴؍مئی ۱۹۰۹ء صفحہ ۲، ۳)

خمر کے معنے اور حرمت

۱۔سوال۔حدیث میں **کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ۔ وَ کُلُّ مُسْکِرٍ خَمْرٌ۔وَ مَا اَسْکَرَ کَثِیْرُہٗ فَقَلِیْلُہٗ حَرَامٌ** وارد ہے اور ہدایہ میں لکھا ہے۔ **یُکْرَہُ اَکْلُ خُبْزٍ. عُجِنَ عَجِیْنُہٗ بِالْخَمْرِ لِقِیَامِ اَجْزَاءِ الْخَمْرِ فِیْہِ** (العنایۃ شرح الھدایۃ کتاب الاشربۃ فصل فی طبخ العصیر)۔اور اس کے شارح نے کہا کہ **فھٰذ الخبز نجس کما لو عجن بالبول**۔پس نان پاؤ (ڈبل روٹی) جس کو ہمارے اس ملک میں سینڈھے اور تاڑی سے تیار کرتے ہیں اور شراب کی ایسا ان دونوں میں سکر بھی ہے۔ **اَلْخَمْرُ مَا یُخَامِرُ الْعَقْلَ** ان دونوں پر صادق آتا ہے۔پس بلحاظ مدلّل صدر اس کا کھانا ناجائز معلوم ہوتا ہے اس باب میں حکم عدل کے خلیفہ برحق کا کیا قول فیصل ہے مدلّل ارشاد ہو؟

جواب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ نے اہل حدیث کے مذہب اور مذہب حنفی کو ملا یا ہے۔دونوں مذہب خمر کے معنے میں متخالف ہیں اور سخت مخالف ہیں۔حنفیہ خمر کے معنے میں فرماتے ہیں کہ کھجور یا انگور کا رس جو خود بخود بلا کشید شراب مسکر بنے اس کا نام خمر ہے اور بس۔باقی عرق یا رس سکر کی حد پر جا کر حرام ہوتے ہیں۔علی العموم نہیں۔پس تاڑ بھی بحد سکر حنفیہ کے نزدیک حرام ہے نیچے نہیں اور نان پاؤ اس کا استعمال بہت نیچے ہے اس پر آپ غور کریں اور اہلحدیث کے نزدیک استحالہ مزیل احکام ہے اور نان پاؤ میں تاڑی

کی اجزاء میں تو سخت استحالہ ہو جاتا ہے۔ کیا آپ نے نہیں پڑھا کہ سرکہ شراب کا اسلام کے کسی فرقہ میں ممنوع نہیں بلکہ وہ نعم الِا دام ہے۔ گو اہل حدیث اس کا بنانا جائز نہیں مگر بنے کو نعم الِا دام میں ضرور داخل فرماتے ہیں۔ یہ ہے میری فہم ......وہ نان پاؤ حرام نہیں۔ نورالدین ۵/ جون ۱۹۰۹ء

درود شریف میں مانگی جانے والی رحمتِ الٰہی

۲۔ منبع علوم وفنون حکم الحکماء جناب مولانا صاحب دام الطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بندہ مدت سے تشویش اور تردد میں ہے اپنی عقدہ کشائی کے واسطے جناب سے برتر کسی کو نہیں سمجھتا ہے اُمید ہے کہ جناب کاشف عقدہ ضرور ہوں گے۔ عقدہ یہ ہے کہ آں رسول کریم ﷺ جبکہ جمیع اوصاف اور خاتم النبیین آخرالزمان اور سید المرسلین تھے تو درود شریف میں جو کہ آخر نماز پڑھا جاتا ہے کیوں ایسا لکھا ہے کہ اے اللہ تو رحمت نازل فرما اُوپر محمدؐ کے اور اوپر آل محمدؐ کے جیسی کہ تو نے اوپر ابراہیمؑ اور آل ابراہیم کے بھیجی ہے۔

معلوم نہیں ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم پر کون سی رحمت تھی جس کے لئے عبد آنخضرتؐ بھی ہر ایک شخص داعی رہتا ہے اور کیا آنخضرت ﷺ اس رحمت سے محروم تھے۔

جواب۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام والبرکاۃ۔ آمین پر ایسی رحمت الٰہی تھی جس کی حد ونہایت نہیں کیونکہ آپ کے آل میں محمد رسول اللہ ﷺ ....خاتم النبیین رسول ربّ العالمین جیسے بادشاہ دوجہان ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم رسول پیدا ہوئے۔ پس جو کچھ ابراہیم اور ان کی آل پر فضل نازل ہوا درود پر درود پڑھنے والا چاہتا ہے کہ وہ مجموعہ نعماء الٰہیہ کا جو ابراہیم اور ان کی تمام اولاد پر جن میں خود ہمارے سید ومولیٰ نبی کریمؐ اور دیگر انبیاء داخل ہیں وہ مجموعہ ہمارے سردار اور اس کی اولاد پر نازل فرما۔ اگر آپ کی سمجھ میں بات آ گئی تو بہتر۔ وَاِلَّا آپ یہاں تشریف لاویں۔ آمدورفت کا خرچ میں دے دوں گا۔

نورالدین

(البدر جلد ۸ نمبر ۳۵ مورخہ ۲۴/ جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۲)

مکتوب الامام

(منقول از بیاض اکبر نجیب آبادی)

استفتاء کیا فرماتے ہیں علماء دین اسلام مسائل ذیل کے باب میں؟ بَیِّنُوْا وَ تُوْجِرُوْا۔

راقم خاکسار دوست محمد حجانہ (بلوچ)

(۱) جو علم کہ بحکم طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ (تفسير البغوى سورة التوبة آيت ۱۲۲) ہر مسلمان ذکور واناث پر فرض کیا گیا ہے اس کی کیا تعریف ہے؟

جہاں تک میں جانتا ہوں پیغمبر خدا صلعم کی ذیل کی حدیث سے اس کی کسی قدر تصریح ہوتی ہے۔ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَ دْيَانِ وَ عِلْمُ الْاَبْدَا نِ (كشف الغطاء حرف العين المهملة۔۱۷۶۵) تو کیا اس حدیث سے یہ نتیجہ نکالنا درست ہوسکتا ہے کہ بحالیکہ مطلق علم فرض کیا گیا ہے تو دونوں علوم ابدان وادیان کا حاصل کرنا بغیر کسی کمی بیشی کے یکساں فرض ٹھہرا۔ اور یہ کہ ان دونوں علوم میں سے کسی ایک کی تحصیل کر لینے سے ادائے فرض کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ اور علم اور اہل علم کی بے شمار فضیلتیں جو احیاء العلوم وغیرہ کتب معتبرہ میں منقول ہیں ان فضیلتوں کا کما حقہ مستحق وہی ہوسکتا ہے جو علم کی دونوں قسموں کو حاصل کرے علم الابدان کی تعریف کیا ہے؟ شاہ عبدالعزیز صاحب شرح تفسیر عزیزی میں ایک مقام پر علم الابدان کی جو تعریف کہ ذیل کے لفظوں سے فرماتے ہیں۔ واجب التسلیم ہے یا نہ؟

''علم الابدان عبارتے است از قواعد یکہ برائی حفظ ہیئت اجتماعیہ بکار آید و حفظ ممالک ونظم امور دنیوی وآبادی بلاد ورفاہ رعایا بدان میسر می شود''

بعض مولویوں سے علم الابدان کے معنی علم طب سنے جاتے ہیں۔ اگر شاہ صاحب کی مذکورہ بالا تفسیر واجب التسلیم سمجھی جائے تو علم الابدان کا اطلاق بموجب اس کے معنوں کے کون کون سے

مضامین اور علوم پر ہوسکتا ہے۔ کیا علوم جدیدہ اُنہیں معنوں کے ذیل میں آ سکتے ہیں؟ اگر آ سکتے ہیں تو کیا مسلمانانِ ہند کو اس فرض کی تعمیل کے لئے بنظر حالات موجودہ انگریزی پڑھنا فرض ہے۔ اگرچہ علمائے اکابر نے مسلمانانِ ہند کے لئے انگریزی نہایت ضروری مصلحت قرار دی ہے۔ لیکن کیا یہ اعتقاد رکھنا صحیح ہوسکتا ہے کہ علوم جدیدہ مسلمانوں کے لئے ویسے ہی ضروری ہیں جیسے کہ علم الادیان۔

میرے خیال میں پرانے فیشن کے بزرگان دین اور نئے فیشن کے سترگان قوم کی باہمی منافرت و بیگانگی کی ایک بڑی وجہ انگریزی تعلیم کا مسئلہ بھی ہے اس لئے توقع کرتا ہوں کہ اس مسئلہ پر مذہبی طور پر بخوبی روشنی ڈالی جائے۔

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علم فرض سب سے مقدم۔ علم ایمان باللہ اور اس کے صفات اور اس کے افعال پر کہ وہ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ہے۔ پھر علم ایمان بالملائکہ والکتب والرسل و علم القدر و علم المعاد وحشر ونشر و جنت و نار مگر یہ علم بالاجمال کافی ہے۔

پھر علم ادائے نماز پھر اگر مالدار ہو تو علم زکوٰۃ پھر رمضان سے پہلے علم روزہ پھر استطاعت کے بعد علم حج اور علم اخلاق فاضلہ اور علم رذائل مثلاً یہ کہ عفت عمدہ چیز ہے اور زنا برا ہے۔

علم ابدان میں طب اور مسائل سیاست وتمدن و علم طبیعات سب داخل ہیں جو آجکل انگریزی علوم اس وقت موجود ہیں مسلمانوں کے لئے اس کی بھی ضرورت ہے اور بہت ضرورت ہے مگر سترگانِ قوم (نیو فیشن) نے اس کو علم الایمان سے بھی مقدم کر رکھا ہے اور اولڈ فیشن دونوں سے گئے گزرے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اور اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ والی حدیث صحیح نہیں۔

نورالدین

۱۰؍جون ۱۹۰۹ء

(الحکم جلد ۱۳ نمبر ۲۳ مورخہ ۲۸؍جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۳،۴)

ایک خط کا جواب

سوال (۱) مشرک و مومن باللہ پہلو بہ پہلو کامیاب و بامراد ہیں۔

جواب۔ ہرگز ہرگز ہرگز نہیں۔

۱۔ اوّل المومنین رسل میں نوح علیہ السلام ہیں۔ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (نوح:۲۷) کی دعا مشرک گروہ کے لئے کی۔ کیا دونوں برابر کامیاب ہوگئے۔

۲۔ ابوالانبیاء ابراہیم علیہ البرکات ہیں۔ اَنَا اُحْىٖ وَ اُمِيْتُ (البقرۃ:۲۵۹) کہنے والے...... ایک مشرک کے لئے کھڑا ہوا۔ کیا آپ اس نمرود اور اس کے عقائد اور اس کے اتباع کا پتہ لگا سکتے ہیں۔

۳۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ اَنَا رَبُّكُمُ کہنے والے اور يَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ (الاعراف:۱۲۸) کے فکرمندوں کے لئے اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (البقرۃ:۵۱) ذرا تَنْظُرُوْنَ پر توجہ کرو۔ غرق ہونے کو پہلو بہ پہلو مان سکتا ہے۔ سامری...... عبدالعجل بچھڑو جلایا گیا اور اس کی راکھ بھی دریا میں بہادی گئی۔ موسیٰ کے پہلو بہ پہلو رہے۔ ہمارے سردار رحمۃ العالمین تھے۔ سید الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و بارک۔ آمین۔ مشرکان مکہ کے مقابل کھڑے ہوئے کیا دونوں پہلو بہ پہلو کامیاب و بامراد ہوئے۔

قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ اِنَّ وَلِيِّ َۧ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ (الاعراف:۱۹۶ تا ۱۹۸)۔ ہر دو نمبر قابل غور ہیں بلکہ ہندوستان میں کرشن واعظ لا الٰہ کو غور کرو۔ اس کے سامنے کنوروں کا کیا حال گزرا۔ ہند اتنا بت پرست یورپ کے مقابل جہاں اتنے بت ہیں کیسا پہلو بہ پہلو ہے کہ الامان! بت کے پجاری مہنت اور قبروں کے مجاور مسیح کے خاص پجاری رومن اور پادریوں کے مقابل دنیوی بادشاہ جو قریباً دہریہ ہیں بلکہ راجہ و نواب جو عملاً

دہریہ سے بھی گرے ہوئے ہیں۔ کیا دونوں پہلو بہ پہلو ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دنیوی کاروبار کو ہی معیار کامیابی سمجھا ہے حالانکہ ان امور میں دہریہ بھی مشرک ہیں۔

اصل لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کہنے والے اور بت پرست کا مقابلہ کرو۔ نوح کی عمر پر یورپ وامریکہ نے بہت کچھ لکھا ہے کیونکہ اس کا ذکر توریت میں تھا۔ ورنہ قرآن کریم میں تو عمر نوح کا تذکرہ ہی نہیں۔ صرف لبث نوح کا اس قوم مشرک میں ذکر ہے۔ قبل رسالت و بعد طوفان کا ذکر ہی نہیں۔ یورپ کے فلاسفروں نے کہا ہے حضرت نوح کی بقا کو مع ان کے خلفاء و جانشینوں اور بقا تعلیم کے ۹۵۰ لکھا ہے بلکہ زیادہ۔ اور ابتدائی زمانہ میں بعض جانور اور درختوں کے قد و قامت وعمر میں بڑا تفاوت ہوا ہے۔ خط میں گنجائش نہیں وَ اِلَّا تفصیل کرتا۔ کثرت خطوط اور میری عدیم الفرصتی مجھے اس وقت تفصیل سے روکتی ہے۔

۳۔ معاصی میں بڑا ہی اختلاف ہے اور ان کے مدارج بے ریب مختلف ہیں۔ ایک جانور کا زانی، مشت زن، بازاری عورت کا زانی، گھر میں حیض و نفاس کے دنوں کا زانی، پڑوسی کی بی بی کا زانی، زانی بالجبر اور ماں بہن سے زانی، پھر معاصی میں شوخ، مرسلوں کے مقابل شوخ۔ جناب من! ضرور ہی سزا دہندہ جرائم کی تقسیم کرے اور ان کے حدود و مراتب قائم کرے مثلاً گورنمنٹ بھی معاصی کے سزا کی ذمہ دار ہے اس نے تعزیرات اور سیاست اور فوجی سزاؤں کے قواعد تجویز کر دیئے اور ان کی تقسیم کر دی۔ گھر میں انسان اپنے متعلقین کی سزائیں اور جرائم تجویز کرتا ہے تو اسے تقسیم بھی کرنا پڑتا ہے۔ مولیٰ کریم سزا دہندہ اس نے مدارج سزاؤں اور معاصی کی بنا رکھی۔ ہمیں اور آپ کو نہ خدائی ملی اور نہ حکومت ہم اس کا فکر کریں بیہودہ کام ہے۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المؤمنون:۴) کامیاب مومن کا کام ہے۔

مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ (المائدة:۵۵) کے مصداق پر یہ گزارش ہے کہ لومۃ لائم میں آیا مرتدین کے متعلق حکم ہے یا عام؟ اگر مرتدین کے جنگ پر ارشاد ہے تو مالک بن نویرہ کے معاملہ میں اور خود ابوبکر کو ایسے جنگ کرنے میں شیعہ نے مالک کی مذمت اور تمام اہل الرائے نے ابوبکر کو ملامت کی

بلکہ شیعہ اب تک مانعین زکوٰۃ سے جنگ کو برا مانتے ہیں ماننا چاہیے کیونکہ ان کے نزدیک ابوبکر مستحق نہیں تھے کہ زکوٰۃ لیتے اور تو جانے دو بھلا یہ بتاؤ کہ ناجائز خلیفہ اور غیر خلیفہ کو بدوں خلیفہ و امام کے کسی مرتد سے جنگ کرنا منع نہیں یا منع ہے اگر منع ہے تو تمام شیعہ کے نزدیک صدیق قابل ملامت ہے۔

اور کیا تقیہ باز انسان لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (المائدۃ:۵۵) کا مصداق بن سکتا ہے؟ کیا ابوبکر اور معاویہ و مارقین میں کوئی فرق ہے اور کیا صفین میں یمکّنن اور مظفر و منصور تشریف لائے۔ کیا مارقین نے آپ کو شہید نہ کر دیا۔

کیا حروراء و نہروان کی جنگ کافی ہوگئی کیا معاویہ مارقین سے نہ تھے اور کیا ان پر لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (النور:۵۶) صادق آ گیا اور يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ (المائدۃ:۵۶) کے آگے فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ (المائدۃ:۵۷) نہیں۔ جس کے معنے مظفر و منصور کے ہیں پھر کیا عمر اور معاویہ کے سامنے مُفْلِحُون کا تمغہ آپ نے پہنا اور فاتح ہوئے۔

الظالمین کے معنے ہوئے بت پرست، فاسق۔ گو وہ مسلمان ہوں اور ہر ظالم کے لئے فتویٰ ہے لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ (البقرۃ:۱۲۵) اس کا نتیجہ تو صاف ہے کہ ظالم خلیفہ نہیں ہوسکتا۔

اب اس پر چند مشکلات عرض ہیں۔ اوّل ابوبکر و عمر و عثمان کا بت پرست و فاسق ہونا تو قرآن سے ثابت نہیں اور نہ ان کی زبان سے ثابت مگر حضرت آدم صاف بذات خود اقرار فرماتے ہیں اور مع خاندان مُقِر ہیں۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا (الاعراف:۲۴)۔ اور قرآن کا بھیجنے والا یہ فرماتا ہے۔ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (البقرۃ:۳۱) اور وہ وہی ظالم ہیں۔ دو حضرت یونس رسول علیہ السلام ہیں جن کی رسالت وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ (الصّٰفّٰت:۱۴۸) سے ثابت ہے اور وہ بھی بزبان خود اقراری ہیں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانبیاء:۸۸)۔ کوئی منصف مجھے ابوبکر و عمر و عثمان کا شرک ایسے پاک مقدس و متواتر کلام میں اور کلام الٰہی میں دکھاوے اس پر غور فرما کر مجھے آگاہ فرماویں۔

تیسرا اشکال۔ اگر ظالم و فاسق باوجود اسلام ایسے لقب سے ملقب رہتا ہے تو پھر اسلام کا فائدہ

تو بتائے وہی لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ بھی ساتھ رہے گی اور وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (النور:۵۶) میں مِنْكُمْ سے فائدہ ہی کیا ہوا پھر آپ کو اور بات یاد دلاتا ہوں۔

موسیٰ علیہ السلام بعد زمانہ ابراہیم صاف اقرار کرتے ہیں رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ (القصص:۱۷) تو وہ بھی ظالمین سے ہوئے تو وہ رسول کیسے بن گئے جب کہ ظالم خلافت کا بھی مستحق نہیں۔

تشیع اور قرآن، تشیع و عقل ہرگز جمع نہیں ہوسکتی۔ نوراللہ جیسا قاضی ہو یا مصنف گو ہر مراد۔ ہم نے بہت بہت غور کیا ہے آپ کے سوالات پر بقدر فرصت و وقت توجہ کی ہے اس پر اگر آپ توجہ کریں گے تو آپ کو وہ بات بھی لکھوں گا جس سے مجھے ثابت ہوا کہ آپ کو ہم سے کوئی تعلق نہیں۔

اور قادیان سے الگ ہو کر آپ کوئی مشہور و متمول و آسودہ حال بھی نہیں ہوئے اور ہم سے قطع خط و کتابت سے آپ کے دین و دنیا میں کوئی مفید اور بیّن تفاوت نہیں ہوا۔

نورالدین

۲؍جولائی ۱۹۰۹ء

(البدر جلد ۸ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

کلام امیر

۶؍جولائی ۱۹۰۹ء

السلام علیکم کا رواج امیر المومنین نے فرمایا۔ آٹھویں صدی ہجری میں ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ہند میں آیا تو مسلمانوں میں السلام علیکم کا رواج نہیں تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ اب بالکل تباہ ہو جائیں گے کیونکہ ان میں سلامتی کی دعا نہیں رہی۔ ہند میں یہ رواج بہت ہی کم ہے۔ رامپور کی طرف میں نے دیکھا ہے یوں ہوتا ہے کہ ایک کہتا ہے خان صاحب دوسرا کہتا ہے میاں۔ بس سلام

ہوگیا۔ گھروں میں تو بالکل ہی سلام علیکم نہیں کہتے۔ حتی کہ میاں بی بی کو اور بی بی میاں کو نہیں کہتی حالانکہ سورہ نور میں صریحاً لکھا ہے۔ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ (النور:٦٢)۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے اکثر گھر دکھ اور مصیبت کے گھر بن گئے ہیں۔

تشخیص مرض ایک مولوی صاحب نے جو اچھے طبیب بھی ہیں عرض کیا کہ مجھے ضعف مثانہ ہے بول بار بار آتا ہے مگر قلیل مقدار میں۔ فرمایا کہ یہ ضعف ہے یا مثانہ کی ذکاوت کہ وہ ایک قطرہ بول کو بھی محسوس کرتا ہے آپ مقوی دوائیں استعمال کرتے ہوں گے جس سے وہ اور بھی ذکی ہوتا ہوگا اور یہ مرض بڑھتا ہوگا۔ تشخیص صحیح نہ ہو تو مرض کا علاج کیا ہو؟ ایسی دوائیں استعمال کیجئے کہ مثانہ میں بلادت پیدا ہو۔

کتاب سے مصنف کے حالات کا علم فرمایا۔ نظم سے تو نہیں مگر میں کسی مصنف کی نثر کا ایک ورق پڑھ کر اس کے حالات معلوم کر جاتا ہوں کہ اس کا مذہب کیا ہے؟ بیوی، بچوں، دوستوں، دشمنوں سے اس کے تعلقات کیا ہیں؟ ایک مصنف سے میں نے کہا تم سنّی ہو۔ اُس نے کہا آج تک نہ شیعہ نے مجھے سنّی سمجھا اور نہ سنّیوں نے۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ میں نے کہا کہ یہ بھی ایک علم ہے۔

خاص مسئلہ کے ساتھ نصیحت کی عام بات فرمایا۔ قرآن کریم میں خاص مسئلہ کے ساتھ ایک عام بات نصیحت کی بھی ضرور ہوتی ہے۔ یہ اس لئے کہ جسے اس خاص مسئلہ کی ضرورت نہیں وہ بھی قرآن سننے میں دلچسپی لے سکے۔ مثلاً طلاق کے مسئلہ میں وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق:۳،۴)۔ فقہاء کے باب کی طرح نہیں کہ جو ایک ہی مسئلہ چلا جائے اور کسی مسافر یا غیر مسلم وغیرہ کو کسی قسم کی نصیحت حاصل نہ ہو۔

آنحضرتؐ کی اطاعت قرآن لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ (الطلاق:۲) پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی کریمؐ جب اپنی ازواج پر ناراض ہوئے تو خود گھر سے نکل گئے مگر ان کو نہیں نکالا۔ قرآن کریم کی اس درجہ کی اطاعت دیکھ کر نبی کریمؐ پر درود پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

قرآنی قسمیں قرآن میں بار بار قسمیں دیکھ کر بعض معترض کہتے ہیں سولیزیشن کے خلاف ہے مگر ہم تو دیکھتے ہیں کہ بادشاہ بھی قسم کھاتا ہے وائسرائے بھی۔

مرزا صاحب کے مجنون ہونے کے اعتراض کا جواب حضرت صاحب کی نسبت ایک شخص کہنے لگا کہ پاگل ہیں۔ اوّل تو میں اسے پاگل خانے میں لے گیا اور اس کے مہتمم سے پوچھا کہ پاگل اور دانا میں فرق کیا ہے؟ اُس نے کہا میں تو نہیں بتا سکتا گو کئی سالوں سے مختلف پاگلوں میں رہتا ہوں۔ پھر اس نے باتوں ہی میں کہا کہ مرزا گورنمنٹ سے خوب بچتا ہے۔ میں نے کہا سنو! جو شخص بیوی، بچوں، علماء، سجادہ نشینوں و دیگر مخالفوں اور گورنمنٹ اور عوام سے ایسے تعلقات رکھ سکتا ہے کہ سب میں اپنا بچاؤ کئے جاتا ہے کیا وہ مجنون ہو سکتا ہے۔

آنحضرتؐ کے خاتم النبیین ہونے کا ثبوت نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں اس کے ثبوت میں سنو! جس قدر دعا نبی کریم کے لئے ہوتی ہے کیا اور کسی نبی یا مصلح یا کسی قوم کے لیڈر کے لئے آج تک ہوئی ہے۔ دو ہی مذہب ہیں ایرانی جس میں ہند، چین، جاپان کے مذاہب شامل ہیں۔ عبرانی، شام، یورپ، امریکہ میں انہی کا مذہب ہے دونوں کے مرکز پر نبی کریمؐ کے اتباع غالب ہیں۔

مشرکوں کا مرکز بھی نبی کریمؐ نے فتح کیا۔ بس اب کیا باقی ہے جس کے لئے نئی شریعت والا نبی آوے۔ (البدر جلد ۸ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۲؍ جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

مسئلہ تقدیر

(نوشتہ نائب مدیر)

۱۰؍ جولائی ۱۹۰۹ء

ایک امیر کے جوتیاں چرانے کا واقعہ امیر المومنین ایک قصہ سنا رہے تھے کہ ایک امیر کو جوتیاں چھپانے کی دھت تھی ایک شخص نے اپنی جوتی سامنے رکھ کر نماز پڑھنی شروع کی۔ اس نے جوتی دیکھ لی تو منہ میں پانی بھر آیا ساتھ ہی نماز شروع کر دی اور عین سجدہ میں جوتی چرا لی اور چلتا بنا۔ اس شخص کو بھی معلوم ہو گیا زبان سے بولنے کی جرأت نہ ہوئی ساتھ ساتھ چل پڑا۔ امیر بھی تاڑ گیا اُسے

ایک کمرہ میں لے گیا اور دکھایا کہ صدہا جوتیاں پڑی ہیں اور اسے ان سے کچھ فائدہ نہیں۔

کیا لوگ گناہ کرنے پر مجبور ہیں؟ اس پر امیر المومنین کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ لوگ باوجود خدا کی ہستی پر ایمان رکھنے کے پھر بھی گناہ کرتے ہیں کیا اس سے یہ نہیں پایا جاتا کہ وہ کسی قدر مجبور ہیں بالخصوص اس امیر کے قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معذور تھا اور شائد اسے سزا نہ ہو کیونکہ وہ اپنی فطرت سے مجبور تھا۔

فرمایا۔ مختصر جواب تو یہ ہے کہ اس امیر میں طاقت اپنی قوت دُزدی کو دبانے کی تھی اگر نہ ہوتی تو وہ چوری کیوں کرتا سامنے کیوں نہ لے لیتا اور تفصیلی جواب سنو! کہ ایک حصہ قویٰ کا تو وہ ہے جس پر انسان کو کچھ قدرت نہیں اس کے متعلق اُسے کچھ باز پرس نہ ہوگی اگر کچھ دخل ہوگا تو اسی دخل کے مطابق سزا بھی ہو جاتی ہے۔ مثلاً خواب میں کوئی کسی سے زنا کرے احتلام ہو جائے تو حکم ہے غسل کرو۔ اب یہ غسل بمنزلہ تلافی کے ہے۔

دوم۔ مجنون ہے۔ اسے مارنے کی اجازت نہیں لیکن وہ کسی کے مال کو تلف کرے اور اس کے پاس مال ہے تو اس سے جبر نقصان کا اختیار ہے۔

سوم۔ معتوہ جس میں بدی پر غالب آنے کی قوت ہے مگر کمزور ہے اسے تادیباً مارنا پیٹنا جائز ہے اور سرزنش کرنے کی اجازت ہے کہ بھڑکنے والی قوت دب جائے۔ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص پیش ہوا جو ہمیشہ سودے میں گھاٹا کھاتا آپ نے اسے منع نہیں فرمایا مگر ارشاد کیا کہ جب کوئی خرید وفروخت کرو تو **لا خلابہ** کہہ لیا کرو تا کہ اقالہ بیع ہو سکے۔ دیکھو کمی کی تجویز کر دی۔

چہارم۔ ہو تو عقلمند مگر پھر بھی کسی وجہ سے گناہ کرے مثلاً ایک بی بی نے رسول کریمؐ کے آگے شکایت کی کہ میرا خاوند نماز صبح وقت پر نہیں پڑھتا۔ اسے بلایا گیا اس نے عرض کیا حضور ہماری قوم کے تمام لوگ دھوپ چڑھے اُٹھتے ہیں اور نیند مجھ پر غالب ہے۔ فرمایا جب اٹھو نماز پڑھ لیا کرو۔ دیکھو کیا عمدہ حکم دیا۔ جو ہادی تنگ گیریاں کرتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے۔ غرض جتنا کسی کا اختیار و مقدرت ہے اسی کے مطابق سزا دی ہے۔ چور کا ہاتھ اس لئے کاٹا جاتا ہے کہ اس میں شہوت کی قوت تیز ہو گئی ہے اور ہاتھ اس کا آلہ ہے پس اس کو کاٹ دیا۔ تا آئندہ قادر نہ ہو بغیر اس کے دبا نہیں رہ سکتا اور یہ

قطع ید بطور اصلاح و خیر خواہی ہے۔ڈاکہ کا جرم اس سے زیادہ ہے کہ ذرا بھی نہیں جھینپتا علانیہ بدی کرتا ہے اس لئے اس کی سزا اس سے زیادہ ہے کہ قتل وصلب تک فرمادیا ہاں اگر کسی بدی کا اثر اس کی ذات تک رہتا تو اس میں معذور سمجھ لیا جاتا۔ **اَلْحُدُوْدُ تَنْدَرِءُ بِالشُّبُهَاتِ** میں بھی یہی نکتہ ہے کہ شبہ سے پتہ لگتا ہے کہ کسی قدر یہ شخص معذور بھی ہے اس لئے حد ساقط ہو جاتی ہے۔

پانچویں قسم یہ کہ بدی کو دبانے والی اور بدی کرانے والی قوت برابر ہو اس لئے دبانے والی قوت کو تیز کرنے کے لئے استغفار فرمایا اور نیک صحبت کا حکم دیا۔

منکوحہ سے جماع پر غسل میں حکمت بات کو صاف کرنے کے لئے عرض کیا گیا کہ اپنی منکوحہ سے جماع پر بھی غسل ہے کیا وہ بھی سزا ہے۔

فرمایا۔سزا تو ہم نے پہلے بھی نہیں کہا۔جماع میں تلذّذ ہوتا ہے اور اس سے **لهو عن ذكر الله** ضرور ہوتا ہے اس کی تلافی کے لئے غسل کیا جاتا ہے۔پاخانہ، بول، پاد کی وجہ سے وضو کا حکم ہے اس میں یہ حکمت ہے کہ بُو جو ہوتی ہو اس سے لطیف پٹھوں کو سخت نقصان پہنچ جاتا ہے اس نقصان کی تلافی اور صدمہ کے ازالہ کے لئے غسل کیا جاتا ہے کیونکہ پانی بے ہوش کو ہوش میں لانے،سوئے ہوئے کو جگانے، غافل کو ہشیار بنانے کے لئے مسلّمہ علاج ہے یہی وجہ ہے کہ منہ دھویا جاتا ہے حالانکہ بول کو منہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔لیکن اصل وجہ یہ ہے کہ بُو وغیرہ سے بول کے پٹھوں کو کیا نقصان پہنچنا ہے نقصان پہنچتا ہے لطیف پٹھوں کو جن کی پانی سے اصلاح کی جاتی ہے۔

ڈاکوؤں کو ماردینے میں کیا اصلاح ہے؟ دوسری گزارش یہ کی گئی ڈاکوؤں کو جان سے ماردینا یہ کیا اصلاح ہوئی؟

فرمایا۔قتل اس کی عاقبت کے لئے جہاں دنیا سے زیادہ رہنا ہے بہت مفید ہے اور لوگوں کے لئے بھی مفید کہ اس کے ضرر سے محفوظ رہے دوم ڈاکو کے احکام متفاوت ہیں ایک ڈاکو میں جن کے لئے صرف قطع ید ورجل من خلاف ہے اور ایک جن کے لئے صلیب ایک جن کے لئے قتل۔

(البدر جلد ۸ نمبر ۴۰ مورخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۱)

مکتوباتِ امیر

سوال ۱۔ جناب مرزا صاحب مرحوم یا اس وقت جناب کے ہاتھ پر بیعت کرنی کیوں ضروری ہے اور اس سے کیا فائدہ ملتا ہے؟ ہر ایک مجدد اور امام کی بیعت ضروری ہوا کرتی ہے یا کہ مرزا صاحب کو اس امر میں خصوصیت ہے؟ اس کے لئے قرآنی دلیل کہاں ہے اگر یہ کہا جاوے کہ یہ ایک معاہدہ ہوتا ہے جو ایک شریف آدمی کسی بزرگ سے کرتا ہے کہ اوامر کی پابندی اور منکرات سے اجتناب کروں گا تو کیا خدا اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ معاہدہ کرنا کافی نہیں؟

سوال ۲۔ یہ عام طور پر مشہور ہے کہ احمدیوں کو غیر احمدی کی اقتدا میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے اس کے وجوہات اکثر میں نے سنے بھی ہیں اور رسالہ تعلیم القرآن میں دیکھے بھی ہیں۔ مگر میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ ایسے غیر احمدی کے پیچھے کیوں ایک احمدی نماز نہیں پڑھ سکتا جو نہ صرف سلسلہ احمدیہ سے مخالفت نہ رکھتا ہو بلکہ حسن ظن رکھے اور خود احمدی امام کے پیچھے نماز بھی پڑھ لیتا ہو۔

جواب

(۱) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اما بعد مرزا صاحب کی خصوصیت نہیں ہر مامور کے احکام کی پابندی ضروری ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء:۸۱)۔ جب ہمیں یقین ہو جاوے کہ فلاں راستباز ہے اور صادق ہے پھر وہ صادق کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ تم لوگ یہ کام کرو۔ مثلاً یہی کہ میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ جیسے قرآن کریم میں ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ (الفتح:۱۱)۔ یہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَبَارِكْ کی بیعت کو جناب الٰہی نے اپنی بیعت فرمائی ہے۔ پھر آپ غور فرماویں کہ یہودی علماء، عباد، زہاد اور نصرانی راہب بعینہ آپ کا ایسا سوال کہ یہود نصاریٰ و مجوس کو اپنے اپنے مقام پر اللہ تعالیٰ سے اور اپنے رسولوں کی اتباع کے بعد اتباع

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا ضرورت تھی؟ اس پر آپ غور فرماویں۔

پھر آریہ کہہ سکتے تھے کہ ہمارے ملہم تو تم لوگوں کے مواعظ سے پہلے کے ہیں ہمیں تمہارے مقتداؤں کی کیا ضرورت ہے کیا پہلے مُرسل کا معاہدہ کافی نہیں؟ عزیز من! بیعت صرف معاہدہ ہی نہیں ہوتا جیسا آپ کا خیال ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کی وجاہت، سیادت، بڑائی چاہتا ہے جیسے دنیوی بادشاہت یا کسی انجمن کے صدر کی عزت ہوا کرتی ہے۔ پھر جو شخص اس اعزاز کی خلاف ورزی کرے وہ اللہ کا مقابلہ کرے۔ ماموروں کے خلفاء سب ایک حیثیت رکھتے ہیں اگر مامور صادق راستباز ہے تو اس کا جانشین اُسی اصل کا حکم رکھتا ہے سورۃ نور میں صاف آیت خلافت کے بعد اللہ تعالیٰ منکرانِ خلافت کو فاسق فرماتا ہے۔

اقتداء نماز کے متعلق آپ کے سوالات کو پڑھ کر مجھے بہت تعجب آیا اور یقین ہوا کہ آپ دنیا سے، دنیا کے معاملہ سے، انتظام سے، حالات سے بالکل علیحدہ کسی مرنج و مرنجان کوٹھڑی میں رہتے ہیں۔ اپنا کوئی فرض منصبی ادا کیا کوئی منشاء کے مطابق رسالہ پڑھا اور سو رہے۔

عزیز من! ایک شخص قریباً چالیس برس مدعی رہا کہ مجھے مکالمہ الٰہیہ ہوتا ہے اور آج مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے ایک بار نہیں ہزاروں بار اور بہتوں کو یقین کرا دیا کہ مجھے وحی اور الہام ہوتا ہے۔

پھر اگر یہ شخص مفتری و کذاب ہے تو اللہ تعالیٰ کے حضور اس سے زیادہ کوئی شریر اور بدکار نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا (العنکبوت:۶۹) مفتری سے زیادہ کون ظالم ہے۔ اور اگر وہ شخص فی الواقعہ صداقت پر ہے صادق ہے راستباز ہے تو پھر اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو اس کے الہامات کا منکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ (العنکبوت:۶۹)۔

پھر اس خطرناک فوجداری مقدمہ میں حسن ظن کیا؟ مسجد میں غالباً پر جوش مسلمان جاتے ہیں آپ کو تجربہ نہیں۔ ہمارے دوست ایسے مقامات میں قتل ہو چکے ہیں ان کے اموال چھینے گئے ان کی بیبیاں علماء کے فتویٰ سے لی گئیں پھر ایک تجربہ کار کس طرح قوم کو ہلاکت کے منہ میں بھیج دے۔

علی گڑھ میں یہ اعتراض احمدی لڑکوں پر ہوا جب میں نے یہ جواب دیا تو ناظمان مدرسہ نے پسند فرمایا۔

عزیز من! میرے بزرگوں کی مسجد بمقام بھیرہ ضلع شاہ پور تھی وہاں احمدی غیر احمدی محلّہ میں رہتے تھے۔ ہم نے بہت کوشش کی کہ صلح سے رہیں مگر صلح نہ ہوسکی آخر ایک تھانیدار صاحب تشریف لائے جو احمدیوں کے مخالف تھے انہوں نے لوگوں کو اُکسایا نوبت پہنچی کہ مچلکہ ہوئے مگر فساد کم ہوا۔ مجھے جب یقین ہو گیا کہ فساد رفع نہیں ہوتا تو میں نے اپنی ایک حویلی جو مسجد کے متصل تھی اس کو گرا کر مسجد بنوا دی اور اس طرح فساد کو مٹایا مگر اب ایک احمدی ڈاکٹر جو وہاں گئے تو ان پر یہ حسن ظن والے انگریزی میں عرضیاں دیا کرتے ہیں کہ یہ ڈاکٹر ایسا ہے ایسا ہے۔

عزیز من! مسلمانوں میں شائد اتفاق ان کے ملک میں ہوگا ان کے بہادر مولوی اور درویش تو اتفاق کے غالبًا بدل دشمن ہیں۔ رہے امراء اور گریجوایٹ الا ماشاء اللہ ان کے لئے سب کچھ مباح ہے جو ان کے دماغ میں آجاوے وہی صحیح اور مرضی الٰہی ہے نیچر کے مطابق ہے آزادی کی اس پر مُہر ہے قوم کے مناسب حال ہے۔

یہ مختصر الفاظ اگر آپ کے مفید ہوں تو بہتر وَاِلَّا پھر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو عرض کروں گا۔ ہاں میرے عزیز اکمل[1] نے بھی اس پر لکھا ہے آپ پڑھ لیں۔

نورالدین

۱۹؍جولائی ۱۹۰۹ء

....

(۲) جناب شاہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابن عساکر کیا چیز ہے کہ اس کے کہنے پر قرآن کریم کو ناقص مانا جاوے۔ قرآن کریم بنوامیہ کے پاس ملک ہسپانیہ میں، قرآن کریم بنوعباس کے پاس بغداد میں، قرآن کریم خوارج کے پاس زنجبار اور مسقط میں، قرآن کریم سنّیوں، وہابیوں، صوفیوں غرض مسلم و کافر کے پاس ایک ہی ہے۔ پس

---

[1] اکمل صاحب کا جواب کسی آئندہ اخبار میں شائع ہوگا۔

بیچارے ابن عساکر کے کہنے یا روایت پر اگر ناقص قرار دیا جاوے تو پھر اسلام کے پاس رہا کیا۔

احادیث کا یہ حال ہے کہ شیعہ کے نزدیک وہ لوگ جو ابوبکر و عمر کو ماننے والے ہیں کافر، غاصب، ظالم، مرتد اور دنیا پرست تھے۔ پھر ان کی احادیث کا کیا اعتبار۔

رہے مولیٰ مرتضیٰ اور ان کے ساتھ والے ان کو تقیہ ضرور تھا۔ تقیہ والے کا پتہ کیا کہ اس کے اندر کیا ہے اور منہ سے کیا کہتا ہے۔

قرآن و حدیث جب دونوں باطل تو اسلام کیا۔ علاوہ بریں اس ابن عساکر کو دیکھا کس نے کہ کون ہے اور اس کی کتاب کیسی ہے۔ ایسی واہیات روایت سے مومن کو کیا تعلق؟

والسلام

نورالدین

۳۱ رمئی ۱۹۰۹ء

....

(۳) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا مینار بن جاتا تو یہ لوگ مان لیتے۔ ایک مینار کیا صدہا پیشگوئیوں کو نہیں مانا۔ مینار کے لئے ایک وقت مقرر و مقدر ہے خدا کے کاموں سے ہر ایک کو اطلاع پانا ضروری نہیں۔

نورالدین

۲۰ راپریل ۱۹۰۹ء

....

(۴) عزیز من ! پہلے تم خود اسلام کے واقف ہوتے پھر اسلام کی طرف بلاتے تو دعوت الی الحق ہوتی۔

ایک پٹھان نے ایک ہندو سے کہا۔ کاپر، مسلمان ہو جا۔ جب اس ہندو نے کہا کہ کس طرح مسلمان ہو جاؤں۔

تو خان صاحب فرماتے ہیں جا کا پر ہم بھی نہیں جانتے مسلمان کس طرح ہوتا ہے۔

نورالدین

(البدر جلد ۸ نمبر ۴۰ مورخہ ۲۹ / جولائی ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

مسجد احمدیہ بھیرہ

حضرت خلیفۃ المسیح نے جو اپنا بھیرہ والا مکان مسجد بنانے کے واسطے ہبہ کر دیا ہے اس کے متعلق ایک شخص غیر احمدی نے بدظنی کا خط لکھا۔ جس پر حضرت نے مفصلہ ذیل جواب دیا۔

حضرت مولوی صاحب! یہ خاکسار ہمیشہ بدِل شرارت سے بہت متنفر ہے اور شرارت کا خیال دل میں نہیں آتا۔ میرا باپ اور دادا بھی شرارت کو بہت برا جانتے تھے۔ یہ میرا علم ہے جس کو عرض کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحیم کریم اصل حال سے واقف ہے اور کون جانے آپ کو میری صحبت اور بھائیوں کی صحبت نہیں رہی وہ لوگ شرارت پسند نہ تھے۔ میری ماں میری دادی میری بہنیں بس جہاں تک مجھے علم ہے سب شرارت سے متنفر تھے۔ **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ** میں بدِل **لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کا قائل ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں روزہ رکھتا ہوں زکوٰۃ دیتا ہوں حج دو بار کیا ہے ہزاروں کو قرآن شریف سنایا اور قرآن کریم کی طرف بلایا۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ** ۔ اس وقت میرے لاکھوں مرید ہیں۔ سب قریشی، مغل، پٹھان، شیخ کسی کو شرارت کی تعلیم نہیں کرتا۔ ہماری جماعت نسبتاً شر سے بچتی ہے اپنا نقصان کر لیتے ہیں مگر شر سے پرہیز رکھتے ہیں۔ ہاں سب ایک جیسے نہیں مگر نسبتاً پابند صلوٰۃ، زکوٰۃ وصوم وغیرہ ہیں۔ میرے ساتھ جب بھیرہ والوں نے شرارت کی میں اکثر نمازیں مکان پر پڑھتا تھا اور مسجد کو شرارت گاہ نہ بنایا۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ (البقرۃ: ۱۱۵) ہر وقت سامنے رہتا ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ زنا کرنے مسجد میں نہیں جاتے تھے۔ لڑنے کو نہ جاتے تھے۔

بار باران کولوگوں نے مارا چوری کے الزام لگائے۔ہم ہمیشہ صبر سکھاتے رہے جب شرارت حد سے بڑھنے لگی شرارت کے خوف سے اپنی مسجد بنالی اور لکھ دیا کہ کسی کو مت روکو۔آپ نے اس کا نام آخر شرارت رکھا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کی لڑکیاں ہماری لڑکیاں ہیں ہمیں پردہ کا خود خیال ہے آپ ہرگز فکر نہ فرماویں یہ مسجد ضرار وتفریق کے لئے ....نہیں بلکہ ضرر سے بچنے صلح کے رکھنے کے واسطے آخر الحیل تجویز کی ہے۔آپ نے ہمارا ایک مشترکہ مکان بدوں ہماری اطلاع کے باا ینکہ ہم بحمداللہ مفلس نہیں تھے خرید فرمایا۔کیا یہ صلح ہے اور شرارت سے پُر نہیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ آپ خوب غور کریں ہم نے مسجد کا راستہ ایسا نہیں رکھا کہ...... بے پردگی ہو۔ہاں ہمیں آپ بتا دیں کہ ہم کیا کریں۔مسجد تو آپ لوگوں اور آپ کے فتوؤں نے ہم سے لی اب ہم اپنا مکان مسجد بنا دیں تو ہم شریر۔آہ! یہ اسلام ہے۔سوچو اور کسی بھلے مانس مسلمان سے مشورہ فرما کر جواب دو۔ باقی رہی برادری سو آپ خود اس کا انصاف فرماویں۔اتنا کہوں گا کہ آپ قریشی مانے ہوئے ہیں اور ہم جو ہیں سو ہیں اس پر بھی انصاف آپ پر ہے۔

مولوی صاحب اتنا بڑا سہ منزلہ عظیم الشان باپ دادا کا مکان کوئی ضائع کرتا ہے......شرارت سے بچنے کے لئے جب کوئی راہ امن اور ضرر اور تفریق سے بچنے کے لئے نظر نہیں آئی تو یہ تجویز سمجھ میں آئی۔آپ چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت متفرق ہو جاوے۔گویا اس محلّہ میں ہم لوگ اللہ کا نام بھی نہ لیں ۔ اللہ اللہ ثم اللہ اللہ ثم اللہ اللہ کچھ خوف بھی ہے اور پھر ہم شریر فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (یوسف:۶۵) میں کیا عرض کروں آپ کی عمر میرے سے زیادہ ہے آپ کے بھائی آپ سے چھوٹے تھے وہ فوت ہوگئے۔میں نے مرنا ہے یہ مکان اور مکانات ہمارے ساتھ کوئی نہ جاوے گا۔ (البدر جلد ۸ نمبر ۴۱ مورخہ ۵ راگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۲)

خلیفۃ المسیح کیا چاہتے ہیں

جماعت کے لئے پیغام

مجھے (ایڈیٹر) ایک مختصر سے سفر کے لئے آج حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور اجازت کے لئے جانے کی ضرورت پیش آئی اور میں آپ کے حضور حاضر ہوا۔ میں نے اپنی منزل مقصود کی جماعت کے لئے کوئی پیغام پوچھا۔ فرمایا۔

میرا پیغام تو ایک ہی ہے۔ **خدا سے ڈر اور پھر کچھ کر۔**

کلمہ طیبہ فرمایا۔ ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے کوئی نیا کلمہ بنایا ہے میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا ایسی عجیب بات تو میں سننی چاہتا ہوں۔ میں نے اس کو کہا آنحضرت ﷺ نے بھی کوئی کلمہ ایجاد کیا تھا اس نے جواب دیا ہاں۔

پھر میں نے پوچھا کہ اس وقت سب سے بڑی بلا کیا تھی؟ اُس پر اُس نے کہا کہ شرک۔ میں نے کہا یہی وجہ تھی کہ آپ نے **لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ** کلمہ تجویز کیا۔ اور دوسری آفت نبوت کی پرستش تھی جیسا کہ حضرت مسیح کو خدا بنایا گیا اس لئے دوسرا جزو **محمد رَسُوْلُ اللّٰہ** تجویز ہوا۔

زمانہ کی خطرناک آفت کے لئے امام وقت کی تجویز اس زمانہ میں ایک خطرناک آفت ہے۔ اس آفت کے لئے اس وقت ایک کلمہ کی ضرورت ہے بس اس کے حسب حال ہمارے امام نے ایک کلمہ رکھا۔ اس کو جو تمہارا جی چاہے کہو۔

وہ آفت دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی ہے اس لئے حضرت امام نے یہ تجویز کیا کہ وہ اپنی جماعت سے عہد لے کہ ''میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا'' پھر اسی سلسلہ میں فرمایا کہ مجھے تو عملی حالت کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ پس یہی پیغام ہے جس کو چاہو دے دو۔

مطلوب احباب

پھر آپ نے اور بھی بہت کچھ فرمایا جن پر توفیق ملنے پر لکھوں گا بالآخر آپ نے مجھے لکھ کر دیا۔

۱۔ قوم میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے مطلوب ہیں جن کو دنیا کی پروا بھی نہ ہو جب مقابلہ

دین و دنیا کا آ کر پڑے۔

۲۔ باہمت واعظ مطلوب ہیں جو اخلاص و صواب سے وعظ کریں۔

۳۔ عاقبت اندیش صرف اللہ پر بھروسہ کرنے والے دعاؤں کے قائل اور علم پر نہ گھمنڈ کرنے والے علماء مطلوب ہیں جن کو فکر لگی ہو کہ کیا جاوے۔ کہ کیا کیا جاوے کہ اللہ راضی ہو جائے اور ایسے اکسیر لوگ کم نظر آتے ہیں۔ **فَمَا اَشْكُوْا اِلَّا اِلَى اللّٰهِ۔**

(الحکم جلد ۱۳ نمبر ۲۸ مورخہ ۷ر اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۱، ۲)

کلام امیر المومنین

دو سوالوں کے جواب

سوال نمبر۱۔ لفظ سیئہ عربی میں کس قسم کی بدی پر بولا جاتا ہے اور جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (الشوریٰ: ۴۱) سے کیا اس قسم کی بدی کر لینے کی اجازت ثابت ہے جس قسم کی بدی کوئی پہلے ہم سے کرے۔

سوال نمبر۲۔ آیت لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا الخ (بنی اسرائیل :۱۱۱) سے کیا یہ بھی ثابت ہو سکتا ہے کہ تمام نماز کو آواز بلند نہ پڑھو اور نہ ہی تمام کو بالکل خاموشی کی حالت میں پڑھو بلکہ کچھ نماز کا جہری اور کچھ آہستہ جیسے کہ تعامل اسلام سے ثابت ہے۔

جواب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

نمبر۱۔ تمام وہ چیزیں جو انسان کو غمگین کر دیں سیئہ ہیں۔ امور دنیویہ ہوں تو، نفسانیہ خیالات ہوں تو، خارجیہ امور ہوں تو۔ مثلاً مال ضائع ہو یا جاہ و جلال جاتا رہے کوئی یار و مددگار نہ رہے۔

نمبر۲۔ ہر ایک آفت اور قبیح امر سیئہ ہے پھر قباحت عقلیہ ہو یا شرعیہ یا جس کو انسانی بناوٹ

بوجھل سمجھے اورا سے طبیعیہ کہتے ہیں۔غموم کے آثار، شرم گاہ، گند، مکروہ افعال، ناپسند اقوال، شکست پانا، جنگ، ہلاکت، فساد، ضرر، آگ، خطا اور ضعف بصر کو سوء کہتے ہیں۔

سیئہ کی جزا کو سیئہ اس لئے کہتے ہیں کہ اگر وہ جزاءً نہ ہوتی تو سیئہ تھی۔سیئہ کی جزاء...... کبھی حکام وسلاطین دے سکتے ہیں مثلاً چور، زانی، ڈاکو وغیرہ کی سزائیں۔ ہر ایک کو اجازت نہیں۔ بعض سزائیں تاجر دے سکتے ہیں مثلاً لین دین میں جو شرارت کرے اس کو آئندہ دیتے نہیں یا اس سے لیتے نہیں۔

مؤدب اساتذہ لڑکوں کو تنبیہ کرتے ہیں۔بعض سیئات کی سزا اللہ تعالیٰ دیتا ہے مخلوق کا کام نہیں کہ جزا دے۔غرض یہ باب بہت بڑا وسیع ہے ہر ایک کو بدی کی جزا دینا شرعاً جائز نہیں۔

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ (بنی اسرائیل :۱۱۱) کے معنے آپ نے جو کئے ہیں وہ بجائے خود صحیح ہیں اور بالکل صحیح ہیں مگر نماز تہجد کے ساتھ علماء نے چسپاں کئے ہیں اور تفاسیر میں لکھا ہے۔

والسلام

نورالدین

۲۶؍جون ۱۹۰۹ء

....

کنچنی کی بنوائی ہوئی مسجد ایک شخص نے دریافت کیا کہ کنچنی کی بنوائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ جو جگہ نماز پڑھنے کے واسطے الگ کی گئی ہے یا بنائی گئی ہے اس میں نماز پڑھنا جائز ہے کوئی ممانعت نہیں۔ باقی رہا یہ امر کہ بانیہ مسجد کو اس کے اس فعل کا ثواب ملے گا یا نہیں اس امر کو خدا تعالیٰ پر چھوڑنا چاہیے۔ہمیں کیا ضرورت ہے کہ اس امر پر رائے زنی کریں۔

قبر پر پھول چڑھانا ایک شخص نے دریافت کیا۔کیا میت کی روح کو خوش کرنے کی نیت سے قبر پر پھول چڑھانا جائز ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ اس سے میت کی روح کو کوئی خوشی نہیں ہو سکتی اور یہ ناجائز ہے۔ اس کا کوئی اثر قرآن و احادیث سے ثابت نہیں اس کے بدعت ولغو ہونے میں کوئی شک نہیں۔

مردہ مچھلی ایک شخص نے علاقہ ڈیرہ غازی خان سے دریافت کیا کہ سیلاب کے اُتر جانے کے بعد تھوڑے پانی یا خشکی پر جو مچھلی مری ہوئی پائی جائے اور سڑ نہ گئی ہو یعنی متعفن نہ ہوئی ہو وہ حلال ہے یا نہیں؟

فرمایا کہ اس کا کھانا حلال ہے۔

چند سوالوں کے جواب

☆ ہم لوگ تو ایسے آدمی کا جنازہ نہیں پڑھا کرتے جو مخالفت میں جوش دکھاتا ہو۔

☆ شرم گاہ کو ہاتھ چھو جائے تو اس کے باعث وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں۔ احادیث میں اختلاف ہے اور مختلف علماء نے دونوں میں سے ایک کو ترجیح دی ہے۔ ہم لوگ وضو کو احتیاط اور عدم وضو کو رخصت یقین کرتے ہیں۔

☆ سفر کی حد سات آٹھ کوس ہے۔

☆ جو غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اس کو ہم لوگ امام نہیں بنایا کرتے۔

(البدر جلد ۸ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۲/اگست ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

وحدت کی ضرورت

گورنمنٹ، عیسائیت اور ہندو مذہب میں وحدت

ایک انگریزی خوان گریجوایٹ مسافر سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

گورنمنٹ کے نظام کی طرف دیکھئے کہ کیوں کر اس میں وحدت پائی جاتی ہے پٹواری سے لے کر گرداور، نائب تحصیلدار، تحصیلدار، افسر مال، ڈپٹی کمشنر، کمشنر، لیفٹیننٹ وائسرائے یہ تمام اگر دیکھیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس انتظام میں ایک وحدت ہے۔ آپ ان کے مذہب میں دیکھیں سب

پادری لارڈ بشپ کے ماتحت ہیں ایک پادری دوسرے کے علاقہ میں وعظ تک نہیں کرسکتا۔ ادھر ہندو علاقہ دیکھو وہ خواہ کس قدر آزادی آزادی پکاریں مگر تلک بینر جی کے خلاف نہیں کرتے حالانکہ ہندو کوئی مذہب نہیں پھر بھی اتنا اتفاق ہے۔ یہ جو میں نے کہا ہندو کوئی مذہب نہیں یہ صحیح ہے اب تک کوئی جامع مانع تعریف اس کی مجھے کسی نے نہیں سنائی۔ ایک دفعہ مجھے ایک عظیم الشان شخص نے کہا کہ ہندو وہ ہے جو تناسخ کا قائل ہو۔ میں نے کہا غلط۔ آغا خانی فرقہ تناسخ کا قائل اور پھر مسلمان کہلاتا ہے اور برہمو سماج تناسخ کا سخت منکر پھر بھی ہندو۔

جب کوئی نظام قومی بغیر وحدت کے چل نہیں سکتا تو ضرورت ہے مسلمانوں میں بھی وحدت کی۔ چنانچہ ان کو ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (اٰل عمران: ۱۰۴)۔ دیکھئے کس قدر اطناب پھر ایجاز فرمایا۔ پھر امر و نہی کو اکٹھا کر دیا مگر مسلمانوں نے اس حکم کی کچھ پروا نہ کی۔

مسلمانوں میں وحدت کے مفقود ہونے کی وجوہ آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں ان میں حد درجہ تفرقہ ہے یہ کیوں؟ اس کی وجہ قرآن نے ہمیں بتائی ہے فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ (المائدة: ۱۵) مسلمانوں میں تفرقہ اسی لئے ہے کہ انہوں نے قرآن شریف کی تعلیم کو چھوڑ دیا۔ ان کا کوئی لیڈر نہیں جس کے ماتحت وہ چلیں۔

وحدت کے لئے امام کی ضرورت کیا یہ وحدت پیدا ہوسکتی ہے جب تک وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے نہ ہوں گے۔ اس ملک میں چشتیوں کا بہت زور رہا ہے مگر کب تک؟ جب تک نظام الدین، معین الدین، قطب الدین، بختیار کاکی اکیلے بادشاہ تھے کوئی ایک کے مقابلہ میں دوسرا نہ تھا۔ جب بہت سے خلیفے ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو اس خاندان کو زوال آیا۔ لکھا ہے کہ قطب الدین جب حالت نزع میں تھے تو ان کے دو خلیفے پاس بیٹھ گئے ایک سرہانے ایک پائنتی۔ مطلب یہ کہ جاتی دفعہ ہمیں جانشین کر جائیں لیکن آپ نے ہوش آتے ہی کہا۔ فریدالدین آیا۔ عرض کیا گیا نہیں۔ فرمایا ہمارا مصلّٰی، ٹوپی وغیرہ وغیرہ اسے دیں اور سب اس کی بیعت کریں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ فریدالدین دہلی آئے یہاں امیری کا رخانہ تھا۔ ایک جاٹ نے کہا فریدالدین اب تو تم

ملنے سے بھی رہے۔فوراً آپ پاکپتن چلے گئے۔فرمایا۔اگر یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے تو دہلی والے بھی چل کر وہیں آجاویں گے چنانچہ پاکپتن مرکز چشتیاں ہوگیا۔صرف اس لئے کہ وحدت تھی،ایک امام کے تابع تھے۔اس تقریر سے کم از کم یہ نتیجہ تو نکلتا ہے کہ ایک امام کی ضرورت ہے جو وحدت پیدا کرے۔

بنگالی مسلمانوں میں وحدت نہیں دیکھو بنگالی کہنے کے ساتھ ہی یہ خیال آجاتا ہے کہ کوئی ہندو ہے حالانکہ مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے۔بات یہ ہے کہ ہندوؤں کا کوئی لیڈر ہے اور وہ وحدت کی لذتوں سے آشنا ہیں۔سارے بنگال میں مسلمانوں کے کتنے کالج ہیں؟ کیوں نہیں؟ اسی لئے کہ وحدت نہیں۔

مسیح موعودؑ کی آمد کا مقصد مسلمانوں میں وحدت پیدا کرنا ہے

ہمارے حضرت صاحب کا مقصد مسلمانوں میں وحدت پیدا کرنا ہے لوگ کہتے ہیں کہ تم شیرازہ قومی بکھیر رہے ہو۔یہ غلط ہے بلکہ بکھر گیا تھا اس کو جمع کر رہے ہیں۔ایک شخص مجھے ریل میں ملا اور اس نے کہا آخر تم بھی تفرقہ اندازی ہی کر رہے ہو۔میں نے کہا آپ کی کیا غرض ہے؟ کہا ہم چاہتے ہیں سب مسلمان متحد ہو جاویں۔میں نے کہا بڑا مبارک مقصد ہے مگر آپ کامیاب کیوں نہیں ہوتے؟ کہا یہ مولوی کچھ نہیں کرنے دیتے۔پھر میں نے جو چھیڑا تو فقراء اور امراء کو ایک ایک کر کے گالیاں دینی شروع کیں۔جب سارا جوش نکال چکا تو میں نے کہا۔بندۂ خدا! دو آدمی بھی تمہارے ساتھ ہیں؟ کہا نہیں۔میں نے کہا سوچو! کیا تم شیرازہ قومی اکٹھا کرنے والے ہو؟ دیکھو! تم نے کتنے لوگوں کو اپنے سے جدا کیا اور ہم نے تو پھر اتنی جماعت جمع کر لی ہے۔

اسلام کو پالیٹکس سے کوئی تعلق نہیں یہ جو آپ پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں کو پالیٹکس کی ضرورت ہے یا نہیں۔میں آپ کو پالیٹکس کے کئی معنے بتا چکا ہوں جس سے آپ پر واضح ہوگیا کہ میں پالیٹکس کے مفہوم کو خوب سمجھتا ہوں۔از اں جملہ ایک یہ ہے کہ ایک مذہب یا ایک سلطنت یا ایک شخص

کی خاطرداری کے لئے جو کچھ بن پڑے کرنا۔

اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اسلام کو پالیٹکس سے کوئی تعلق نہیں اور موجودہ صورت میں تو پہلے مسلمانوں کو مسلمان ہونے کی ضرورت ہے جب مسلمان ہو جاویں تو پھر پالیٹکس کی طرف توجہ کریں۔ جب مسلمان نہیں تو ان کی جدوجہد اسلام کے لئے مفید نہیں کیونکہ جدوجہد کرنے والے جب مسلمان نہیں تو پھر اسلام کو کیا فائدہ۔

وحدت کیسے آئے گی؟ یادرکھو مسلمان ہونا موقوف ہے وحدت پر اور وحدت آتی ہے تعلیم سے اور تعلیم قرآن سے۔ پہلے قرآن کو قائم کرلو مسلمان بن جاؤ۔ جب مسلمان بن گئے تو وحدت کا ہونا لازمی ہے جب وحدت آگئی تو پالیٹکس خود بخود تم میں پیدا ہو جائے گا۔ ہنوز اس قسم کی کوشش قبل از وقت ہے۔ مسلمانوں کے لئے فی الحال تو دین ضروری ہے اسلام میں سلطنت ضروری نہیں۔ کیا مکہ میں مسلمان نہ تھے حبشہ میں مسلمان نہ تھے اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہندو ہمارے حقوق لئے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کیا عرب تمام کفار کا نہ تھا۔ لیکن جب مسلمانوں نے قرآن کو قائم کیا ان میں وحدت آگئی تو کفار کا کچھ بھی زور نہ رہا بلکہ ان کی حاصل کردہ چیزیں ان مسلمانوں کو مل گئیں۔

....

زمین میں عشر اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ (الانعام:۱۴۲) جب کاٹو جو کچھ زمین پر سرکاری اور کسی مالک کے حقوق ہیں ادا کرو۔ اس ملک میں اکثر زمینیں خراجی ہیں جن پر انگریزوں کا خراج کوئی نہیں۔ ان کا......ساڑھے بائیس من نصاب اہل حدیث کے نزدیک اور حنفی نصاب کے قائل نہیں۔

معاملہ سرکاری جہاں ہے وہ زمین خراجی ہے۔ خراج اور عشر دونوں جمع نہیں ہوتے۔ بھاولی کیا معنے؟ پانچویں حصہ پر زمین لینے والا تو زمین کا مالک ہی نہیں وہ صرف مزدور ہے اگر ان مسائل میں تردد ہو تو دلائل لکھوں گا۔

نمبر۲:۔ شرع اسلام میں اور فقہاء حنفیہ کے کتب میں جو امر مجھے معلوم ہے وہ یہ ہے کہ ایک

زمین عشری اور خراجی دونوں محاصل کی جامع نہیں ہوسکتی۔ چند اوقافی اور جاگیروں کی زمینیں چھوڑ کر باقی علی العموم پنجاب کی زمینیں خراجی ہیں اور انگریزوں نے جو چاہا ہے ان پر خراج لگایا ہے۔ ان پر اب عشر کس طرح لگ سکتا ہے۔ یہ جواب آپ کے تمام سوال کا جامع ہے۔ اگر کافی نہ ہو تو پھر لکھو۔

والسلام

نورالدین ۲۰؍مئی ۱۹۰۹ء

(البدر جلد ۸ نمبر ۴۶ و ۴۷ مورخہ ۱۶؍ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

خاتم النبیینؐ

ایک شخص کو خط کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے تحریر فرمایا۔

مکرم معظم .... صاحب۔ السلام

مکرمت نامہ باعث سود و سرور ہوا۔ جَزَاکَ اللّٰہ ۔ اگر اس طرح ٹھنڈے دل سے کوئی بات کرے تو مجھے خوشی ہوتی ہے مگر یہ فتوے، گرکفر فروش آرام سے بات نہیں کرتے آپ نے احمدیوں سے پوچھا ہے کہ نمازیں کتنی پڑھتے ہیں؟ کیا پانچ نہیں پڑھتے کیا زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ بھی چالیسواں حصہ مال کا۔ اور کیا روزے نہیں رکھتے اور وہ بھی رمضان کے تیس یا اُنتیس حسبِ رویت چاند کے اور کیا حج نہیں کرتے اور وہ بھی بیت اللہ کا۔ کیا قرآن مجید جس کی ابتداء میں الحمد اور انتہاء میں سورۃ الناس ہے اس کو کامل کتاب یقین نہیں کرتے۔ یہ مقام غور ہے۔ کیا مرزا جی نے ان کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے سوا اور کلمہ کا معتقد بنایا ہے؟ کیا ایمان باللہ اور ایمان بالملائکہ والکتب والرسل والقدر کے یہ لوگ قائل نہیں اور قیامت کے معتقد نہیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ مَلَائِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ وَ الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ۔

مکرم من! کیا آپ نے قرآن شریف کا منکر یا کسی آیت کریمہ کا منکر کسی احمدی کو پایا ہے۔

سچ بتانا۔ پس نیا دین نہیں رکھتے۔ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین خاتم الرسل یقین کرتے ہیں کسی احمدی کو تامل نہیں ہمارے لاکھوں مرید اس بات پر مستحکم ہیں وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

ہم لوگ لڑائی سے سخت متنفر ہیں۔ آپ بھیرہ میں دیکھیں مسجد میں فساد ہونے لگا تو ہم نے اپنے جدی مکان کو مسجد بنا دیا اور لڑائی سے روک دیا............ان دنوں میں بھی مجھے لوگ اللہ رسول کا مخالف سمجھتے تھے مگر بحمد اللہ تھے غلطی پر۔ میاں غلام محی الدین صاحب کپور اور متولی صاحب خصوصیت سے نمبر دار تھے۔ دونوں گھروں میں وہ نظارہ نظر آتا ہے جو ہم سے بہرحال آگے ہے۔ یہ ہیں سچائی کے نشان وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔ جس (آیہ) کریمہ پر آپ نے توجہ دلائی ہے۔ اس پر میرا، مرزا کا اور مرزا کی جماعت کا کامل ایمان ہے۔ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔ وَ مَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

بلکہ میں خاکسار تو رسول اللہ ﷺ پر مال وجان وغیرہ کو فدا کرنے والا ہوں۔ میں تو محمد رسول اللہ کو خاتم الانبیاء خاتم الرسل کے علاوہ خاتم کمالات انسانی بھی یقین کرتا ہوں۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

هٰذَا عَلَیْهِ اِعْتِقَادِیْ وَ عَلَیْهِ اُرِیْدُ وَ اَرْجُوْ اَنْ اَمُوْتَ رَبِّ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَ اَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ۔ آمین

مکرم حکیم صاحب! بتایئے قرآن شریف کے ہم مخالف ہیں یا موافق ہیں۔ ہاں اب ایک اور بات سنئے آپ حافظ ہیں قرآن کریم میں خاتم تاء کی زبر سے ہے یا تاء کی زیر سے اور دونوں میں کچھ فرق نظر آتا ہے یا نہیں۔ قابل غور ہے اور ضرور لِلّٰہ غور کا مقام ہے۔ میں نے تو خاتم الرسل بھی آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم یقین کیا ہے مگر (ختم رسالت) ایسی آیت کریمہ مشکل سے آپ کو ملے گی۔ بلکہ غالبًا نہ ملے تو تعجب نہیں نیز عرض ہے النبیین سے آپ بہرحال کل انبیاء ہی مراد لیں گے اور اگر آپ کل نہ لیں تو بعض کے لینے سے آپ کا مطلب خراب ہوگا۔ لاکن اگر کل نبی مراد لئے تو آپ کو ایک مشکل کا سامنا ہوگا۔ کیونکہ یقتلون النبیین میں بھی وہی النبیین کا لفظ ہے تو اسی سے ثابت ہوگا کہ یہود نے کل

انبیاء کے قتل کا ٹھیکہ ہی نہیں لیا بلکہ کل نبیوں کو وہ قتل ہی قتل کر دیتے ہیں۔ذرہ دونوں پر آپ غور فرمائیں پھر مجھے لِلّٰہ اطلاع دیں۔میں تو دونوں پر ایمان رکھتا ہوں۔پھر آپ نے ارقام فرمایا ہے کہ تیرہ سو برس میں کسی شخص نے کبھی کسی کو رسول یا نبی نہیں کہا۔اس پر عرض ہے مثنوی مولانا روم تو ہمیشہ آپ نے وعظوں میں سنی ہوگی۔اس کے اس وقت دو تین شعر پڑھتا ہوں بلکہ لکھتا ہوں جو آپ کے دعوے نے یاد دلائے ہیں۔ ؎

چون بدادی دست خود در دست پیر
پیر حکمت کہ علیم است و خطیر
کو نبی وقت خویش است اے مرید
تا از و نور نبی آید پدید
دست تو از اہل آن بیعت شود
کہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِم بود

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ؎

اے مرا تو مصطفیٰ من چوں عمر
از برائے خدمت بندم کمر

پھر کہتے ہیں۔ ؎

ہر دمے او را یکے معراج خاص
برسر تاجش نہد صد تاج خاص

پھر فرماتے ہیں اور ان کی وحی کا دعویٰ فرماتے ہیں۔ ؎

آنکہ از حق یابد او وحی و جواب
ہر چہ فرماید بود عین صواب

نہ نجوم است و نہ رمل است و نہ خواب
وحی حق وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
از پئے روپوش عامہ در بیان
وحی دل گویند آن را صوفیان

یہاں سب کچھ کہہ لیا ہے اور مولوی لوگوں کے ڈر کا ذکر بھی فرما دیا۔ اگر آپ سن سکیں تو میں ۱۲ مسلّم الثبوت اولیاء کے کلام سے یہ لفظ صاف صاف آپ کو دکھا سکتا ہوں۔ یہ آپ نے کس طرح ارشاد فرمایا کہ تیرا سو برس سے کسی نے ایسا لفظ نہیں بولا۔

مکرم من! میں اس آیت کریمہ کا وخاتم النبیین کے معنے لکھنے کو تیار ہوں مگر آپ کا حوصلہ دیکھ لوں کہ میرا یہ عریضہ کیا اثر کرتا ہے کیونکہ بات بہت سیدھی اور صاف ہے۔ میں اب قبل اس کے کہ اس عریضہ کو ختم کروں اور آپ کو یقین دلاؤں کہ آیت کریمہ خاتم النبیین کے صاف اور سیدھے معنی عرض کروں گا۔ مگر اس خط کے جواب کا انتظار کروں گا۔ اتنا عرض کر دینا شائد نامناسب نہ ہوگا۔ ایک مشہور کلام کُنْتُ نَبِیًّا وَ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْن (تفسیر الرازی الجزء السادس تتمہ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۵۳) سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے نبی کریمؐ آدم سے پہلے نبی تھے اور نبی تھے تو خاتم الانبیاء ہی نبی تھے اور یہی حق ہے وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

نیز احادیث صحیحہ بلکہ قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ دیوانہ پاگل جن کو جنگلوں بیابانوں جزائر میں نبیوں کی خبریں نہیں پہنچیں اور بہرہ جو پیدائشی ہیں سو عذر کریں گے۔ الٰہی ہم نے تو تیرا حکم سنا نہیں تھا اس میں لڑکے بھی عذر کریں گے کہ تیرا ارشاد ہے وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل :۱۶)۔ تو اس وقت کیا ہوگا۔ ایک دلچسپ بیان ہے جو انشاء اللہ وخاتم النبیین کے پاک اور سچی اور حق کلام کے مطابق ہے۔

والسلام

نورالدین

ہمارے ایک بزرگ سید دوست نے فرمایا کہ یہ مرید کا کلام ہے پیر کا نہیں ۔ میں نے عرض کیا صاحب مثنوی کا قول ایک طرف احمدی لوگوں کے کلام کو ایک طرف رکھ کر دیکھ لو۔ احمدی مولوی روم کے برابر تو ان کو مان لو۔ مگر ایک شعر خواجہ معین الدین چشتی کا ان کو سنا دیا۔ آپ کو بھی سنا دیتا ہوں ۔ حضرت خواجہ فرماتے ہیں۔

دم بدم روح القدس اندر معینے مے دمد
من نمے دانم مگر عیسیٰ ثانی شدم

والسلام

نورالدین

۳۱ر جولائی ۱۹۰۹ء

(البدر جلد ۸ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۳ر ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

مکتوب

مکرم حکیم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انسان تمام عناصر کا مجموعہ ہے اس کے متضاد اجزاء میں رُوح وقلب کے ساتھ نفس امّارہ اور اس کے وساوس بھی ساتھ رہتے ہیں اور ان کے معین و مددگار شیاطین بھی تیار رہتے ہیں اگر موقعہ پاویں ۔ ہر ایک ملک کے متعلق ایک خاص تحریک نیکی کی ہوتی ہے ہر ایک نیکی کا محرک خاص ملک ہوتا ہے اور اس سلسلہ ملائکہ کا اعلیٰ افسر جبرائیل ہے علیہ السلام ۔ اسی واسطے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ۔ اُعْـطِيْـتُ جَـوَامِعَ الْكَلِمِ (صحیح مسلم کتاب المساجد مواضع الصلوٰۃ) اور قرآن مجید میں ہے کہ وہ مھیمن ہے ۔ جب بادشاہ کسی جگہ نزول فرماوے تو اس کے متعلق جاہ وحشم ساتھ ہونا لازم اور ضروری ہے اور جامع وحی کے دشمن بھی بہت ہوتے ہیں اس لئے ان کے دفع کے لئے عالم اسباب میں وہی روحانی قانون الٰہی ہے جو عالم اجسام میں ہے ۔ عالم اجسام میں امر جامع سلطان جبرائیل کا ۔ جس

کی تعریف میں آیا ہے اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ (التکویر:۲۰تا۲۲) یہ صرف اس کے جامع ہونے کا بیان ہے۔عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ اور مُّطَاعٍ کا لفظ قابل غور ہے بادشاہ کہیں عظیم الشان کام میں اکیلا نہیں جاتا۔لَمَسْنَا السَّمَآءَ (الجن:۹) والی آیت کریمہ اس کی حفاظت کو ظاہر فرماتی ہے اس مقام پر جب انشاءاللہ پہنچوں گا تو اس کا جدید علم بالخصوص نوٹ کے ذریعہ انشاءاللہ آپ کو پہنچے گا۔　　**نورالدین**

....

میت کو ثواب صوم، صلوٰۃ، قرأت قرآن اور ذکر کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔امام احمد اور جمہور سلف اور بعض اصحاب امام ابوحنیفہ کا یہی فتویٰ ہے۔مجتہدین، یحییٰ بھی کہتے ہیں کہ امام احمد سے کسی نے پوچھا صلوٰۃ وصدقہ وغیرہ کا ثواب نصف باپ کو اور نصف ماں کو پہنچاؤں؟ تو کیا حکم فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اسی طرح پہنچایا جاتا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بحصہ رسدی ثواب پہنچتا ہے صدقہ دینے میں صدقہ دینے والے کو ثواب دینے کا پہنچتا ہے۔رہا جو ثواب کہ جو ہبہ کیا ہے اس کا حصہ دار بھی ہے یا نہیں اس کے متعلق مجھے کوئی روایت یا قول ائمہ کا اس وقت یاد نہیں۔

امامت نماز میں جو لوگ کوئی لفظ بُرا یا بھلا نہیں نکالتے مجھے ان کے حال پر تعجب آتا ہے کیونکہ مرزا صاحب نے قریباً چالیس برس دعویٰ کیا اور پرزور لفظوں میں شائع کیا کہ مجھے مکالمات الٰہیہ کا شرف حاصل ہے۔پھر اگر وہ سراسر افتراء تھا تو مرزا کے برابر دنیا میں کوئی ظالم نہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا (العنکبوت:۶۹)۔اور اگر وہ راستباز اور صادق تھے تو جن کو خبر پہنچی اور اس کے منکر رہے ان کے برابر کون ظالم ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ (العنکبوت:۶۹)۔مومن کے لئے ہرگز مناسب نہیں کہ تنہا رہے۔دعا، نیک نمونہ، بامروت انسان پھر باخدا انسان بنے تو اس کے ساتھ ضرور لوگ ملیں گے۔پھر وہ اس جماعت سے کام لے اسی واسطے جماعت و جمعہ بعد کو فرض یا واجب ہوئیں۔اس وقت اسلام پر بہت مشکل وقت ہے ہاں جس کو تبلیغ نہیں پہنچی وہ معذور ہے۔

روزہ کی فرضیت کی عمر روزہ بالغ عقلمند پر ہے۔ یہ اجماع اسلام کا ہے مگر صحابہ کرام دس گیارہ برس کے بچوں کو عادت ڈالنے کے لئے روزے رکھواتے تھے۔

لڑکوں اورلڑکیوں کا باہم کھیلنا لڑکوں اور لڑکیوں کا باہم کھیلنا معروف کے خلاف ہے جب سن تمیز تک پہنچ جاویں۔ ہمارے ملک میں سات برس کے بعد مناسب نہیں ۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ (اٰل عمران:۱۱۱) پر غور کرو۔

عمدہ شعر عمدہ شعر تو ہر زمانہ میں جائز ہیں ۔ ہم نے دیکھا ہے کہ پاک نظم، اہل اللہ کی سادہ نظمیں جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ، قرآن کریم اور اسلام کی عظمت ہو بہت ہی مفید ہیں۔

اور گانا ایک تو کسب ہے اور ایک موزوں کلام کا عمدہ آواز سے بدوں تلمذ کلانتون کے ادا کرنا ہے؟ یہ دوسری قسم بھی ممنوع نہیں وہ بدر اور بعاث کی لڑائی کے متعلق گیت تھے جو لڑکیوں نے گائے۔ مختلف عمر کی تھیں۔ تعیین عمر کا علم مجھے نہیں اور نہ میں نے کسی کتاب میں دیکھا ہے۔

مرہون اشیاء کا استعمال معمولی شکست وریخت جو عرفاً ہو وہ مرتہن کرے تو اس کو (مرتہن کو) مکان مرہون میں رہنا جائز ہے۔ یہ میری فہم کی بات ہے میں نے بعض حدیثوں سے ایسا ہی سمجھا ہے گو علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ راہن مکان میں خود رہے اور کرایہ مرتہن کو دے۔ یہ تو صاف سود ہے جس میں ذرہ مجھے شبہ نہیں کہ یہ حرام ہے۔ پہلی صورت اس حدیث سے جائز معلوم ہوتی ہے۔ اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهٖ وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهٖ[1] کیا معنے ؟ کسی کے پاس سواری کا جانور رہن ہو تو اسے گھاس کھلا دے اور سواری بھی کرلے اور اگر دودھ والا جانور رہن ہو تو اس کو گھاس کھلا دیں اور دودھ لے لیں۔ یہ میری سمجھ ہے اس کے خلاف مسند عبدالرزاق کی حدیث کوئی چیز نہیں۔ والسلام **نورالدین**

(البدر جلد ۸ نمبر ۵۰ مورخہ ۷/ اکتوبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

---

[1] اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهٖ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَ يُشْرَبُ لَبَنُ الدَّرِّ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا. وَ عَلَى الَّذِيْ يَشْرَبُ وَ يَرْكَبُ نَفَقَتُهٗ (مسند احمد بن حنبل. مسند المکثرین من الصحابة. مسند ابی ہریرہؓ حدیث ۱۰۱۱۰)

امیر المومنین کی خواہشیں جماعت کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی اپنی جماعت کے متعلق کیا خواہشیں رکھتے ہیں؟ اس سوال کا جواب معلوم کر کے جماعت کے ہر متنفس کو جو خوشی ہوسکتی ہے اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا ہے جو وقتاً فوقتاً اپنی جماعت کے لئے بے قرار دل سے کرتے ہیں۔ اس کا ان نصائح سے ہوسکتا ہے جو آپ وقتاً فوقتاً اپنی جماعت کو عموماً اور بعض افراد کو خصوصاً کرتے ہیں۔ مجھے یکم نومبر کو کچھ عرصہ آپ کی صحبت میں بیٹھنے کی سعادت حاصل تھی۔ آپ نے مختلف باتوں کے دوران میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت مظہر جان جاناں صاحب اور کالے صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کے بعض واقعات بیان فرمائے اور فرمایا کہ

ایسے قسم کے واقعات نے میری ایمانی ترقی میں بہت مدد کی ہے۔ یہ تینوں بزرگ ایک ہی وقت میں تھے اور باوجودیکہ ہر ایک اپنی جگہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک تعلقات رکھتے تھے اور لوگوں کو ارادت تھی۔ حضرت کالے صاحب تو بادشاہ کے پیر تھے۔ ان کی صفائی قلب اور عالم ربّانی ہونے کا یہ زبردست ثبوت ہے کہ ان تینوں میں باہم نہایت محبت اور اخلاص تھا۔ ایک دوسرے کا ادب کرتے اور ایک دوسرے پر پورا حسن ظن رکھتے تھے۔

جو واقعات آپ نے بتائے ان سے ان کا حسن ظن، اخلاص اور تعلق باللہ ظاہر کرنا مقصود تھا۔ اور یہ تعلیم دینی مطلوب تھی کہ انسان حسن ظن سے بہت کام لے اپنے کسی بھائی کو حقیر نہ سمجھے اور شریعت کے آگے اپنا سر جھکا دے اور فیض رسان اور اثر انداز طبیعت پیدا کرے۔ نفع رساں ہو۔

دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ آپ جماعت میں حضرت مظہر جان جاناں صاحب، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور کالے صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے انسان دیکھنے کے خواہش مند ہیں جو اپنی علمی معلومات کے ساتھ قرآن کریم سے تعشق رکھتے ہوں ایسے سمجھتے ہوں اور پھر تزکیہ نفس کر کے دوسروں کو فیض پہنچانے والے ہوں۔ جیسے حضرت مغفور نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ پیر بنو پیر پرست نہ بنو۔ حضرت خلیفۃ المسیح بھی ہمیں اسی مقام پر لے جانا چاہتے ہیں۔

پھر ایک موقعہ پر ایک نوجوان کو خطاب کر کے فرمایا کہ

قرآن کریم کے پڑھنے اور سمجھنے اور عمل میں ترقی کرو۔ بالواسطہ اسلام کو سچا مذہب قرار نہ دو بلکہ

بلاواسطہ خود سمجھ کر یقین کرو۔ اسلام کی تجلی دیکھ لو۔

پھر دو احمدیوں کے باہمی مقدمہ پر ذکر کر کے فرمایا کہ

میرے یا کسی احمدی کے فیصلہ کو تو منظور نہ کیا غیروں کا فیصلہ مان کر مجھے مبارکباد دیتے ہیں۔

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۳۳ مورخہ ۷؍نومبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۹)

حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد

جب یہاں کا تار پہنچ گیا تو صبح حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے اپنے خدام کو روانگی کا حکم نافذ فرماتے ہوئے حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کو ہمارا امیر قافلہ بنایا اور ہمیں ان کی اطاعت کی تاکید کی اور ارشاد کیا کہ

خدا تعالیٰ پر توکل کرو۔ لوگوں کے ساتھ ان کی سمجھ کے مطابق بات کرو۔ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی نگہداشت رکھو۔ فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا (الانفال:۴۶) پر عمل کرو۔ ثابت قدمی اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو اور دعاؤں میں مصروف رہو اور تمہارے دل کے کسی گوشہ میں سوائے عظمت الٰہی کے اور کچھ نہ ہو۔

چونکہ منصوری سے تار دیا گیا تھا کہ ہم کتابیں اور ایک زود نویس اپنے ساتھ لے آئیں اس واسطے حضرت نے اجازت فرمائی کہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی مختار عام صدر انجمن ہمارے ساتھ اس کام کے واسطے روانہ ہوں۔ چنانچہ قادیان سے ہم چار آدمی حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے حضرت حافظ روشن علی صاحب، شیخ صاحب موصوف اور یہ عاجز صبح گیارہ بجے روانہ ہوئے۔ روانگی سے پہلے ملاقات کے واسطے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت موصوف نے چند قدم مشایعت فرمائی اور دُعائے مسنون کے ساتھ ہمیں رخصت کیا۔ (البدر جلد ۹ نمبر ۴ و ۵ مورخہ ۲۵؍نومبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

خواجہ کمال الدین صاحب کو لیکچر دینے کا حکم

حضرت خلیفۃ المسیح نے خواجہ صاحب کو حکم دیا ہے کہ

بعض شہروں میں تو علی الخصوص اور ویسے دوسرے بڑے بڑے شہروں میں علی العموم وہ سلسلہ لیکچروں کا جاری رکھیں۔ ہمارے احمدی احباب اس معاملہ میں انہیں مدد کریں اور ان سے خط وکتابت کریں۔

چندسوالات کے جوابات

ایک شخص کے چندسوالات کے جواب میں حضرت امیرالمومنین نے فرمایا۔

بیمہ زندگی زندگی کا بیمہ کرانا ہرگز مناسب نہیں۔اصل اس کی جوا ہے۔

تنخواہ پرسود گورنمنٹ اپنے قواعد میں ہمارے ماتحت نہیں وہ اپنے قواعد میں مجاز ہے۔جب وہ تنخواہ کا سود دےتو آپ لے لیں اوراللہ کے راہ میں دے دیں۔

تماشے کی کمائی تماشا سے زرکمانا مختلف رنگ رکھتا ہے اصل تماشا کے حالات پر موقوف ہے۔

ملازم تاجر ملازم کوتجارت دھوکے سے نہ کرنا چاہیے۔

جلسہ پرآناضروری ہے ایک صاحب جوجلسہ سالانہ پرنہ آئے تھے اس کوحضرت نے لکھا۔

جلسوں پر مختلف باتیں سننے میں آتی ہیں۔ممکن ہوتا ہے کوئی عمدہ بات دل پر اثر کرے اور مفید وبابرکت ہو۔آپ اس کے بدلہ بہت استغفار، لاحول، درود، الحمد کے پڑھنے سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ (البدر جلد ۹ نمبر ۷ مورخہ ۹ر دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

متعہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

ایک شیعہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح سے متعہ کے متعلق استفسار کیا تھا جس کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح نے مفصلہ ذیل تحریر فرمایا ہے۔

آج کل کسی کوخصوصیت سے مخاطب بنانا مناسب نہیں بلکہ عام خطاب میں بھی لوگ خصوصیت کا خیال پیدا کرکے شفیق ناصح کی نصیحت سے مستفید نہیں مگر کچھ آپ کی خاطر ومدارات کچھ یہ خیال کہ

اخبارات میں یہ مضمون دے دیا تو کوئی نہ کوئی نفع اٹھائے گا۔

عزیز من! امراء کے لئے آج کل کوئی شریعت نہیں رہی اور نیز ان پر کوئی شرع کا حاکم نہیں رہا۔ عام علماء گویا ان کے قبضہء قدرت میں ہیں جو روایت چاہیں ان سے لے لیں۔ ہاں جن سے ان کی دنیوی امید وبیم وابستہ ہے وہ ان کی حکومت کے حاکم ہیں۔

عزیز من! میرا اعتقاد ہے کہ اور میرا پختہ یقین ہے کہ عقل صریح جس کے ساتھ وہم نہ ہو اور نقل صحیح بشرطیکہ وہ نقل اسلامی نقل ہو اور شارع اسلام سے ہو۔ ان میں باہم تعارض اور تضاد ہرگز نہیں ہوتا بلکہ نہیں ہوسکتا۔

عزیز من! انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام والبرکات کے حالات پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنی طرف سے کوئی امر اور نہی پسند نہیں فرماتے۔ لوگ کفر کرتے، شرک کرتے، شراب پیتے، لوٹتے، کسی کو تا زمانہ بعثت اوامر و نواہی کے رنگ میں مکلّف نہیں فرماتے جب تک کہ کوئی حکم تبلیغ ان کے نام بخصوصیت ثابت و ماعبث نہ ہو۔ مکہ میں شرک ہوتا تھا مگر جب تک يَاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ (المدّثر: ۲،۳) نازل نہ ہوا آپ نے کسی کو نہ روکا۔ پھر وہ لوگ شراب پیتے تھے جب مدینہ طیّبہ میں تشریف لائے اور جنابِ الٰہی سے حکم آیا منع فرمایا۔ حجاب ازواج کے لئے بعض اصحاب نے بار بار عرض کیا مگر تا صدور حکم الٰہی حجاب کا حکم نہ دیا بلکہ یہ مقدس جماعت بلا اجازت دُعا بھی کرے تو ان کو مشکلات پیش آجاتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا پر جو ارشاد الٰہی ہوا اس کلام پاک سے ظاہر ہے لَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (هود: ۴۷) یہ مقام غور ہے۔ پھر ان کے زمانہ میں کسی نے متعہ کیا تو کیا اگر کسی نے عرض کیا کہ کیا مجھے اجازت ہے تو جب تک حکم الٰہی نہ آیا اجازت ورخصت فرما دی تو کیا۔

مرد آخر میں مبارک بندہ ایست اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (الحشر: ۱۹) جب کوئی چیز ثابت و موجود ہوتی ہے تو اس کے لوازم بھی ساتھ ساتھ ہی ہوتے ہیں سورج طلوع ہوا تو نہار کا وجود ضروری ہوا۔ کوئی عقلمند آدمی غور کرے یہ کنچنیاں محبّ اہل بیت اور ان

کے کنجر دنیا میں کس طرح پیدا ہوئے۔ متعہ کی مثبت جب بولتے لکھتے ہیں غلطی اور ناعاقبت اندیشی کا ارتکاب ضرور کرتے ہیں۔

مثلاً آپ کی تحریر میں بھی غلطی ہے کہ بدر غزوہ میں اس کی اجازت ہوئی حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔

متعۃ النساء کی تردید

قرآن کریم سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ (المؤمنون:٦ تا٨)۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ازواج اور **ماملکت ایمان** کے سوا جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت نہیں کرتے وہ حد سے آگے بڑھنے والے ہیں اور جو اس حد بندی کے اندر رہتے ہیں وہی مظفر و منصور ہو چکے۔ دیکھو سورۃ المومنون پارہ اٹھارہ کا ابتدا اور سورہ معارج میں اسی بات کو مکرر بیان کر کے کہ شرم گاہوں کو محفوظ رکھنے والے وہی جنّتیوں میں معزز و مکرم ہوں گے۔

جناب الٰہی کے حضور مظفر و منصور ہونے اور معزز و مکرم کے قواعد میں ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ زوجہ اور ملک یمین کے سوا اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھنا ضروری ہے اور اس کی حد بندی سے جو بڑھا اس نے خلاف ورزی کی اور الٰہی حد توڑ دی۔

اب متعہ والی عورت کو دیکھنا چاہیے کہ زوجہ ہے بی بی ہے یا ملک یمین سے ہے۔ اگر یہ متعہ کی عورت زوجہ ہے تو چاہیے کہ زوجیت کے لوازم اس کے ساتھ ہوں دیکھو فقرہ نمبر ا۔

متعہ والی اگر زوجہ ہے تو ......ورثہ و طلاق و عدت، نفقہ و لباس وغیرہ لوازم زوجیت اس کے لئے ثابت ہوتے اور اگر ملک یمین کے نیچے ہو تو ......چاہیے کہ اس متعہ والی کو لوازم ملکیت بیع، ہبہ، عتق کتابت اور تدبر ثابت ہوں۔ اور فرماتا ہے کہ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (النسآء:۴) کیا معنے؟ اگر منکوحہ بیبیوں میں عدل و انصاف نہ کر سکو تو ایک ہی

بی بی نکاح میں رکھو یا مملوکہ پر کفایت کرو۔ یہاں حق سبحانہ تعالیٰ نے بی بی اور ملک یمین دو چیزوں کو رکھا ہے اور ممنوعہ کا ذکر ترک فرمایا اور فرماتا ہے۔ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ .... ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ (النّسآء:۲۶)۔ دیکھو کیسے صاف صاف ارشاد ہیں اگر تم کو منکوحہ بی بی کا موقع نہ ملے اور تم کو استطاعت نکاح نہیں تو مملوکہ کو اس کے اہل کے اذن سے لو۔ اگر تمتع بالنساء جائز ہوتا تو ارشاد فرماتا کہ متعۃ النساء سے کام لو۔ دیکھ لو ان تمام آیات کریمہ میں دو ہی طریق کا بیان فرمایا ہے ایک منکوحہ بی بی زوجہ اور دوسری مملوکہ۔

احادیث سے متعۃ النساء

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِی الرَّبِيْعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِیُّ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يٰأَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِی الْاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَیْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيْلَهُ وَلَا تَأْخُذُوْا مِمَّا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا (صحيح مسلم كتاب النكاح باب نكاح المتعةو بيان انه أبيح)

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ اَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِی الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ وَ اَخُوْهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِمَا اَنَّ عَلِيًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِابْنِ عَبَاسٍ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ ۔ (صحيح البخارى كتاب النكاح، باب نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن نكاح المتعة۔آخراً)

عَنْ سُفْيَانَ نَهٰى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ (فتح البارى جزء ۹ قوله باب نهى النبى صلى الله عليه وسلم عن نكاح المتعة)

تردید متعۃ النساء کے لئے وجدانی دلیل ہر ایک شریف الطبع بھلا مانس شریف قوم کا امیر آدمی اپنی جگہ سوچے کہ متعۃ النساء آخر عورتوں کے ساتھ ہوگا اگر شرعاً متعۃ النساء جائز بلکہ کارِ ثواب ہے تو آخر بدوں عورت کے نہ ہوگا۔ پھر ایک آدمی کسی کی بہو، بیٹی، بہن سے نکاح میعادی کرسکتا ہے اور کرتا ہے تو اس کی اپنی بہن، بیٹی، بہو، امّاں بھی کرسکتی ہے اور کرتی ہے اور نکاح میں تو اظہار ہوتا ہے اخفا نہیں ہوتا۔ پھر یہ بڑے شریف کیا مجالس میں کہہ سکتے ہیں کہ ہماری اماں اور بیٹیوں اور بہنوں نے اپنے متعے کئے ہیں۔ میں اپنے وجدان پر اس کو لاجواب دلیل مانتا ہوں اور مجھے یقین ہے مجالس میں جیسے ازدواج تزویج صریح مبارک یقین کی گئی ہے ایسے متعہ کے متعلق عورتیں اس مبارکباد کو برداشت نہ کرسکیں۔

احادیث صحیحہ اور آیات کریمہ کے سمجھنے میں جو قائلین متعہ کو غلطیاں لگی ہیں

اوّل بعض احادیث میں متعۃ الحج کا ذکر آیا ہے اور جو صحابہ کرام عمرہ اور حج کرتے دونوں مناسک کی جمع متعہ کہتے تھے جیسے جابر بن عبداللہ اپنے حالات میں لکھتا ہے کہ جب میں عمرہ کرنے لگا تو کسی نے مجھے روکا تو میں نے اسے **اِسۡتَمۡتَعۡنَا عَلٰی عَهۡدِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیۡ بَكۡرٍ وَعُمَرَ** (صحیح مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعة و بیان انه أبیح) سنایا۔ لفظ **اِسۡتَمۡتَعۡنَا** کو سن کر خوش پرستوں کو غور کا موقع نہ ملا جھٹ متعۃ النساء اس کے معنی کر دیئے۔ شہوت پرستی میں **حُبُّكَ الشَّیۡءَ یَعۡمِیۡ وَ یُصِمّ** (سنن ابی داؤد ابواب النوم باب فی الھوٰی)۔ دوم **عبد اللّٰہ بن مسعود** اور **سلمہ بن الاکوع** سے احادیث میں چند روایات ہیں جن کے الفاظ ذیل میں درج ہیں۔ **اَنۡ نَّنۡكِحَ الۡمَرۡاَةَ بِالثَّوۡبِ اِلٰی اَجَلٍ** (نیل الاوطار کتاب النکاح باب ما جاء فی الزوجین یوکلان واحد فی العقد) ہم ایک کپڑا دے کر میعادی نکاح یا جماع کر لیتے۔ اس میں صحابی اپنے ایک فعل کا ذکر کرتا ہے جیسے وہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم شراب پی لیا کرتے تھے یا بت پرستی کرلیا کرتے تھے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہم نے کیا۔ پھر یہ فعل بمقابلہ **اِنَّ اللّٰهَ قَدۡ حَرَّمَ ذٰلِكَ** کے کیا ہستی رکھتا ہے۔

نمبر۲۔سلمۃ بن الاکوع کہتا ہے ایک منادی نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے آیا۔اس نے کہا اُذِنَ لَکُمۡ اَنۡ تَسۡتَمۡتِعُوۡا (صحیح بخاری کتاب النکاح باب نهی رسول الله عن نكاح المتعة آخراً)اس روایت میں رَخَّصَ رَسُوۡلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ عَامَ اَوۡطَاسٍ فِی الۡمُتۡعَۃِ ثَلَاثًا ثُمَّ نَہٰی عَنۡہَا (صحیح مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعة و بیان انه أبیح)۔ہم کہتے ہیں کہ عام اوطاس مکہ معظّمہ میں بھی آپ نے اجازت دی اور یہ فتح مکہ بعد غزوہ اوطاس کے ہے مگر انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام جب تک کوئی حکم الٰہی نہ آوے کسی کو کسی فعل سے نہیں روکتے یہ سب رخصتیں اوراذن اورخاموشیاں اِنِّیۡ قَدۡ کُنۡتُ اٰذَنۡتُ لَکُمۡ فِی الۡاِسۡتِمۡتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ اِنَّ اللّٰہَ قَدۡ حَرَّمَ ذٰلِکَ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیَامَۃِ (صحیح مسلم کتاب النکاح باب نکاح المتعة و بیان انه أبیح) سے ہباءً منثوراً دھول کے ذرات کی طرح اڑ گئیں اِذَا جَاءَ نَہۡرُ اللّٰہِ لِبَطَلَ نَہۡرُ مُعۡقَل (مجمع الامثال الباب الاوّل فیما اولهٗ همزء آنس من اللطیف و من الحمیٰ) کسی معقل آدمی نے ایک نہر بنائی اس پر ایک قدرتی نہر آ گئی۔عرب میں مثل بن گئی معقل کی نہر الٰہی نہر کے آنے سے تباہ ہوگئی۔ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ۔

اللہ تعالیٰ کا بیان اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان میں کیسی صفائی ہوتی ہے اور کسی طرح قطعاً اختلاف نہیں ہوتا۔کیا دنیا کے پردہ پر کوئی مرفوع متصل حدیث ہے جس میں کہا ہو قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اَذَنَ اللّٰہُ لَکُمۡ فِیۡ مُتۡعَۃِ النِّسَاءِ نہیں اور ہرگز نہیں اور ہرگز نہیں وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ۔

قرآن کریم کے فہم میں متعۃ النساء تجویز کرنے والوں کی غلطی ۔ کہتے ہیں فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِہٖ مِنۡہُنَّ فَاٰتُوۡہُنَّ اُجُوۡرَہُنَّ۔الخ(النّسآء:۲۵) سے صاف متعۃ النساء ثابت ہوتا ہے۔سوعرض ہے کہ بیان حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمۡ اُمَّہٰتُکُمۡ (النّسآء:۲۴) میں محرمات جن سے نکاح منع ہے ان کا بیان پھر اُحِلَّ لَکُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمۡ (النّسآء:۲۵) سے جو حلال نکاح ہے اس کا بیان ہے۔ پھر یہاں فرمایا ہے کہ اگر ان سے تم نے فائدہ اٹھالیا تو پورا مہر ان کا دینا لازم ہے۔ یہاں دنیا کے کسی قرآن میں میعادی نکاح کا ذکر نہیں نیز منکوحات پر اس کلام کا کلمہ فا کے ذریعہ ربط لگا دیا ہے۔

سابق نے متعۃ النساء کا خیال دفع فرمایا اور لاحق نے مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا (النسآء:۲۶) متعۃ النساء میعادی نکاح کا قلع قمع کر دیا۔

علاوہ بریں قرآن کریم اور ہمارے نبی رؤوف رحیم نے متعۃ النساء کے احکام سے کلیۃً سکوت فرما دیا۔ متعۃ النساء کے مجوز ذرا بتائیں تو سہی کہ اس متعہ کے باعث ایک سیاح اپنی لڑکی اور بہن بلکہ اپنی ماں سے متعہ کر سکتا ہے اور اختلاط نسب کا یہ متعہ موجب ہے اور متعی اولاد کی پرورش کا کوئی انتظام ہو سکتا ہے؟ ذرا آپ سوچیں چین بلکہ ایران گئے وہاں ایک نطفہ چھوڑ آئے۔ سولہ برس کے بعد صاحبزادہ صاحب ایران گئے وہاں بہن صاحبہ متعہ کے لئے تیار پائی یا وہ عورت ہندوستان آئی اور اس نے آتے ہی اپنے بھائی یا باوا سے متعہ کر لیا۔ فرمایئے وہ انتظام محرمات خاک میں مل گیا یا نہیں۔ ایک بار مجھے ایک شیعہ قائل بالمتعہ سے گفتگو کا اتفاق ہوا تو اس نے مجھے کہا کہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کے صاف اور صریح الفاظ کو آپ کیوں چھوڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ قرآن میں آپ کے معنے والا متعہ نہیں آیا اس لئے میں معذور ہوں کہ آپ کے معنے لوں وَاِلَّا آپ قرآنی استمتاع کے الفاظ پر غور کریں رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَاۤ اَجَلَنَا الَّذِيْۤ اَجَّلْتَ لَنَا (الأنعام:۱۲۹) میں آپ کیا فرماویں گے؟ اس پر آپ خاموش ہو رہے۔ بات آگے نہ بڑھی پھر میں نے کہا فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ (البقرۃ :۱۹۷) میں آپ کیا کہیں گے؟ آپ بھی قرآنی استمتاع پر غور کریں۔ (الحکم جلد ۱۳ نمبر ۳۶، ۳۷ مورخہ ۱۴؍دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۲، ۳)

ایڈیٹر الحکم

یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ سننی چاہیے کہ شیخ یعقوب علی صاحب ایک دینی خدمت کے لئے چند یوم سے بحکم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح لاہور گئے ہوئے تھے۔ جہاں پر آجکل ایک گھمسان مذہبی جلسوں کا پڑا ہوا ہے۔ ۲۹، ۳۰؍نومبر و یکم دسمبر کو لاہور میں آریہ سماجوں کا جلسہ تھا۔ ۲؍دسمبر سے مسیحی صاحبان نے لیکچر شروع کر رکھے ہیں جو ۷؍دسمبر تک جاری رہیں گے۔ شیخ صاحب اسی غرض کے واسطے لاہور ٹھہرے ہوئے ہیں کہ عیسائی لیکچروں کو سنیں اور پوری نقل اُن کی کرتے رہیں۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کو بھی

کہ جن کو تقریروں کے لکھنے کا بڑا ملکہ خدا کے فضل سے ہے امیر المومنینؓ نے لاہور اسی غرض کے واسطے لکھا ہے کہ وہ حرف بہ حرف تمام لیکچروں کو جو کہ اسلام کے خلاف ہوں نقل کر کے لاویں۔ان لیکچروں کے جواب میں خلیفۃ المسیح کا آب زر سے لکھنے کے قابل حکم یہ صادر ہوا ہے کہ

اِتَّقُوا اللّٰہ یعنی لاہوری احباب کی درخواست پر حضور نے حکم صادر فرمایا ہے کہ جو مضمون عیسائی بیان کریں ان کو خوب غور سے سنو اور حرف بحرف نقل کرنے کی کوشش کرو اس میں سے جو امور حق ہوں ان کی تصدیق کرو اور جو ناحق ہوں ان کی تردید محض خدا تعالیٰ کے لئے کرو نہ کہ کسی ہٹ دھرمی سے بغرض مقابلہ ومجادلہ۔مومن کا کام ہے کہ وہ ہر ایک سچائی کی تصدیق کرے اگرچہ دشمن سے دشمن کی زبان سے سنے اور ہر ایک باطل کی تردید کرے اگرچہ دوست سے دوست کی زبان سے نکلے۔پس ہماری جماعت کو قرآن مجید کے آگے سر تسلیم خم کر کے زبان اور قلم سے وہی کام لینا چاہیے جو کہ عین حق اور صدق ہو مومن کو کسی کی دشمنی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔پس یاد رکھو کہ ہر ایک سچی بات کو خواہ تم اس کو آریہ کی زبان سے سنو یا عیسائی وموسائی وغیرہ کی،کبھی اس لئے ردّ مت کرو کہ ہمارا یا حق کا دشمن ہے۔اس کی زبان سے حق کا نکلنا یہ بھی حق کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔

سبحان اللہ! کیا تعلیم ہے جو اپنی قوم کو اس کا امام جس کا نام نور الدین ہے خدا کی اس پر رحمتیں ہوں دیتا ہے۔ذرا ان مختصر الفاظ کو سوچو جو یہ ہیں کہ ’’عیسائیوں کے لیکچر سنو جو حق ہو اس کو قبول کرو اور جو باطل ہو اس کی تردید کرو۔‘‘ پھر علمائے حال کے نظارے پیش نظر رکھو جن کا قول یہ ہے کہ جھوٹ کے متعلق مجھے اس قدر یقین ہے کہ اگر وہ دن دوپہر کو دن کہہ دیں تو میں رات ہی کا شبہ کرتا ہوں‘‘ بہ دل مصداق ہیں اس آیت کریمہ کے کہ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا (البقرۃ:۱۱) اور یہ قول ہے ایک بڑے متکبر زبان دراز امرتسری کا جو اس نے مرقع میں لکھا ہے۔مختصر یہ کہ شیخ صاحب انشاء اللہ تعالیٰ ۸؍دسمبر کو قادیان واپس تشریف لاویں گے اور اپنے مفید اور مبارک سفر کے حالات سے ناظرین الحکم کو مستفید فرماویں گے ان کی عدم موجودگی الحکم کی وقتی اشاعت میں تاخیر کا موجب ہوئی ہے اور یہ پرچہ حسب الارشاد شیخ صاحب ناچیز قاسم علی احمدی جو اپنے امام کے حضور میں آیا ہوا ہے شائع کرتا ہے۔والسلام (الحکم جلد ۱۳ نمبر ۳۶ و ۳۷۔مورخہ ۱۴؍دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۴)

جلسہ عیسائی صاحبان میں تقسیم کیا گیا اشتہار

یہ اشتہار حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ نے لاہور میں تقسیم کرنے کے واسطے قادیان سے چھپوا کر اخویم خواجہ کمال الدین صاحب کے پاس بھیج دیا ہے جو ۶ ردسمبر کو عین جلسہ عیسائی صاحبان میں تقسیم ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسلامی لیکچر بجواب مسیحی لیکچر

جو سلسلہ لیکچروں کا آج کل مسیحی صاحبان کی طرف سے لاہور فورمن کالج میں جاری ہے اس میں مسیحی صاحبان کی طرف سے ہر لیکچر کے خاتمہ پر چند منٹ مباحثہ کی استدعا بھی کی جاتی ہے۔ ان لیکچروں کے جواب میں بعض مسلمانوں کا منشاء ہے کہ مسلمان اوّل تو ان لیکچروں کو نہ سنیں دوم یہ بھی سنا ہے کہ خود وہ بالمقابل لیکچر دیں گے۔ یہ دونوں امور ہمیں پسند نہیں نیز فوری جوش سے چند منٹ کے مباحثات میں ان اصولوں کی تحقیق کرانا جن پر مذاہب کی بنیادیں ہوں ایک سہل امر نہیں۔ حق کا ثابت کرنا اور باطل کو مٹانا ہنسی کا کام نہیں۔ مخالف کی بات کو غور سے سننا اس میں جس قدر حق شناس ہو اس کو لینا اور اس میں اگر باطل ہے تو صرف اس کا مٹانا ضروری ہے۔ اس لئے ہم نے تجویز کیا ہے کہ پہلے مسیحی لوگوں کے لیکچروں کو صبر اور غور کے ساتھ سن کر ان باتوں کو دیکھ لیا جائے جو انہوں نے اسلام کے برخلاف لیکچروں میں کہی ہیں اور پھر ان کا جواب سلسلہ وار دیا جاوے۔ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (النحل:۱۲۶) ایک قرآنی ارشاد واجب الانقیاد ہے اس لئے ہم انشاء اللہ عنقریب بذریعہ اشتہار ثانی پبلک کو اطلاع دیں گے کہ مسیحی لیکچروں کے جواب میں جہاں تک ان کا تعلق اسلام سے ہے کب اور کس مقام پر اسلامی لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا جاوے گا۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

المشتہر

نورالدین از قادیان

۵ ردسمبر ۱۹۰۹ء

جماعت احمدیہ کے اصول

ایک سائل کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے تحریر فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے اصول مفصلہ ذیل ہیں۔

۱۔اللہ تعالیٰ ایک ہے اپنی ذات میں یکتا اپنی صفات میں بے ہمتا اپنی عبادت میں وحدہ لاشریک۔

۲۔اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو مختلف کاموں پر مقرر ہیں وہ آدمیوں کو نیک ترغیبیں دیتے رہتے ہیں۔

۳۔اللہ تعالیٰ کی سب کتابیں برحق ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔

۴۔اللہ تعالیٰ کے سب رسول ہیں جو اس نے بھیجے سب سچے تھے ہم کسی کا ان میں سے انکار نہیں کرسکتے۔

۵۔محمد رسول اللہ جو مکہ میں پیدا ہوئے اور جن کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا وہ خاتم النبیین اور ان کی کتاب قرآن کریم جامع کتب الٰہیہ ہے۔

۶۔تقدیر کا مسئلہ سچ ہے۔اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کو قبل اس کے پیدا کرنے کے جانتا۔نیکی و بدی دو چیزیں الگ الگ ہیں ہر ایک کو انسان علیحدہ علیحدہ دیکھ لے گا۔

۷۔بعد الموت قبر وحشر، پل صراط ،دوزخ اور بہشت کے حالات جو اللہ تعالیٰ نے الکتاب المجید میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے سب سچ ہیں اور مومن کے لئے ضروری ہے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، نیک اخلاق کے ادا کرنے اور بدیوں سے بچنے کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہے، مومن کے ہر ایک کام میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم نظر آوے اور طرح طرح سے مخلوق الٰہی کو نفع پہنچاوے۔ ہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کی خلاف ورزی ہرگز ہرگز نہ کرے کسی مذہب کے کسی بزرگ کو برا نہ کہے صحابہ کرام اور تابعین کا زمانہ بابرکت تھا ان میں جو ائمہ اور بزرگ مشہور ہیں ان کو خصوصیت سے برا نہ کہے۔استغفار، لاحول، درود شریف اور الحمد وظیفہ رکھو۔ والسلام

(الحکم جلد ۱۳ نمبر ۳۶، ۳۷ مورخہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۷، ۸)

مدرسہ کے طلبہ کو نصیحت

(۱۴؍جولائی ۱۹۰۹ء۔عصر)

تم جانتے ہو نہ ہمیں اپنی زندگی کا علم ہے نہ تمہیں اپنی واپسی کا۔ پس میں تمہیں مختصر نصیحت کرتا ہوں جو یہ ہے کہ

لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

جو کام کرو اس میں دیکھ لو کہ تمہارے نفس، خواہش، دنیا طلبی کا کتنا دخل ہے اور خدا کی رضا اور مخلوق کی شفقت کے خیال کا کتنا دخل ہے۔ پس تم اپنی خواہشوں کو خدا کی رضا کے مقابلہ میں کچھ نہ سمجھو۔ خدا کی رضا کا علم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ہوا ہے اس لئے قرآن شریف و احادیث پر اپنا عمل رکھو۔

تمہارے ماں باپ بھائیوں نے تمہاری تعلیم کے لئے بہت کچھ خرچ کیا ہے اگر تم تعلیم اسلام میں پختہ رہو گے تو یہ خرچ ٹھکانے لگے گا۔ ورنہ اگر تم انگریزی کے تمام حروف تہجی کے القاب حاصل کرلو گے۔ پھر اگر تمہارے ساتھ کلمہ کا اعتقاد نہیں تو پھر تمہارا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ پس ہماری آخری وصیت یہی ہے کہ لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر پکے رہو۔ جس ایقان کا عملی رنگ میں ظہور نمازوں کے ذریعے ہوتا ہے، پھر ماں باپ کے ادب سے، پھر بڑے بھائیوں کے ادب سے، پھر گھر کی بڑی بوڑھی عورتوں کے ادب سے۔

فضولیوں کی عادت مت ڈالو، جھوٹ نہ بولو، دغا، فریب، برائی، تکبّر، بدظنی نہ کرو۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اِیَّا کُمْ وَ الظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْث (صحیح بخاری کتاب الوصایا باب قول اللّٰہ تعالٰی من بعد و صیۃ یوحی بھا اودین)۔ نیک نمونہ بن کر دکھاؤ۔ خود پسندی اور خود رائی کے پاس تک نہ پھٹکو۔ گھر میں جاؤ تو تمہارے ماسٹروں کی تاکید ہے کہ چندہ جمع کر کے لاؤ۔ گو میں چندے کے معاملہ میں کسی اور رنگ کا آدمی ہوں۔ کیونکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ خدا مجھے روٹی دیتا کپڑا پہناتا اور خدا میرے خرچوں کا کفیل ہے اور پھر یہ آخری تاکید ہے کہ کسی کو لَا اِلٰـــــہَ اِلَّا اللّٰـہَ

سکھاؤ۔ لَئِنْ یَھْدِ ی اللّٰہُ بِکَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَیْرٌ لَّکَ مِنْ حَرِّا لنَّعَمِ (حلیة الاولیاء و طبقات الاصفیاء. النساء الصحابیات)۔اگر ایک جان بھی تجھ سے ہدایت پا گئی تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

ایک خط کا جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ا۔دو رکعت سنت فجر کی تاکید تمام روایت سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔بخاری کی کتاب الحج میں ایک حدیث حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے مزدلفہ میں باوجود جمع صلوٰتین کے مغرب کی سنتیں پڑھیں۔یہ سنن ہیں۔سفر میں موقع ملے تو پڑھ لیں وَاِلّا نہ پڑھیں کوئی مشکل معاملہ نہیں۔

۲۔مسافر مقیم کے پیچھے فرض کی اقتداء کرے تو سنن میں اس کو ایسا ہی اختیار ہے جیسے تنہائی میں اختیار ہے۔

۳۔دو وقت کا کھانا ایک روزہ کا فدیہ ہے۔

۴۔ضرورت اور مصلحت ہو تو دوا ذانیں اب بھی آپ دے سکتے ہیں۔مگر ایسا نہ ہو کہ لوگ دھوکہ میں پڑیں۔

۵۔وَمَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَیِّئَةً یَّکُنْ لَّهٗ کِفْلٌ مِّنْهَا (النساء:۸۶) سوء ایک خطرناک گناہ ہے اس میں سپارش سے بچو۔

نماز میں مزہ ایک شخص نے حضرت کو لکھا کہ نماز میں مزہ نہیں آتا اور آنکھ بند کر کے نماز پڑھوں یا نہ۔فرمایا

مزہ کوئی چیز نہیں جس کے لئے ہم مامور ہوں۔قرآن کریم یہ نہیں کہتا کہ مزہ اُڑاؤ۔آنکھ کھول کر نماز پڑھنا مسنون ہے۔انگریز حکام ہیں بعض انسان پر نہ اٹھنے سے ابتلا آتا ہے اور نہ اٹھنے سے ریا پیدا ہوسکتا ہے ہر مومن کو ضرور ہے کہ ہر ایک امر کا لحاظ رکھے۔یعنی انگریزوں کی تعظیم کے واسطے اٹھنا کیسا ہے؟

سب کو ساتھ ملاؤ ایک صاحب نے شکایت کی کہ وہاں کے لوگ مخالف ہیں ۔حضرت نے جواب میں فرمایا ۔ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرۃ:۲۵۰) ایک مومن دس کے مقابلہ میں ہوسکتا ہے۔ پس ۱۵۔۱۵۰ کے لئے کافی ہیں۔تم کوشش کرو کہ سب تمہارے ساتھ ہو جاویں۔ یہ بڑی آسان عمدہ بات ہے۔ فَاُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ. فَقَدْ فَازَ الْمُتَّقُوْنَ. وَاِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ۔

بدی کو کس طرح دور کرنا چاہیے ایک شخص کے خط کے جواب میں حضرت نے فرمایا۔ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ (المؤمنون:۹۷) ہٹاوے ایسی ترکیب سے کہ وہ خوبیاں رکھتی ہو ہر ایک بدی کو۔ بدی کو دور کرنے کے لئے عمدہ تدابیر کرتے رہو۔ مثلاً بدکار کے لئے دعا کرو جیسے انبیاء کرتے تھے۔قول موجہ اور دلائل قویہ سے ہر بدکار کو سمجھاؤ۔ اگر مناسب مفید ہو تو اس سے اعراض کرو۔ترک سلام کرو حتّٰی کہ مفید ہو تدابیر مناسبہ کے ساتھ۔ پیٹنا سزا دینا جیسے حدود سرقہ و زنا میں وارد ہے مقابلہ ہی دفاع بالحسنہ ہے۔ یہ عجیب در عجیب تدابیر سوچنا اور بدی کو دنیا سے یا کسی شخص سے یا قوم سے دور کرنا بڑے صابر و متقی............ کا کام ہے۔

کم ملنے والے لوگ ایک شخص نے ایک احمدی کی کسی مالی معاملہ میں شکایت کی۔حضرت نے جواب میں فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دولت مند آدمی پھر جو ملے بھی کم (بہت کم ملاقات کرے) اس کی میری مریدی پر مجھے تو کم اطمینان ہوتا ہے۔اکثر یہ لوگ اپنا خیال مقدم رکھ لیتے ہیں۔

فرشتے ایک شخص کے خط کا جواب حضرت نے لکھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فرشتوں کو اللہ تعالیٰ سکھاتا ہے اور وہ بحکم رحمٰن بندوں کو سکھاتے ہیں۔ بندہ فرشتوں سے بڑھ

جاتا ہے اور فرشتہ بندے کا خادم ہو جاتا ہے۔ عائشہ کی مجامعت کا کہیں ذکر نہیں صرف آپ کے گھر میں نو برس کی تھیں کہ آئیں۔ (البدر جلد ۹ نمبر ۸ مورخہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

لڑکیوں کو وراثت سوال۔ جو شخص لا ولد بلا رضا مندی جدیان وصیت جائیداد منقولہ وغیر منقولہ بنام دختر زندہ با اولاد جو اپنے گھر میں آباد ہو و دیگر دختر و داماد فوت شدہ کے پسران کے نام یعنی نواسگان کے نام کرے قرآن شریف میں خداوند کریم کا کیا حکم ہے؟

جواب از حضرت امیر المومنین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس زمانہ میں ورثہ کے متعلق مسئلہ پوچھنا میرے جیسے انسان کو تعجب میں ڈالتا ہے کیونکہ جس ضلع میں پہلے رہتا تھا وہ ضلع بنام شاہ پور مشہور ہے۔ وہاں لڑکیوں کو علی العموم خاندانی علماء تک کوئی حصہ وراثت کا نہیں دیتا۔ پھر جہاں لڑکیاں وارث ہی نہیں قرار دی جاویں وہاں لڑکیوں کا باپ زندگی میں بھی کچھ نہ دے تو ان لڑکیوں پر کس قدر ظلم ہوا۔ آپ کی اگر لڑکیاں ہیں تو آپ سوچ لیں۔

وارث کے حق میں شریعت اسلام وصیت کو ناجائز قرار دیتی ہے۔ مگر باپ بلا وصیت ان کو دے دے تو وہ جائز ہے۔ آپ اس معاملہ میں سوچ کر قدم رکھیں یہ زمین اور مال ساتھ نہ دے گا تم اکیلے معہ اپنے اعمال کے جواب دہ ہو گے۔ ہمیں تو یہ لوگ فتویٰ دیتے ہیں اور خود لڑکیوں کو وراثت دینے میں قرآن کریم کے مخالف ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے۔ آمین

والسلام

نورالدین

مورخہ ۱۴ر اگست ۱۹۰۹ء

آنہ فنڈ ایک صاحب نے دریافت کیا کہ آجکل گورنمنٹ نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ ملازمین سے ایک آنہ فی روپیہ تنخواہ سے ماہ بماہ کاٹا جاوے پھر سود ساتھ ملا کر اکٹھا دیا جاوے تو کہ لوگ مالی مشکلات

سے بچے رہیں۔ کیا اس کا لینا دینا جائز ہے؟

حضرت امیر المومنین نے فرمایا۔ گورنمنٹ اپنے قواعد میں تمہارے ماتحت نہیں۔ جو کاٹے کٹواؤ۔ پھر جو دیوے لے لو۔

کیا پاؤں کا دھونا ضروری ہے حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔

قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے۔

اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ (المائدة:۷)۔

ارجلکم یقرہ بالنصب کیونکہ یہ **معطوف علی الوجوہ وال یدی الی فاغسلوا وجوھکم و ایدیکم ارجلکم** اس طور کا عطف عربی میں بلا کسی خلاف کے جائز رکھا ہے اور سنت نبوی نے اس کی توضیح کر دی ہے کہ وضو کے ساتھ پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ اور بعض روایات میں **ارجلکم** میں لام پر ضمہ بھی پڑا ہے اور مبتدا بنا کر اس کی خبر محذوف نکالی ہے۔ مغسولہ مگر یہ قراءت شاذ ہے۔ اور جر کے ساتھ بھی اکثر قراءت ہیں۔ اس میں دو وجہیں ہیں۔ **ارجلکم** کو معطوف علی الرؤس بنایا ہے اعراب میں اور حکم مختلف ہے۔ رؤس ممسوحہ ہیں اور رجل مغسولہ ہیں ایسے اعراب کو **اعراب الجوار** کہتے ہیں۔ یہ عربی کثرت سے ہے کوئی منع نہیں اور قرآن کریم میں بھی کثرت سے واقع ہے۔

عدت کے اندر نکاح کا ولیمہ ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک بیوہ سیدانی کے ساتھ جس کا کوئی بچہ بچی نہیں ہے عدت کے اندر ہی نکاح کر لیا ہے۔ جماعت احمدی اسے منع کرتی تھی کہ عدت کے دن گزرنے کے بعد شادی کرنی۔ اس لئے جماعت اس نکاح میں شریک نہیں ہوئی اور اُسے یہ خوف ہوا کہ عدت گزرنے پر کسی اور سے شادی نہ ہو جاوے کیونکہ کئی شخص کوشش کر رہے تھے اب وہ شخص سید مجھے کہتا ہے کہ اگر آپ کھائیں تو میں ولیمہ کھلاؤں۔ میں نے کہا کہ مجھے آپ کے ولیمہ کھانے میں تامل ہے کیونکہ آپ نے عدت کے اندر نکاح کر لیا ہے۔

پھر اُس نے کہا کہ حضرت سے دریافت کرلیا جاوے۔اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عدت کے اندر نکاح کرنا زنا ہے۔آپ لوگ ہرگز ہرگز ایسے گندے ولیمہ میں شریک نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم فرماوے۔آمین

نورالدین

غیر احمدیوں سے چندہ لینا اوران کو دینا ایک صاحب نے دریافت کیا کہ غیر احمدی لوگ اگر کسی دینی دنیوی عام خیر خواہی کے کام میں چندہ مانگیں تو ان کو دیا جاوے یا نہ دیا جاوے؟

حضرت نے جواب میں لکھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ سے بدل کہتا ہوں کہ ایسے چندے پسند کرتا ہوں بشرطیکہ چندے لینے والے اپنا منصبی فرض ادا کریں ۔لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ (الممتحنة:۹)۔

ممتحنہ پارہ ۲۸ صریح ارشاد ہے اس پر غور کرلو اور غور کرو یہاں میر ناصر نواب شفا خانہ مسجد وغیرہ کے لئے کفار سے بھی چندہ لیتے ہیں ۔پس کوئی بھی چندہ دے تو لے لو انکار مت کرو۔ ہاں ابتلا سے بچو۔

نورالدین

۲۳/جولائی ۱۹۰۹ء

(البدر جلد ۹ نمبر ۸ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۶)

ایک قانون دان فلاسفر کے چند سوالات کے جوابات

سوالات

۱۔کیا کوئی غیر مسلم فرمانروا اپنی مسلمان رعایا کے لیے وضع قانون کر سکتا ہے؟

۲۔کیا کوئی غیر مسلم جج از روئے قانون اسلامی مسلمانوں کے مقدمات فیصل کر سکتا ہے؟ کیا تاریخ اسلامی میں کسی ایسے غیر مسلم جج کی نظیر موجود ہے جو بحیثیت عہدہ مسلمانوں کے مقدمات فیصل کرتا ہو۔

۳۔کیا مسلمان ہونے کے لئے شرع محمدی کی پابندی لازمی ہے؟ اگر ہے تو ان مسلمان قوموں کی نسبت کیا حکم ہے جن کے معاملات زیادہ تر رواج سے فیصل پاتے ہیں اور جو خود اپنے آپ کو رواج کا پابند ظاہر کرتی ہیں۔

۴۔مسلمانوں کا ضابطہ تعزیری قریباً قریباً بالکل معطل ہے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دیگر اسلامی ممالک میں بھی۔ کیا اس ضابطہ کی پابندی ضروری ہے؟ اگر ہے تو جو مسلمان اس کے پابند نہیں خود اس وجہ سے کہ وہ کسی غیر مسلم بادشاہ کے محکوم ہیں جو اس ضابطہ کا پابند نہیں ہے؟ یا کسی اور وجہ سے ان کے اسلام کی نسبت کیا حکم ہے؟

جواب

مکرم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار مختصر نویس ہے پس میری کمزوری کو مدّنظر رکھیں اور قبل اس کے کہ میں اصل سوالوں کا جواب دوں چند مختصر سے اصول عرض کرتا ہوں جو غالباً کسی اور ثبوت کے علاوہ مذکور ثبوت کے محتاج نہیں اگر ان میں کوئی قابل ہو تو بلا تردد آپ مجھے آگاہ کریں۔

۱۔قرآن کریم ایک کافی کتاب ہے اس کا ثبوت اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ (العنکبوت:۵۲)۔

۲۔قرآن مجید مشاہدہ وتجارب صحیحہ وعقل صریح غیر مشوب بوہم ونقل وصحیح اور فطرت سلیمہ کے خلاف ہرگز نہیں فرماتا۔(ثبوت لَا یَأْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ (حٰمٓ السجدة:۴۳) اور بار بار اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ (یٰسٓ:۶۹) اور بار بار اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (القصص:۷۳))۔

۳۔قرآن شریف فرماتا ہے کہ ایمان بڑھتا ہے اور بتدریج ترقی کرتا ہے۔ثبوت فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (الرّوم:۳۱) زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا (الأنفال:۳)۔

۴۔قرآن کریم مذاہب مختلفہ کو باہمہ اختلاف تباہ کرنا نہیں چاہتا بلکہ قائم رکھنا چاہتا ہے ثبوت (۱) لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ (البقرة:۲۵۷) ۔(۲) اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰی یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (یونس:۱۰۰) ۔ (۳) وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَی الْهُدٰی فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ (الأنعام:۳۶) وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ (الحج:۴۱) وَلْیَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِیْلِ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْهِ (المآئدة :۴۸)۔وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ وَّ هُمْ یَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ (البقرة :۱۱۴) یہاں لَا یَعْلَمُوْنَ قابل غور ہے۔

۵۔قرآن فساد فی الارض کو بہت ناپسند کرتا ہے۔وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ (البقرة:۲۰۶)۔ ثبوت وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ (البقرة:۶۱) وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ (الأعراف:۵۷) وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (البقرة :۱۹۱) وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ یَكُوْنَ الدِّیْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (الأنفال:۴۰) جیسا کسی کا ظاہر ہوا ایسا ہی باطن ہو دیندار پورا دیندار ہو سکے۔

ان قوانین کے لئے بطور اصل الاصول مختصر سامان قرآن کریم میں ہے۔تفصیل کو اطاعت اولی الامر کے نیچے رکھا ہوا ہے اور اسی پر صحابہ سے لے کر آج تک عمل درآمد اسلامیوں کا ہے۔ہر ایک

مسلمان کے لئے اطاعت اللہ اوراطاعت الرسول و اطاعت اولی الامر ضروری۔ اگر اولی الامر صریح مخالفت فرمان الٰہی اور فرمانِ نبوی کی کرے تو بقدر برداشت مسلمان اپنی شخصی و ذاتی معاملات میں اولی الامر کا حکم نہ مانے یا اس کا ملک چھوڑ دے ۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (النِّسآء:٦٠) صاف نص ہے۔اولی الامر میں حکام وسلطان اوّل ہیں اور علماء وحکماء دوم درجہ پر ہیں۔

میں نے سابق ذکر کیا ہے کہ ایمان کا ادنیٰ مرتبہ اوراس کے اوپر ایمان قسم قسم کی ترقی کرتا ہے اس لئے جولوگ صرف لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہ کہتے ہیں اوردل سے مانتے ہیں وہ ایک حد کے مسلمان ہیں اور جو لوگ نماز کے پابند ہیں وہ ان سے بڑھے۔اور جوزکوٰۃ وروزہ وحج کے بھی پابند ہوئے وہ اور بڑھے علیٰ ھذا ۔اللہ تعالیٰ بھی علی المومن ہے کیونکہ المومن المھیمن نص قرآنی ہے۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبارک بھی جبرائیل اور خلفائے راشدین اور تابعین اور آپ بھی کیا سب مساوی الایمان نہیں اور ہرگز نہیں ہاں اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ (البقـرۃ:٨٦) والوں کے لئے یہ سزا ہے جیسے فرمایا۔ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ (البقرۃ:٨٦) آپ مسلمانوں کو دیکھ لو۔لڑکیوں کے حِصّے نہ دیئے وہاں خلاف ورزی پر عـذاباً مُّھِیْنًا موجود ہے اور یہاں ہم مشاہدہ کرتے ہیں مسلمانوں کے لئے بھی وہی ضرورتیں ہیں جو سارے جہاں کے لئے قدرت نے رکھی ہیں۔مسلمانوں کے لئے وہی سامان انجاح مرام کے لئے لابد ہیں جو تمام مخلوق کے لئے لابد ہیں۔الٰہی فضل کو کوئی اگر ایک شخص اکیلا رہ کر حاصل کرنا چاہے تو صرف وہی فضل لے سکتا ہے جو اکیلے انسان کے لئے ہیں مثلاً ایک شخص حسد،طمع اور کسل کو اگر ترک کر دے تو تارک طمع وتارک حسد وتارک کسل کے لئے وہ صرف انعامات مل سکیں گے جو ان رذائل کے ترک کے لئے وابستہ ہیں۔

اگر تہجد گزار پابند صوم وصلوٰۃ تارک رذائل مذکورہ شادی نہ کر کے تندرست بی بی حاصل نہ کر کے اولاد کا طالب ہو تو اسے اولاد ہرگز نہ ملے گی۔ پھر اگر تندرست آدمی تندرست بی بی سے تعلق پیدا

کر لے تو گو وہ صلوٰۃ وصوم وتہجد کا تارک ہو ہر ایک قسم کے طمع، حسد، کسل کا مرتکب ہو اولاد سے متمتع ہوگا۔ اسی طرح برادری میں عزت واکرام اور ملک کے اقوام میں اعزاز واحترام اور حکام کے حضور قابلِ انعام وہی ہے جو ان قواعد واحکام کی پیروی کرے جن سے یہ مرادیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

مکرم من! ہزاروں امور قومی سلطنت، قومی حکومت کے ساتھ وابستہ ہیں جب تک وہ نہ ہو ہرگز ہرگز صوم وصلوٰۃ سے پورے نہیں ہو سکتے۔

مثلاً...... چوری کی سزا، زانی کی سزا، ڈاکہ مارنے والے، مرتد کی سزا وغیرہ یہ امور سلطنت کے ساتھ وابستہ ہیں مثلاً ایک نمازی کا ہاتھ کہنی تک کٹ گیا تو اب کیا وضو کے وقت اس کا ہاتھ جو کٹ گیا ہے دھونا ضروری ہے؟ ہرگز نہیں۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرۃ :۲۸۷)۔

تعزیری احکام کے ہم ذمہ وار نہیں ہو سکتے قرآن شریف میں اس کی نظیر آپ دیکھیں۔ حضرت یوسفؑ نبی ہیں ان کی اقتدا بھی ہمیں کرنا ہے۔ ان کے بیان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ (یوسف:۷۷) یہاں صرف ذکر ہے کہ یوسف علیہ السلام قانون سلطنت فراعنہ مصر کے ماتحت تھے جناب یوسف علیہ السلام اس قانون کی خلاف ورزی نہ کر سکتے تھے اور نہ کرتے تھے مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ کا فقرہ قابلِ توجہ ہے۔

پس کیسا ظاہر ہے کہ ایک مسلمان پولیس مین کو کس طرح پابندی قوانین گورنمنٹ کی ضروری ہے۔ عام اہل اسلام عدم سلطنت کے وقت احکام سلطنت اسلام کے ہرگز ذمہ وار نہیں یہ تکلیف مالا یطاق ہے۔ ہاں سلطنت اسلام کے ہوتے وقت اگر حکومت قرآن شریف واحادیث صحیحہ یا فتویٰ ائمہ کے خلاف کرے تو اس کے لئے وہی احکام ہیں جو سلطان ترک اور خلیفہ عباسیہ اور امیر ہسپانیہ کے لئے ترک حج اور ایک مولوی صاحب کے ترک زکوٰۃ اور عامۃ اہل اسلام خصوصاً فقرا اہل تکیہ کے لئے ترک صوم صلوٰۃ یا عام نوجوانانِ گورنمنٹ گریجوایٹ کی بیبا کی کے احکام ہیں بلکہ یوں کہیے کہ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ (النّسآء:۹۴) اور قَتْلُ الْمُؤْمِنِيْنَ كُفْرٌ کی نص کے بعد

دلاورانِ علی مرتضیٰ اور بہادرانِ امیر معاویہ کے لئے فتویٰ ہوسکتا ہے۔

۷۔قرآن کریم کے رو سے تعامل اہل اسلام جیسے مثبت احکام ہے اس کے تواتر سے ہم نے مشترکہ حصہ صوم وصلوٰۃ اور حج کو ضروری اور لابدی سمجھا ایسا ہی اس کے خلاف کو ہم بُرا یقین کرتے ہیں۔

اب ان چند مختصر عرائض کے بعد گزارش ہے کہ غیر مسلم فرمانروائے مسلمان نہیں اور نہ قواعد اسلام کا پابند ہے۔ پس اس کو اپنی رعایا کے لئے قوانین بنانے سے کون روک سکتا ہے۔

ا۔ایسے فرمانروائے قانون بنا سکتے کیا بناتے ہیں۔ یہ واقع و مشاہدہ اس کو کون باطل کرسکتا ہے۔ پھر صحابہ کرام حبشہ کو ہجرت کر کے عیسائی بل مسیحی سلطنت کے ماتحت رہے۔ کبھی نہ کہا کہ ہمارے لئے آپ کے قواعد کی پابندی ضروری نہیں۔ وہ صحابہ کرام اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظّمہ میں تیرہ برس رہے۔ قوانین شہر کے رو سے صد ہابُت مسجد مکہ میں تھے اور آپ وہاں وحدہ لاشریک کی عبادت باہمہ موجودگی اصنام فرمایا کرتے مگر خلاف ورزی کسی ایسے قانون کی نہ کی جو آپ کے بالکل خلاف تھا۔ آخر ان کے قوانین سے جب تنگ آ گئے تو اس شہر کو چھوڑ دیا بلکہ حبشہ کے مہاجروں سے ایک نے شراب خوری کی اور آخر مسیحی ہوگیا مگر ان مسلمانوں نے اس کو اپنے قوانین کے نیچے نہ کیا۔

اصل سرّ ہجرت کا یہی ہے کہ حبشہ کی ہجرت کو ہم مذہبی طور پر مسیحی سلاطین کی ماتحتی کا ایما جانتے ہیں اور کس طرح اس سلطنت کے ماتحت اس میں مسلمانوں کو رہنا چاہیے اس کے لئے سبق اعتقاد کرتے ہیں کہ ہاں اگر مسلمان ایسے تنگ کئے جاویں جیسے کہ مکہ میں کئے گئے تو ان کے لئے یہاں زیادہ امن کی جگہ یقین کر کے ہجرت کرنا ہوگا۔ یہی طریق انبیاء کا ہے جن کی اقتداء کا پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہوا فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الأنعام:۹۱)۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے حضور درخواست دی اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ (طٰہٰ:۴۸) یہی آخری علاج تکالیف کا ہے نہ عذر بلکہ اگر ہم غور سے دیکھیں تو مکہ معظّمہ کی حکومت قریباً سکھوں کی سی حکومت تھی اور ابتداءً مدینہ طیّبہ کی حکومت جمہوری تھی۔

۲۔غیر مسلم جج جب فرمانروا کی طرف سے ہے تو حقیقۃً فرمانروا ہی جج ہے اور اگر فرمانروا کی

طرف سے نہیں بلکہ پنچائتی طور پر ہے تو یہی جائز ہے۔ اگر ضرورت پڑے آپ غور فرماویں۔ حضرت یوسفؑ جس بجن نے بضرورت، بادشاہ کو خود منصف اپنے اس معاملہ کا فرمایا جس کے ماتحت بھیجنے والے تھے اور صاف فرمایا۔ اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِىْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ اِنَّ رَبِّىْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ (یوسف:۵۱)۔

۳۔شرع محمدی نام ہے قرآنی احکام[1]، نبوی[2] فیصلہ، خلفائے راشدین[3]، صحابہ[4] کے عملدرآمد بلکہ ائمہ دین مثلاً ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد، زفر، حسن وغیرہ کے فیصلہ ہا کا۔آپ غور کریں فتاویٰ عالمگیری، قاضی خان بلکہ ہدایہ کے مقدمات دیوانی وفوجداری اور کل قوانین مناسب وہاں یکے از ہزار بھی قرآن وحدیث کا ذکر نہیں آتا۔میونسپلٹی اور سیاست مدینہ کے قواعد کو چھانا جاوے تو غالباً سارا کا سارا عرف پر مبنی ہے اور فوجی قوانین پر تو خاص کتاب مسلمانوں کی میں نے نہیں دیکھی ممکن ہے کہ ہو مگر مجھے یقین ہے کہ اس میں قرآن وحدیث کا ذکر بطور تبرک ہو تو ہو ائمہ دین مثلاً ابوحنیفہ، شافعی، مالک، احمد حنبل، بخاری کا ذکر بھی انشاء اللہ تعالیٰ نہ ہوگا ان سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ان امور میں آزادی وقتی ضرورت عرف سے کام لیا گیا ہے۔ (الحکم جلد ۱۳ نمبر ۳۸ مورخہ ۲۱ /دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۲ تا ۴)

مکتوبات خلیفۃ المسیح

(۱) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کسی عورت کا اپنے شوہر سے پہلی عورت کا طلاق شرط کرنا عام طور پر شرع اسلام میں ناپسند ہے خاص طور پر فطرتاً جب ایک عورت دوسری بی بی کو پسند نہ کر سکے تو اس عورت کو اختیار ہے خود طلاق لے لے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ خدا کے بندے ہو کے رسول کی اُمت ہو کر لوگ زنا، جھوٹ، شراب خوری، فریب اور دغا سے باز نہیں آتے۔ احمدی کیونکران کو روک سکتا ہے۔ میرے نزدیک تو ایسے معاہدات سرے سے برے ہیں احمدی کرے یا غیر احمدی کرے۔ نام سے کیا بنتا ہے جب کام اچھے نہ ہوں۔

والسلام

نورالدین

۱۳؍اپریل ۱۹۰۹ء

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وضو کی آیت کریمہ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (المائدۃ:۷) پر عملدرآمد کرنا فرض الٰہیہ سے ہے اور حدیث شریف پر عمل درآمد کرنا اس سے کم پایہ پر سنت اور مستحب ہے۔

حدیث کے حکم کے مطابق ابتداء وضو میں ہاتھ دھونا اور آیت کے رو سے پہلے منہ کا دھونا اور ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا اور پاؤں کا ٹخنوں تک ملنا اور دھونا اور حدیث کے رو سے پاؤں پر پانی تین بار ڈالنا ثابت ہے۔

شیعہ لوگ بھی الفاظ قرآنی پر زیادتی کرتے ہیں جیسے کہ ابتدائے وضو میں ہاتھ دھوتے ہیں اور سر کے مسح کے واسطے پانی لیتے ہیں اور بعض وضو سے پہلے پاؤں دھو لیتے ہیں حالانکہ یہ سب قرآن شریف کے الفاظ پر زیادتی ہے۔ آپ ان سے پوچھیں کہ پہلے پہل ہاتھ آیت میں کہاں ہیں

اور سر کے مسح کے لئے پانی سے ہاتھ تر کرنا اور مسح پاؤں کے لئے ہاتھ تر کرنا کہاں ہے۔آپ میری بات پر غور فرماویں۔

نورالدین

۲۰/اپریل

(۳)السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حکم حاکم کے تابع ہوتا ہے اور علم معلوم کے تابع۔ جناب الٰہی کا علم بتاتا ہے کہ فرعون اور ابوجہل باوجود طاقت اور استطاعت کے جناب موسیٰؑ اور خاتم النبیین کا انکار کریں گے۔ پس وہ سزا کے قابل ہیں۔آپ اگر تکلیف فرما کر ایک بار مجھ سے مل سکیں تو آپ کو بہ تفصیل عرض کروں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منکر بھی ایسے بہت ہیں جو جان و مال کو صرف الٰہی رضامندی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ ہزاروں عیسائی، یہودی اور ہندو ایسے موجود ہیں آپ ان کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں۔

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

کا معاملہ نہ فرماویں۔

والسلام

۲۶/جون ۱۹۰۹ء

....

(۱) تو بہ اگر توبہ کریں تو توبہ ہمیشہ قبول ہے۔

(۲) نماز میں ہاتھ باندھنا چھاتی سینہ پر ہاتھ باندھنا صرف مسنون یا مستحب ہے اور یہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریمؐ سینہ پر ہاتھ باندھتے تھے اور آثار میں یہ بھی آیا ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے تھے۔

(۳) بوجہ ملازمت سفر نماز نماز آپ پوری پڑھا کریں۔(سوال یہ تھا کہ مجھے ہمیشہ ریل میں بوجہ ملازمت سفر رہتا ہے)

(۴) جرابوں پر مسح جرابوں پر مسح جائز ہے۔

(البدر جلد ۹ نمبر ۱۱۔مورخہ ۶؍جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۳)

سوالات کے جوابات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۔سنتیں اور نفل روزانہ شرع اسلام میں موجود ہیں۔دو سنتیں فجر کی نماز سے پہلے، چار سنتیں ظہر سے پہلے، دو سنت دو نفل ظہر کے بعد، چار سنت عصر سے پہلے، دو سنت مغرب کے بعد، دو سنت دو نفل عشاء کے بعد، آٹھ رکعت تہجد، تین وتر ہر روز ثابت ہیں۔یہی میری تحقیق ہے۔اس کے سوائے تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو......اشراق ہے۔

۲۔وتروں کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھنا سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔

۳۔زبان سے نیت نماز کی اسلام میں ثابت نہیں ہاں حج میں آئی ہے۔

۴۔جو شخص سو جاوے یا بھول جاوے وہ جب جاگے یا جب اس کو یاد آ جاوے اس وقت نماز پڑھ لے اس کے لئے وہی وقت ہے۔

۵۔عشاء کے بعد سو کر اٹھنے سے تہجد کا وقت شروع ہوتا ہے۔

۶۔قبل نماز مغرب بعض صحابہ نے دو رکعت پڑھی ہیں۔

۷۔ممانی کے ساتھ نکاح جائز ہے۔

۸۔مردوں کو بال لمبے بڑھانے کے متعلق کوئی ممانعت شرعاً نہیں۔

ہاں نبی کریم ﷺ نے شانہ تک گاہے بال بڑھائے ہیں۔

۹۔پیلو کی جڑھ (کا مسواک) عرصہ تک کرنا ممنوع نہیں۔

۱۰۔سر کو ہمیشہ منڈوانا شرعاً ثابت نہیں۔

۱۱۔میت کو ثواب و دعا ضرور پہنچتا ہے۔

۱۲۔قرآن کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔

۱۳۔عصر و مغرب کے درمیان خود رسول اللہ ﷺ نے کھانا کھایا ہے۔

۱۴۔قرآن کو ہاتھ بلا وضو جائز ہے۔

۱۵۔طلوع اور غروب کے وقت نماز پڑھنا شرعاً ممنوع ہے۔اگر نماز پڑھتے ہوئے سورج طلوع کرے یا غروب ہو جاوے تو اگر نمازی نے ایک رکعت پڑھ لی ہو تو اس کی نماز ہو جاتی ہے۔

۱۶۔بعد فراغ، دعا ہاتھ اٹھا کر مانگنا منع نہیں۔

۱۷۔جو شخص تیسری رکعت میں مغرب کے وقت ملے وہ دو رکعت پڑھ کر التحیات کو بیٹھے۔

۱۸۔ایک کپڑے میں نماز جائز ہے۔مگر بہتر ہے کہ زینت کو ساتھ رکھے۔

۱۹۔حمائل پہننے سے ریح خارج ہو تو گناہ نہیں۔

۲۰۔تحیۃ الوضو ضروری نہیں۔

۲۱۔ہاتھ سینہ پر اور ناف کے نیچے دونوں طرح جائز ہیں۔

۲۲۔شب رات کی عید، گیارہویں، بارہ وفات، محرم کے معاملات موجود شرع اسلام میں ثابت نہیں۔

۲۳۔رسول کریمؐ ہمیشہ سحری کھاتے تھے۔

۲۴۔نماز میں روحانی، جسمانی، دنیوی، دینی سب دعائیں جائز ہیں۔

۲۵۔بٹن لگانا ہی بہتر ہے۔

۲۶۔لوگوں کا مسجد میں بیٹھ کر پھر اٹھ کر نماز پڑھنا، دائیں بائیں نماز کے بعد ہونا کوئی امر نہیں۔

۲۷۔دھوتی سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

۲۸۔ہاتھ سے قرآن کریم گر جاوے تو کوئی گناہ نہیں۔

۲۹۔بے جا اپنی جان پر کوئی تشدد کرنا جس کا ثبوت شرع میں نہیں رہبانیت ہے۔

۳۰۔فرضوں میں بعد فاتحہ کے سورۃ کا پڑھنا ممنوع نہیں۔

جواب

۱۔نابالغ کی طلاق ہرگز نہیں ہوسکتی۔

۲۔جو خاوند بی بی کو نان ونفقہ نہ دے میری تحقیق میں اس کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے۔

۳۔کوئی نکاح بدوں رضامندی لڑکی اور اس کے وارث کے میرے نزدیک شرعاً اسلام میں جائز نہیں۔میری تحقیق میں عورت ’’ولی‘‘ نہیں ہوسکتی۔

....

حضرت ابوبکر افضل ہیں یا حضرت مرزا صاحب

کسی شخص نے حضرت امیر المومنین سے دریافت کیا کہ حضرت ابوبکر افضل ہیں یا ہمارے حضرت مرزا صاحب۔آپ نے ایسے سوالات پر ایک پر جوش تقریر فرمائی جس کا خلاصہ میرے اپنے الفاظ میں یہ ہے کہ

ایسے سوالات سے جو نہ انسان کو دنیا میں مفید ہوں نہ عاقبت میں پرہیز چاہیے۔مسلمانوں میں بہت سی بیہودہ بحثیں ہوتی رہتی ہیں۔مثلاً حضرت موسیٰ کا عصا،حضرت نوح کی کشتی کس لکڑی کی تھی۔ اصحاب کہف کے کتے کا کیا رنگ تھا۔حضرت نوح کے بیٹے،حضرت موسیٰ کی والدہ کا کیا نام تھا۔ خاتون جنت کا درجہ بڑا ہے یا حضرت مریم کا۔اس طرح امّ المومنین خدیجہ و عائشہ اور خاتون جنت میں سے کس کا درجہ بڑا ہے۔اس فضیلت کی بحث میں سے ایک بحث ہے حضرت ابوبکرؓ کے مدارج کی جس پر تیرہ سو برس سے کتابیں لکھی جارہی ہیں بلکہ کشت وخون تک نوبت پہنچی ہے اور کچھ فیصلہ نہیں ہوا۔میں نے ایک خواب دیکھا جو یقیناً سچا ہے۔وہ یہ کہ حضرت علیؓ سے میں نے مسئلہ فضیلت دریافت کیا۔تو انہوں نے فرمایا کہ فضیلت انسان کی ان باتوں پر موقوف ہے جو دل کو جناب الٰہی سے تعلق ہے۔اب اس تعلق کی خبر سوائے حضرت حق سبحانہ کے اور کس کو ہوسکتی ہے۔ہمیں کیا ضرورت ہے اور کون سی مجبوری پیش آئی ہے کہ ان سوالات پر بحث کریں۔

یہ خلاصہ ہے اس لئے شائع کرتا ہوں کہ تا بیرون جات کے احمدی بھی ایسے سوالات پر بحث کرنے سے پرہیز کریں۔

....

رضا بقضا فرمایا۔لقمان حکیم جس کے ملازم تھے وہ آقا جب کوئی چیز کھانے لگتا تو وہ حضرت لقمان کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیتا۔ایک دفعہ چند خربوزے تھے جو آقا کو بہت خوشنما معلوم ہوئے۔اس نے لقمان کو بلایا اور خود خربوزہ چیر کر لقمان کو کھانے کے لئے دیا۔لقمان نے بہت ہی شوق اور محبت سے کھایا حالانکہ وہ سخت ہی کڑوا تھا۔آقا نے یہ دیکھ کر کہ لقمان بہت شوق سے کھا رہا ہے دوسرا خربوزہ بھی چیر دیا۔مگر جب خود چکھا تو تعجب سے پوچھا کہ لقمان! یہ تو بڑا کڑوا ہے۔حضرت لقمان نے کہا۔حضور اتنی مدت میں آپ کے ہاتھ سے شیرینی کھاتا رہا ہوں اگر ایک دفعہ کی تلخی پر شکایت کروں تو بہت ہی بری بات ہے۔

انسان پر جب کوئی مصیبت آئے تو گھبرائے نہیں اور بے صبری کے کلمات منہ سے نہ نکالے اور یہ خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کیا کیا احسانات و انعامات کئے ہیں کیا ہوا اگر ہماری اصلاح کے لئے کبھی کوئی تلخی بھی بھیج دے۔

(البدر جلد ۹ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۳؍جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۳)

مکتوبات امیر المومنین

عزیز من! ذرا آپ ایک طرف اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (المؤمن:۵۲) اور اس قسم کی آیات کو مطالعہ فرماویں اور دوسری طرف نبی کریم ﷺ کی محنتیں، دعائیں، وعظ ملاحظہ کریں اور تیسری طرف شیعہ سے دریافت کریں کہ نبی کریمؐ سے فائدہ کی بجائے نقصان ہی نقصان ہوا ابوجہل وغیرہ تو کافر ہی تھے۔ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور کل صحابہ و ازواج بھی کافر مرتد

ہی رہے اوران کے اتباع بھی کافر ہی ہیں۔رہے حضرت مرتضٰی وہ تو ازل سے ماں کے پیٹ میں ہی کامل پیدا ہوئے۔سلمان، ابوذر، مقداد صرف آپ کی صحبت سے کسی قدر اسلام میں آئے۔تو اب شیعہ مصنف وواعظ وذاکر،سوزخوان کیا نبی کریمؐ سے زیادہ موثر ثابت ہو سکتے ہیں۔میں نے بعض وقت پوچھا ہے کہ نبی کریم کے وجود سے ۲۳ برس میں کوئی متاثر نہ ہوا تو کیا تم آپ سے زیادہ مفید بن سکتے ہو۔وہ رحمت للعالمین کیونکر ہوئے۔اصول شیعہ کے خلاف کیا کہ ذی النورین کو بدکار کہا۔معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور سول جان بوجھ کر مکاری بدی کراتے ہیں۔نَعُوذُبا للّٰہِ مِنْ ھٰذِہِ الْخَرَافَات ۔شیعہ مترجم ومفسر تو يَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ (البقرة:١٦) کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔اللہ ڈھیل اور مدد دیتا ہے حالانکہ وہ طغیان میں اندھے رہتے ہیں۔مطلب یہ کہ ہم تو فضل سے مہلت دیتے ہیں اور یہ طغیان کرتے ہیں۔

مد طغیان کے حدود کو اللہ تعالیٰ ہی جانے بندے اس کی حد بندی نہیں کر سکتے۔

ائمہ اثنا عشر من قریش حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، مرتضٰیؓ، حسنؓ، معاویہؓ، عبدالملک، عبدالملک کے چار بیٹے، عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں۔ نبی کریمؐ کی بشارت کا منشاء تھا کہ بارہ خلفاء کے زمانہ میں شوکت اسلام قائم رہے گی۔سلطنت میں تفرقہ نہ ہوگا۔قرآن کریم اوراس کے بعد حکماء کے اقوال سے ثابت ہوا ہے کہ ہر ایک سوال کا جواب دینا مناسب نہیں۔مگر آپ کی خاطر بھی عجیب ہے کہ تمام سوالوں کا جواب دینے لگ گیا۔اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرماوے۔

<u>نقباء</u> اسعد بن[1] زرارہ۔عوف بن[2] الحارث۔معاذ بن[3] عفراء، ذکوان بن[4] عبدالقیس، رافع بن[5] مالک، عبادہ بن[6] الصامت، عباس بن[7] عبادہ، یزید بن[8] ثعلبہ، عقبہ بن[9] عامر، قطبہ بن[10] عامر یہ دس قوم خزرج میں سے تھے۔ابوالہیثم[11] ابن تیہان ۔عویم بن[12] ساعدہ یہ دو اوس سے ہیں۔اور یہ نقباء وہ ہیں جنہوں نے لیلۃ العقبہ میں مدینہ سے مکہ میں آ کر آپ سے بیعت کی۔

شیعہ کی مسلّم تاریخ ناسخ التواریخ اوراَور تواریخ میں لکھا ہے کہ حضرت داوٗد علیہ السلام کی اولاد

بہت تھی منجملہ ان کے میں چند نام اسی ناسخ التواریخ سے لکھتا ہوں۔

ساموع[۱]۔ ساخوب[۲]۔ ناثان[۳]۔ سلیمان[۴]۔ یوحنا[۵]۔ بار[۶]۔ الیشع[۷]۔ بغاح[۸]۔ بقع[۹]۔ الیسع[۱۰]۔ الیدع[۱۱]۔ ایفسلط[۱۲] وغیرہ وغیرہ۔ پھر عجب بات ہے کہ تمام اولاد میں صرف سلیمان وارث داؤد ہوئے۔ یہ امر تو ثابت کرتا ہے کہ انبیاء کا ورثہ دنیوی رنگ کا نہیں تھا۔ اب ہم وارث سلیمان داؤد جو قابل غور ہے اس پر غور کرتے ہیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ وَالٰـــی رکوع والے ورثہ کو دل میں نگاہ رکھ کر ابتداء سورۃ کے غور کریں تو ان تمام یا اکثر احکام میں نبی کریم ﷺ کو آپ شریک نہ پائیں گے۔

علاوہ بریں سورہ حشر میں فدک وغیرہ کا ذکر موجود ہے۔ وہاں ممانعت کر دی ہے کہ مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ (الحشر:۷) کا کوئی وارث نہیں۔ بلکہ اس کے اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ اس مال سے متمتع بھی نہیں ہو سکتے ہاں سنی نفع اٹھا سکتے ہیں۔ آپ غور کریں وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (الحشر:۱۱)۔ یہ شیعہ تو اکثر ائمہ کے اولاد کو اور ان کے بھائیوں کو بھی مثلاً زین بن علی بن حسین اور اسماعیل بن جعفر اور ایک جعفر کو اور اولاد امام حسن کو کیا یقین کرتے ہیں۔ بلکہ ان کے متاخرین نے تو حد کر دی ہے کہ حسن مثنیٰ کو لا ولد قرار دے دیا۔ اس طرح تمام مدعیان حسنی سیادت کو کاذب قرار دے دیا۔ اور ادھر حسینی سادات مغرب ومکہ نے کہہ دیا کہ جناب حسین علیہ السلام طالب سلطنت ہوئے اس لئے کربلا میں ان کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ہمارے مورث حسن نے چونکہ خود سلطنت چھوڑ دی تو اللہ تعالیٰ نے بجائے اس کے مکہ ومغرب کی سلطنت ہم کو ہمیشہ کے لئے عطا کر دی۔ ذرا اس مقابلہ پر غور کرو۔

لَا نَرِثُ وَ لَا نُوْرَثُ (لسان العرب حرف السین فصل النون) پر عرض ہے کہ اگر اس حدیث پر اعتبار نہ کیا جاوے تو تمام احادیث پر اعتبار نہ کیا جاوے۔ تو اس ضمن میں یہ تاریخی حدیث کہ جناب بتول نے دعویٰ کیا اور عاصیوں نے نہ سنا۔ آخر حدیث ہے۔ اس کو اسی مرویات میں ڈالا

جاوے۔ اور اگر احادیث کو معتبر جاننا ہے تو اس کی کوئی راہ بتاویں کہ کس طرح احادیث کو صحیح و غیر صحیح مانا جاوے۔ جو قاعدہ حکیم محمد علی خان صاحب تجویز فرماویں اس قاعدہ پر سنی و شیعہ کے احادیث کو رکھ کر منجملہ ان کے اس حدیث کو پرکھا جاوے۔ میرے نزدیک بات بہت آسان ہے۔ نمبر۱ شیعہ کی حدیث تو سنی مانتے نہیں اور سنیوں کی حدیثیں شیعہ نہ مانیں۔ چلو یہ اختلاف ہی ختم ہوا کہ یہ حدیثیں اور یہ جھگڑے ہی باطل ہیں۔ نمبر۲ پہلے تحقیق کیا جائے کہ آیا نبی کریم کا کوئی مال ورثہ تھا یا نہ تھا۔ اگر قرآن کریم سے ورثہ یا مال متروک ثابت ہو جائے تو پھر لَا نَـرِثُ وَ لَا نُـوْرَثُ والی حدیث قابل بحث ہو سکتی ہے۔ اگر مال نہ ہوا اور ورثہ احادیث سے ثابت کیا جاوے تو جن احادیث صحیحہ سے وہ ورثہ ثابت ہوتا ہے ان کے مقابلہ میں لَا نَـرِثُ والی حدیث کا موازنہ کیا جاوے جو وزن میں بھاری ہے وہ صحیح ہے یا راجح ہے۔ نمبر۳ سورۃ حشر کے آیات مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ (الحشر:۷) سے ثابت ہوتا ہے کہ مَا تَـرَكْنَا صدقہ ہے۔ اور یہ وَ لَا نَرِثُ کی تائید ہے۔ آیت استخلاف میں مشابہت کی تفصیل اس جگہ تو اللہ تعالیٰ نے بھی فرمائی۔ مگر خلفاء گزشتہ دو قسم کے قرآن کریم میں بیان ہوئے۔ بعض بادشاہ و سلطان ہیں صاحبِ ملک ہیں جاہ و حشم رکھتے ہیں اور بعض غریب مسکین ہیں۔ داؤد و سلیمان علیہما السلام بادشاہ ہیں تو یحییٰ اور الیسع ولقمان یا نوحؑ غربا بھی ہیں۔ پھر صاف ظاہر ہے کہ خلفاء کے دونوں رنگ ہوتے ہیں۔ (البدر جلد۹ نمبر۱۳ مورخہ ۲۰ رجنوری ۱۹۱۰ء صفحہ۳)

(۱) پرانی مسجد کا اسباب پرانی مسجد کا اسباب جس قدر نئی پر لگ سکے لگاؤ باقی بیچ کر اس کے بدلے اور لے لو۔

(۲) مسجد پر بضرورت دوسرا مکان پہلی مسجد پر بضرورت دوسرا مکان بشرطیکہ زمین کی قیمت دوسرے پر لگائی جاوے۔ جائز ہے۔ منافقوں کی مسجد مسجد الٰہی نہ تھی بلکہ شرارت تھی۔ اس جگہ کو پاخانہ بنایا گیا۔

(نورالدین)

چند سوالات کے جواب

(۱) جنّ اور شیطان جنّ اور شیطان کا لفظ قرآن شریف میں بہت معانی پر بولا گیا ہے۔ بعض قوموں کو بھی جنّ اور شیطان کہا گیا ہے بعض جَرم (باریک کیڑے) کے لئے بھی جنّ کا لفظ بولا گیا ہے۔ مثلاً طاعون، ہیضہ وغیرہ کے جَرم جو خوردبین سے دیکھے جاتے ہیں۔

بھوت اور چڑیل گو ہمارے ملک کے لفظ ہیں مگر میں ان کے معانی کو نہیں جانتا۔ البتہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ بعض بیمار بیماری کے ظہور سے پیشتر بھیانک اور دہشت ناک شکلیں خواب میں دیکھتے ہیں پھر بیمار ہوتے ہیں۔ گویا اُن ڈراؤنی شکلوں کا نقشہ ایسا ہوتا ہے جیسے ہندوستان کے پرانے مذہب میں بھوت چڑیل کی شکلیں دکھائی گئی ہیں۔ مثال کے لئے کابوس کے مریض پر غور کرو۔

(۲) سحر اور اس کے معانی جادو نام ہے سحر کا۔ سحر کے اقسام بہت ہیں۔ دلربا تقریر اور طب کے علم کو بھی سحر کہا گیا ہے۔ خوش تقریر خطیبوں کو بھی ساحر کہا گیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو بھی مکہ والوں نے ساحر کہا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے اکثر پیارے بندوں کو دنیا والوں نے ساحر کہا ہے۔ چنانچہ ہمارے مرزا صاحبؑ کو بھی لوگوں نے ساحر کہا۔ دقیق النظر آدمی کو بھی ساحر کہا گیا ہے۔ اور ان علوم سے لوگوں کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔

(۳) شیطان سے بچنے کا طریق شیخوں کے بیٹے شیخ اور راجپوتوں کے بیٹے راجپوت، سیدوں کے سید ہوتے ہیں۔ اس کو تو شاید آپ مانتے ہی ہوں گے۔ بس آدم کا بیٹا آدم ہوا۔ چونکہ میں بھی آدم کا بیٹا ہوں اس لئے میں بھی آدم ہوں مجھ کو تو اپنے شیطان کا فکر رہتا ہے۔ بعض ابلیس کی شراروں کو میں نے طبی دوکانوں میں دیکھا ہے کہ لوگوں کو آتشک کا مرض ہوتا ہے جو آتش سے مشتق ہے۔ سوزاک ہوتا ہے جس میں سوز اور سوزش اور سوختگی موجود ہے غضبی بخار بھی لوگوں کو چڑھتا ہے۔ میں نے اپنے شیطان کو دیکھا بھی ہے۔ مجھ کو تو وہ آتش کا شرارا ہی نظر آیا ہے ممکن ہے کہ آپ کا شیطان بھی کوئی آتش کا پرکالہ ہو۔ آپ لاحول اور استغفار سے کام لیں اور اپنے آپ کو شیطان کا جلوہ گاہ بنانے سے بچائیں۔

(۴) شفاعت رسول نبی کریمؐ شفیع ہیں ۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء:۶۵) اس میں صاف بیان فرمایا گیا ہے کہ گنہگاروں کے لئے اگر رسول بھی استغفار کرے تو معافی مل سکتی ہے اور سورہ زخرف میں ہے۔ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (الزخرف:۸۷) یہاں صاف ظاہر ہے کہ شفیع وہ شخص ہے جس نے حق کی گواہی دی اور مکہ والے اس کو جانتے ہیں یعنی حضور نبی کریم ﷺ ۔

(۵) آدم اور اس سے متعلقہ امور میں نے اوپر لکھا ہے کہ آدم کا بیٹا آدم ہوتا ہے۔ آدم کو خدا تعالیٰ نے کچھ حکم کئے تھے اور کچھ مناہی ۔ مثلاً وَ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ (البقرة:۳۶) اور ساتھ ہی لَا تَقْرَبَا فرمادیا تھا۔ اس طرح مجھ کو بھی کچھ اوامر اور نواہی فرمائے ہیں ۔ جب میں نواہی کا ارتکاب کرتا ہوں تو میری روح مقام آرام سے نکل جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ جو شخص بادشاہ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ اس بادشاہ کے آرام کے مقام میں نہیں رکھا جاتا۔ آدم کا جنت اسی دنیا میں تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (البقرة:۳۱)۔ قرآن شریف میں کہیں گناہ (جناح) کا لفظ آدم کی نسبت نہیں آیا۔ جناح اور جرم کے لفظ قرآن شریف میں آدم کی نسبت آج تک مجھ کو کہیں نظر نہیں آئے۔ آپ لکھتے ہیں کہ وہ پیغمبر تھے۔ مجھ کو ایسی بھی کوئی آیت معلوم نہیں جس میں بیان فرمایا ہو کہ آدم پیغمبر تھے۔

(اکبر شاہ خاں بحکم امیر المومنین)

....

بیوہ کی عدت متوفی عنہا زوجہا (بیوہ) کی دو عدتیں قرآن میں علیحدہ علیحدہ ہیں ۔ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ (النساء:۷۹)۔

(۱) متوفی عنہا زوجہا غیر حاملہ اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے اور اس کے لئے وصیت ہو کہ سال تک خود نہ نکالنا سورۃ بقرہ۔

(۲) بیوہ حاملہ اس کی عدت وضع حمل ہے۔ گو اسی دن بچہ جن دے جس دن خاوند مرا یا چند روز چار ماہ دس روز کے اندر یا فرض کرو خاوند مرنے سے نو ماہ دس ماہ کے بعد بچہ پیدا ہو جب پیدا ہو تب ہی عدت پوری ہوگی یہ سورۃ طلاق کا حکم ہے۔

كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا (النساء:۷۹)۔

مطلقہ کی عدت مطلق مطلقہ کی تین عدت ہیں۔

(۱) اوّل جن کو حیض آتا ہے ان کے لئے ثلٰثة قروء کا حکم ہے۔

(۲) جن کو حیض نہیں آتی، آتی ہی نہیں یا بوڑھی ہوگئیں حیض آنا موقوف ہوگیا ان کے لئے تین ماہ۔ سورۃ بقرہ۔

(۳) حاملہ مطلقہ، اس کی عدت وضع حمل سورۃ طلاق۔ وَاَقُوْلُ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ (النساء:۷۹)۔

ان آیات کریمہ کا بیان تعامل اور احادیث صحیحہ میں بہت ہی بسیط آچکا ہے مگر آپ کے لئے یہ مفید ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ قرآن کریم کا شغل بغرض عمل ضرور رکھو بڑی مقدس کتاب ہے۔

(نورالدین)

(البدر جلد ۹ نمبر ۱۴ مورخہ ۲۷/ جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۳)

کیا حضرت مرزا صاحب نے کسر صلیب کی؟

ضلع گجرات سے ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ایک سوال لکھا ہے جو اصل بمعہ جواب فائدہ عام کے واسطے درج کیا جاتا ہے۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الموعودؑ! بعد ادائے آداب عرض خدمت ہے کہ مسیح موعود کی نسبت حدیث میں آچکا ہے کہ وہ صلیب کو توڑے گا اور حضرت مرزا صاحب کا کسر صلیب کرنا دلیل و حجت سے ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے یہودیوں کے اعتقادی مکر کی تردید و تضلیل

کی اور یہودیوں کا اعتقاد یہ تھا کہ مصلوب کی روح ملعون ہوتی ہے اور جن امور کے لحاظ سے مصلوب کی روح ملعون ہوتی ہے وہ تمام امور تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نعوذ باللہ واقع ہوئے صرف جان ہی سلامت لے کر گئے۔ جو ان امور میں جن کے لحاظ سے مصلوب کی موت لعنتیوں کی موت ہے شامل ہی نہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو نعوذ باللہ تمام موتیں ایسی ہوں۔ یہ ایسی فاسد تفسیر ہے کہ اس سے خدا تعالیٰ کی ذات مقدس اور اس کے معصوم نبی کی ذات پر بڑا بھاری داغ آتا ہے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ ان کے اعتقادی مکر کی تردید نہیں کی بلکہ صرف ان کے اعتقاد کی تردید کی۔ تو مَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (ال عمران :۵۵) وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ (ال عمران:۵۶) کے کیا معنے؟

جواب از پیش گاہ حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی قادیان

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرَّحِیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب ....صاحب

بعد ما وجب آپ کا کارڈ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پہنچا۔ جس میں آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کس طرح کاسر صلیب ہوئے اور حضرت مسیح کے متعلق آیات کی تفسیر جو حضرت مرزا صاحب نے کی ہے اس کو آپ نے فاسد قرار دیا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس معاملہ میں غور اور توجہ سے کام نہیں لیا۔ آپ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے خیال میں کسی شخص کا ملعون ہونا اس کے گرفتار کیا جانے، صلیب کا فتویٰ پانے اور صلیب پر باندھا جانے سے ثابت ہو جاتا ہے خواہ بعد میں وہ شخص زندہ ہی رہے۔ ہم اس امر پر بحث کرنا نہیں چاہتے کہ آیا آپ کا خیال صحیح ہے یا غلط۔ کیونکہ واقعہ صلیب کے موقعہ پر نہ آپ موجود تھے اور نہ آپ کا کوئی ہم خیال فریق مقدمہ تھا۔ لیکن ہم یہ دیکھیں گے کہ آیا وہ دو قومیں جن کے درمیان یسوع کے نبی یا ملعون ہونے کے متعلق جھگڑا پیدا ہوا اور اب تک ہے ان کا عقیدہ اس معاملہ میں کیا ہے کہ ملعون کسے کہتے ہیں۔ کیونکہ کسر صلیب

اس لحاظ سے ہوگی کہ اہل صلیب کا عقیدہ کیا ہے نہ اس لحاظ سے کہ آپ کا عقیدہ کیا ہے۔ سو یہودیوں کے نزدیک ملعون ہونے کے واسطے صلیب پر موت ضروری تھی اور جیسا کہ انجیلوں سے ظاہر ہے وہ یسوع کی صلیبی موت کے خواہاں تھے چنانچہ واقعہ صلیب کے بعد بھی ان کو یہ فکر رہی کہ اس کی موت کا امر مشتبہ نہ ہو۔ اور اسی واسطے حاکم کے پاس آئے اور کہا کہ ایسا نہ ہو کہ اس کے شاگرد اسے قبر میں سے چرا لے جاویں اور لوگوں سے کہیں کہ وہ جی اٹھا اس سے بھی ظاہر ہے کہ اس کی موت میں اس کا ملعون ہونا مانتے تھے نہ کہ صرف تکالیف اٹھا کر بچ رہنے میں۔ ایسا ہی یسوعی صاحبان کا مسئلہ کفارہ مکمل ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ یسوع مر کر ملعون اور جہنمی نہ بنے۔ پس ظاہر ہے کہ یہودیوں اور یسوعیوں ہر دو کے عقائد کے مطابق حضرت مسیح کے صلیب پر مر جانے کے فعل سے اس کا ملعون ہونا پورا ہوتا ہے نہ کہ اس کے صلیب پر سے بچ رہنے میں اور چونکہ حضرت مرزا صاحب نے یہ امر ثابت کر دیا ہے کہ وہ صلیب پر نہیں مرا بلکہ بچ گیا۔ اپنی اس دعا کے مطابق جو اس نے ساری رات رو رو کر خدا تعالیٰ کے حضور میں کی تھی اور جس کا ذکر کتاب عبرانیوں کے پانچویں باب میں بھی آیا ہے کہ اس کے تقویٰ کے سبب اس کی دعا سنی گئی۔ پس جب کہ وہ صلیبی موت سے بچ گیا تو وہ ملعون نہ ہوا اور جیسا کہ لارڈ بشپ صاحب نے لاہور میں اپنے ایک لیکچر میں ہزاروں آدمیوں کے جلسہ میں فرمایا تھا کہ اگر یسوع صلیب پر مر نہیں گیا اور پھر تیسرے دن جی نہیں اٹھا تو دین عیسوی ہیچ ہے۔ یسوع کے صلیبی موت کے ابطال کے ساتھ ہی دین یسوعی ہیچ اور باطل ثابت ہو گیا۔ سو جس بات کو خصم نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ اس کے ثبوت سے دین یسوعی کی بیخ و بن اُکھڑ جاتی ہے اس کو آپ کس طرح کہتے ہیں کہ اس سے کسر صلیب نہیں ہوئی۔ دین یسوعی کا بڑا مسئلہ کفارہ ہے اور کفارے کی چھت اس ایک ہی ستون پر کھڑی ہے جس کا نام ہے صلیبی موت۔ جب یہ ستون ٹوٹ گیا اور چھت خاک میں مل گئی تو پھر تعجب ہے کہ آپ کس طرح کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے کسر صلیب نہیں کی۔

اور اگر کسی کے دل میں یہ وسوسہ ہو کہ یہودیوں کی کتاب میں یہ لکھا تھا کہ جو کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے اور حضرت مسیح کاٹھ پر لٹکائے تو گئے خواہ مرے نہ ہوں وہ مصلوب ہو گئے تو یہ وسوسہ یہودیوں

کی شریعت سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔توریت کتاب استثناء باب ۲۲ آیت ۲۲ جہاں یہ حکم ہے وہاں قتل اور موت کے الفاظ کاٹھ پر لٹکایا جانے کے ساتھ صاف درج ہیں۔اور اسی آیت کے مطابق یسوع کو صلیب سے جلد اتارنے کے واسطے کہا گیا تھا۔کیونکہ اس آیت میں لکھا ہے کہ ایسے مقتول کی لاش رات بھر کاٹھ پر لٹکی نہ رہے ورنہ زمین ناپاک ہو جاتی ہے۔لاش کا لفظ خود بتلا رہا ہے کہ مرنا لازمی رکھا گیا ہے اور یہودیوں نے بھی سمجھ لیا تھا کہ یسوع مر گیا ہے۔آجکل بھی اس محاورہ کی تصدیق ہوتی ہے اخباروں میں لکھا ہوا ہوتا ہے کہ ایک شخص نے پھانسی پائی۔اس کے معنے یہی کئے جاتے ہیں کہ گلے میں رسی ڈالنے کے ذریعہ سے قتل کیا گیا اور مر گیا۔رسی یا لکڑی صرف ذرائع اور ہتھیار ہیں جن کے ذریعہ سے موت وارد کی جاتی ہے جب تک کہ کوئی شخص مر نہیں جاتا اس کو نہیں کہہ سکتے کہ وہ مصلوب ہو گیا۔صرف تذلیل سے اگر کوئی شخص ملعون ہوسکتا ہے تو پھر مثلاً حضرت یوسفؑ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا اس کے کپڑے اُتارے گئے اُسے ننگا کیا گیا،اُسے تاریک کنویں میں ڈالا گیا۔گویا وہ اپنی طرف سے تو قتل کر چکے تھے جیسا کہ یہود حضرت مسیح کو کر چکے تھے۔مگر یوسفؑ بعینہٖ یسوع کی طرح موت کے منہ سے بچا۔یہودی عقائد کے مطابق حضرت یوسف کو کہیں (نعوذ باللہ) ملعون نہیں کہا گیا۔حالانکہ یسوع سے بڑھ کر ایک ظلم حضرت یوسفؑ پر یہ ہوا کہ اُسے غلام بنایا گیا اور بنی اسماعیل اہل عرب کے ہاتھ بیچا گیا اور اس لحاظ سے بنی یوسف اہل عرب اسماعیلیوں کے غلام ہیں اور نسب نامہ متی کے مطابق یسوع بھی اسی یوسف کی اولاد میں سے تھا۔یہی راز ہے کہ حضرت مسیح موعود کا نام بھی اسی مماثلت کے سبب غلام احمد ہوا۔پہلا مسیح بذریعہ اپنے نسب نامہ کے آنحضرت ﷺ کا غلام زادہ تھا۔پھر یہ تو آنحضرتؐ کا خود غلام ہے۔چنانچہ فرماتے ہیں۔ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

یہی سبب ہے کہ حضرت عیسیٰ کا نام ابن مریم ہوا کیونکہ انہوں نے روحانیات میں ابنیت کا مرتبہ طے کیا تھا اور خود مریمی درجے کو حاصل نہ کیا تھا۔

الغرض وہ تمام تکالیف جو آپ کے خیال کے مطابق لعنت کے مفہوم کے واسطے کافی ہیں حضرت یوسفؑ پر وارد ہو گئیں لیکن اُسے کوئی ملعون نہیں کہتا۔ملعون صرف اسے کہا جاتا ہے جس پر کاٹھ پر لٹکنا اور وہیں مر جانا ہر دو باتیں وارد ہوں۔پس سچی بات یہی ہے کہ جس طرح حضرت مسیح کے صلیب پر نہ مرنے کے ثبوت سے کسر صلیب ہوتی ہے اس طرح کسی اور بات سے نہیں ہوتی۔اور میں آپ کو ایک خوشخبری سناتا ہوں کہ حال میں ایک پورانی انجیل ظاہر ہوئی ہے جس کو بڑے بڑے پادری آج تک دباتے چلے آتے تھے۔اس کا انگریزی ترجمہ اب امریکہ میں چھپ گیا ہے اس میں صاف لکھا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر مرے نہ تھے بیہوش ہو گئے تھے مگر اس وقت سب نے یہ خیال کیا کہ مر گئے ہیں۔جب صلیب سے اُتارا تو کسی ایک آدھ نے محسوس کیا کہ جان باقی ہے اس واسطے پہرہ داروں کی منت خوشامد کر کے ہڈیوں کے توڑنے سے بچا لیا۔یہودی کوئی موجود نہ تھا سب عید فسح کی تیاری کے سبب چلے گئے اس واسطے جان بچ جانے کے اسباب پیدا ہو گئے اور جان بچا کر وہ کسی اور ملک کو چلے گئے۔

اُمید ہے کہ آپ کی تشفی کے واسطے یہ کافی ہوگا۔ہاں اتنی بات آپ کی اطلاع کے لئے اور لکھ دیتا ہوں چونکہ آپ مشن اسکول میں کام کرتے ہیں اس لئے آپ کے لئے مفید ہوگی اور وہ یہ ہے کہ آپ نے جو اپنے خط میں یسوع کے نبی معصوم ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور یسوعی لوگ اکثر اس بات کو مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے ہیں سو اس کے جواب میں ایک مختصر بات ہے۔انجیل میں تو صاف لکھا ہے کہ اس نے نیک ہونے سے بھی انکار کیا اور ظاہر ہے جو نیک نہیں وہ معصوم کیونکر ہے اور قرآن شریف میں کہیں عصمت کا لفظ حضرت عیسیٰ کے متعلق نہیں بولا گیا۔ہاں قرآن شریف میں حضرت نبی کریم ﷺ کو معصوم کہا ہے۔پس حضرت عیسیٰ کی عصمت کے متعلق قرآن شریف خاموش اور انجیل منکر ہے۔پس کس طرح یسوعی لوگ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں۔**و السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ**

خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ قادیان ۲۵رجنوری ۱۹۱۰ء

(البدر جلد ۹ نمبر ۱۵ مورخہ ۳رفروری ۱۹۱۰ء صفحہ ۴،۵)

مباحثات اور تبلیغ و وعظ فرمایا۔مومن کبھی مباحثات کی ابتداءً خواہش نہ کرے۔اپنے علم پر اپنی زبان پر کسی قسم کا گھمنڈ دل میں نہ لائے اور خدا کے حضور گر پڑے اور نفسانی جوش کا مطلق دخل نہ ہو بلکہ جو کچھ کہے یا کرے للہ ہو تو وہ شخص ابراہیم بن جاتا ہے اور خدا اپنے فضل خاص سے اس کا بن جاتا ہے اور اسے وقت پر وہ باتیں سمجھاتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ گزری ہوں۔دوسرا موقع تبلیغ و وعظ کا ہے۔اس میں پہلے بقدر اپنی طاقت کے مضمون سوچے پھر سارا بھروسہ اللہ پر رکھے کیونکہ اس تقریر کے لئے اثر پیدا کرنا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے پھر خدا تعالیٰ اس شخص کی بات کو ضائع نہیں جانے دیتا۔

بڑی عمر میں حفظ قرآن ایک شخص یہاں آیا جو میری محبت سے معمور نظر آتا تھا میں نے اسے پوچھا تو اس نے کہا۔آپ نے ایک دفعہ درس میں فرمایا تھا اگر کوئی شخص قُلْ هُوَ اللّٰهُ جتنا قرآن ہر روز یاد کرے تو ے سال میں حافظ ہو جائے۔میں نے اس پر عمل شروع کیا۔اب ستائیسواں پارہ حفظ کرتا ہوں۔دیکھو ہماری بات ضائع نہ گئی۔

مقطعات قرآنی ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مولوی عبدالقدوس صاحب کی گود میں پانچ خوبصورت لڑکے ہیں جو میں نے اچک لئے ہیں۔ان سے میں نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے تو وہ بولے كٓهٰيٰعٓصٓ۔

دوران نماز مقطعات قرآنی کی تفہیم فرمایا۔ایک مرتد نے ترک اسلام میں مقطعات قرآنی پر اعتراض کیا نماز میں غالباً بین السجدتین دعا کرنے پر ایک پَل میں ان کا راز مجھ پر کھل گیا۔

اولاد کی ضرورت فرمایا۔يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا (الشوریٰ:۵۰) کو پہلے رکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی بڑا افضل ہے۔فرمایا۔ہماری بہت سی اولاد مری بھی ہے لیکن ہم نے ہر حالت میں اللہ کا شکر کیا یہاں بھی اولاد کی ضرورت ہے اور آگے بھی۔جو یہاں کے لائق نہ تھا خدا نے اسے آگے بطور فرط رخصت فرما دیا۔

بدصورت یا بری بیویوں سے حسن معاشرت کا حکم فرمایا۔محسن بن جاؤ تاتم پر بھی حضرت ابراہیمؑ کے انعام ہوں اورتم کو ایسی اولاد ملے جوان کو ملی۔حسین بی بی سے تو خود بخو د محبت کی جاتی ہے حکم یہ ہے کہ بیوی بدصورت یا بُری ہوتو بھی اس کے ساتھ نیک معاشرت کرو کیونکہ فرمایا۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (النساء :۲۰)۔

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ

ایک گروہ صوفیا کا کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ پر کوئی چیز فرض ولازم نہیں چاہے تو انبیاء کو دوزخ میں ڈال دے اور کفار کو بہشت میں۔یہ کلمہ بےادبی کا ہے اور یہ راہ افراط کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر فرمایا ہے وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الروم:۴۸)۔

(۲) حضرت نبی کریم نے معاذ کو اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھایا اور اثنائے کلام میں فرمایا مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب ارداف الرجل خلف الرجل) ۔بندوں کے حقوق اللہ پر کیا ہیں۔

(۳) اذان کے ساتھ اذان کے کلمات پڑھنے کا حکم ہے صرف حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ میں اختلاف ہے۔بعض کہتے ہیں کہ صرف لاحول پڑھے بعض یہ کہ یہ کلمات بھی دہرائے اور اذان کے بعد درود پڑھے اور پھر دعا مانگے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَ الصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَ الْفَضِيْلَةَ وَ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ۔(صحیح بخاری کتاب الاذان باب الدعا عند النداء)

اس دعا کے نتیجہ میں لکھا ہے وَجَبَتْ لَهُ الشَّفَاعَةَ یہاں وجوب کا لفظ ہے۔

قادیان میں پہلی آمد میں جب پہلے پہل قادیان میں آیا تو یکّہ بان نے مجھے مرزا امام دین کی رہنمائی کی کہ یہی مرزا صاحب ہیں۔اس کو دیکھتے ہی میرے قلب پر کچھ ایسا انقباض طاری ہوا کہ میں نے کہا کہ اگر یہ مرزا ہے تو تم ٹھہرو میں ابھی واپس جاؤں گا۔وہاں میں بیٹھ گیا مگر بادل نخواستہ۔اس نے خود ہی کہا کہ آپ مرزا صاحب کو ملنا چاہتے ہیں۔اس وقت میری جان میں جان آئی اور میں نے خدا

کا شکر کیا۔ایک آدمی میرے ساتھ کیا اور میں آپ کے مکان پر پہنچا۔معلوم ہوا کہ آپ عصر کے وقت مل سکیں گے چنانچہ آپ اس وقت سیڑھیوں سے اترے تو میں نے دیکھتے ہی دل میں کہا کہ بس یہی مرزا ہے اور اس پر میں سارا ہی قربان ہو جاؤں۔آپ دور تک میرے ساتھ چلے گئے اور مجھے یہ بھی فرمایا کہ امید ہے کہ آپ جلد واپس آ جاویں گے حالانکہ میں ملازم تھا اور بیعت وغیرہ کا سلسلہ بھی نہیں تھا چنانچہ پھر میں آ گیا اور ایسا آیا کہ یہیں کا ہو رہا۔مومن میں ایک فراست ہوتی ہے۔

فوت شدگان کے حالات سے آگاہی حضرت امیر المومنین نے وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى (الانعام:۱۱۲) کے بارے میں فرمایا۔کوئی چالیس پچاس برس کی بات ہے۔میں نے خواب میں ایک شخص کو موتٰی میں دیکھا جو بیمار معلوم ہوتا تھا۔میں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا فلاں محبوبہ (جس کی شکل میرے سامنے کی گئی) کے عشق میں یہ حالت ہے۔میں فاصلہ پر رہتا تھا کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی اسی دن وہ مرا۔پھر میں نے اس کے عشق کے بارے میں اس کے ایک خاص دوست سے دریافت کیا تو اس نے بڑا تعجب کیا وہ کہنے لگا اس بات کا علم سوائے میرے اور عاشق معشوق کے اور کسی کو ہرگز نہیں۔کچھ دنوں بعد میں نے لڑکیوں میں اس لڑکی کو بھی پہچان لیا اور تصدیق بھی کر لی۔

دوم۔ایک شرابی فاسق فاجر شخص کو میں نے بہشت اور غرفات آمنون میں دیکھا۔میں نے ازراہِ تعجب پوچھا تم بہشت میں کیسے آ گئے۔تو اس نے کہا کہ خدا نے میری غریب الوطنی پر رحم کر دیا۔ان کے گھر سے دریافت کیا تو انہیں اس کی موت کا علم بھی نہ تھا یہی کہتے کہ کچہری گیا ہے اور واپس نہیں آیا۔آخر ایک واقف کار سیاح آئے تو انہوں نے بتایا کہ وہ بمبئی سے پرے مر گیا ہے اور حج کو جا رہا تھا۔اس وقت ان کے گھر والوں کو علم ہوا اور مجھ سے مردے نے پہلے بات کی۔ اللہ تعالیٰ مردوں سے بھی نصیحت اور صداقت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔(بدر)

(الحکم جلد ۱۴ نمبر ۴ مورخہ ۷ رفروری ۱۹۱۰ء صفحہ ۷)

مدرسہ الٰہیات کے سیکرٹری کے نام

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

مکرم معظم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

ہندوستان میں جہاں تک مجھے علم ہے یہ چند لوگ الہیات کے مختلف شاخوں پر بحث کرنے والے گزرے ہیں اور ہیں۔

پہلے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی جنہوں نے **ازالۃ الخلفاء** اور **قرۃ العین** شیعوں کے مقابلہ میں اور **حجۃ اللّٰہ البالغہ** اور **خیر کثیر** جیسی کتابیں لکھی ہیں ان کے بعد شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ اور **رجوم للشیاطین** جیسی کتابیں شیعوں کے مقابلہ میں تصنیف کیں ان کے آخر مولوی حیدر علی مرحوم تھے لکھنؤ کے مجتہدوں اور علماء میں میر حامد حسین اور ان کے بھائی اور ان کے والد گزرے ہیں جنہوں نے **تشئید المطاعن استقضاء الفہام** اور **عبقات الانوار** جیسی وسیع کتابیں لکھیں مگر یہ مباحثہ اسلامی فرقوں میں محدود تھا۔

عیسائیوں کے مقابلہ میں **استفسار** اور **اظہار الحق** سید آل حسن اور مولوی رحمت اللہ کی مبارک تصنیف اپنے وقت میں اپنا نظیر آپ ہی تھی استفسار اور اظہار الحق کی محنت کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے مگر مسلمانوں نے ان دونوں کتابوں سے بہت کم فائدہ اٹھایا۔

اب ان کے بعد مولوی محمد علی کانپوری صاحب **پیغام محمدی** و **دفع التلبیسات** اور **مراسلات** چودھری مولا بخش اور سید احمد خان بہادر اور مولوی مہدی علی صاحب کی تصنیف بھی کچھ کم قابل قدر نہ تھیں۔ آریہ کا جدید مذہب ان کے مقابلہ میں حضرت مولوی محمد قاسم نانا توی کے چھوٹے چھوٹے رسائل بہت ہی مفید اور بابرکت تھے مگر ہمارے علماء نے ایسے مسلم الثبوت عالم کی تصنیف سے بھی کم ہی فائدہ اٹھایا آخر حضرت مرزا صاحب نے جنگ مقدس، سرمہ چشم آریہ، ست بچن، چشمہ معرفت[1]

---

[1] الخلافۃ۔ جلسہ اعظم مذاہب کی تقریر۔

میں ان مباحثات کو قلع قمع کرنے کے لئے جو کام کیا اس سے فائدہ اٹھانے والے بھی ہمارے علماء میں تھوڑے ہیں اگر میں اس لئے کہ تحدیث نعمت اللہ بھی ضروری ہے اس تحدیث کو مدنظر رکھ کر یہ کہہ دوں کہ تیرہ سو برس میں جو مناظرے مخالفین سے ہوئے ہیں ان میں اپنے دشمنوں کے مقابل اور قرآن کریم کے منکروں کے سامنے قرآن کریم ہی کے ذریعہ دشمن کو جواب دینے کے لئے جو توفیق مجھے ملی ہے اور وہ فصل الخطاب، نورالدین، ابطال الوہیت مسیح، تصدیق براہین احمدیہ کے ذریعہ سے کسی قدر ظاہر ہوسکتی ہے مگر ہمارے اکثر علماء نے ان تمام چیزوں سے کم فائدہ اٹھایا ہے تو اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان کے نزدیک ایک پکے بے ایمان اور اسلام کے دشمن ہیں اور ہماری کتابوں کا دیکھنا بھی جائز نہیں کہ وہ لاشے محض ہیں بلکہ مضر اور سخت مضر ہے تفسیر کبیر نے وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ (البقرۃ:۱۱۴) کے نیچے ایک بڑا قابل قدر نکتہ لکھا ہے۔ امام رازی کو امام یقین کرنے والے لوگ اگر چاہیں تو اس سے بہت بڑا فائدہ اٹھائیں۔

ہند سے باہر جو کچھ کہ مجھے معلوم ہے۔ شیخ ابن تیمیہ نے عیسائی مذہب کے مقابل **الجواب الصحیح لمن بدّل دین المسیح** اور شیعوں کے مقابل **منہاج السنّت** اور اس سوال کے جواب میں کہ نقل صحیح اور عقل صحیح دونوں کی مخالفت نہیں ہوسکتی۔ کتاب **درء تعارض العقل و النقل** چار چار مجلد میں لکھیں جو خدا کے فضل سے ان دنوں چھپی ہوئی بھی ہمارے سامنے ہیں اور یہ بہت بڑا فضل جناب الٰہی کا ہے اور ان کے تلمیذ شیخ ابن قیم نے **ہدایۃ الحیارۃ فی رد علی الیہود والنصاریٰ** اور نونیہ جیسی کتابیں لکھ کر اسلامیوں پر بہت احسان کیا ہے[1] ہمارے ملک میں جس علم کلام کی اس وقت ضرورت ہے وہ صرف پانچ قوموں کے ساتھ بیرونی جنگ ہے۔ اوّل۔ عیسائی مسیحی لوگ ان کا ایک مسئلہ الوہیت مسیح اور کفارہ اور پھر ان کی یہ آزادی کہ ان پر کوئی شریعت حکمرانی نہ کرے بس تین مسئلے ہیں جن پر ہمیں مباحثہ کی ضرورت ہے۔ اور اسلامیوں پر جو یہ الزام دیتے ہیں کہ ہم ان کے اس مجموعہ کے مصدق ہیں۔ اس کا جواب دیں۔

---

[1] مگر مولوی صاحبان نے ان کو کافر بے دین اور نکما قرار دیا اس زمانہ میں شبلی صاحب بھی فرمائیں...

دوم ۔ آریہ ہیں جو قدم ارواح، قدم مادہ، قدم زمانہ، قدم فضا اور تناسخ کے متوالے ہیں[۱]۔ سوم ۔ برہمو جو نبوتوں اور ملائکہ اور بہشت و دوزخ کے انکار کرنے والوں میں ہیں ۔ چہارم ۔جین جو ہستی باری کے منکر ہیں[۲]۔ پانچویں ۔کالجوں سے نکلے ہوئے بعض آزادطبیعت جو بہت ہی جلد صداقت کے ماننے کے لئے تیار ہیں۔صرف ان کو یہ دھوکا ہے اور شاید حق بجانب بھی ہیں کہ پرانی طرز کے علماء ان کو کچھ نہیں سمجھا سکتے مگر ان نو جوانوں میں ہٹ نہیں ۔ میں نے آپ کے مدرسہ الٰہیات کو جب سے سنا مجھے یہ فکر لگی ہوئی ہے کہ اس میں کون کون سی کتاب اور کس کس کتاب کا انتخاب درس دیا جاتا ہے۔ مجھے یہ ڈر تھا اور ہے کہ بعض اس زمانہ کے مسلم الثبوت لوگ مسلمانوں میں فارابی یا ابن سینا اور شہاب الدین مقتول کو ہی فلسفہ دان یقین کرتے ہیں اور اگر ان سے اُتریں تو ابن رشد اور پھر غزالی کو دبی زبان سے فلسفی کہتے ہیں مگر یہ نہیں بتاتے کہ ان پانچوں کی تربیت یافتہ جماعت اسلام میں کون سی ہے جو کم سے کم ان کے ہی زمانہ میں فلسفہ کے سامنے مسلمانوں کی سپر تھی ۔ میں نے جو تکلیف جناب کو دی ہے آپ نے نصاب کے نمبر ج میں مفتی محمد عبدہ کی تصنیف کا ذکر فرمایا ہے لیکن جہاں تک میں نے اس شخص کی تصنیف کو پڑھا ہے اس میں وہ ملائکہ کے وجود پر بہت ہی گونگا نظر آتا ہے۔شیطان اور جن یا بہشت اور دوزخ کے وجود پر اس کا قلم ٹوٹا ہوا مجھے نظر آتا ہے۔ممکن ہے آپ کے علماء کو اس کی ایسی تحریریں نظر آئی ہوں جن میں وہ ایمان بالملائکہ پر زور دیتا ہو۔علاّمہ فرید وجدی کی ایک تفسیر میں نے دیکھی ہے جس میں وہ کچھ بھی نہیں بولتے ممکن ہے کہ ان کی کوئی اور کتاب بہت ہی لطیف ہو اگر آپ اس کا نام اور جہاں سے مل سکتی ہو پتہ بتا دیں تو آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہوگا۔ تطبیق الدیانت اسلامیہ اور الکلام کیا کتابیں ہیں اور کس کی تصنیف ہیں اور کہاں سے مل سکتی ہیں ۔ میں ان دونوں کتابوں کے دیکھنے کا مشتاق ہوں ۔ ہاں ایک الکلام حصہ اوّل اور دوم شبلی صاحب کا ہے وہ میرے پاس ہے۔اور میں نے اسے دیکھا ہے اس کے پتہ دینے کی حاجت نہیں اگر کوئی اور الکلام ہے تو اس سے ضرور آگاہ فرماویں۔

انتخابات تفسیر کبیر اور کشاف اور انتخاب سیَر کیا کسی بزرگ نے علیحدہ لکھے ہیں۔

---

۱ اور تمام دنیا کا بادشاہ بننا چاہتے ہیں ۔ ۲ اور تمام انبیاء کو کاذب مان کر با اخلاق کہلانا چاہتے ہیں۔

میں اب اس خط کو ختم کرتا ہوں اور اس بات کو ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ میرے ایک دوست تھے کتابوں کی تجارت کرتے تھے۔ مکہ معظّمہ کے رہنے والے تھے۔ کبھی کبھی بعد الحج وہ بمبئی میں آ جاتے تھے ایک دفعہ انہوں نے مجھے ایسے خط پر جو میں نے کتابوں کی طلب پر انہیں لکھا تھا اور سوائے طلب کتب کچھ بھی اس میں ذکر نہ تھا بڑی ملامت کی تھی۔ اور یہ لکھا تھا کہ **الدین النصیحة** اس عنوان کے نیچے پھر مجھے لکھا کہ تیرے سارے خط میں کوئی نصیحت نہ تھی۔ اس واسطے مجھے بہت ہی رنج ہوا۔ پھر وہ مجھے لکھتے ہیں۔ اُوْصِیْكَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَقَدْ فَازَ الْمُتَّقُوْنَ وَاَنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ ۔ میں بھی آپ کو انہیں دونوں باتوں کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور بتاکید عرض کرتا ہوں کہ معلم جہاں تک ممکن ہو مخلص، دعاؤں کے مانگنے والا، تکبر اور دنیا طلبی سے پاک، دعاؤں کے قائل، تقویٰ اور دعا کو ہتھیار بنانے والے جب تک آپ مہیا نہ کریں گے آپ یقیناً یاد رکھیں کامیابی بالکل محال ہوگی۔ میری عمر ستر سے تجاوز کرتی ہے اور مجھے نوجوانوں اور علماء سے بہت ہی معاملہ پڑا ہے۔ اس لئے آخر میں اس عرض کو ضروری سمجھا جو لوگ دعاؤں کے قائل نہیں اور متقی نہیں اور اخلاص اور صواب ان کے مدنظر نہیں وہ کیا مفید ہو سکتے ہیں۔ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا (الانفال:۳۰) باتیں بنانا بہت آسان ہے پر ان کا موثر کرنا تقویٰ پر موقوف ہے۔ حضرت ابراہیم کی دعا قرآن میں مکرّر آتی ہے جہاں وہ جناب الٰہی سے وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا (البقرة:۱۳۰) کی دعا مانگتے ہیں وہاں یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (البقرة:۱۳۰) کے پیچھے یُزَكِّی کو ضرور لگاتے ہیں۔ آپ جو کتاب میری یا حضرت صاحب کی تصنیف طلب فرماویں گے ہمیں ان کے بھیجنے میں کوئی تامّل مانع نہیں ہے۔

نورالدین

(الحکم جلد ۱۴ نمبر ۴ مورخہ ۷ رفروری ۱۹۱۰ء صفحہ ۹)

روحانی وجسمانی ورزشیں اوران کی افادیت واہمیت

چندروز کا ذکر ہے مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء کھیل کرآ رہے تھے اورحضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کسی مریض کو دیکھ کرتشریف لا رہے تھے اپنی معمولی ذرہ نوازی کے اصول پر ایڈیٹر الحکم کے دفتر کے سامنے ٹھہر کر بعض اخباری تازہ امور کے متعلق استفسار فرما رہے تھے کہ اتنے میں وہ طالب علم بھی وہیں آ پہنچے۔ حضرت نے بچوں کو دیکھ کر سلام علیکم کہنے میں ابتدا فرمائی اور یہ آپ کا علی العموم معمول ہے کہ حضرت امام مغفور کی طرح خودسلام میں ابتدا فرماتے ہیں۔ بچے کھڑے ہوگئے۔فرمایا۔

میں تمہیں کھیلتے ہوئے دیکھ کر بھی بہت خوش ہوتا ہوں تعلیمی اور دماغی محنت کے بعد کھیلنا اور ورزش کرنا ضروری ہے اس سے قویٰ تازہ دم ہو جاتے ہیں اور اعضا میں چستی اور پھرتی پیدا ہوتی ہے صحت اچھی رہتی ہے۔لیکن میں یہ کبھی پسند نہیں کرتا کہ تم کھیل کود کو اپنی تعلیم پر مقدّم کرلو اور وقت جیسی قیمتی شئے کا بہت بڑا حصہ کھیل کود میں صرف کردو۔جسمانی صحت بڑی ضروری چیز ہے۔قرآن مجید نے اسی اصل پر کھانے پینے پہننے اور دوسرے امور صفائی وغیرہ کے متعلق خاص ہدایات دی ہیں۔ پھر جس طرح پر جسمانی ورزش اور کسرت تمہارے جسم کے نشوونما اور صحت کے لئے ضروری چیز ہے اسی طرح روح کو صحت اور درستی کی حالت میں رکھنے کے لئے بھی ایک قسم کی ورزش کی ضرورت ہے۔ جب تک اس ورزش سے انسان کام نہیں لیتا روحانی بیماریاں حملہ کرتی ہیں اور روح کو نکما کر دیتی ہیں وہ ورزش روحانی اصطلاح میں مجاہدہ کہلاتی ہے اور وہ عام بات ہے۔منجملہ اس کے ایک نماز ہے۔نمازوں کی پابندی انسان کے اندر بہت سی خوبیاں پیدا کر دیتی ہے۔صفائی اور پاکیزگی کا خیال رہتا ہے، حفظ اوقات کی عادت پیدا ہوتی ہے، باہم اتفاق اور وحدت کا سبق ملتا ہے، سب سے بڑھ کر دعاؤں کا موقع ملتا ہے جس سے انسان کے اخلاق عادات سنور سکتے ہیں۔ اور نیک عادتیں اور خصلتیں بھی ایسی عمدہ چیز ہیں جو انسان کی صحت کو دراصل قائم رکھتی ہیں اگر انسان بڑا ہی طاقت ور ہو اور جسمانی صحت اچھی بھی ہو مگر بد چلن ہو جاوے تو اس کی طاقتیں زائل اور صحت خراب ہو جاتی ہے۔ پس تندرستی کے قائم رکھنے کے لئے جس چیز کی دراصل ضرورت ہے وہ نیک عادات اور

عمدہ اخلاق ہیں جو روحانی ورزش سے حاصل ہوتے ہیں اس لئے اب ورزش جسمانی پر بھی ان کومقدّم کرو جو میری عین خوشی کا موجب ہے۔

اخبارات کے جدید قانون پاس ہونے کی خبر پر تبصرہ

اس مختصرسی باموقع نصیحت سے حضرت کی خواہشوں کا پتہ لگتا ہے کہ آپ قوم کے اندر کیا روح پیدا کرنا چاہتے ہیں۔مندرجہ بالا تقریر سے پہلے ایڈیٹر الحکم سے دریافت کیا کہ اخبارات میں تازہ ترین خبر کیا ہے۔میں نے عرض کیا اخبارات کا جدید قانون پاس ہوگیا ہے۔فرمایا۔

مصالحہ الٰہیہ اپنا کام کررہے ہیں۔بداندیش لوگوں کی تیز تحریروں نے یہاں تک نوبت پہنچائی۔ اچھا ہے اسلام کے حقائق ظاہر ہوں گے اور اس طرح پر بھی لوگوں کی اصلاح ہوگی۔تیز زبانی اور بدگوئی بھی ایک بیماری ہے اس کے لئے قانونی بندشیں اصلاح کا کام کریں گی۔

انجمن حمایت اسلام کا ذکر خیر

انجمن حمایت اسلام کا ذکر تھا۔فرمایا۔

انجمن نے بہت بابرکت کام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے مثمر کیا ہے۔انجمن کی تالیفات نے مسلمان بچوں کو ایک حد تک دین سے آگاہ کیا ہے اور یہ کتابیں بہت مقبول ہوئی ہیں ملک کے ہر حصوں سے ان کی مانگ آتی ہے اور وہ انجمن کی مستقل آمدنی کا بہت بڑا اجزو ہیں۔اتنے بڑے کام میں اگر کوئی غفلت بھی ہوئی تو وہ اس قابل نہیں کہ اس پر بہت بڑھ کر شور مچایا جاوے اور بنے ہوئے کام کو بگاڑنے کی کوشش کی جاوے۔یہ اصلاح کا طریق نہیں ہے۔ (الحکم جلد۱۴ نمبر۵ مورخہ ۱۴؍فروری ۱۹۱۰ء صفحہ ۹)

ا۔**استویٰ علی العرش** استویٰ اور عرش وہ لفظ ہیں جن کے متعلق لغت عرب میں کوئی دقّت نہیں صحابہ کرام میں ان کے متعلق کوئی غیر معمولی جھگڑا نہیں ہوا مگر متاخرین میں اس پر بڑی بحثیں ہوئی ہیں۔

استویٰ کے معنے علیٰ ظہر استقر الفاظ محدود ہوتے ہیں اور واقعات غیر محدود اس کے لئے ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنے لئے جاتے ہیں۔دیکھو ’’شیئ‘‘ ہے چیونٹی کے ایک سرے پر بھی شے کا لفظ بولا جاتا ہے اور زمین و آسمان پر بھی اور اللہ تعالیٰ پر بھی۔اسی طرح دیکھو بیٹھنا، ہاتھی بھی بیٹھتا ہے انسان

بھی بیٹھتا ہے سا ہو کا ربیٹھ گیا بھی بولتے ہیں حلق بیٹھ گیا دیوار بیٹھ گئی مگر ہر بیٹھنے کے جدا جدا معنے ہیں۔ پس اللہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَىْءٌ (الشوریٰ:۱۲)اس کا قرار اور بیٹھنا بھی لَيْسَ كَمِثْلِهٖ ہی ہے۔غرض موصوف کے لحاظ سے معنے ہوتے رہتے ہیں۔امام مالک سے کسی نے استویٰ کے معنے پوچھے تو فرمایا **المعنی معلوم و الکیف مجھول ۔**

عرش مخلوق نہیں قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہیں جس سے اس کا مخلوق ہونا ثابت ہو۔ بخاری ومسلم مؤطا طبقہ اوّل اور ترمذی،نسائی،ابوداؤد وطبقہ ثانی کی کتابوں میں بھی کوئی ایسی حدیث نہیں جس سے اس کی مخلوقیت ثابت ہو سکے۔میں نے ایک دفعہ حضرت امامؑ سے پوچھا کہ ربّ العرش سے عرش کا مخلوق ہونا معلوم ہوتا ہے یا نہیں ۔فرمایا ربّ العزت بھی آیا ہے تو کیا خدا اپنی صفت ازلی عزت کا بھی خالق ہے؟ پس استویٰ علی العرش کے معنے ہوئے خدا کی تجلیات کاملہ میں کوئی عیب نہیں کیونکہ عرش مظہر ہے اس مقام کا جہاں اوّلاً تمام احکام وصفات کاملہ کا اتم طور پر ظہور ہوتا ہے۔دربارشاہی میں سب سے پہلے احکام صادر ہوتے ہیں۔رَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ (یوسف:۱۰۱) کے بھی میرے نزدیک یہی معنے ہیں کہ یوسفؑ اپنے والدین کو دربارشاہی میں لے گئے۔

۲۔اعتداء فی الدعا کی تین اقسام اعتداء فی الدعاء تین قسم ہے۔ایک چلا کر دعا مانگنا اس لئے فرمایا۔اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً (الاعراف:۵۶)۔دوم۔ایسی طرز کی دعا جو قرآن مجید و سنت نبوی کے خلاف ہو مثلاً ایک شخص جو عہد نبوی میں دعا کر رہا تھا۔اے خدا مجھے بہشت نصیب کر اور اس میں ایسے مکان ہوں۔نبی کریم ﷺ نے اسے منع فرمایا کہ تو جنت الفردوس مانگ لے۔ایسا ہی اس قسم کی دعائیں کہ مجھے خدا بنادے یا عورت بنادے وغیرہ۔سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی باندھی ہوئی حدود کی پرواہ نہ کرنا اور دعا ہی کئے جانا۔

۳۔سب سے بڑا گناہ فرمایا کہ گناہ تو ہر وقت کا بُرا ہے۔مگر وہ گناہ سب سے بُرا ہے کہ جب کوئی مامور اصلاح کے لئے آیا ہو تو اس کی اصلاحوں کی مخالفت کی جاوے۔وہ وقت خاص طور پر توجہ الٰہی کا ہوتا ہے۔وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا (الاعراف:۵۷)۔

۴۔ نبی کے آنے سے پہلے متعلقہ اصلاح کی تحریک فرمایا کہ جس طرح بارش سے پہلے ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا آتا ہے اسی طرح جب کسی راستباز نبی کا نزول ہونا ہوتا ہے تو اس سے پہلے جس اصلاح کے لئے وہ آتا ہے اس کی نسبت کچھ نہ کچھ تحریک اس قوم میں پیدا ہو ہی جاتی ہے۔ مثلاً ہمارے نبی کریم ﷺ نے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کی تبلیغ کے لئے مبعوث ہونا تھا تو امیہ بن صلت، زید بن عمر جیسے بت پرستی سے متنفر ہو گئے۔ ہمارے امامؑ نے وفات مسیح پر زور دینا تھا آپؑ سے پہلے سرسید اور آجکل کی تعلیم نے اس مسئلہ کو چھیڑ رکھا تھا۔ صرف اتنا فرق تھا کہ اگر آپ نہ آتے تو لوگ اسلام کی تعلیم پر عیب لگاتے گو اس مسئلہ کو مان لیتے۔ آپ آئے اور بڑے زور سے فرمایا کہ وفات مسیح قرآن مجید سے ثابت ہے وَهُوَ الَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ (الاعراف:۵۸)۔

۵۔ جماعت احمدیہ کی خصوصیت فرمایا۔ اس وقت روئے زمین پر کوئی اہل سنت والجماعت نہیں مگر احمدی۔ جماعت تو وہی ہوگی جس کا امام ہو۔ کیا ہمارے مخالف مسلمان ایک صف میں کھڑے کئے جاویں تو ان کا کوئی امام ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں احمدی جماعت کا خصوصیت سے امام ہے۔ پس اس وقت احمدیوں کے سوائے کوئی اہلسنت والجماعت میں سے نہیں۔

۶۔ قرآن مجید کے فوائد فرمایا کہ قرآن مجید کے مدبرین کے لئے عجیب عجیب فوائد ہیں۔ ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ طاعون کے دنوں میں باہر ڈیرا لگانے کا کیا حکم ہے۔ میں نے کہا کہ باہر ڈیرہ لگا لے اور یہ خروج میں داخل نہیں کیونکہ سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ (الاعراف:۵۸) سے ظاہر ہے کہ اس شہر کی اردگرد کی زمینیں شہر کے حکم میں ہیں۔ ورنہ کوئی بتاوے کہ بارش صرف شہر کے کوٹھوں پر ہوتی ہے اور انہیں سے الثمرات نکلتے ہیں۔

۷۔ اسلام کی ایک خوبی فرمایا۔ اسلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس نے کسی چیز کو مطلق بے فائدہ نہیں ٹھہرایا۔ دیکھو وَالَّذِىْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا (الاعراف:۵۹) میں بتادیا کہ خبث میں بھی کچھ نہ کچھ مادہ نبت ضرور ہے ورنہ خدا کا فعل عبث ٹھہرتا ہے۔ دنیا کی کسی چیز کو کبھی لَيْسَتْ عَلٰى شَىْءٍ بالکل ناکارہ نہ کہو۔ (بدر) (الحکم جلد۱۴ نمبر۶ مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۱۰ء صفحہ۳)

میں ہمیشہ خوش رہتا ہوں

۲۳؍فروری ۱۹۱۰ء کو مجھے حضرت کی صحبت میں بیٹھنے کی سعادت حاصل تھی آپ کو مطالعہ کتب کا جو شوق ہے وہ ظاہر امر ہے۔ کسی تاجر کتب کو ایک کتاب کے متعلق لکھا تھا کہ بھیج دو، بعد دیکھنے کے اگر میں نے اسے پسند کیا تو قیمت بھیج دوں گا وَاِلَّا واپس اور ہر دو طرف کا محصول میں دوں گا۔ اس نے جواب دیا کہ ایسا نہیں کر سکتے۔ فرمایا۔

ہم اس جواب سے خوش ہوئے کیونکہ یہ معاملہ کی بات ہے۔ وہ ہم سے ناواقف ہے ہمارے حالات سے بے خبر! اور اصل تو یہ ہے کہ میں تو سدا ہی خوش رہتا ہوں کیونکہ مومن لَا یَحْزَنُوْنَ کے نیچے ہے۔ کوئی مریض میری تشخیص کو تسلیم نہیں کرتا تو مجھے خوشی ہوتی ہے اس لئے کہ میں اس کی ذمہ داری سے بچ جاتا ہوں۔ کوئی بیرونی مریض رخصت چاہتا ہے تو فوراً اسے رخصت کر دیتا ہوں اور خدا کا فضل سمجھتا ہوں کہ اس نے ذمہ داری سے نجات دی۔ غرض ہر حال میں مجھے خوشی ہی رہتی ہے اور یہ اس کا فضل ہے۔

اپنی سچائی کی بصیرت

میں نے ایک رقعہ آپ کو دکھایا جو الحکم میں طبع تھا اس میں راقم نے ہمارے سکول کی مثال عیسائیوں کے مدرسے سے دی۔ اس پر آپ کی مذہبی حمیت اور حرارت نے خاص رنگ دکھایا۔ بڑے جوش سے فرمایا کہ

کیا ہم اپنے سکول کے متعلق یہ سن سکتے ہیں؟ ہم خدا کے فضل سے بے ایمان نہیں لوگوں کو دھوکہ نہیں دیتے یہی حق ہے جو ہم نے قبول کیا ہے ایک آن کے لئے بھی کفر یقین کر کے کوئی اسے اختیار نہیں کر سکتا۔ ہم نے دنیا کی ملامتیں، کفرنامے اور قتل کے فتوے اپنے حق میں سنے اور ان کی پرواہ نہیں کی۔ کیا دنیا کی ان ساری تکلیفوں کو سامنے رکھ کر اور برداشت کرتے ہوئے بھی ہم اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہرگز نہیں۔ پھر ہم شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ (التوبة:۱۷) کیونکر بن سکتے ہیں؟ خدا نے ہمیں حق دکھایا جو ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں جو چاہے

اسے قبول کرے جو چاہے رد کرے اس کا معاملہ خدا تعالیٰ سے ہے۔ ہم کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ دنیا سے ڈرتے ہیں۔ جب یہ باتیں ہی ہمارے سامنے ہیچ ہیں تو پھر ہم کسی کی پرواہ کیا کریں۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔

خدا کے فضل کا ذکر

حضرت امیر المومنین کے واقعات زندگی عجیب قسم کے خوارق کا مجموعہ ہیں دوسرے لوگ جو بدظنی سے ہر ایک بات دیکھتے ہیں وہ ایسے امور کو اعتقادی نظر سے دیکھتے ہیں اور بے حقیقت کہتے ہیں مگر جن لوگوں نے ان واقعات کو دیکھا ہے وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کر سکتے ہیں۔ فرمایا۔

ایک مرتبہ ایک شخص کے چودہ روپیہ مجھے دینے تھے۔ اس نے آ کر مطالبہ کیا اور میں نے گھر میں دریافت کیا تو جواب ملا موجود نہیں۔ میرے پاس ایک قیمتی چادر تھی میں نے وہ کسی کو دی کہ بازار میں فروخت کر دو۔ اس نے آ کر کہا کہ اس کی قیمت چودہ روپیہ ملتی ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک بصیرت اور مناسبت دی ہے میں نے سمجھ لیا کہ ہاں ٹھیک ہے دے دو حالانکہ وہ بہت قیمتی چیز تھی۔ اس کے بعد میں نے دعا کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے کبھی ایسی ضرورت نہیں آنے دی کہ اس کا سامان ساتھ ہی نہ ہو گیا ہو۔ میرے شاگرد جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح پر میری ضرورتوں کو رفع کرتا ہے بعض وقت سولہ روپیہ کی ضرورت آنے والی ہے اور مجھے علم نہیں مگر اس سے پہلے کسی نے آ کر ایک پونڈ اور ایک روپیہ دے دیا ہے۔ اسی طرح پر وہ میرے ساتھ معاملہ فرماتا ہے یہ اس کی نکتہ نوازی ہے۔

روحانی امراض کے علاج کا نسخہ مجھے میرے روحانی امراض کے علاج کے لئے ایک نسخہ دیتے ہوئے لکھا کہ

''میرا یقین ہے تجربہ ہے مشاہدہ ہے اگر انسان اپنے مذہبی فرض اور دنیوی فرض کو عمدگی سے ادا کر کے گونہ سبکدوشی حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز ہرگز ایسے انسان کو ضائع نہیں کرتا۔''

شفقت علیٰ خلق اللہ کا نمونہ

ایک عہدہ دار نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت میں مخلوق کی ہمدردی کا اتنا جوش ہے کہ شفقت علیٰ الاولاد بھی بعض وقت اس پر قربان کرتے ہیں۔ اس نے اسی سلسلہ میں کہا کہ ایک دن آپ مریض کے لئے نسخہ لکھ

رہے تھے کہ بچہ نے کلاہ لا کر رکھ دیا کہ اس کو لے دو۔ متوجہ نہ ہوئے ۔ پھر توجہ دلائی تو ایک شخص کو مخاطب کر کے کہا کہ

یہ وقت ایسے کاموں کے لئے نہیں تم جانتے ہو کہ یہ وقت ان مریضوں کے لئے ہے اگر میں ذاتی کاموں میں اسے صرف کر دوں تو پھر ان کے لئے اور وقت کہاں سے نکالوں۔ خرید وفروخت کے کام میں نہیں کر سکتا۔

اس بے توجہی سے بچہ نے گورونی سی صورت بنائی مگر حضرت نے اس وقت ذرا بھی توجہ نہ کی اور پھر مریضوں ہی کی طرف متوجہ رہے۔ یہ عملی نمونہ ہے وقت کی قدر و قیمت کا، یہ فعلی سبق ہے ایثار نفس کا اور شفقت علی الخلق کا۔

حضرت امیر المومنین کا مکتوب حسن نظامی کے نام

گزشتہ سال ۲۷ رفروری ۱۹۰۹ء کو حسن نظامی دہلوی نے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا جس میں انہوں نے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کوئی تحریر چاہی تھی اور گورو کل کے جلسہ کے متعلق لکھا تھا کہ کوئی آدمی وہاں جا کر اسے دیکھے۔ اس کا جواب حضرت نے اس وقت جو دیا وہ خوش قسمتی سے مجھے بھی پڑھنے کا اتفاق ہوا اور آج پورے ایک سال کے بعد میں اسے دوستوں کے لئے بطور تحفہ پیش کرتا ہوں اس سے حضرت کے ایمان باللہ اور توکل علی اللہ کا عجیب ثبوت ملتا ہے۔ (ایڈیٹر)

مکرم معظم جناب مولانا

مکرمت نامہ پہنچا۔ اس پر عرض ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری کو میں اور ہماری جماعت اصح الکتب یقین کرتے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ ایک بار سرور عالم فخر بنی آدم خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین کے حضور ﷺ حضرات صحابہ کرام شرف اندوز تھے اور ایک جنازہ گزرا اور اس مطہر ومزکی جماعت نے اس کی تعریف کی عربی عبارت میں ہے۔ اَثْنَوْا عَلَيْهِ خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ (السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ صفحہ ۷۵)۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا تو اس کی مذمت ہوئی۔ پھر ارشاد ہوا وَجَبَتْ۔ وَجَبَتْ کے معنے ہیں کہ اس کے لئے واجب ہو چکی۔ حضرات صحابہ کرام نے عرض کیا مَا وَجَبَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

کیا واجب ہوا۔ فرمایا اَلَّذِیْ اَثْنَیْتُمْ عَلَیْهِ خَیْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَ اَمَّا الَّذِیْ اَثْنَیْتُمْ عَلَیْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ. اَنْتُمْ شُهَدَآءُ فِی الْاَرْضِ[1] جس کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہوئی اور جس کی تم نے مذمت کی اس کے لئے دوزخ واجب ہوئی۔

اب جو میں قرآن کریم کو پڑھتا ہوں تو اس میں ارشاد ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (البقرة:۱۴۴) تو اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ حقیقت ہر زمانہ کے انبیاء میں طاری وساری ہے اور ہمیشہ اس کے مطابق ہم مشاہدہ کرتے ہیں اور اس معیار پر میں نے حضرت نظام الحق والدین سلطان الدنیا والعقبیٰ کو دیکھا تو سات سو برس کے قریب قریب ہوتا ہے کہ ہزاروں ہزار اخیار آپ کے مدح میں رطب اللسان ہیں اگر یہ مشت خاک ان ابرار واخیار کے ساتھ ہم آواز نہ ہو تو حسب الارشاد وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء:۱۱۶) مجھ سے زیادہ کون بدقسمت ہوسکتا ہے۔ پس میرا دلی یقین یہ ہے کہ وہ محبوب الٰہی حسب تزکیہ شہداء اللہ واقعی محبوب الٰہی تھے یہی میرا دلی اعتقاد ہے۔ عام لوگوں کی اجنبیت انشاء اللہ میرے نزدیک جوئے نمی ارزد کا رنگ رکھتی ہے۔

کاش آنانکہ عیب من گیرند
روئے آن دلستاں بدیدندی

اب دوسرے ارشاد اور اس کی اہمیت پر گزارش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (المؤمن:۵۲) اور فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (المنافقون:۹) پس مولانا! اگر ہم فی الواقعہ جناب الٰہی کی نظر میں مومن ہیں تو ہم یقیناً یقیناً معزز ومنصور ہیں ہمیں کفار کے جلسہ کا قطعاً جوش ورنج نہیں اور نہ ہم ان کے نظاروں کو اہم یقین کر سکتے ہیں۔ جناب کو معلوم ہوگا حضرت فریدالحق

---

[1] هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَ هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّار اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِى الْاَرْضِ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ثناء الناس علی المیت)

والدین جب قطب الحق کے جانشین ہوئے تو ہفتہ کے اندر اندر قریب دہلی سے دوری اختیار فرمائی تو کیاان کے لئے اجودھن کا جنگل مضر ہو لَا وَاللّٰہ۔ (الحکم جلد ۱۴ نمبر ۷ مورخہ ۲۸ رفروری ۱۹۱۰ء صفحہ ۲،۳)

الانذار

اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو تا کہ تم پر رحم کیا جاوے

حضرت خلیفۃ المسیح کا تاکیدی فرمان درس میں اور دوسرے وقتوں میں

ان ایام میں اللہ تعالیٰ کے قہری نشانات کس زور سے ظاہر ہو کر مخلوق کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے اور اپنے اعمال کو سنوارنے کے لئے بار بار بیدار کر رہے ہیں۔ ایران، یونان، وسط ایشیاء، اٹلی، سسلی اور امریکہ کے پے در پے زلازل حیدر آباد اور پیرس کے تباہ کن سیلاب، متفرق مقامات کے طوفان اور جہازوں کی غرقابیاں کس قدر عبرت گاہوں کا نقشہ انسانوں کے سامنے پیش کر رہی ہیں غیر قومیں ان باتوں کو سمجھیں یا نہ سمجھیں پر مسلمانوں کی مقدس کتاب تو ان واقعات کو آیات اور نشانات کے نام سے پکارتی ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ یہ معمولی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرعون کے متعلق فرمایا ہے فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ (الاعراف:۱۳۴) پس ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور چچڑیاں اور مینڈک اور لہو۔ یہ سب نشانات جدا جدا آئے۔ پس انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم تھی۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عذاب اس واسطے آتا ہے کہ لوگ تضرع اختیار کریں۔ طاعون پچھلے سالوں میں کچھ کم تھی مگر اب پھر اس کا زور ہوتا جاتا ہے۔ چاہیے کہ لوگ ان باتوں کو سمجھیں، تکبر اور شیخی سے باز آ جاویں، نیکی کی طرف قدم بڑھاویں اور خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کو بخشوائیں اور خدا کے مقدس بندوں کے حق میں بے باکی سے منہ نہ کھولیں۔ یہ ایک نصیحت ہے جو سننے والوں کو سنائی جاتی ہے۔ چاہیے کہ اخبار پڑھنے والے حتی الوسع آگے دوسروں کو پہنچا دیں۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ (البدر جلد ۹ نمبر ۱۹ مورخہ ۳ر مارچ ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

طاعون سے حفاظت کی دعا حضرت امیرالمومنین نے فرمایا کہ یہ دعائیں نماز فجر و شام کے بعد بالالتزام پڑھی جاویں۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَایَضُرُّ مَعَ اسۡمِہٖ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ اَعُوۡذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنۡ شَرِّ مَاخَلَقَ۔ تین بار۔ انشاءاللہ طاعون سے محفوظ رہیں گے۔

علاج طاعون فرمایا۔ میری طرف مختلف علاقوں سے خط آرہے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے طاعون بڑی سرعت وشدت کے ساتھ ترقی کررہا ہے اس لئے تم (۱) بہت استغفار کرو۔ بہت استغفار کرو۔ (۲) گھروں میں دعا کرنے کی عادت ڈالو اور اپنے گھروں کے لوگوں کو بھی دعا و استغفار کی تاکید کرو۔ (۳) حسب استطاعت مالی خیرات کرو۔ (۴) باطنی صفائی کے ساتھ ظاہری صفائی کی طرف کامل توجہ کرو۔ مکانوں کو اور گھروں کے اسباب کو بہت صاف رکھو۔ (۵) چوہوں کے دفعیہ کی تدابیریں عمل میں لاؤ۔ غالباً اسی کی راہ سے یہ مرض پھیلتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ بڑا فاسق ہے۔ (الحکم جلد۱۴ نمبر۸ مورخہ ۷ مارچ ۱۹۱۰ء صفحہ۴)

کلام الامام میں قرآنی نکات

تاثیر قرآنی اور محبت الٰہی کے حصول کی دو صفات فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو قرآن شریف کی تعریف میں فرمایا ہے کہ لَوۡ اَنۡزَلۡنَا ھٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیۡتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡیَۃِ اللّٰہِ (الحشر:۲۲) ایک تو اس کے یہ معنے ہیں کہ قرآن شریف کی ایسی تاثیر ہے کہ اگر پہاڑ پر وہ اترتا تو پہاڑ خوف خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا اور زمین کے ساتھ مل جاتا۔

جب جمادات پر اس کی یہ تاثیر ہے تو بڑے ہی بیوقوف وہ لوگ ہیں جو اس کی تاثیر سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور دوسرے اس کے معنے یہ ہیں کہ کوئی شخص محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کرسکتا جب تک دو صفتیں اس میں پیدا نہ ہوجائیں۔

اوّل تکبر کو توڑنا جس طرح کہ کھڑا ہوا پہاڑ جس نے سر اونچا کیا ہوا ہوتا ہے گر کر زمین سے

ہموار ہو جاوے۔ اسی طرح انسان کو چاہیے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دور کر کے عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے۔

اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے تمام تعلقات اس کے ٹوٹ جائیں جیسا کہ پہاڑ گر کر مُتَصَدِّعًا ہو جاتا ہے اینٹ اینٹ جدا ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی اس کے پہلے تعلقات جو گندگی اور الٰہی ناراضمندی کا موجب تھے سب ٹوٹ جائیں اور اب اس کی ملاقاتیں اور دوستیاں اور محبتیں اللہ تعالیٰ کے لئے رہ جاویں۔

آنحضرتؐ کا مقام اور ایک عظیم الشان پیشگوئی

فرمایا۔ سورۃ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ میں آنحضرت ﷺ کا قدر اور مرتبہ ظاہر کیا ہے۔ یہ سورۃ اس حالت کی ہے جب سرور کائنات ﷺ مصائب اور دکھ اٹھا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس حالت میں آپ کو تسلی دیتا ہے کہ میں تیرا مؤید و ناصر ہوں۔

اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے اصحاب الفیل کے ساتھ کیا کیا یعنی ان کو اپنے منصوبہ اور تجویز میں نامراد رکھا اور ان کا مکر اٹھا کر ان پر ہی دے مارا۔ اور چھوٹے چھوٹے جانور ان کے مارنے کے لئے بھیج دیئے ان جانوروں کے ہاتھوں کوئی بندوقیں نہ تھیں بلکہ مٹی تھی۔ سجیل بھیگی ہوئی مٹی کو کہتے ہیں۔ اس سورۃ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خانہ کعبہ قرار دیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ جس طرح پر اصحاب الفیل کے حملہ سے بیت اللہ محفوظ رہا اسی طرح پر تو ان مشرکین اور مخالفین سے محفوظ رہے گا اور تیری کامیابی یقینی ہے تو منصور اور مؤید ہو گا۔ یعنی آپ کی ساری کارروائیوں کو برباد کرنے کے لئے جو سامان آپ کے مخالفین کر رہے ہیں اور جو تدابیر عمل میں لاتے ہیں ان کے تباہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ان کی ہی تدبیروں اور کوششوں کو اٹھا کر انہیں ہلاک کر دے گا اور تیری ضعیف اور کمزور جماعت ان پر غالب رہے گی۔ جیسے ہاتھی والوں کو ابابیلوں نے تباہ کر دیا۔

زندگی وموت اور کامیابی وناکامی

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ (الملک:۳)

یعنی موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ ہم تمہیں آزمائیں۔ کامیابی اور ناکامی بھی زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے کامیابی ایک قسم کی زندگی ہوتی ہے۔ جب کسی کو اپنے کامیاب ہونے کی خبر پہنچتی ہے تو

اس میں جان پڑ جاتی ہے اور گویا نئی زندگی ملتی ہے اور اگر ناکامی کی خبر آ جاوے تو زندہ ہی مر جاتا ہے اور بعض اوقات بہت سے کمزور دل آدمی ہلاک بھی ہو جاتے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ عام زندگی اور موت تو ایک آسان امر ہے لیکن جہنمی زندگی اور موت دشوار ترین چیز ہے۔ سعید آدمی ناکامی کے بعد کامیاب ہو کر اور بھی سعید ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایمان بڑھ جاتا ہے۔ اس کو ایک مزہ آتا ہے جب وہ غور کرتا ہے کہ میرا خدا کیسا ہے؟

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ قرآن مجید کی اصل غرض اور غایت تقویٰ کی تعلیم دینا ہے۔ اتقا تین قسم کا ہوتا ہے پہلی قسم اتقا کی علمی رنگ رکھتی ہے۔ یہ حالت ایمان کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس کو يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (البقرۃ:۴) کے الفاظ میں ادا کیا ہے۔ دوسری قسم عملی رنگ رکھتی ہے۔ جیسا کہ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (البقرۃ:۴) میں فرمایا ہے۔ انسان کی وہ نمازیں جو شبہات اور وساوس میں مبتلا ہیں کھڑی نہیں ہوتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے يَقْرَؤُنَ نہیں فرمایا بلکہ يُقِيْمُوْنَ فرمایا یعنی جو حق ہے اس کے ادا کرنے کا۔ ہر ایک چیز کی ایک علت غائی ہوتی ہے اگر اس سے رہ جاوے تو وہ بے فائدہ ہو جاتی ہے۔ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ سے لوازم الصلوٰۃ معراج ہے۔ اور یہ وہ حالت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق شروع ہوتا ہے...... مکاشفات اور رؤیا صالحہ آتے ہیں۔ لوگوں سے انقطاع ہو جاتا ہے اور خدا کی طرف ایک تعلق پیدا ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ تبتّل تام ہو کر خدا سے کامل تعلق پیدا کر لیتا ہے۔

اعلیٰ درجہ کے مومن اعلیٰ درجہ کے مومن مریم صفت ہوتے ہیں جن کے لئے قرآن مجید میں آیا ہے۔

اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا (التحریم:۱۳)

ہر ایک مومن جو تقویٰ و عبادت میں کمال پیدا کرے وہ بروزی طور پر مریم ہوتا ہے اور خدا اس میں اپنی روح پھونک دیتا ہے جو کہ ابن مریم بن جاتی ہے۔ زمخشری نے بھی اس کے یہی معنے کئے ہیں کہ یہ آیت عام ہے اور اگر یہ معنے نہ کئے جاویں تو بہت سے مشکلات پیش آتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے کہ اس امت میں ابن مریم پیدا ہوگا۔

(الحکم جلد ۱۴ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۱ / مارچ ۱۹۱۰ء صفحہ ۳)

کفارہ کے مضمون کے متعلق رائے

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے اس مضمون کو پڑھ کر فرمایا۔

جو مضمون محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر مبنی ہو اس کی قبولیت کے لئے الٰہی رضامندی سے بڑھ کر کیا تدبیر ہوسکتی ہے۔ شریعت سے واضح ہے کہ جس کام کے لئے ریاء وسمعت اور طلب دنیا اصل غرض نہیں ہوتی اور وہ کام اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو برومند فرماتا ہے۔ ہاں كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ (الصف:۱۵) کے امتثال پر اتنا کہہ دینا موجب ثواب سمجھتا ہوں کہ یہ کفارہ کا مضمون انشاء اللہ تعالیٰ بہتوں کے لئے ایمانی ترقی کا موجب ہوگا۔

نورالدین

۲۴/مارچ ۱۹۱۰ء

(البدر جلد ۹ نمبر ۲۳ مورخہ ۳۱/مارچ ۱۹۱۰ء صفحہ ۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں حضرت مرزا صاحب کیا فرماتے ہیں

ایک سائل کے خط کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نصرہ اللہ العزیز نے لکھا۔

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالرَّحْمَةُ وَالسَّلَامُ وَالْبَرَكَاتُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔ آمِيْن۔ اَمَّا بَعْد

ہر ایک کلام کے لئے ضرور ہے کہ مصنف کی کلام کو ملاحظہ کیا جاوے اگر اعتراض یا فہم مقصود ہو اسلام پر اعتراض کرنے ہوں تمام مسلمانوں کی کتابیں لے کر اعتراض مناسب ہیں بلکہ اس معاملہ میں قرآن کریم اور احادیث صحیح پر نظر رہے۔ جس کلام پر اعتراض ہے وہ ایک معمولی مضمون نگار ہے وہ مضمون بسبب اپنے کمزور ہونے کے روک دیا گیا۔ صرف نمبرا طبع ہو کر بند ہو گیا۔ مگر حضرت مرزا صاحب کے کرامات اسی[۸۰] کتب میں آپ کی تصنیف میں موجود ہیں۔ ان میں اگر کوئی مشابہ کلمہ ہے تو اپنے محکم کلمات بحمد اللہ موجود ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن۔

حضرت مرزا صاحب اپنے آئینہ کمالات میں فرماتے ہیں۔

یا نبی اللہ فدائے ہر سرِ موئے توام
وقفِ راہِ تو کنم گر جان دہندم صد ہزار
راغب اندر رحمتت یا رحمۃ اللہ آمدیم
ایکہ چون ما بردر تو صد ہزار امیدوار
یا نبی اللہ نثار روئے محبوب توام
وقف راہت کردہ ام این سر کہ بردوش ست بار
برسرِ وجداست دل تا دید روئے او بخواب
اے بران روئے و سرش جان و سرور روئم نثار
صد ہزاران یوسفے بینم درین چاہِ ذقن
و آن مسیح ناصری شُد ازدمِ او بے شمار

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ صفحہ ۲۶،۲۷)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔
دگر اُستاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ
دریغا گر دہم صدجان درین راہ
نہ باشد نیز شایان محمدؐ

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ صفحہ ۶۴۹)

ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں۔

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰ
این است کام دل اگر آید مُیَسَّرم

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۸۵)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبیؐ کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑدو تم اس خبیث کو

(درثمین صفحہ ٦٧)

پھر فرماتے ہیں۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

(درثمین صفحہ ۹۳)

سراج المنیر میں ہے۔

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و مقتدا
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمدؐ ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام
ہست او خیرالرسل خیرالانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آنچہ مارا وحی و ایمائے بود
آن نہ از خود از ہمان جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال

(سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۹۵)

اورفرماتے ہیں۔
آں گروہ حق کہ از خود فانی اند
آب نوش از چشمۂ فرقانی اند

(درثمین فارسی صفحہ ۱۵۳)

سید شاں آنکہ نامش مصطفےٰ است
رہبر ہر زمرۂ صدق و صفا است

(درثمین فارسی صفحہ ۱۵۴)

اور دیکھئے
ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

(درثمین صفحہ ۱۷)

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔
محمدؐ عربی بادشاہ ہر دو سرا
کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اُسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

اورفرماتے ہیں۔
مصطفیٰ مہر درخشاں خدا ست
بر عدوش لعنت ارض و سما ست

از طفیل اوست نور ہر نبی
نام ہر مرسل بنام او جلی

(درثمین فارسی صفحہ ۸۶)

پھر فرماتے ہیں ۔ ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

(درثمین فارسی صفحہ ۷)

ان مختصر سے بیانات کے بعد پھر اگر کسی کو خلش ہو تو اس کو اللہ ہی سمجھائے دوسرا کون سمجھائے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر کسی واقعہ کی قبل از وقت خبر دیتے ہیں ان کو عربی میں نبی کہتے ہیں ۔عوام اپنی بے علمی سے ایسے لفظوں پر اڑ جاتے ہیں اور ان کی صریح کلام کی طرف توجہ نہیں کرتے ۔(مثنوی میں ہے) شعر۔

آں کہ از حق یابد او وحی و جواب
ہر چہ فرماید بود عین صواب
نے نجوم است و نہ رمل است نہ خواب
وحی حق واللّٰہ اعلم بالصواب
از پے روپوش عامہ دربیان
وحی دل گویند آں را صوفیان

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں۔

اے مرا تو مصطفٰے من چوں عمر
از برائے خدمت بندم کمر

فوائد الفواد میں حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی محمد نظام الدین صاحب چشتی نے فرمایا ہے۔ دیکھئے صفحہ ۲۳ قصہ حضرت شبلی جنہوں نے اپنے مرید کو ارشاد کیا کہ لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰـہَ شِبْلِیُ

رَسُوۡلُ اللّٰہ ۔حالانکہ شبلی رحمہ اللہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رسول نہیں فرمایا تھا اور امت میں جس نے مسیح ہونا تھا اس کو بخاری میں نبی فرمایا ہے۔ نورالدین

۱۸؍مارچ ۱۹۱۰ء

زکوٰۃ کا روپیہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ زکوٰۃ کا روپیہ اشاعت اسلام یا تعمیر مدرسہ یا تعمیر مسجد میں خرچ کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

حضرت نے فرمایا کہ تعمیر مدرسہ ومسجد میں زکوٰۃ مناسب نہیں۔اشاعت اسلام میں جائز ہے۔

(البدر جلد ۹ نمبر ۲۷ و ۲۸ مورخہ ۲۸؍اپریل و ۵؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۵)

حضرت امیر المومنین کی صحبت میں پندرہ منٹ

(۲۵؍اپریل ۱۹۱۰ء)

تَشَبُّہ بِالۡقَوۡمِ کے پانچ معانی فرمایا۔مَنۡ تَشَبَّہَ بِقَوۡمٍ فَھُوَ مِنۡھُمۡ (سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشھرۃ) کے پانچ معنے ہیں۔(۱) یہ حکم جنگ کے موقعہ کا ہے کہ جو دشمنوں کی وردی پہنے ہوئے ہے اسے دشمن باور کر کے کوئی مسلمان قتل کر دے تو وہ قاتل مجرم نہیں خواہ وہ شخص مقتول مسلمان ہو کیونکہ میدان جنگ میں وردی سے امتیاز ہوتا ہے۔

(۲) ہر قوم میں کچھ امور تو وہ ہوتے ہیں جو مشترک فی الاقوام ہیں اور کچھ اس قوم کی خصوصیات۔اب ان خصوصیات کو جو اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔مثلاً جو شخص لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہ زبان ودل سے کہے نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے وہ مسلمان ہے۔ جس شخص میں یہ باتیں ہوں ہم اسے مسلمان کہیں گے۔مسیحی مذہب کی خصوصیات سے نہ ہے۔مسیح کو ابن اللہ ماننا، کفارہ جو یہ مانے گا وہ مسیحی کہلائے گا۔

(۳) جب انسان کسی قوم کی ادنیٰ باتوں میں شریک ہوتا ہے تو چونکہ انسان میں ترقی کا مادہ ہے اس لئے اس ادنیٰ سے بڑھتے بڑھتے پھر اسی قوم کی خصوصیات بھی اختیار کر لیتا ہے اور پھر انہی میں

سے ہو جاتا ہے۔مثلاً پہلے بال کٹائے پھر البرٹ فیشن کی سوجھی پھر جوتا اُتارا۔ بوٹ پہنے۔ پاؤں دھونے سے رہے۔قمیص کے کف اور کالر کے بگڑنے کے اندیشہ سے وضو بھی چھوڑ دیا پتلون پہنی اس کی وجہ سے نماز رہ گئی۔ ہیٹ پہننا شروع کیا لوگوں نے طعن کیا جھنجھلا کر بپتسمہ لے لیا کہ اور نہیں تو سوسائٹی تو اچھی ہے غرض جو تشبّہ شروع کرتا ہے **منھم** ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ اس سے غیرت دینی اٹھ جاتی ہے یہ مشاہدہ کی بات ہے۔

(۴) قوم کے ابتدائی زمانہ میں یہ بڑی ضروری بات ہے کہ پُر جوش نومسلموں کا کسی قسم کا گہرا تعلق دوسری قوم سے نہ رہے سوا اس کے قوم بن ہی نہیں سکتی۔ پس اس علیحدگی کے لئے ضروری ہے کہ کسی بات میں ان کا تشبّہ اختیار نہ کرے تا یہ صاف ظاہر ہو کہ اب ہم ان میں سے نہیں بلکہ ان سے بالکل الگ ہو چکے ہیں۔

(۵) پھر ایک زمانہ قوم پر آتا ہے جب شیرازہ ٹوٹ جاتا ہے اور قوم میں تنزل آتا ہے اس حالت میں بھی قومیت کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ دوسروں سے تشبّہ نہ ہو بلکہ آپس میں ایک دوسرے کو سہارا دیں جو غیروں کو سہارا دے گا تو وہ قومی ٹریٹر سمجھا جاوے گا۔

مومن کو خوف وحزن نہیں ہوتا ایک دوست کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تیرہ چودہ برس سے تم یہاں رہتے ہو کبھی کسی وقت تم نے مجھے غمگین اور پریشان گھبراہٹ میں دیکھا۔اس نے عرض کیا۔ ہرگز نہیں۔فرمایا۔مومن لَا خَوْف وَ لَا یَحْزَن ہوتا ہے۔ہم ایک دفعہ گوالیار کی طرف گئے وہاں ایک گروہ کے پاس بیٹھے وہ کچھ دعا کرنے لگے کسی نے ان میں سے پڑھا۔

نہ کر عوض میرے عصیان و جرم بیحد کا
کہ تیری ذات غفور رحیم کہتے ہیں
کہیں نہ کہہ دے عدو دیکھ کر مجھے غمگین
یہ اس کا بندہ ہے جس کو کریم کہتے ہیں

اس آخری شعر نے ہمیں بہت ہی فائدہ پہنچایا۔

بہشت کے نام نہاد ٹھیکیدار سے سوال فرمایا۔ان مولویوں میں سے جو بہشت کے ٹھیکیدار بنے پھرتے ہیں ایک مولوی سے میں نے پوچھا غیر مسلم تو خیر دوزخی ہوئے مگر اسلام میں بھی سوائے غیر مقلدوں کے آپ کے نزدیک سب جہنمی ہوئے لیکن یہ تو بتائیے کہ غیر مقلدوں میں بھی کس کا گروہ بہشتی ہے نام بنام پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں حاضر ہو جاؤں گا۔میں نے کہا کہ آٹھ بہشت ہیں وہاں اکیلے آپ ہوں گے آپ خیال کر سکتے ہیں آپ کو کیا لطف آئے گا۔

بھائی کی گمشدگی میں بہن کی دعا فرمایا۔ بھائی کی گمشدگی میں اس کی بہن سے دعا کرانی چاہیے اور ایک خاص دعا سے میرا تجربہ ہے کہ چالیس دن میں انشاءاللہ خبر مل جاتی ہے۔

تبلیغ حق کا ایک انداز

ایک دوست نے ایک نوجوان کو پیش کیا کہ یہ خوش الحان حافظ ہیں۔(آپ ریش سترده تھے) آپ نے بطور موعظہ حسنہ وقول موجہ ایک نہایت بلیغ فقرہ ہنس کر فرمایا کہ

ہمیں سائن بورڈ سے معلوم نہیں ہوسکا دکان میں کیا مال بھرا ہے (یہ بھی ایک طرز ہے تبلیغ حق کا)۔

واقف و تجربہ کار کی اہمیت ایک لڑکے کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بٹالہ کا راہ اس سے پوچھنے کا فائدہ نہیں جو تمہاری طرح اس سے ناواقف ہو بلکہ اس سے پوچھنا چاہیے جو وہاں جا چکا ہو۔تم بچے ہو اپنے سے بزرگ و بوڑھے کی رائے ہر امرِ اہم میں لے لیا کرو۔ایسے بزرگ کی جس کو تم نے دیکھا ہو کہ وہ ہر وقت خوش رہتا ہے۔　　(البدر جلد ۹ نمبر ۲۸ مورخہ ۱۲رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۳)

کتاب ''سنت احمدیہ'' کی نسبت رائے

قاضی اکمل صاحب کی نئی تالیف جس میں نماز و روزہ زکوۃ، طلاق اور نکاح کے مسائل بالدلائل مرقوم ہیں یعنی قرآن وحدیث سے ہر مسئلہ کو جس پر ہمارا عمل ہے ثابت کیا ہے اور جن کا عمل اس کے خلاف ہے ان کی

کمزوری دکھائی ہے۔صفحہ ۸۸ حجم قیمت ۴/ پسندیدہ امیر المومنین۔آپ نے مندرجہ ذیل تفریظ کی ہے۔

میں نے اس کتاب کو پڑھا کتاب ہر ایک پہلو میں مجھے پسند ہے۔جَزَی اللّٰہُ الْمُصَنِّفَ

نورالدین

(البدر جلد ۹ نمبر ۲۸ مورخہ ۱۲/مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۷)

البلاغُ مِنَ الشَّاھِدِ اِلَی الغائبِ

ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کے چند وصایا اور نصائح کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے جو میرے محترم بھائی منشی فرزند علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ تعالیٰ کے ایک ارشاد ہی کی تعمیل میں بغرض اندراج بھیجا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت کے ان وصایا کو بہتوں نے سنا اور یہ جوش مکرمی منشی فرزند علی صاحب ہی کو خدا نے دیا کہ وہ اس ارشاد کی تعمیل کریں۔ میں منشی صاحب کا ازبس شکرگزار ہوں اور ان کے لئے دعا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک ایسے فرض کو ادا کر دیا ہے جو اس جلسہ میں سننے والوں میں ان میں سب کے ذمہ تھا۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔آمین (ایڈیٹر)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

۲۷/مارچ ۱۹۱۰ء کی صبح کو جو سالانہ جلسہ دارالامان کا آخری روز تھا حضرت خلیفۃ المسیح نے مسجد مبارک میں نماز کے بعد جماعت کو چند نصائح کیں اور حکم دیا کہ شاہد غائب کو اطلاع دے۔اس حکم کی تعمیل میں میں آپ کی تقریر کا خلاصہ بھیجتا ہوں تا کہ آپ اسے اخبار میں شائع کر کے جماعت تک پہنچائیں۔حضرت نے فرمایا:۔

جماعت کو چند وصایا اور نصائح عمر کا اعتبار نہیں۔ اگلے سالانہ جلسے تک معلوم نہیں ہم میں سے کون رہے کون نہ رہے۔اور تم میں سے جو زندہ رہے وہ آئندہ جلسے پر آئیں یا نہ آئیں۔ اس لئے میں تمہیں چند باتیں بطور وصیت کے کہنا چاہتا ہوں جو لوگ موجود ہیں توجہ سے سنیں اور دوسروں کو پہنچائیں۔ **لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** کو مضبوطی سے پکڑو۔اللہ تعالیٰ کو ذات میں،اسماء میں،صفات میں یکتا جانو۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ

وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ (فاطر:۱۶) یعنی اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو۔ دعا، استغفار کثرت سے کرو۔ استغفار سے ہر ایک قسم کی حاجت براری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ نوح میں نوح علیہ السلام کے زبانی فرماتا ہے۔ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (نوح:۱۱تا۱۳) یعنی استغفار کرنے سے اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا اور تمہیں مال اولاد دے گا۔ باغ اگائے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا۔ جماعت کو چاہیے کہ درود شریف، استغفار اور الحمد شریف کا کثرت سے وظیفہ رکھیں۔

فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ باہر مہمانوں کے کیمپ میں ایک وقت کئی کئی جماعتیں ہوتی رہیں۔ مجھے اس کا بہت رنج ہوا۔ اگر منتظمین مجھے پوچھتے تو میں انہیں اس کے متعلق نہایت عمدہ مشورہ دیتا۔ حضرت نبی کریم ﷺ مقتدیوں کو صفوں کی درستی کی خاص تاکید فرمایا کرتے تھے۔ میں خوف کرتا ہوں کہ جہاں تمہارے پاؤں ایک دوسرے سے آگے پیچھے ہوجاتے ہیں دلوں میں بھی ایسا اختلاف پیدا نہ ہوجائے۔

قرآن کو پڑھو۔ تقویٰ پر غور کرو۔ حتی الوسع جہاں جہاں جماعت ہے وہاں مسجد ہونی چاہیے اگر مسجد نہیں تو چبوترہ ہی سہی۔ بہرحال نماز باجماعت ادا کرنے کا التزام ہونا چاہیے۔ جو شخص جماعت سے الگ رہتا ہے اس کی مثال اس بکری کی سی ہے جو ریوڑ سے الگ ہوجائے وہ زیادہ خطرے میں ہوتی ہے۔ بعض لوگ میرے پاس شکایت کرتے ہیں کہ میں فلاں جگہ تنہا ہوں جماعت نہیں۔ فرمایا۔ مومن اپنے اندر ایک جذب رکھتا ہے جس کی وجہ سے وہ تنہا نہیں رہ سکتا۔ دنیا کماؤ مگر حلال طریقوں سے۔ نمازوں کو ہلاک نہ کرو۔ عورتوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔ والدین اور اعزاء واقارب سے نیک سلوک کرو۔ نیک نمونوں کی تقلید کرو برے نمونوں کو چھوڑ دو۔ قادیان والوں کو چاہیے کہ مہمانوں کو نیک نمونہ دکھائیں۔ فرمایا۔ امام اعظم ...... ایک روز بارش اور کیچڑ میں جارہے تھے ایک لڑکے کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔ میاں لڑکے کیچڑ میں سنبھل کر چلو کہیں گر نہ پڑنا۔ اس نے جواب دیا میں گروں گا تو

چوٹ صرف مجھے ہی لگے گی۔ مگر ابوحنیفہؒ تم سنبھل کر چلنا تمہارے گرنے سے لاکھوں مخلوقات خدا تمہارے ساتھ گرے گی۔

فرمایا۔ میں تمہارے لئے دعا کیا کرتا ہوں تم میرے لئے دعا کیا کرو۔ آخر میں پھر لَا اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہ پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی اور کہا دیکھو میں نے یہ وصیت کر کے انبیاء علیہم السلام کی سنت وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ والی پوری کر دی ہے۔ فرزند علی عفی عنہ سیکرٹری انجمن احمدیہ فیروز پور

(الحکم جلد ۱۴ نمبر ۱۹ مورخہ ۲۸ رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۹، ۱۰)

ڈائری یکم جون ۱۹۱۰ء

۱۔ حکمت کی تعریف قرآن مجید کو محکم پکڑو تم اس کے ذریعے ہر میدان میں ہر مقابلہ میں فتح پاؤ گے۔ ایک شخص نے چند علوم کی تعریفیں اور ان کے متعلق تمام اعتراضات یاد کر رکھے تھے اور وہ اکثر علماء کو عام مجلسوں میں دق کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مجھے پوچھا کہ پیر و مرشد حکمت کی تعریف کرو۔ میں نے کہا چند اخلاق فاضلہ جن میں خدا کی تعظیم اور شفقت علیٰ خلق اللہ ہو وہ حکمت ہے۔ سن کر حیران رہ گیا۔ کہا ثبوت؟ میں نے کہا خدا تعالیٰ بنی اسرائیل میں چند ایسے اُمور کا ذکر فرما کر اخیر میں فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰۤى اِلَیْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ (بنی اسرائیل:۴۰) ۔ چپ ہی رہ گیا۔

۲۔ مجاہدات، الزامی جواب، محکم و متشابہ میں نے حضرت صاحب سے پوچھا کہ آپ کے مشرب میں وصول الی اللہ کا جو طریق ہے اس میں کوئی مجاہدہ ہے تو میں اسے کرنا چاہتا ہوں۔

فرمایا۔ عیسائیوں کے مقابل میں کتاب لکھو۔ اس کے بعد خدا کے فضل نے اسباب بہم پہنچائے۔ ایک پادری نے مجھے کئی سوالات لکھ کر دیئے اور دوسری جانب مجھے رئیس پونچھ کا علاج کرنے کے لئے جانا پڑا جہاں بہت فرصت تھی۔ میں نے فصل الخطاب لکھی اور اس کی طبع کا سامان بھی ہو گیا۔

میں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور بعض اعتراض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لئے بغیر اس

کے چارہ نہیں، یا تو اس اعتراض کا ذکر ہی نہ کیا جاوے یا الزامی جواب دیا جاوے کیونکہ تحقیقی جواب مشکل ہے۔

فرمایا۔ جو بات آپ نہیں مانتے یا اس کے ماننے میں شرح صدر نہیں وہ دوسروں کو ماننے پر مجبور کرنا ایک قسم کا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ (یہ بات منجملہ ان باتوں کے ہے جن سے حضرت صاحب پر میرا عقیدہ بڑھتا گیا) میں نے کہا اللہ! قربان جاؤں مرزا کے۔ یہ شخص وہی بات کہتا ہے جس کا دل میں پورا یقین رکھتا ہے۔ پھر مجھے فرمایا کہ جو ایسی باتیں ہوں اس کو خوشخط لکھ کر دیوار پر لٹکا دیں اور پیش نظر رکھیں اور دعا میں لگے رہیں انشاء اللہ وہ مشکل مسئلہ (حل) ہو جاوے گا۔ میں نے دل پر ہی ایسی باتوں کو لکھ لیا پھر خدا کے فضل سے حل ہو گئیں۔

چنانچہ محکم و متشابہ کے معنے بھی مجھ پر خوب کھلے کہ متکلم کی کلام کا کچھ نہ کچھ حصہ ہر طبقہ کے لوگوں کی سمجھ میں آ جاتا ہے اور کچھ حصے ایسے ہوتے ہیں جن کے معنے نہیں کھلتے یا اس کی کئی وجوہ ہوتی ہیں۔ پس محکم وہ ہے جو سمجھ لیا اور متشابہ وہ جو ابھی سمجھ میں نہیں آیا (ہر انسان کا محکم و متشابہ الگ الگ ہی ہے) متشابہ کے معنے کے لئے یہ طریق ہے کہ محکم کے مطابق معنے کرو۔ دعا کرتے رہو خشیت الٰہی اختیار کرو۔

حضرت صاحب نے دوسرا مجاہدہ مجھے یہ بتایا کہ آریوں کے مقابلہ میں کتاب لکھو۔ میں نے ان مجاہدات سے بہت نفع اُٹھایا اور ان برکات سے حصہ لیا جو مامور من اللہ سے مخصوص ہیں۔ مجھے ایک جماعت دی گئی۔

....

جوتا کیسا ہو؟ اہلیہ صاحبہ دانش کے دریافت کرنے پر کہ عورتوں کے لئے کھڑے جوتے کا پہننا جائز ہے یا نہیں حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ

اسلام نے عورتوں یا مردوں کے واسطے کوئی جوتا مقرر نہیں کیا کہ کس قسم کا ہو۔ یہ امر ملکی رواج اور ضرورت پر منحصر ہے۔ (البدر جلد ۹ نمبر ۳۲ و ۳۳ مورخہ ۹ ؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱، ۲)

راجپوتوں کی انجمن کا نام تجویز فرمانا

مورخہ ۲۷؍مارچ ۱۹۱۰ء بعد نماز ظہر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح نے چوہدری غلام احمد خان صاحب پریذیڈنٹ وسیکرٹری کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

ہم آپ کی اس انجمن کا نام انجمن راجپوتاں تجویز کرتے ہیں۔

چنانچہ یہی مبارک نام اس انجمن کا رکھا گیا اور حضرت اقدس نے اس انجمن کی سرپرستی قبول فرمائی اور ہر ایک طرح سے مدد کرنے کا وعدہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ

آپ لوگ چندہ جمع کرنے میں کوشش کریں باقی انتظام ہم کریں گے۔

اللہ تعالیٰ اس شفیق اور ہمدرد مرشد کو دیر تک ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

(البدر جلد ۹ نمبر ۳۵ مورخہ ۲۳؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۸)

دو حاجی حضرت امیر المومنین کا ارشاد ہے کہ

ہم دو احمدیوں کو اپنے خرچ پر حج کے لئے بھیجنا چاہتے ہیں جو زادراہ سے معذور اور حج کی تڑپ رکھنے والے صالح الاعمال متقی ہیں وہ درخواست کریں۔ ایک ان میں سے ایسا ہو جو پہلے حج کر چکا ہو۔

(البدر جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱)

اسلام میں غلامی غلامی کا ذکر تھا۔ فرمایا۔ توریت میں غلامی کے برخلاف کوئی حکم نہیں۔ انجیل نے غلامی کے دنیا سے ہٹانے کے واسطے کوشش نہیں کی۔ صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے غلاموں کو آزاد کرنے کے واسطے احکام نازل فرمائے ہیں۔ حج میں، کفارہ یمین میں دیگر ہر ایک صدقہ کے موقعہ پر غلاموں کی آزادی کی ترغیب دی ہے۔ زکوٰۃ فنڈ کا اٹھواں حصہ غلاموں کی آزادی کے واسطے الگ کر دیا ہے اس طرح تدریجاً دنیا سے غلامی کے اٹھا دینے کے قوانین باندھے ہیں۔ انبیاء کا یہی طریق ہے کہ احکام کا اجراء ایسے طریق سے کرتے ہیں کہ خلقت اس کو برداشت کر سکے۔ انسانوں کی تیاری کے مطابق حکم دیا جاتا ہے۔ اسلام کے ابتدائی ۱۳ سال میں شراب کے برخلاف کوئی حکم نازل نہ ہوا۔ جب ایک جماعت تیار ہوگئی جو ایسے حکم کو برداشت کر سکے تو پھر یہ حکم نازل ہوا۔ یہ بات غلط ہے کہ غلامی کو

عیسائی دنیا نے بند کر دیا ہے۔ کیا امریکہ میں کالے لوگوں اور گورے لوگوں کے حقوق یکساں ہیں؟ کیا ہندوستان کے جیل خانوں میں قیدی غلام بلکہ غلاموں سے بدتر حالت میں نہیں ہیں؟ کیا گورنمنٹ کے ہاں پولیٹیکل قیدی نہیں ہوتے؟ برخلاف اس کے اسلام نے غلاموں کے واسطے یہ قانون بنایا ہے کہ ان کو مالک اپنے کھانے میں سے کھانا دے اور اپنے کپڑے میں سے کپڑا دے۔ ایسی محنت نہ کرائے جو اس کی برداشت سے باہر ہو۔ آج غلام چھوڑ نوکروں کے ساتھ بھی کوئی ایسا حسن سلوک نہیں کرتا۔

فرمایا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کا ایک نشان ہے کہ جب مسلمانوں میں ایسا زوال آیا کہ وہ جابجا محکوم ہونے لگے تو خدا تعالیٰ نے ان کی حاکم قوموں کے دلوں میں غلامی کے متعلق نفرت ڈال دی تا کہ اسلامی مرد اور عورتیں ذلت میں نہ پڑیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا خاص رحم ہے جس کے واسطے سجدہ شکر کرنا چاہیے۔ ورنہ یورپین اقوام میں غلام اور لونڈی رکھنے کا رواج ہوتا تو آج اسلامی دنیا پر کیا مصیبت وارد ہوتی۔

خاندان حضرت شاہ ولی اللہ فرمایا۔ بچپن سے میرے کان میں خدا کا نام ڈالا گیا ہے۔ میری بھاوج نے جو مجھے اپنی گودی میں لے کر لوری دی تو یہ آواز میرے کان میں پڑی۔ اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ الْحَقُّ۔ اس آواز نے مجھے بہت فائدہ پہنچایا۔ سب سے پہلے میں نے اردو زبان ایک دیوبند کے سپاہی سے سنی اور اُسے بہت پسند کیا۔ پھر احسان الٰہی ہے کہ شاہ ولی اللہ کے خاندان کی کتابیں میں نے پڑھیں۔ اس خاندان کے طفیل مجھے بہت فائدہ ہے۔ سب سے پہلے ایک تاجر کلکتہ سے مجھے ایک پنجسورہ مترجم بزبان اُردو ملا۔ جو مطبع مصطفائی کا چھپا ہوا تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ کتاب فوز الکبیر میں قرآن شریف کی تعریف دوسری کتابوں کے مقابلہ میں کرتے ہوئے کیا خوب فرماتے ہیں۔

’’اگر او کتاب حکیم است این کتاب احکم الحاکمین است اگر او کتاب عزیز است این کتاب ربّ العزۃ است‘‘

فرمایا۔ اس زمانہ میں بہت سی خوش کن کتابیں بنی ہیں اور ان میں سے بعض میں دین کا حصہ بھی ہوتا ہے مگر قرآن کریم جیسی کوئی کتاب نہیں۔

سید کون ہے؟

ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح کو لکھا کہ شیعہ کہتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی سید نہ تھے۔ حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شیعوں کی آپ نے خوب سنائی یہ قوم تو تمام صحابہ کو ابوبکرؓ ہو یا عمرؓ اور تمام ازواج مطہرات کو سوائے ام سلمہؓ کے عائشہؓ ہو یا حفصہؓ ہو۔ بُرا کہتے ہیں۔ تبرّا ان کا عجیب وغریب عمل ہے۔ امام حسنؓ کو خود بُرا مانتے ہیں۔ کسی شیعہ کا نام آپ نے عبدالحسن سنا ہے حالانکہ عبدالحسین بہت ہیں۔ یا حسین تو کہتے ہیں کبھی یا حسن بھی سنا ہے؟ ہر ایک امام کی اس دوسری اولاد کو جو ائمہ اثنا عشرہ میں نہیں برا کہتے ہیں۔ کیا زید بن علی بن حسین کو یا اسماعیل بن جعفر الصادق یا ابوبکر وعمر ابناء علی وحسین رضوان اللہ کو یہ اچھا کہتے ہیں۔ پھر کیا سید عبدالقادر ان سب سے بڑے ہیں جن کو یہ برا کہتے ہیں۔ مکہ معظّمہ کے سادات جو وہاں حاکم ہیں سب حسنی سید ہیں اور وہ لگا تار تیسری چوتھی صدی سے وہاں کے حاکم ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ یزید ظالم نے امام حسین کی نسل کو قطع کر دیا۔ اور کہیں دیکھ لو ہر جگہ سیدوں کا ایک گروہ دوسرے سادات کو سید نہیں مانتا۔ فقیہہ عالم ابو المالی احمد بن شیخ محقق ابو الحسن علی بن احمد بن عبدالرزاق بن عیسیٰ الہلائی البغدادی نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے قاضی القضاۃ ابو نصر نے کہا خبر دی ہے مجھے میرے والد عبدالرزاق نے کہا کہ میں نے سوال کیا اپنے والد سے ان کے نسب کے بارے تو فرمایا۔ عبدالقادر بن ابو صالح موسیٰ بن ابی عبداللہ بن یحیٰ بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن الجواہ بن عبداللہ المحض بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی بن طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین اور علی بن احمد بڑا راستباز تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں ابو صالح کا نام جنگی دوست تھا اور یہ نام عربی نہیں یہ لوگ اتنی عقل نہیں رکھتے۔ اگر کسی کا نتھے شاہ اور نجف شاہ، کڑک علی شاہ نام ہو تو وہ سید نہیں ہوگا۔ اگر کسی شیعہ نے انکار کیا تو کیا عجب ہے۔

میں نے یہاں قادیان کے سادات دیکھے۔ ایک سید جو دوسرے کا داماد ہے۔ خسر نے کہا کہ

افسوس ہمارا داماد موچی یا میراثی ہے۔مگر بڑوں سے غلطی ہوئی کہ لڑکی دے دی۔ یہ ان کا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے۔تکبر بڑائی نے یہ کام کرائے۔

نورالدین

۱۲؍جولائی

ناجائز کمائی کا مال

ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا ناجائز کمائی کا مال مسجد اور کنوئیں پر لگایا جا سکتا ہے۔حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ طیب ہے طیب مال کو پسند فرماتا ہے۔اللہ تعالیٰ غنی بے نیاز ہے خبیث اور خبیث مال کی اس کو کیا پرواہ ہے۔ یہ چندے میرے خیال میں لوگوں کی بھلائی کے لئے ہوا کرتے ہیں وَاِلَّا اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز محتاج نہیں۔کوئی شخص کسی غلطی میں گرفتار ہو یا گرفتار رہوا۔اور ہو چکا۔اور اب وہ سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو وہ شخص اپنے مشتبہ مال کو للہ فی اللہ دل سے نیک کام میں لگا دے تو امید ہے کہ ضرور ہی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ اور اس مال کو توبہ کی بناء پر قبول کرے۔مگر جو لوگ توبہ میں نہیں لگے خوف الٰہی نے غلبہ نہیں پایا تو آپ ان کے اس مال کی طرف کیوں متوجہ ہیں۔آپ خود توبہ کریں۔دنیا کے کام نہیں رکتے تو دین کے کام کیونکر رک سکتے ہیں۔دنیا میں مومن کافر نیک گنہگار سب موجود ہیں پورے فیصلہ کا دن آگے ہے۔اور ہے ضرور۔

میں نے جو کچھ لکھا ہے بالکل دل سے لکھا ہے آپ اس پر غور کریں۔مشتبہ مال والا اگر اپنے کاموں سے سچا تائب ہے تو وہ شخص اپنے مشتبہ مال کو اللہ کے سپرد کرے،الٰہی کاموں میں لگاوے اور اگر سچا تائب نہیں اور اس کا مال اسے محبوب ہے تو وہ چند روز عیش وعشرت میں لگا ہوا۔آپ اس کے حال پر اسے رہنے دیں اور اس کا معاملہ حوالہ بخدا کریں اور وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے،آپ اس کے مال کا خیال بھی نہ کریں۔

نورالدین

۱۲؍جولائی ۱۹۱۰ء

(البدر جلد۹ نمبر ۳۹و۴۰ مورخہ ۲۱،۲۸؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۳)

مکتوب حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ تحریر کردہ عبارت

ذیل میں عبارت حضرت مولوی نورالدین صاحب کی ہے جو حضرت صاحب کے حکم سے مراسلہ موصوف (مذکورہ مکتوب مکتوبات احمد جلد اول مکتوب نمبر ۲۶ بنام مولوی سلطان محمود صاحب صفحہ ۴۸۳ و ۴۸۴ پر ملاحظہ کریں) کے نیچے لکھی گئی کیونکہ معلوم ہوا تھا کہ صاحب مکتوب الیہ کی مولوی صاحب سے سابقہ معرفت ہے۔ اس لئے حضرت صاحب نے مناسب خیال فرما کر مولوی صاحب کی طرف سے تھوڑا سا مضمون لکھوا دیا۔ وہ یہ ہے۔

خاکسار نورالدین بگرامی خدمت قاضی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش پرداز سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبُّ لِاَ خِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ (بخاری کتاب الایمان باب من الایمان أن یحب لأخیہ ما یحب لنفسہٖ) پس با متثال امر خاتم النبیین رسول ربّ العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین۔ دردِ دل سے عرض ہے کہ جناب امام الزمان علیہ الرضوان کے ارشاد کو دنیا کی بے ثباتی پر نظر کر کے غور سے پڑھیں اور بجائے اس کے کہ آپ گزشتہ بزرگان کی قبور پر توجہ فرما دیں زندہ امام کے انصار اللہ میں اپنے آپ کو منسلک کر دیں سارے کمالات اور الٰہی رضامندی اطاعت میں ہے اور بس۔

نورالدین

۷؍شعبان ۱۳۱۷ھ

(الحکم جلد ۱۴ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۸؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۷)

لاہور میں پہنچنا

۲۵؍جولائی ۱۹۱۰ء کی صبح بٹالہ سے روانہ ہو کر ہم (مفتی محمد صادق ایڈیٹر البدر، حکیم محمد عمر) ایک بجے کے قریب لاہور میں پہنچے۔ اسٹیشن پر حکیم محمد حسین صاحب قریشی ملے جنہوں نے یہ خوشخبری سنائی کہ حضرت صاحب تا حال لاہور میں ہیں اور اس وقت شیخ رحمت اللہ صاحب کے مکان پر کھانا کھانے کے

واسطے گئے ہوئے ہیں چنانچہ ہم خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان پر اسباب رکھ کر شیخ صاحب موصوف کی کوٹھی پر پہنچے اور حضرت امام کی زیارت سے مشرف ہوئے ۔حکیم محمد عمر صاحب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ

دیکھو آپ نے دعویٰ کیا تھا کہ ضرور پہنچ جائیں گے پھر کیا نتیجہ ہوا۔

حکیم صاحب نے عرض کی ۔ پرانی عادتیں ہیں ۔کوشش تو کر رہا ہوں کہ ایسے کلمات منہ سے نہ نکلیں اور بہت رکا رہتا ہوں مگر پھر بھی کسی وقت کوئی لفظ نکل جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ تنبیہ بھی ہو جاتی ہے۔

مومن کسی کا محتاج نہیں

شیخ صاحب موصوف کے مکان پر ہی نماز ظہر پڑھی گئی اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی شیخ صاحب کی درخواست پر ان کی دوکان میں تشریف لے گئے اور سب کمروں میں اپنا قدم مبارک ڈالا جو کہ دوکان کے واسطے موجب افتخار و برکات ہوگا۔انشاءاللہ تعالیٰ۔

فرمایا۔مومن کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

فرمایا۔حضرت سید احمد صاحب جب حج کے واسطے بیت اللہ کو جاتے ہوئے جہاز میں سوار تھے تو ایک دفعہ جہاز میں نہایت سخت طوفان آیا اور خوفناک تلاطم ہوا۔ شیخ عبدالقیوم صاحب اس وقت چھوٹے تھے اور آپ کی گودی میں بیٹھے تھے۔ وہ ذکر کرتے ہیں کہ سید صاحب موصوف نے اس طوفان شدید کے وقت ایک اونگھ کے بعد فرمایا۔''نہیں'' دریافت کیا گیا کہ کس بات پر آپ نے ایسا لفظ بولا ۔فرمانے لگے کہ سمندر اس وقت میرے سامنے آیا اور اس نے کہا کہ میں اس وقت سخت تلاطم میں ہوں اور یہ طوفان نہایت ہی خوفناک ہے اگر آپ کچھ حکم کریں تو میں بجا لاؤں ۔میں نے اُسے جواب دیا کہ مجھے تمہاری طرف کوئی حاجت نہیں ۔تھوڑی دیر کے بعد آپ نے پھر فرمایا۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سمندر پھر آپ کے سامنے آیا اور اس نے خبر دی کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ سید صاحب کے کسی رفیق کی قبر تجھ میں نہیں ہے اور اس رعب میں میں دب گیا ہوں ۔ چنانچہ

اسی وقت طوفان تھمنا شروع ہوگیا اور تھوڑی دیر میں بالکل امن ہوگیا۔ نادان لوگ ان باتوں پر ہنسی کرتے ہیں مگر یہ واقعات ہیں۔ ؎

فلسفی کو منکر حنانہ است
از حواس انبیاء بیگانہ است

صدقہ وخیرات سے علاج

ایک شخص نے عرض کی کہ میری اولاد کچھ پاگل ہے اور کچھ نالائق ہے۔ فرمایا۔

کچھ خیرات کرو اور دعا کرو اور استغفار کرتے رہا کرو اور ہرگز نہ تھکو۔ اللہ تعالیٰ سے ناامید نہ ہو۔ خدا اپنے فضل سے سب کام ٹھیک کردے گا۔ فرمایا۔ ہمت ہارنا اور ناامید ہونا تو کفر ہے۔ مومن کا کام نہیں کہ کبھی ناامید ہوجاوے۔ بلکہ کوشش کرتا جائے اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھے۔

اہل لاہور کو نصیحت

لاہور میں جن لوگوں نے بیعت کی ان سب کو یہ نصیحت فرمائی کہ

غفلت کی صحبت سے بچتے رہو۔ اور اگر کوئی مجبوری پیش آوے تو استغفار بہت کرتے رہو۔ غالباً اس واسطے فرمایا کہ بڑے شہروں میں غفلت کے سامان بہت مہیا ہوجاتے ہیں۔

ایک شیعہ کا خط اور اس کا جواب

لاہور میں کوئی ایرانی شیعہ مولوی واعظ آئے ہوئے ہیں۔ ایک شیعہ نے برادرم ملک غلام محمد صاحب احمدی کو کہا کہ ہمارے ایرانی مولوی صاحب قادیان جائیں اگر تمہارے خلیفہ صاحب ان کے ساتھ بات کرنا چاہیں۔ ملک صاحب نے حضرت کی خدمت میں یہ بات پیش کی اور حضرت نے اجازت دی۔ جس پر اس نے پھر ایک خط لکھا جو کہ ملک صاحب نے حضرت خلیفہ صاحب کی خدمت میں لاہور میں پیش کیا۔ حضرت صاحب نے اسی وقت اس کا جواب لکھ دیا چنانچہ وہ خط اور جواب ہر دو درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

شیعہ صاحب کا خط

جناب مرزا غلام احمد صاحب کا ابتدائی دعویٰ محدثیت اور پھر مجددیت اور بعد ازاں مثیل مسیح اور آخر الامر مسیح ابن مریم اور مہدویت و نبوت کا تھا جو ان کے رسالہ جات وغیرہ اشتہارات سے پایا جاتا ہے۔ جناب مولوی نور الدین صاحب اس کے معتقد ہیں اور اسی بناء پر آپ قائم مقام اور خلیفۃ المسیح ہیں۔ و نیز اس امر کا بھی اظہار فرماویں کہ یہ خلافت منصوصی ہے تو کس کی طرف سے۔ بعد تصفیہ ما بہ النزاع صدر مقام لاہور میں واسطے مناظرہ تقریری عام جلسہ میں جس میں علمائے ہر فرقہ شامل ہوں اور حکم مقرر ہوں ایک تاریخ مقرر کی جاوے۔ جس کا انتظام سرکاری بھی ہونا چاہیے اور اگر جناب مولوی صاحب چاہیں تو دہلی میں بھی ایسا جلسہ قائم ہو سکتا ہے۔

احقر فتح علی شاہ

جواب از جانب حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی

''ہم کو تحقیق ہمیشہ مدنظر ہے اور اب میری عمر ستر سے متجاوز ہے بہر حال مرنا قریب ہے اگر ہمیں کوئی حق کی راہ مل جائے تو ہم غلطی پر ہٹ نہ کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ مگر حکم کس مذہب کا ہوگا اور اس پر کس طرح اعتماد ہوگا۔'' نور الدین

(ماخوذ از سفر ملتان نمبر ۱۔ البدر جلد ۹ نمبر ۴۰ مورخہ ۴ راگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۶، ۷)

خنزیر کو چھونا ایک ویٹرنری اسسٹنٹ نے دریافت کیا کہ خنزیر ہینڈل کرنا، اس کا خون نکال کر انا کیولیٹ کرنا یا اس کا پوسٹ مارٹم ایک مسلمان کے واسطے جائز ہے یا نہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ جائز ہے۔

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے لحم خنزیر میں لحم کا لفظ بے فائدہ نہیں رکھا۔ بلکہ خدائے علیم و خبیر جانتا تھا کہ آئندہ کیا کیا ضرورتیں پیش آئیں گی۔ (البدر جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱ راگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

ملتان آنے کا سبب

حضرت خلیفۃ المسیح ایک شہادت جو جناب رائے کیشو داس صاحب مجسٹریٹ کی عدالت میں ہوئی کے سبب ملتان تشریف لائے۔ایک سپاہی بنام محمد تراب خان کوئی چھ ماہ سے زائد عرصہ گزرتا ہے کہ جب اس کی فوج لاہور سے گزری تو ایک ساتھی کے ہمراہ علاج کے واسطے قادیان آیا تھا۔ بعد میں وہ الزام اقدام قتل میں گرفتار ہوا۔ اس مقدمہ میں صفائی کی شہادت میں اس کے ساتھیوں نے حضرت کا نام لکھایا۔ حضرت صاحب نے ملزم کے قریب ہو کر اس کو شناخت کیا اور وکلاء کے سوالات کے جواب میں جو شہادت آپ نے ادا کی اس کے الفاظ اختصاراً یہ تھے۔

الفاظ شہادت

میں اس شخص کو پہچانتا ہوں میرے پاس علاج کے واسطے گیا تھا۔ٹھیک نہیں کہہ سکتا کہ کتنی مدت ہوئی چھ ماہ سے زائد عرصہ گزرا ہے ایک آدمی اور اس کے ساتھ تھا۔ میری تشخیص کے مطابق اسے مانیا تھا جسے انگریزی میں مینیا کہتے ہیں۔ جنون کا ایک قسم ہے۔اس کی علامات ہیں مبہوت رہنا، طبیب کے سامنے اچھی طرح اپنا حال بیان نہ کرنا، آنکھوں کی سفیدی میں تکدر، طبیعت میں جوش کا ہونا۔ ہفتہ عشرہ یہ وہاں رہا۔ فائدہ نہیں ہوا میں نے کہا تھا کہ زیادہ عرصہ ٹھہرو مگر نہیں ٹھہر سکا۔ میں دن میں ایک وقت اسے دیکھتا تھا چند منٹ لگتے تھے پھر اپنے پاس نہیں بٹھاتا تھا۔ میں حضرت مرزا صاحب کا خلیفہ اوّل ہوں جماعت احمدیہ کا لیڈر ہوں۔قریباً ۴۵ سال سے حکمت کرتا ہوں۔ ریاست کشمیر میں میں شاہی طبیب تھا وہاں قریباً پندرہ سال رہا۔ میں نے نہیں سنا کہ اس شخص نے کسی پر حملہ کیا ہو۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے اس کو نسخہ لکھ دیا تھا۔ میرے ہاں بیماروں کے لئے کوئی رجسٹر اندراج نہیں۔ میں بیمار کو پوری تحقیق سے دیکھتا ہوں سرسری طور پر کسی کو نہیں دیکھتا۔

شیطانی خواب سے حفاظت

شہادت کے بعد حضور مکان پر تشریف لائے پہلے تو ارادہ تھا کہ اسی روز واپس آ جاتے مگر بعض معززین ملتان کے اصرار سے ایک روز اور قیام کرنا منظور فرمایا۔ بہت سے بیمار حاضر ہوئے اور شام تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ دوسرے دن بھی پھر شام تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ درمیان میں بعض لوگ کچھ مسائل بھی دریافت کر لیتے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے بہت خوابیں آتی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان میں کچھ شیطانی بھی ہوں۔ فرمایا کہ

تم سونے سے قبل **قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ** اور **قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ** ہر دو سورتیں پڑھ کر ہاتھ پر پھونک کر سارے بدن پر ہاتھ پھیر لیا کرو اور **لاحول** پڑھا کرو۔ اس سے تم محفوظ رہو گے۔ بُرا خواب آوے تو **اعوذ** پڑھو اور **لاحول** پڑھو اور بائیں طرف تھوک دو۔ اللہ تعالیٰ اس کے شر سے تم کو محفوظ رکھے گا۔

تکلیف امر خیالی ہے ایک شخص نے عرض کی کہ حضور کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔

فرمایا۔ تکلیف بھی ایک خیالی بات ہے ایک نان پز ایک روٹی کے واسطے دو بار تنور میں سر ڈالتا ہے مجھے اگر کوئی دو لاکھ روپیہ دے تو میں ایک دفعہ بھی تنور میں سر ڈالنا نہیں چاہتا۔ میں تو یہی کہہ دوں کہ مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں۔

فرقہ چکڑالوی پر ایک سوال فرمایا۔ میں نے چکڑالویوں پر دو سوال کئے تھے جن کے وہ کچھ جواب نہ دے سکے۔ ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ جب تم کلمہ شریف **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـه** اس واسطے نہیں پڑھتے کہ یہ الفاظ اس طرح قرآن شریف میں ایک جگہ نہیں آئے تو پھر نماز جو تم نے بنائی ہے وہ کیوں پڑھتے ہو اس کے الفاظ بھی تو قرآن شریف میں ایک جگہ جمع ہو کر نہیں آئے۔

نماز کی تاکید فرمایا۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ وہ شخص غافل ہے جو نماز کو چھوڑتا ہے۔ زمین و آسمان کے بادشاہ کے حضور کھڑے ہو کر بات کرنے کا موقعہ انسان کو نماز میں ملتا ہے اس کی طرف پوری توجہ کرنی

چاہیے اور اس میں غفلت اور سستی ہرگز مناسب نہیں۔

ہندوؤں کا خدا کس طرح خوش فرمایا۔ ایک ہندو ڈاکٹر تھا اس سے ہم نے دریافت کیا کہ ڈاکٹر صاحب کیا آپ بھی مذہب ہندو کے قائل ہیں؟ اس نے کہا میں اس مذہب کا بہت بڑا مداح ہوں کیونکہ اس مذہب میں ایک ایسی خوبی ہے جو کسی مذہب میں نہیں اور وہ یہ ہے کہ ہندو رہنے کے واسطے صرف اتنی بات کافی ہے کہ کھانا کسی دوسرے کے ساتھ مل کر نہ کھائیں۔ صرف اتنی پرہیز سے ہمارا مذہب قائم رہ سکتا ہے اور بس۔

کیا احمدی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں ایک شخص نے سوال کیا کہ ہم ہمیشہ دیکھتے چلے آئے ہیں کہ سب مسلمان نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگا کرتے ہیں۔ مگر آپ کی جماعت نہیں کرتی۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہم ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کے منکر نہیں بلکہ قائل ہیں اور ہم وقتاً فوقتاً اس طرح دعا مانگتے ہیں۔ چنانچہ جب بیعت کر چکتا ہے تو اس وقت بھی ساری جماعت موجودہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتی ہے۔ اکثر درس قرآن مجید کے بعد بھی لوگوں کی درخواست پر اس طرح دعا کی جاتی ہے لیکن نماز کے بعد اس طرح دعا مانگنا مسنون نہیں۔ آنحضرت ﷺ پہلی سنتیں گھر سے پڑھ کر باہر تشریف لایا کرتے تھے اور پچھلی سنتیں پھر گھر میں جا کر پڑھتے تھے۔ فرضوں کے بعد فوراً چلے جاتے تھے۔ یہی طریق حضرت مرزا صاحب کا بھی تھا۔ اور اکثر اولیاء اللہ ایسا ہی کرتے تھے مگر بعض بزرگوں نے دیکھا کہ لوگ اس طرح سنتوں کے ادا کرنے میں غفلت کرتے ہیں اور فرضوں کے بعد فوراً گھر چلے جاتے ہیں تو پھر سنتوں کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں اس واسطے انہوں نے یہ عادت ڈالی کہ نماز مسجد میں ہی پوری ادا کی جائے۔ نماز ساری دُعا ہے لوگوں نے نماز کو ایک اور شے سمجھا ہے اس کو جلدی جلدی پورا کر لیتے ہیں اور پھر دعا میں ہاتھ اُٹھا کر لمبی دعائیں مانگتے ہیں۔ نماز کے اندر جو اصل قبولیت کا وقت ہوتا ہے ان کے دل خشک ہوتے ہیں اور پھر دعا میں کچھ رقت ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ اصل دعا کا وقت تو نماز کے اندر ہے۔ کھڑے ہوئے رکوع میں سجدہ میں بیٹھے ہوئے نماز کے اندر دعا مانگنی چاہیے۔ اب ایک رسم پڑ گئی ہے کہ نماز پڑھ کر امام مقید ہو کر بیٹھتا ہے کہ لوگ فارغ ہوں تو دُعا کرے

تب اس کی بند خلاص ہو۔ پھر لوگ ہیں کہ دعا پر دعا کی تحریک کرتے چلے جاتے ہیں کوئی کہتا ہے دعا کرو کہ بندی والوں کی بند خلاص ہو۔ کوئی کہتا ہے دعا کرو کہ بیماروں کو شفاء۔ دُعا کے واسطے شرط اضطراب اور جوش ہے وہ ان کو حاصل نہیں پھر دعا کیسی چاہیے کہ نماز کے اندر دعا کی جاوے۔

استقامت فرمایا۔ بچپن سے جن سچائیوں پر قائم ہوں آج تک میں ان کو راست پاتا ہوں اور انہیں پر قائم ہوں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

وساوس کس طرح دور ہوں ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور مجھے نماز میں وساوس بہت آتے ہیں ان کا کیا علاج کروں؟

فرمایا۔ نماز کے معنے سیکھ لو اور معنوں کی طرف توجہ کر کے نماز پڑھو انشاء اللہ حضوری حاصل ہو گی۔ وساوس کی پرواہ نہ کرو جہاں مال ہوتا ہے وہاں چور بھی آتا ہے تم اپنی طرف سے کوشش کرتے رہو آگے خدا تعالیٰ حفاظت کرنے والا ہے۔

موجودہ حالت

حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور میں بہت سے مریض حاضر ہوئے جن میں اکثر ضعف قلب اور کمزوری میں مبتلاء تھے۔

فرمایا۔ یہ بے کاری، سستی اور افلاس کا نتیجہ ہے دوکانیں عموماً میلی اور خراب سی ہیں۔ ہر طرف غربت اور کمزوری کے آثار نمودار ہیں۔ شہر کے اردگرد زمینیں چنداں آباد نہیں۔ کوئی شاندار مکان نہیں۔ جابجا عربوں کے فتوحات کا نمونہ کھجور کا درخت موجود ہے اور سب درختوں سے سرا ونچا نکال کر اس جڑھ کے لگانے والے عالی ہمت لوگوں کے یہاں تک پہنچنے کی شہادت دے رہا ہے۔ یہاں کے رسومات میں ایک عجیب بات یہ معلوم ہوئی کہ ہندو لوگ جن کو کراڑ کہتے ہیں شادیوں کے موقعہ پر ہاتھ میں لکڑی لے کر ناچتے ہیں۔

چلتی کل اچھی ایک بیمار کو جو چل پھر نہ سکتا تھا فرمایا۔ یہ کل بھی چلتی ہی اچھی لگتی ہے انسان کے واسطے لازم ہے کہ ہر وقت خدا کا شکر کرتا رہے۔

علم نباتات کھجور کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ فرانس کے ماہرانِ علم نباتات نے لکھا ہے کہ درختوں میں نر و مادہ کی شناخت کو سب سے اوّل اہل عرب نے دریافت کیا تھا۔ اہل عرب اب تک اس سے بہت فائدہ اُٹھاتے ہیں نر کھجور کا مادہ کھجور کے ساتھ پیوند کرتے ہیں تو پھل دس گنا ہو جاتا ہے۔

خواب میں بیڑیاں ایک شخص نے اپنی کچھ خوابیں سنائیں ۔ اس تحریک پر فرمایا کہ ایک شخص جو موحد تھا۔ اس بات پر کسی سے جھگڑا کرتا تھا کہ **یَا شَیْخ عَبْدَالْقَادِرِ جِیْلَانِیْ شَیْئاً لِلّٰہِ** کا وظیفہ جائز نہیں ۔ اس نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ اس کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں اور اسے حضرت شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ کے پاس لے گئے ہیں ۔ وہ گھبرایا ہوا صبح ہمارے پاس آیا۔ ہم نے اسے تعبیر کی کتاب میں دکھایا کہ پاؤں میں بیڑیاں استقامت دینی کی نشانی ہے اور بہت مبارک اور مبشر خواب ہے۔ اس میں کوئی گھبرانے کی بات نہیں۔

اپنے اخلاق درست کرو فرمایا۔ انسان کے اپنے ہی اخلاق موجب بہشت یا موجب دوزخ ہوتے ہیں۔ جو شخص اپنے اخلاق کو درست کر لیتا ہے وہ بہت ہی سکھی رہتا ہے۔

روحانی وشیطانی جوش فرمایا۔ جو روحانی جوش ہوتا ہے اس کے ساتھ سرور، قوت اور امداد الٰہی ہوتی ہے جو شیطانی جوش ہوتا ہے اس کے ساتھ یہ باتیں نہیں ہوتیں۔ یہی ایک امتیازی نشان ہے۔

رُوح کا علاج ایک شخص نے عرض کی کہ یا حضرت میری رُوح بیمار ہے اس کے واسطے کوئی علاج آپ بتلائیں۔ فرمایا۔ میں وہ علاج بتلاتا ہوں جس کے بتلانے والا اللہ تعالیٰ اور لانے والا محمد رسول اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے جو دنیا میں آئے اور اپنے تجارب کی باتیں بتلا گئے۔ وہ باتیں سب سے عمدہ اور سب سے آسان ہیں جس نے فطرت بنائی اسی کا کلام ہے۔ البتہ ضروریات اور حالات ہر شخص کے واسطے الگ ہیں۔ آپ آنحضرت ﷺ کے احسانات کو یاد کر کے درود شریف پڑھا کریں اور الحمد شریف پڑھا کریں اور یہ دعا پڑھا کریں لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء:۸۸) خواہش اور ذوق اس کا وقت ہے۔ چلتے اُٹھتے بیٹھتے جب میسر آوے اس کو پڑھو۔

کلمۂ شریف فرمایا۔ جو نبی دنیا میں آیا اس نے توحید سکھلائی توحید ہی سب کا اصل ہے۔مگر پچھلوں نے بجائے توحید کے خود توحید بتلانے والے کو خدا کا شریک بنا دیا۔ یہی حال رامچندر اور کرشن کے ساتھ ہوا اور یہی حال حضرت عیسیٰؑ کا ہوا۔اس واسطے آنحضرت ﷺ نے **لَا اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰـه** کے ساتھ **مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه** بھی لگا دیا کہ خدا ہمیشہ ایک ہی ہے محمد اس کا رسول ہے اس کو کبھی خدا نہ بنا بیٹھنا۔آنحضرت ﷺ جانتے تھے کہ یہ قوم مشرک رہ چکی ہے کہیں پھر شرک کی طرف نہ جھک جائے اور یہ بھی خیال تھا کہ قوم میں بڑے بڑے آدمی پیدا ہوں گے۔**اَنَــا الْـحَـقُّ** کہنے والے بھی پیدا ہوں گے۔ جب محمدؐ صرف رسول ہے تو اس کی امت میں سے کوئی کیوں کر خدا بن بیٹھے گا۔آنحضرت ﷺ کا یہ منشاء تھا کہ دنیا سے شرک کو مٹا دیں۔

شرک مٹانے کی کوشش ایک ڈاکٹر صاحب نے عرض کی کہ حضرت باوجود ان کوششوں کے بھی پھر شرک مٹا تو نہیں۔فرمایا۔ڈاکٹر کا کام ہے کہ علاج کے واسطے کوشش کرتا جائے۔ باوجود علاج کے لوگ مرتے ہیں مگر پھر بھی ڈاکٹر اور اطباء ہیں کہ اپنی طرف سے برابر کوشش میں مصروف ہیں۔ یہی حال روحانی اطباء کا بھی ہے۔ وہ اپنی طرف سے برابر کوشش کر رہے ہیں اور بہت کچھ کامیاب بھی ہو رہے ہیں۔

آئندہ زندگی ایک شخص نے سوال کیا کہ عالم آخر میں جو فرق اور درجات لوگوں میں ہوں گے وہ کس بات میں ہوں گے،نفس حیات میں یا انعام الٰہی میں۔فرمایا۔حیاتی بھی انعام الٰہی سے وابستہ ہے۔ اس جہان میں دیکھو کہ ایک شخص آتشک اور جذام میں گرفتار ہے دوسرا صحیح سلامت ہے۔ ہر دو برابر نہیں ہو سکتے۔ ہر دو کی حیات بھی یکساں نہیں۔ حیاتی بھی اعضاء کے ساتھ وابستہ ہے۔جس کی آنکھ نہیں اس کا یہ حصہ حیات سے خالی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک گروہ کے متعلق فرمایا ہے کہ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (النحل:۹۸) اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ نہ مرتے ہیں نہ جیتے ہیں۔ سب یکساں نہیں ہیں۔اور یہ کہنا کہ وہ کونسا جسم ہوگا ایک بے وقوفی ہے۔خدا تعالیٰ کے معاملات میں گستاخی کرنا اچھا نہیں۔کیا میرا جو جسم ماں کے پیٹ سے نکلا تھا وہی یہ جسم نہیں؟ بالکل نہیں۔ یہ جسم تو ہر

وقت بدلتا رہتا ہے۔ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَا لَا یَعْنِیْهِ (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۶۴۰)۔انسان کے اسلام کی عمدگی میں یہ بات ہے کہ بے فائدہ بات کو چھوڑے۔بعض احادیث میں ہے کہ انسان کا ہاتھ ۶۰ ہاتھ لمبا ہوگا۔اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس کی کیفیت کیا ہوگی۔ بہرحال یہ ہاتھ تو اتنا لمبا نہیں ہے جس بات کا علم نہیں اس کے متعلق گفتگو کرنا مناسب نہیں۔

قناعت ایک شخص نے عرض کی کہ حضور بہت گرمی ہے۔فرمایا۔گرما منجملہ تحائف ملتان بیان کیا جاتا ہے ہم بھی باہر سے آئے ہیں۔ضرور ہے کہ گرمی برداشت کریں۔فرمایا۔جہاں ندیاں زیادہ ہوں وہاں برسات کم ہوتی ہے اگر یہاں برسات زیادہ ہوتی تو یہ کچے مکان آباد نہ رہ سکتے۔

خدا اپنے بندوں کی پرورش کرتا ہے فرمایا۔حضرت شاہ غلام علی صاحب جب حضرت مظہر جانِ جاناں کے خلیفہ ہوئے تو کسی کو لنگر میں خیال نہ آیا کہ ان کے واسطے کھانا لے جائے اور وہ کھانا مانگنے نہ جا سکتے تھے۔سات وقت یا سات روز گزر گئے کہ بھوکے رہے اور بہت ضعف ہوگیا۔وقت عشاء کا تھا چلنے کے لئے تاب و تواں نہ تھا کسی سے ظاہر نہ کیا کہ میری کیا حالت ہے۔جب سب سو گئے تو کوئی شخص آیا اور ایک کلاں باقر خانی لایا اور آواز دی کوئی ہے تو یہ لے لے۔اور تو سب سوتے ہی تھے شاہ صاحب نے اٹھ کر لے لی۔نصف روٹی کھائی تو سیر ہو گئے خیال آیا کہ باقی نصف رکھ چھوڑیں دوسرے وقت کام آئے گی لیکن سوچا کہ یہ امر توکل کے خلاف ہے اس واسطے باقی نصف کسی کو جگا کر دے دیا۔الہام ہوا کہ اگر تو اس نصف کو رکھ لیتا تو ساری عمر اسی طرح روٹی ملتی۔یہ ایک امتحان تھا جس میں تو کامیاب ہوگیا ہے۔صبح سویرے لوگوں کو خیال آیا کہ حضرت صاحب کو کس نے کھانا کھلایا ہے ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ شہر میں اس کا چرچا ہوا بڑے بڑے لوگ معذرت کرنے کو آئے۔فرمایا۔تمہارا قصور نہیں یہ ایک حکمت الٰہی تھی۔ (ماخوذ از سفر ملتان نمبر ۲۔البدر جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱راگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۳ تا ۶)

خدا پر بھروسہ فرمایا۔میرے بہت سے بچے فوت ہوئے۔جو فوت ہوا اسی یقین کے ساتھ ہم

نے اُسے دفن کیا کہ اب اللہ تعالیٰ اس سے بہتر عطا کرے گا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ عالم جوانی کے لڑکے فوت ہوتے رہے بڑھاپے کے خدا نے اپنے فضل سے عطا کئے۔

تمدن میں نقص فرمایا۔ ہمارے ملک کے تمدن میں ایک بڑا نقص ہے کہ ایک ہی مکان میں باپ بیٹا، بلکہ پوتا بمعہ اپنی عورتوں، بہنوں اور بھائیوں کے اکٹھے رہتے ہیں اور میاں بیوی کو بے تکلفی کے واسطے خلوت میسر نہیں ہوتی اور عزیز و اقربا کا ایک حجاب ہر وقت دل پر رہتا ہے۔ اس کا اثر آئندہ اولاد پر بہت برا ہوتا ہے۔ اولاد کمزور اور ضعیف القلب پیدا ہوتی ہے۔ چاہیے کہ شریعت کے حکم کے مطابق ہر ایک کا گھر جدا ہو۔

تکلیف سے خدا ہی بچاتا ہے

تجویز ہوئی کہ واپسی پر شام کی گاڑی میں جائیں اور رات بٹالہ ٹھہریں۔ ایک دوست نے عرض کی۔ رات بٹالہ میں تکلیف ہوگی۔ فرمایا۔

اگر تکلیف مقدر ہے تو یہاں بھی ہوسکتی ہے۔ آرام تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔

ذریعہ وحدت

ذکر ہوا کہ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ نماز اُردو زبان میں پڑھی جائے۔ فرمایا کہ

پھر پنجابی کہیں گے کہ پنجابی زبان میں نماز ہو۔ اور پھر سیالکوٹی کہیں گے کہ سیالکوٹ کی پنجابی میں نماز پڑھی جائے اور اس طرح شہر شہر کی زبان جدا ہونے کے سبب یہ جو ایک بڑا ذریعہ وحدت اسلامی قوم میں ہے یہ بالکل اُٹھ جائے گا۔

تجارت

جب حضرت اقدس بمعہ خدام مستری موسیٰ صاحب کے ہاں کھانا کھا کر انارکلی میں سے واپس تشریف لائے۔ تو راستہ میں حسب درخواست میاں چراغ دین صاحب ان کی دوکان عزیز ہاؤس میں تشریف لے گئے۔ جہاں برادران میاں عبدالعزیز میاں محمد سعید کام کرتے ہیں۔ صاحبان دوکان کو مخاطب کر کے فرمایا۔

دوکان چلانے کے واسطے ہمت، استقلال، دیانت، ہوشیاری، عاقبت اندیشی اور امانت کی ضرورت ہے۔فرمایا۔لکھا ہے کہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار حرفہ سکھلایا ہے۔ یورپ نے بہت ترقی ہے مگر ہنوز ہزار تک نوبت نہیں پہنچی۔

فرمایا۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ تجارت میں ۱۹ حصہ منافع ہے۔ باقی ایک حصہ دیگر حرفوں میں ہے۔فرمایا۔حدیث شریف میں آیا ہے تجارت کے واسطے مغربی ممالک میں جاؤ۔

فرقہ ملامتی صوفیوں کے فرقہ ملامتی کا ذکر تھا۔فرمایا۔ اس فرقہ کے لوگ ایسے افعال اور حرکات بظاہر کرتے ہیں جن سے بدنامی حاصل ہو۔اس سے مراد ان کی یہ ہوتی ہے کہ نفس لوگوں کی تعریف سے خوش ہو کر متکبر نہ ہو بلکہ اس کو ایسی سزا ملے کہ وہ نیچے کو گرے اور ذلت کو اختیار کرے۔

فرمایا۔ میں نے ایسے لوگ بہت دیکھے ہیں۔ بڑا بڑا مجاہدہ بھی کرتے ہیں لیکن بعض وقت سخت ابتلاؤں میں گر جاتے ہیں۔

فرمایا۔اس فرقہ کا ایک آدمی احمد نام ہم نے دیکھا تھا جو کہ ضلع شاہ پور میں رہتا تھا۔اُس نے بہت سے مجاہدات کئے ہوئے تھے۔ایک دفعہ ہم نے اس کی دعوت کی تو کہنے لگا کہ کسی رنڈی کے ہاں سے کھانا پکوائیے اور اپنے پاس بیٹھ کر کھلائے۔ یہ شخص آخر ایک بڑے ابتلا میں گرفتار ہوا۔ایک ڈاکٹر نیل مادھو نام شاہ پور میں تھا۔اس کے ساتھ جو کچھ مذہبی گفتگو ہوئی تو اس نے احمد کو کہا کہ ہمیں کچھ کرامت دکھاؤ تب مان لیتے ہیں۔احمد نے ایسا کمال دکھایا کہ رات کے وقت بابو کو ایسا خوفناک نظارہ دکھائی دیا کہ وہ چیخ اٹھا اور توبہ کر کے مسلمان ہونے کو تیار تھا۔مگر احمد اس کے سامنے آیا تو اسے کہا شاید آپ ہماری بات بھول گئے۔آپ نے ہمیں کچھ نہ دکھایا یہ بات اس نے شرارت سے کی۔احمد حیران ہوا اور دوسری شب اس نے بہت ہی زور لگایا۔ بابو نے بعض آدمیوں کے سامنے اس کا ذکر بھی کیا مگر احمد کے سامنے پھر انکار کر دیا۔ ایسا ہی تیسری شب بھی ہوا۔جس پر احمد بہت گھبرایا اور اس کے خیال میں آیا کہ شاید اس کے پاس کوئی ایسا کمال ہے جو میرے تصرف سے بڑھ کر ہے۔اس واسطے اُس نے بابو کو کہا کہ آپ اپنا کمال دکھائیں۔ بابو نے اُسے شراب پلا کر ناک میں نکیل ڈال کر بازار میں نچایا۔

جب اُسے ہوش آیا اور اپنا حال معلوم ہوا تو بہت شرمندہ ہو کر کہیں روپوش ہو گیا۔

ایک دفعہ میں نے (حضرت خلیفۃ المسیح نے) حضرت مرزا صاحب (مسیح موعود) سے دریافت کیا تھا کہ ملامتی فرقہ کے متعلق حضور کا خیال کیا ہے؟ فرمایا۔ ہمارے فرقہ احمدیہ سے بڑھ کر ملامتی کون ہے جہاں بیعت کی سب اپنے بیگانے ہوگئے اور سب ملامت کرنے لگے۔ اصل ملامتی فرقہ یہی ہے جو خدا تعالیٰ کی خاطر دکھ اٹھاتا ہے۔ تکلف کے ساتھ ملامتی بننے کے کیا معنے۔ جو سچے دل سے خدا کی طرف جھکتا ہے وہ تو خود ہی ملامتی بن جاتا ہے۔ یہ طریق جو ان ملامتیوں نے اختیار کیا ہے یہ غلطی ہے۔

آریاؤں کا شکریہ فرمایا۔ آریہ بھی اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ جس قدر بت شکنی انہوں نے اس زمانہ میں کی ہے ہمارے مولوی لوگ کہاں کر سکتے تھے۔ ان میں اتنی ہمت کہاں ہے۔ آریوں نے استیصال بت پرستی کا کیا۔ الہام الٰہی کے قائل ہیں۔ کتاب الٰہی کے وجود کے قائل ہیں۔

(ماخوذ از سفر ملتان نمبر ۳۔ البدر جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۴)

آنحضرتؐ کے طفیل عرب میں دور ہونے والی برائیاں

فرمایا۔ جب اس بات کا خیال کیا جاتا ہے کہ دنیا میں خصوصاً عرب میں نبی کریم ﷺ کی طفیل کس قدر سلامتیاں پھیلیں تو بے اختیار اُن کے لئے سلامتی کی دعا کرنے کو اُبال اٹھتا ہے اور منہ سے نکلتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔

آٹھ دفعہ شراب پی جاتی تھی اس کی بجائے آٹھ نمازیں ہو گئیں۔ پتھر معبود تھے ان کی بجائے حیّ وقیّوم، قادر وتوانا، علیم وحکیم خدا سے رشتۂ عبودیت جوڑ دیا گیا۔ ان بتوں کی نسبت عجیب عجیب حکایات ہیں۔ منجملہ ان کے یہ کہ:۔

ایک دفعہ بت پرست سفر پر تھے۔ پتھر کے بت تو اُٹھا نہ سکتے تھے آٹے کے بت بنا لئے تا اُٹھانے میں سہولت ہو۔ مگر اتفاقاً ایسا ہوا کہ کھانے کے لئے آٹا نہ رہا سخت بھوک لگی تو یہ تجویز کی کہ فی الحال ان بتوں کو توڑ کر کھا لیتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ گویا یہ تو ان کے خدا تھے۔

شراب نوشی کا یہ عالم تھا کہ گھر گھر میں شراب کھینچی جاتی۔ اور یہ ایسی ام الخبائث ہے کہ آدمی متوالا ہو کر ماں اور بہن اور لڑکی کو نہیں پہچانتا۔

پھر شرک جو تفرقہ قومی اور بزدلی کی جڑ ہے۔

نبی کریم ﷺ کی طفیل یہ سب برائیاں دور ہو گئیں اور ان کی بجائے کئی خوبیاں اس قوم میں آ گئیں۔ جزا و سزا کے مسئلے پر ایمان لائے، ماں باپ کی تعظیم سکھائی، لین دین کے معاملات میں راستبازی پیدا کی، پردیسیوں کے حقوق بتائے، غلاموں پر رحم کرنا سکھایا، عورتوں کے حقوق قائم کئے کہ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ (البقرۃ:۲۲۹) کی تعلیم دی۔

ان تمام مہربانیوں کا تصور کر کے مومن یہ دعا کرتا ہے کہ الٰہی تو میرے پیارے نبی کی عزت و درجہ کو ترقی دے۔ اپنی خاص رحمتوں کا نزول فرمایو۔ اپنی برکات نازل کیجیو۔ بِرہ کہ کہتے ہیں حوض کو جس میں اردگرد کا پانی جمع ہو جائے، گویا دعا کی کہ تمام سعید روحیں اس دین اسلام میں شامل ہوں۔ رسول اکرمؐ کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں۔ پھر ہم بھی دین کے لئے سلامت رہیں۔ اس کے نواب و خلفاء پر خاص سلامتی ہو۔ فرمایا **اَلتَّحِيَاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ** کو خلاصۃً **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** میں دُہرایا اور خود نبی کریم کی سلامتی اور اس کی رسالت کی گواہی دی۔

ملائکہ کے نزول کے نشان

فرمایا۔ جو لوگ توجہ سے قرآن پڑھتے ہیں ان کو بعض اوقات ایک بادل نظر آتا ہے۔ شریعت کی زبان میں اسے سکینہ کہتے ہیں۔ ملائکہ کے نزول کا نشان ایک بادل ہے پھر اس سے بڑھ کر بارش هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ (البقرۃ:۲۱۱) اور يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ (الانفال:۱۲) میں بتا دیا ہے کہ وہی ابر و باراں مومنوں کی فتح اور کفار کے عذاب کا موجب ہوا۔ میدان جنگ میں سپاہیوں کو اُونگھ آنا کامیابی کی علامت ہے۔ اور بارش کے ساتھ ملائکہ کا نزول ہوا جس سے اُن کے قدم بظاہر ریت میں

جم گئے۔ باطن میں استقلال حاصل ہو گیا۔

جنگ کا عذاب اور عذاب نار

(۲) فرمایا۔ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ کے ساتھ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ (الانفال:۱۵)
اس میں یہ نکتہ ہے کہ جنگ کا عذاب تو سب کو سہنا پڑے گا۔ مگر چونکہ کچھ مسلمان بھی ہو جائیں گے اس لئے فرمایا جو کفر کرنے والے ہیں ان کو عذاب نار بھی ملے گا۔

کامیابی کا گُر

ایک رخصت ہو کر باہر جانے والے نوجوان کو فرمایا۔ کامیابی کا گُر یہ ہے کہ

(۱) اللہ پر ہر حال میں بھروسہ رکھو۔

(۲) جن کو اللہ تعالیٰ نے تم پر حاکم کیا ہے اس کی خلوص کے ساتھ پوری پوری فرمانبرداری کرو۔

(۳) اپنا کام دیانت، امانت، ہوشیاری سے کرو۔

(۴) بہت دعائیں کرو۔ مومن کا ہتھیار دعا ہی ہے۔

(۵) دل چاہے تو ہماری طرف خط بھی لکھتے رہو۔

(۶) فرمایا۔ نماز میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بھی آتا ہے۔

صَلِّ کے معنے ہیں خاص الخاص رحمتیں ہوں، ذکر جمیل ہمیشہ ہوتا رہے، آپ کا شرف، فضلیت، خیر و برکت اور کامیابی کے نتائج دنیا میں قائم رہیں۔

لعنت کا لفظ اس صلوٰۃ کے مقابل پر ہے۔

اسلام میں پچاس جگہ درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ بعض مواقع عوام کو میسر نہیں ہوتے ہیں۔ جیسے صفا مروہ واستلام حجر اور بعض ہو سکتے ہیں۔

(۱) مثلاً نماز کے آخری التحیات میں (۲) دعا قنوت کے اخیر میں وَصَلَّی اللّٰهِ عَلَی النَّبِیِّ (۳) پہلے التحیات میں بھی بعض محدثین نے مستحب قرار دیا ہے (۴) صلوٰۃ جنازہ میں (۵) خطبہ عید،

خطبہ جمعہ، خطبہ نکاح میں (۶) اذان سن چکنے کے بعد (۷) جب نماز کی تکبیر پڑھی جاوے (۸) دعاؤں کے ابتداء، آخر، وسط میں (۹) مسجد میں داخل ہونے کے وقت **بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ** (۱۰) جب نبی کا ذکر آئے (۱۱) جب نیند سے اُٹھے (۱۲) جب اکٹھے بیٹھے ہوں۔ اس وقت بھی کسی نہ کسی طرح نبی کریم ﷺ کا ذکر کے درود بھیجنا چاہیے۔ (۱۳) جب کوئی تفرقہ مٹے اس وقت بھی (۱۴) تبلیغ ووعظ کے وقت (۱۵) محتاج انسان حاجت کے وقت (۱۶) وضو سے فارغ ہوکر۔ میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ درود کی بہت ہی عادت ڈالو۔ اس کا ادنیٰ فائدہ تو یہ ہے **مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشَرۃً** جب ایک بار اخلاص کے ساتھ تم نبی کریم کے شرف وکامیابی ورحمت کاملہ کے نزول کی دعا کرو گے تو خدا تعالیٰ دس بار تم پر ایسی رحمتیں بھیجے گا۔ (الحکم جلد ۱۴ نمبر ۳۰ مورخہ ۲۱ راگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۹،۸)

طالبان حق کا خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

التماس مؤدبانہ ہے کہ فدویان نے سلسلہ احمدیہ پر ہر طرح سے غور وخوض کیا ہے لیکن بعض وجوہات سے ہمیشہ یہ شک پڑا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو آپ بذات خود وہ مہدی موعود نہیں مانتے جس نے کہ آخری زمانہ میں ہونا تھا اور جس کے بارے میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ دجال کے مقابلہ میں ہماری امت سے مہدی آخر الزمان ہوگا۔ چونکہ آپ کی تقویٰ وطہارت پر ہم کو پورا یقین ہوگیا ہے اور آپ کا علم قرآن شریف اور احادیث بدرجہ کمال ہے اس لئے آپ اگر حلفیہ اپنے دستخطی یہ تحریر کر کے بھیج دیویں کہ مرزا صاحب موصوف وہی مہدی معہود و مسیح موعود ہیں جن کی بابت ہمارے نبی آخر الزمان جناب رسول مقبول ﷺ نے پیشگوئی فرمائی ہے اور بے شمار احادیث میں جن کا ذکر ہے۔ تو ہم محض اسی بناء پر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو جاویں گے۔ صرف آپ کے جواب کا انتظار ہے ورنہ قیامت کے دن آپ ذمہ دار ہوں گے کہ سچائی آپ نے ظاہر نہیں کی۔

طالبان حق

خدا بخش بقلم خود۔ غلام رسول پٹواری بندوبست بقلم خود

جواب از خلیفۃ المسیح

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کر کے یہ چند حروف لکھتا ہوں کہ میرزا غلام احمد پسر مرزا غلام مرتضیٰ ساکن قادیان ضلع گورداسپورا اپنے دعویٰ مسیح ومہدی ومجددیت میں میرے نزدیک سچا تھا اس کے دعاوی کی تکذیب میں کوئی آیت قرآنیہ اور کوئی صحیح حدیث کسی کتاب میں میں نے نہیں دیکھی۔(نقل دستخط)

نورالدین

۲۱/اپریل ۱۹۱۰ء

....

تصویر بدعت ہے ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح کو لکھا کہ حضرت مرزا صاحب کی تصویر کہیں سے قیمتاً لے کر مجھے ارسال کر دو۔ حضرت نے جواب میں لکھا۔

السلام علیکم۔ یہاں تو کوئی نہیں چھپی۔ سنا ہے لاہور میں طبع ہوئی ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ خاکسار ناپسند کرتا ہے اور میں نے مرزا جی سے سنا ہے فرمایا کرتے تھے یہ بدعت ہے۔ **نورالدین**

(البدر جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۳)

مردہ بچہ کا جنازہ ایک شخص کے خط کے جواب میں حضرت خلیفۃ المہدی نے فرمایا کہ جو بچہ مردہ پیدا ہو اس کے واسطے نماز جنازہ نہیں ہوتی۔

زانی کا نکاح ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا ایک زانی اپنی زانیہ کی نواسی سے نکاح کر سکتا ہے؟

حضرت نے فرمایا کہ قرآن شریف کے حکم کے مطابق زانی مرد کسی پاک دامن لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا۔

ہرن کی قربانی ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا عیداضحیٰ پر ہرن کی قربانی دی جاسکتی ہے؟

فرمایا کہ نہیں۔

بیوہ کی پہلی اولاد کی کفالت ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا بیوہ کے ناکح پر بیوہ کی پہلی اولاد کی کفالت لازم ہے؟

فرمایا کہ لازم ہے۔ اگر وہ شخص اپنے آپ کو اس قابل نہیں پاتا کہ ان کی کفالت کر سکے تو اسے چاہیے کہ ایسی بیوہ سے نکاح نہ کرے کیونکہ بیوہ کے بچے یتیم ہیں ان کی حق تلفی ظلم ہے۔ وہ ہر طرح سے قابل رحم ہیں ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہیے جس سے ان کی تربیت میں کوئی نقص واقع ہونے کا اندیشہ ہو۔

(البدر جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ /اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۷)

ایک خط اور اس کا جواب

سوال تسلیم۔ بندہ کو بموجب ناجائز تعلیم والدین کے علم توحید سے لاعلمی ہے جس سے اسلام مشرف ہے۔ چنانچہ ہم اپنے اوتار (یعنی شہدا، صالحین، صدیقین ونبیین) کو زندہ، قائم، پاک، بزرگ، رحیم اور کریم جانتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ اے حی وقیوم جو موت اور فنا سے پاک ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ خدا کی ذات اور صفات کے ساتھ کسی مخلوقات کو سانجھ کرنا یہ بھی شرک عظیم ہے۔

میرے خیال میں جب کہ موت اور فنا ہر چیز کے لئے ضروری ہے تو پھر سب مخلوقات کی ذات وصفات بعد موت اور فنا کے جو خالق کی طرف سے عطا کی گئی ہے یہ سب نیست و نابود ہو جاوے گی۔ موت اور فنا میں کیا فرق ہے؟ حضرت محمد صاحب کیا خدا کے نور سے ہیں اور کل اوتار انہیں کا ظہور ہے۔ اشرف المخلوقات، اشرف انبیاء اور سردار حضرت آدم کی اولاد کے ہیں۔ یہ سب باتیں جو زیر قلم ہیں حضرت خلیفۃ المسیح خود دست مبارک سے تسلی فرماویں تا کہ بندہ اپنے آپ کو دائرہ اسلام میں لا کر حضرت صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرے گا اور حضرت صاحب کے مال وجان کو دعا دیتا رہے گا اور ہم نے پرمیشر کی طاقتوں کو حصہ رسدی منقسم کر چھوڑا ہے اس واسطے میرا دل اب لغیر اللہ پرستش سے بیزار ہے اور حق کا خواستگار ہوں۔ اور میں اس وقت اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا امید آپ معاف فرمادیں گے۔ (آپ کا نیاز مند۔ گمراہ اور طالب حق)

جواب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

الاسلام نام ہے اللہ تعالیٰ کی سچی فرمانبرداری کا جو دل سے ہو، زبان سے ہو، اعضاء سے ہو۔ اس مضمون کو اس کلمہ میں ادا کیا گیا ہے۔ اَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه میں بدل گواہی دیتا ہوں کہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے سوا ایسا نہیں جو ذاتی کمالات رکھتا ہے سب کے سب اپنے تمام کمالات میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ پھر جو وقت ان پر گزرتا ہے۔ اس وقت تک اپنے کمالات محدود ہیں۔ اس وقت سے آگے سب کے سب اپنے جدید ترقیات میں اس ذات پاک کے محتاج ہیں جس کا نام اللہ ہے اور کوئی موجدات میں اس پاک ذات کے سوا عبادت کے لائق نہیں۔

اوتار ہندی لفظ ہے میں اس کے حقیقی معنے نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ کے تمام بندے جو ہدایت کے لئے دنیا میں تشریف لائے وہ سب قابل قدر اور قابل ادب ہیں مگر وہ اپنی کسی بڑائی میں ایسے نہ تھے کہ خدا کے شریک ہوسکیں نہ کسی الٰہی صفت میں اور نہ الٰہی عبادت میں۔ دنیا میں کوئی نہیں آیا جس کو ہم سجدہ کریں یا اس سے ہم دعائیں مانگیں یا اس کے نام قربانی کریں۔ موت کیا ہے؟ روح کا جسم سے جدا ہونا موت ہے۔ ایک جسم ہمارا تھا جب ہم بچہ تھے وہ گیا تو اور جوانی کا جسم ملا وہ فنا ہوا تو بڑھاپے کا جسم ملا وہ فنا ہوگا تو اور ذرائع ترقی کے عطا ہوں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے ماسوا سب کو موت کا سامنا ہے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک حیّ و قیوم اور غیر فانی ہے۔ کیونکہ اس کے کمالات اصلی اور ذاتی ہیں اور خانہ زاد ہیں۔ باقی کاملین کے کمالات اس کی عطا اور داد ہے۔ موت اور فنا قریباً مترادف ہیں۔ اگر آپ پوری غور کریں تو ہر آن میں ہر ایک چیز پر فنا ہے۔ کیا ہمارے وہ اجزاء جو ماں کے پیٹ میں تھے اب ہیں؟ ہرگز نہیں۔ حضرت نبی کریم ﷺ کی نسبت اس کلمہ کے اخیر یہ جملہ کیسا دلربا ہے۔ اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ حضرت نبی کریم اللہ تعالیٰ کے جزو نہیں بلکہ آپ بندے ہیں اس کے۔ لوگوں نے اپنے اپنے ہادیوں کو آخر معبود بنایا اس لئے اللہ تعالیٰ نے الاسلام میں یہ جملہ بڑھایا کہ مسلمان کبھی شرک نہ کریں۔ کیونکہ ان کا رسول عبودیت سے آگے نہیں بڑھا ہمیشہ اپنے کمالات وترقیات

میں اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے اور محتاج رہے گا۔ جناب الٰہی جو ارشاد اس کو دے اس کا پہنچانے والا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔ اس کو سجدہ حرام و کفر و شرک ہے اس سے دعا مانگنا شرک ہے۔ اور اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ جس طرح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم اور اپنے ملک سے شرک و بت پرستی کا نام و نشان اڑا دیا اور تمام مخلوق میں بلند مکانوں پر چڑھ چڑھ کر اس کی امت اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں۔ کسی نبی اور کسی اوتار نے ایسی خدمت توحید الٰہی کی نہیں کی۔ اس لئے آپ کو اگر سید اولاد آدم اور فخر بنی آدم کہا جاوے تو بالکل حق اور بجا ہے۔ آپ غور کریں ہر نماز کے وقت گویا پانچ بار ہر روز اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کس قدر زور و شور سے مسلمان پکار پکار کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کرتے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ اکبر کے آگے کیا لفظ ہے جس کو انسان جناب الٰہی کے لئے کہے۔

یہ قرآن کریم میں نہیں لکھا کہ حضرت نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات کے جزو ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نور سے ایک ٹکڑا محمد ﷺ بن گیا۔ ایسا خیال شرک ہے۔ قرآن کریم میں اس کو رد کیا گیا ہے جہاں فرمایا کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے عباد اور بندوں کو اللہ تعالیٰ کا جزو بنایا ہے۔ یہ بڑا کفر ہے اور کھلا کفر ہے۔ جَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ (الزخرف:۱۶)۔ ہاں کل نورانی بندے اس کے نور سے ہوتے ہیں۔ کیا معنے؟ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ مگر یہ لفظ قرآن کریم میں نہیں۔ غالباً میں نے خط کا جواب دے دیا ہے۔ **(نورالدین)**

(البدر جلد ۹ نمبر ۴۵، ۴۶ مورخہ ۲، ۹ ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۳)

زیور پر زکوٰۃ میری بی بی اپنے زیور پر زکوٰۃ دیتی ہے اور مرزا صاحب کی بی بی بھی زیور پر ضرور زکوٰۃ دیتی ہیں۔ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، حاکم، احمد میں ایسی روایتیں ہیں جن میں زیور پہ زکوٰۃ کا حکم ہے۔ مگر محدثین کہتے ہیں ترمذی نے کہا ہے۔ اِنَّهٗ لَمْ یَصِحَّ فِی الْبَابِ شَیْءٌ[1] اور علماء کا...... اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ حنفیہ مہدویہ اور بہت سلف زیور پر زکوٰۃ فرض فرماتے ہیں۔ اور امام مالک،

[1] لَا یَصِحُّ عَنِ النَّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی ھٰذ الباب شي (ترمذی ابواب الطھارۃ باب المنديل بعد الوضوء)

امام شافعی، امام احمد زیور پر زکوٰۃ کو فرض نہیں لکھتے۔ ان کے اقوال کا مدار آثار صحابہ و تابعین ہیں۔ اور انس و اسماء کا مذہب تھا کہ زیور کی زکوٰۃ یہ ہے کہ اس کو عاریت کے طور پر کبھی دے دیا۔ دارقطنی نے اس مذہب کا ذکر کیا ہے۔

اور بیہقی نے انس وغیرہ کا مذہب یہ بیان کیا ہے کہ اس میں ایک بار زکوٰۃ دے دیں۔

ہم اس لئے کہ اس ملک کا تعامل ہے نیز کثرت سے احادیث کا رجحان زکوٰۃ کی طرف ہے بلکہ حاکم والی سند پر عام طور پر جرح نہیں ہوئی اور حاکم نے صحیح وقوی کہا ہے۔ ہم زکوٰۃ دیتے ہیں۔ ہاں تشدد نہیں کرتے کہ آخر اس میں گونہ اختلاف ہے۔ والسلام

۲۸ر اگست ۱۹۱۰ء نور الدین بقلم خود

(البدر جلد ۹ نمبر ۴۵، ۴۶ مورخہ ۲، ۹ر ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۸)

ہمارے امام علیہ السلام کی عید

سوال۔ جناب میرزا صاحب عید کے روز نماز کیونکر پڑھتے تھے۔ بعد نماز گلے ملنے کی رسم اُن کے ہاں تھی یا نہیں؟ اظہار مسرت کے لئے اور کیا طریقے استعمال فرماتے تھے۔ احباب و اقارب سے اس دن کیونکر کر ملتے تھے۔ سیر و تفریح میں اس روز کوئی جداگانہ خصوصیت ہوتی تھی؟ عید کے دن کچھ خاص اعمال یا اشغال بھی کرتے تھے؟ خود آپ کا کیا معمول ہے؟

جواب۔ جناب کا استفسار پڑھ کر دیر تک میں متعجب رہا اور دنیوی عجائبات کا مطالعہ کرتے کرتے قریب تھا کہ میری حالت وجد میں آ جاوے بلکہ ایک قسم کا وجد رہا۔ اس وقت مجھے افاقہ ہے۔

مولانا فقہائے کرام نے جس قدر قیاس اور استحسان سے مسائل اور حوادث پر باریک بینوں سے کام لیا ہے۔ اس کو اگر ایک کتاب میں لکھا جاوے اور صوفیائے کرام کی تحقیقات اور مکاشفات اور حالات وجد کو ساتھ ملا دیں اور ایک پلڑے میں رکھیں ۔ اور ڈیڑھ سو آیت قرآن جو اصل اور سرمایہ احکام فقیہہ ہے اور ڈیڑھ سو صحیح حدیث جو کہ مدار احکام فقیہہ علاوہ قرآن کریم کے ہے کو ایک

طرف رکھا جاوے تو ان لوگوں کے انصاف پر جو مرزا صاحب کے دعاوی کی نسبت فتاویٰ تیار کر رہے ہیں کیا وجد آ سکتا ہے کہ نہیں۔

مرزا صاحب کے متعلق میں جناب کو ایک شعر سناتا ہوں جو میں نے ان کی زبان سے علیٰ روس الاشہاد سنا ہے۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولاکن میفزائے بر مصطفیٰ

اس شعر کے بعد جناب کا جواب کافی سے زیادہ ہو سکتا ہے مگر پاس خاطر سے عرض ہے۔ عید کے دن مرزا صاحب غسل فرماتے اور تجدید لباس کرتے اور خوشبو لگا کر مع احباب کے عیدگاہ میں تشریف لے جاتے تھے اور گاہے اس جامع مسجد میں جہاں ہم لوگ جمعہ پڑھتے ہیں وہاں بھی عید پڑھ لیتے تھے۔

عید کا خطبہ ہمیشہ یہ خاکسار پڑھ دیتا تھا یا مولوی عبدالکریم۔ واپسی میں دوسرے رستے سے گھر میں تشریف لاتے تھے۔ صدقۃ الفطر پہلے جمع کیا جاتا تھا اور قربانی کی عید میں بعد نماز کے معاً قربانی کرتے تھے۔

میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ آپ کسی کے گلے لگے ہوں یا کسی کو پان دیا ہو۔ عیدگاہ میں ہی نئے آئے ہوئے دوست مصافحہ کر لیتے تھے۔ سیر و تفریح کے لئے کہیں نہیں جاتے تھے کوئی خصوصیت نہ تھی۔ اقارب سے بھی کوئی خصوصیت کی ملاقات اس دن نہیں کرتے تھے۔ راستہ میں **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ** پڑھنے کی عادت تھی۔ مگر آہستہ پڑھتے اور بعض لوگ بلند آواز سے پڑھتے تو روکتے نہ تھے........................ مکرر عرض ہے کہ معانقہ عام طور پر قطعاً ان کی عادات میں نہ تھا۔

والسلام

نورالدین

....

تار خبر پر عید سوال آیا تار خبر پر عید ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب از امیر المؤمنین، تار خبر معتبر ہے۔ (عید کر لی جاوے)

(البدر جلد ۹ نمبر ۴۸ و ۴۹ مورخہ ۱۲/ اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۱)

دلائل ہستی باری تعالیٰ

(ماخوذ از کلام امیر)

راستبازوں کی شہادت تمام راستبازوں کا اس بات پر ”کامل اتفاق“ سے ایمان کہ ”اللہ“ ہے۔ جتنے راستباز مختلف ملکوں میں ہوئے ہیں ان کے حالات سے ظاہر ہے کہ وہ راستی کے بڑے ہی بھوکے پیاسے تھے اور وہ حق بات کے اظہار میں سارے جہان کی مجموعی مخالفت سے بھی نہیں ڈرتے تھے اور صرف یہی ایک قوم ہے جن کو وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ (الاحزاب:۴۰) کا سرٹیفکیٹ ملا ہے۔

(۲) پھر یہ لوگ رسم و مجارٹی کی رائے (جو کثرت سے پیدا ہو) کے بھی قائل نہیں ہوتے۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ بت پرستی کی تردید نہ کرتے حالانکہ بت پرست دنیا پر زیادہ ہیں۔ باوجودیکہ یہ لوگ آپس میں ملے بھی نہیں پھر بھی ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایک اللہ ہے۔

پس جیسا کہ ہم لنڈن کا وجود بہت سے سچ بولنے والوں کی شہادت سے تسلیم کرتے ہیں ایسا ہی خدا تعالیٰ بھی ضرور ہے۔

الٰہی پیش خبریوں کا پورا ہونا دوسری دلیل یہ ہے کہ جو بات یہ لوگ خدا سے اطلاع پا کر کہتے ہیں وہ ضرور اٹل ہوتی ہے۔ حالانکہ آئندہ کے واقعات معلوم کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی ذرائع نہیں ہوتے۔ دنیاوی تدابیر سے کام لینے میں نپولین و سکندر سے بڑھ کر کوئی نہیں مگر یہ دونوں ناکام مرے ہیں۔ حتی کہ نپولین کی قوم فرانسیسی کا باوجود بہت خرچ کرنے کے مشرق میں کچھ بھی نہیں۔

صانع نظام عالم تیسری دلیل یہ ہے کہ خدا کے چشمے سے نکلی ہوئی مخلوق ایک دوسرے کی مکذب نہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سرچشمہ ایک ہے اور وہ ایک ہی ہستی کے ارادے کے تحت میں ہے۔آنکھ جو رنگ مشرق میں دیکھتی ہے وہی مغرب میں یقین کرتی ہے اور پھر کان اس کی تکذیب نہیں کرتے۔غرض نظام عالم ایک حد کے اندر باقاعدہ چلتا ہے۔ایک کتاب کو دیکھ کر یہ یقین ہوتا ہے کہ اس کا مؤلف کوئی ضرور ہے۔مگر اتنے بڑے شیرازہ عالم کے مؤلف کا یقین نہ کرنا کیسی بے وقوفی کی بات ہے۔باجرے کا ایک خوشہ لے کر اس میں سے ایک دانہ نکال کر پھر اس جگہ لگا کر تو دکھاؤ۔تربوز ریتے میں ہوتا ہے مگر کیا مجال ہے کہ اس کے اندر ایک ذرہ بھی جائے۔پھر کیسا شیریں ہوتا ہے۔توت (بیدانہ) کو دیکھو آندھیوں کے موسم میں ہوتا ہے مگر اس پر گرد نہیں۔گولر کے اندر کس قدر کیڑے ہوتے ہیں۔غرض نظام عالم کی ہر ایک چیز باوجود کمال بے تعلقی تعلق کمال رکھتی ہے۔اور ہر چیز کا ایک حد کے اندر ایک ضابطہ کے ساتھ کام دینا ایک مرتب و منتظم کا یقین دلاتا ہے۔

خدا کی آواز چوتھی دلیل جو ہے سب سے زبردست اور میرے اپنے ذوق کی ہے کہ خدا کی آواز پہنچ جائے کہ میں ہوں۔چنانچہ میں نے بھی سنی۔اس نے فرمایا کہ قرآن کی آیت کا منکر کوئی ہو۔اور وہ مشکل سے مشکل آیت کے متعلق کوئی سوال کرے اور مجھے نہ آتا ہو تو معاً اس کا علم تجھے سکھا دیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے اور میں بڑے زور کے ساتھ پیش کرتا ہوں کہ تمام جہاں بھی اگر مل کر کسی آیت قرآنی کے معنے پوچھے اور اعتراض کرے تو اگر وہ منکر آیات قرآنی ہوگا تو مجھے ضرور جواب سمجھا دیا جاوے گا۔ میں ایک عاجز انسان ہوں میرا علم اتنا بڑا نہیں۔پس میں اتنا دعویٰ جو کرتا ہوں یہ اس باری تعالیٰ سے ہے جس کی ہستی کی دلیل طلب کی جاتی ہے۔

....

اسلام کی اعلیٰ تعلیم فرمایا۔تمام مذاہب عالم میں سے یہ مابہ الامتیاز اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس کے اصول کی منادی پانچ بار بآواز بلند کوٹھوں کی چھت پر چڑھ کر کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ سے بڑھ کر اللہ کے لئے تعظیم کا لفظ کون سا ہوسکتا ہے۔ **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** میں اگر توحید از روئے افعال و ذات و صفات کے مسئلے کو لیا ہے تو ساتھ ہی اس کی حقیقی معبودیت کا اعلان کیا ہے۔

پھر **اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ** میں مسئلہ رسالت و نبوت کا اعلان کرتے ہوئے تمام انبیاء کے کمالات کے جامع کا نمونہ بطور شہادت پیش کیا ہے۔

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ میں عبادات کی جامع نماز کی طرف بلایا ہے اور **حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ** میں تمام ایسے فضائل کی طرف آنے کی ترغیب دی ہے جو انسان کی کامیابی کا مدار ہیں۔ پھر **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** اور **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** کو دہرا کر بتایا ہے کہ اصل مدار نجات توحید ہی ہے۔

ایمان باللہ، ایمان ملائکہ، ایمان کتب، ایمان رسل، ایمان یوم آخر، ایمان قدر خیر و شر، فضائل کو لینا، رذائل سے بچنا۔ یہ سات اصل الاصول ایمان ہیں۔

علم الرؤیا فرمایا۔ علم الرؤیا بھی ایک بڑا عجیب علم ہے اللہ تعالیٰ ہی جسے اس کی سمجھ دے۔ قرآن مجید میں نبی کی خواب کا بھی ذکر ہے، کافر کی خواب کا بھی، فاسق و فاجر کی خواب کا بھی۔ غرض ہر قسم کے آدمیوں کی خواب کا ذکر ہے تا معلوم ہوتا رہے کہ یہ علم بہت ہی باریک اور عجیب در عجیب ہے۔ آج کل کے پڑھے ہوئے اسے محض خیال قرار دیتے ہیں۔ مگر وہ غلطی پر ہیں۔

افسوس کہ مسلمانوں نے اب اس کی طرف توجہ کم کردی ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو اپنے خوابوں کے متعلق یادداشت رکھیں اور جو رؤیا ان کے سچے نکلیں وہ جمع کرتے جائیں تا کہ عجائبات قدرت کا علم ہو۔

(۱) رؤیا کبھی تو بعینہ ویسے ہی پوری ہوتی ہے۔ جیسے اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا (یوسف:۳۷)
چنانچہ وہ اسی خدمت پر مامور ہوا۔

(۲) یا آدھی ویسے ہی اور آدھی دوسرے رنگ میں جیسے اس نے دیکھا کہ میرے سر سے روٹیاں پرندے کھاتے ہیں۔ اس کا سر ہی روٹیاں بن گیا۔

(۳) کبھی صرف نمونہ کے طور پر ایک چیز دکھائی جاتی ہے جیسے کئی سال کے قحط کا نظارہ خشک بالیوں میں دکھایا گیا ہے۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ ایک ہی دجال کا ذکر ہے اور تم نے اس سے قوم کی قوم کس طرح سمجھ لی وہ اس پر غور کریں کہ رؤیا کے معاملات ایسے ہی ہوتے ہیں۔

ابن سیرین کے آگے کسی نے بیان کیا میں نے رؤیا میں اذان سنی ہے۔ آپ نے اسے کہا تو چور قرار دیا جا کر پکڑا جائے گا۔ دوسرے نے یہی خواب بیان کیا تو کہا تم حج کرو گے۔ تیسرے نے بیان کیا تو فرمایا تیرا دشمن خائب و خاسر ہوگا۔ لوگوں نے تعجب کیا کہ ایک ہی خواب اور تعبیریں مختلف۔ کہا تینوں قسم کا ذکر قرآن میں بھی ہے۔ میں نے ہر ایک چہرے کی فراست سے بتلا دیا ہے۔ (۱) اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ (یوسف:۷۱) (۲) اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (الحج:۲۸) (۳) اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ (التوبة:۳)۔

نبی جتھے کا منتظر نہیں ہوتا فرمایا۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں نبی جتھے کا منتظر رہتا ہے اور پھر لڑائی کرتا ہے۔ جب صحابہ میں سے اکثر بھاگ گئے تو اس وقت نبی اکرم نے پکار کر کہا۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب　　　اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِب

کہ دعویٰ کرنے والا تو میں ہوں کوئی اگر بھاگتا ہے تو بھاگے۔

احسن القصص سے کیا مراد ہے فرمایا۔ لوگوں نے غلطی سے احسن القصص کے معنی بہتر سے بہتر قصہ کئے ہیں۔ قرآن مجید میں ہرگز قصے نہیں۔ اساطیر الاولین تو کفار کا قول ہے۔

یہ بھی غلط ہے کہ یوسف کا قصہ ہی سب سے اچھا قصہ ہے۔ خلاصہ سورہ تو یہی ہے (۱) بھائیوں نے آپ سے دشمنی کی۔ (۲) اس کی وجہ والد کی محبت تھی۔ (۳) آخر اپنے بھائیوں پر غالب آئے معاف کر دیا۔ (۴) ایک عورت کی ناجائز درخواست کی پروا نہ کی۔

حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و نبی کریم ﷺ کے حالات اس سے بھی زیادہ عجیب ہیں۔ (۱) بجائے چند گنتی کے بھائیوں کے سارا جہان دشمن۔ (۲) اس کی وجہ کسی کی محبت نہ سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ

کی توحید کا جوش ۔ نبی کریم ﷺ کے آگے قوم نے خودکئی حسین عورتیں پیش کیں ۔مگر آپ نے خدا کے مقابلہ میں ان کی پروانہ کی ۔ پھر صرف بھائیوں پر نہیں بلکہ سارے عرب پر غالب آئے اور ان کو معاف کردیا۔

شاعر ونقاش فرمایا۔ جوکام مصور ونقاش قلم سے لیتا ہے شاعر الفاظ میں اس کی تصویر کھینچتا ہے۔

باپ بیٹے میں فرق فرمایا۔ یوسف اور یعقوب میں اس بات سے ظاہر ہے کہ یوسف نے یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ (یوسف:۹۳) کہہ دیا۔مگر باپ کہتا ہے سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ (یوسف:۹۹) یہ خدا کے حکم کے بغیر دعا بھی نہیں کرتے ۔

نبی کریم ﷺ کو ہرگز حکومت کی خواہش نہ تھی ۔فرماتے ہیں اے ابوذر میں تیرے لئے وہی چاہتا ہوں جو اپنے لئے ۔ میرے دل میں کبھی دو آدمیوں پر بھی حکومت کرنے کی خواہش ہرگز پیدا نہیں ہوئی ۔

امر بالمعروف فرمایا۔مسلمانوں پر ادبار اسی وقت سے آیا ہے جب سے انہوں نے امر بالمعروف نہی عن المنکر چھوڑ دیا ہے۔بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ملانوں کا کام ہے اور ہم کسی کو امر بالمعروف کریں تو ہماری پوزیشن میں فرق آتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک عظیم الشان کام ہے کہ سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے اسے کیا۔قرآن مجید پڑھ کے دیکھ لو امر بالمعروف نہی عن المنکر ہی ہے۔ اور امت محمدیہ کا تو فرض منصبی ہی یہی ہے چنانچہ فرماتا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اٰل عمران:۱۱۱)۔(۲) پھر جو آمر بالمعروف ہو وہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتا ہے جب دوسروں کو نصیحت کرے گا اسے شرم آئے گی کہ میں دوسروں کو کہتا ہوں خود نہیں کرتا۔(۳) اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ (ترمذی کتاب العلم. باب الدال علی الخیر کفاعلہٖ) اس کے کہنے سے جو کوئی نیک کام کرے گا اس کام کا ثواب اسے بھی ملے گا۔(۱۰/اکتوبر)

(البدر جلد ۹ نمبر ۴۸و۴۹ مورخہ ۱۳/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۰، ۱۱)

سوالات کے جوابات

سوال (۱) انسان مرجانے کے بعد بہشت یا دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے یا نہیں۔

(۲) اگر داخل ہو جاتا ہے تو حساب کتاب کر کے یا بلا حساب کتاب کے۔

(۳) ایک خاص دن قیامت کا، واسطے حساب کتاب کُل لوگوں کے لئے مقرر ہے یا نہیں۔

(۴) اگر ایک مرتبہ مرنے کے بعد روح انسانی جنت یا دوزخ میں داخل ہوگئی تو پھر دوبارہ حساب کتاب کی ضرورت ہوگی یا نہیں اور کیوں؟

جواب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ **مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ**

(کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۶۴۰)

تو کارِ زمین را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

(۱) بعد الموت انسان کے لئے قبر **رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ** (مرقاۃ المفاتیح کتاب الجهاد باب قسمة الغنائم و الغلول فیها) ہے۔

(۲) بعض کا حساب ہوتا ہے بعض کا نہیں۔

(۳) قیامت کبریٰ کے لئے ایک وقت ہے۔ مفصل جواب مطلوب کے لئے۔ مجھے اس وقت فرصت نہیں نیز علیل ہوں۔ کتاب الروح ابن قیم حیدر آباد طبع ہوئی ہے اس میں سب جواب ہیں۔

نورالدین

۱۹؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء

(البدر جلد ۹ نمبر ۵۰ مورخہ ۲۰؍ اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۱)

بسم اللّٰہ الرَّحمٰن الرَّحِیْم

مصارف زکوٰۃ

اَلْفُقَرَآءُ ۔محتاج جس کے پاس ضرورت صحیحہ کے لئے کچھ نہ ہو۔مثلاً کسی نے ریل کا ٹکٹ لینا ہے مگر اتفاق سے اس کے پاس چند پیسے کم ہیں اور وہ اس کے بغیر جہاں جانا ہے جا نہیں سکتا۔

اَلْمَسٰکِیْنِ ۔جو کما تو سکتا ہے مگر اس کے پاس سامان نہیں مثلاً کوئی جلد ساز ہے اور وہ سب اسباب نہیں رکھتا جس سے اپنی دکان کھول سکے۔

وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْھَا ۔صدقات کے انتظام و وصولی کے لئے جو محکمہ ہو اس کے ملازموں کی تنخواہ۔

وَالْمُؤَلَّفَۃِ قُلُوْبُھُمْ ۔اس مدّ کو بعض علماء نے غلطی سے اُڑا دیا ہے حالانکہ یہ بہت ضروری ہے مثلاً کوئی آریہ یا عیسائی تحقیق دین کے لئے آتا ہے اب اس کے لئے مکان خوراک وغیرہ کی ضرورت ہے۔(یا کوئی نومسلم ہے ابھی وجہ معاش کے لئے کچھ مشکلات ہیں) اسی مد سے خرچ کیا جاوے گا۔

وَفِی الرِّقَابِ ۔غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے کوئی مذہب سوائے اسلام کے نہیں جس نے غلاموں کی آزادی کے لئے باضابطہ طور پر ایک حصہ رکھا ہو۔میں نے اب روپیہ اس مدّ کے لئے بھیجا ہے اور اس آیت پر عمل کیا ہے۔

وَالْغٰرِمِیْنَ ۔اس کا ترجمہ قرض دار غلط ہے ان لوگوں سے مراد ہے جن پر کوئی تاوان پڑ گیا ہو مثلاً کسی نیک وشریف کی ضمانت دی تھی وہ بھرنی پڑ گئی یا کسی پر جرمانہ عدالت میں ہو گیا اور وہ اس کی ادا کے بغیر قید ہو جاوے گا۔

وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۔اور دینی کاموں میں جو امام کی مصلحت کے مطابق ہوں۔میرے ذوق میں تو قرآن نہایت صحیح وخوشخط اعلیٰ عمدہ کاغذ پر چھپوائے جائیں۔قرآن شریف کا ایک مدرسہ ہو جس میں نابینا بالخصوص آ کر قرآن مجید یاد کریں۔

حدیث[۲] کی کتابیں صحیح صحیح چھپوائی جاویں۔ان کی اشاعت ہو اس کی تعلیم پر خرچ ہو۔
ائمہ[۳] مساجد نیک بہم پہنچائے جاویں ۔موذن[۴] بہت صالح ہوں اور باعمل[۵] واعظ ہوں اور متکلم ہوں۔

اِبْنِ السَّبِيْلِ ۔ جہاد میں جو خرچ ہو وہ اس مدّ سے ہو۔ حاجی بنا کر روانہ کریں۔ بعض علماء کے نزدیک راہ کی عمارتیں بھی اس میں شامل ہیں ۔اگر کسی کو توفیق ہو تو ریلوے سٹیشن پر مسجدیں بنوائے تا کہ مسافروں کو نماز پڑھنے میں دقت نہ ہو۔

ایک اور بحث اس کے متعلق ہے کہ ان آٹھوں میں سے کسی ایک کو زکوٰۃ دے دی جاوے تو بھی جائز ہے یا نہیں یا ہر ایک کو ضرور دی جاوے اور پھر ہر ایک مدّ کے کم از کم تین آدمی ہوں کیونکہ جمع کا صیغہ ہے یا خواہ ایک ہی ہو پھر سب کو ایک وقت میں دی جاوے۔ یہ بات اختلافی مسائل میں سے ہے اور ہم اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں دیکھتے۔

مسلمانوں نے تو زکوٰۃ کو ادا کرنا چھوڑ رکھا ہے اور بحث مصارف کے متعلق چھیڑ رکھی ہے۔

حضرت ابن عباس سے کسی نے پوچھا کہ اگر مکھی بلا وجہ ماری جاوے تو اس کا کیا کفارہ ہے۔ آپ نے سوچ کر کہا تم کوفہ کے رہنے والے ہو۔اس نے کہا ہاں۔ کسی نے عرض کیا۔ یہ سوال جناب نے کیوں فرمایا اور کس طرح سے معلوم کر لیا۔فرمایا۔ایسے سوال انہی لوگوں سے اُمید ہو سکتی ہے۔ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تب مجھ سے یہ مسئلہ نہ پوچھا اور اب مکھی کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔اللہ رحم کرے۔

....

ماخوذ از درس امیر المؤمنین

(نوشتۂ فخر الدین)

حضرت موسیٰؑ کے نو نشان (۱) ٹڈی (۲) مینڈک (۳) طاعون (۴) طوفان (۵) سانپ (۶) نقصان میوہ (۷) جوں (۸) سفید ہاتھ (۹) خون۔

حضرت موسیٰؑ کے دس احکام (۱) غیر معبودوں کو نہ ماننا (۲) سبت کی مخالفت نہ کر (۳) والدین کی عزت کر (۴) خون نہ کر (۵) زنا مت کر (۶) چوری نہ کر (۷) ہمسائے پر جھوٹی گواہی مت دے (۸) ہمسائے کا گھر مت چاہو (۹) ہمسائے کی عورت مت چاہو (۱۰) ہمسائے کی زمین اور مال و دولت اور بیل اور گدھے کا لالچ مت چاہ یا نہ کر۔

مجنون کی پہچان ذاتی افعال میں خوش نہیں ہوتا۔ اس واسطے کبھی روتا ہے اور کبھی ہنستا ہے بے اختیار ہے۔ ذاتی نفع حاصل کرنے یا ضرر کے دفعیّہ کی کوئی تدبیر نہیں کر سکتا۔ اپنی خانگی معاشرت کے مہیا اسباب میں بہت سست ہوتا ہے۔ اپنی برادری کے تعلقات اپنی قوم اپنے بادشاہ اپنے خدا کے ساتھ تعلقات اچھے نہیں ہوتے۔ اس کی پیشگوئیاں خائب و خاسر رہتی ہیں صرف بکواس ہوتی ہیں۔

حسنة الدنیا اخلاق فاضلہ۔ معاشرت۔ اخوت۔ تمدن۔ سیاست۔ علمی ترقی۔ خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف ہو۔ حسن دین۔ تندرستی۔ نیک اولاد۔ علم نافع۔ عمل صالح۔ مکان اچھا۔ رزق طیب۔ نیک بیوی۔ پڑوس اچھا۔ سواری اچھی۔ دوست اچھا۔

حسنة الآخرة ظل العرش۔ لقاء حضرت رحمان۔ مکالمہ حضرت سبحانہ تعالیٰ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ۔ ثبات صراط۔ جنت الفردوس۔ عام طور پر لقاء حضرت لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا (الانبیاء:۱۰۳) اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ (الانبیاء:۱۰۲)۔

عبادت کے نشان ہاتھ باندھنا۔رکوع۔سجود۔روزہ۔زکوٰۃ۔طواف۔طواف کے لئے خاص لباس۔اپنی حاجتیں مانگنا۔حج۔

منافق کے دس نشان (۱) جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو سست کھڑا ہوتا ہے۔وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى (النساء:۱۴۳)۔(۲) بھلے کام کرنے والے کو طعنے دیتا ہے۔ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ (التوبة:۷۹)۔(۳) اللہ کی راہ میں دینے سے ان کا دل انقباض کرتا ہے يَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ (التوبة:۶۷)۔(۴) مسلمانوں کے رنج میں ان کو رنج نہیں ہوتا۔ وَ اِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ الخ (ال عمران:۱۲۱)(۵) امام کے حضور میں حاضر ہونے میں بڑا ہیچ ہیچ کرتا ہے اور کسی نیک کام میں جب شریک نہیں ہوتا تو عذر تراشتا ہے۔(۶) جب بولتا ہے تو جھوٹ۔اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامة المنافق)(۷) وعدہ پورا نہیں کرتا۔وَاِذَا وَعَدَ خَلَفَ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامة المنافق)(۸) جب امانتی بنتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔ وَ اِذ أُتُمِنَ خَانَ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامة المنافق)(۹) جب کسی کے ساتھ لڑتا ہے تو گالی دیتا ہے وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب اذا خصم فجر)(۱۰) جب عہد کرتا ہے تو توڑتا ہے وَ اِذَا عَاهَدَ غَدَرَ۔(صحیح بخاری کتاب المظالم باب اذا خصم فجر)

تسعة رہط بنی عدی، بنی مخزوم، بنی تیم (بنی اسد)، بنی امیہ، بنی سہم، بنی جُمع، بنی نوفل، بنی ہاشم، بنی عبدالدار۔ (البدر جلد ۹ نمبر ۵۰ مورخہ ۲۰ /اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

نبوت مسیح موعود

نبوت مسیح موعودؑ کے متعلق میں حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک تازہ خط درج اخبار کردوں جو کہ حضور نے سردار محمد عجب خان صاحب کے خط کے جواب میں لکھا ہے اور اسے موکد بحلف کیا ہے۔سردار صاحب

موصوف کی گفتگو ایک شخص کے ساتھ اس معاملہ میں ہوئی تھی تو انہوں نے جو جواب دیا وہ انہوں نے حضرت کی خدمت میں لکھ کر دریافت کیا کہ آیا میرا جواب اس میں درست ہے یا نہیں۔ حضرت صاحب نے ان کے جواب کے ساتھ اتفاق کیا ہے اور اسی کو زیادہ وضاحت کے ساتھ اپنی قلم مبارک سے لکھ کر روانہ کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا جواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمَ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَ آلِہٖ مَعَ التَّسۡلِیۡمِ

امّا بعد

فالسّلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاتہ۔ دل چیر کر دیکھنا یا دکھانا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ قسم پر کوئی اعتبار کرے تو **وَاللّٰہِ الۡعَظِیۡم** کے برابر کوئی قسم مجھے نظر نہیں آتی۔ نہ آپ میرے ساتھ میری موت کے بعد ہوں گے نہ کوئی اور میرے ساتھ سوائے میرے ایمان واعمال کے ہوگا۔ پس یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے والا ہے۔ **وَاللّٰہُ الۡعَظِیۡم. وَاللّٰہُ الَّذِیۡ بِاِذۡنِہٖ تَقُوۡمُ السَّمَآءُ وَالۡاَرۡضُ**۔

میں مرزا صاحب کو مجدد اس صدی کا یقین کرتا ہوں میں ان کو راستباز مانتا ہوں۔ حضرت محمد رسول اللہ النبی العربی المکی المدنی خاتم النبیینؐ کا غلام اور اس کی شریعت کا بدل خادم مانتا ہوں اور مرزا خود اپنے آپ کو جان نثار غلام نبی عربی محمدؐ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف کا مانتے تھے۔ نبی کے معنے لغوی پیش از وقت اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر خبر دینے والا ہم لوگ یقین کرتے ہیں نہ شریعت لانے والا۔

مرزا صاحب اور میں خود جو شخص ایک نقطہ بھی قرآن شریف کا اور شریعت محمد رسول اللہ ﷺ کا نہ مانے اُسے کافر اور لعنتی اعتقاد کرتا ہوں۔ یہی میرا اعتقاد ہے اور یہی میرے نزدیک مرزا غلام احمد کا

تھا۔کوئی رد کرے یا نہ مانے یا منافق کہے اس کا معاملہ حوالہ بخدا۔

نورالدین بقلم خود

۲۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء

(البدر جلد ۹ نمبر ۵۱،۵۲ مورخہ ۲۷/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۰)

ایک مسئلہ کا حل

عید سے پہلے دوکان جائز

سوال۔ جناب حکمت پناہ خدا بین نورالدین خلیفۃ المسیح دام برکاتھم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احقر نے دن عید کے قریب ۶ بجے صبح کے قبل از نماز عید الفطر ایک شریف مسکین مفلس سید امیر علی نامی کو دن عید کی خوشی میں آٹے دال کی دکان کھلوادی۔ اس فعل پر برادر مرزا حسام الدین احمد نے جو بفضل الٰہی احمدی ہیں اعتراض کیا اور کہا کہ قبل از نماز ایسا کرنا حرام یا حرام سے کم درجہ کا ہے اور کہا کہ کیا خوب ہوتا جو بعد نماز کے اس دکان مذکور العنوان کی بنیاد قائم کی جاتی۔ احقر نے ان کو جواب دیا کہ قبل از نماز ایسا فعل کرنا حرام نہیں۔ البتہ وہ بیع اور وہ دکان کہ جو نماز کے ادا کرنے سے روک دے حرام ہوگی۔ غرض آں برادر نے میرے خیال کو تسلیم کیا اور فتویٰ چاہا ہے۔ لہٰذا حضور پُر نور سے امیدوار ہوں کہ ہمارے نبی سید المرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ نے کیا حکم نافذ فرمایا ہے اور یہ جو فعل اس احقر نے کیا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

والسلام

آپ کا خادم گنہگار

کبیر الدین احمد (احمدی) سیکرٹری انجمن احمدیہ لکھنؤ

جواب از حضرت خلیفۃ المسیح

عزیز من! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے بہت ہی اچھا کام کیا کہ عید کے روز ایک مفلس کی دستگیری فرمائی۔ عید سے پہلے ہی تو فطرانہ بھی دیا جاتا ہے۔ اگر دکان نکلوا دی تو اور بھی زیادہ ثواب کا کام کیا۔ شرعاً ایسا فعل ہرگز ممنوع نہیں۔ **نورالدین**

۳۱/ اکتوبر ۱۹۰۸ء قادیان

(البدر جلد ۹ نمبر ۵۱، ۵۲ مورخہ ۲۷/ اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۲)

قادیان سے محبت

حضرت مسیح موعودؑ مرحوم ومغفور کی زندگی میں آپ فرمایا کرتے تھے کہ

اگر کوئی مجھے ایک دن کے واسطے ایک لاکھ روپیہ دے اور قادیان سے باہر بلائے تو میں نہیں جاسکتا۔ (البدر جلد ۹ نمبر ۵۱ و ۵۲ مورخہ ۲۷/ اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۴)

ایک شخص کے چند سوالوں کا جواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) تجدید بیعت کیا ہر وقت ایمان کی بھی تجدید کرنی چاہیے۔ **اُجَدِّدُ اِیۡمَانِیۡ بِقَوۡلِیۡ ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ** (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ (۲) خط میں تساہل کرنا مناسب نہیں اور ہرگز مناسب نہیں۔ (۳) ایک وقت میں دو خلیفہ نہیں ہوسکتے۔ اس کے متعلق احادیث آخر مشکوٰۃ میں موجود ہیں۔ (۴) سوائے اس نماز کے جو مسلمانوں میں مشترک ہے کوئی نماز اسلامی نماز نہیں کہلاتی۔ (۵) کسی نقش اور تصویر کا دل میں جمانا شرعاً جائز نہیں ہے یہ بھی ایک قسم کی بت پرستی ہے۔ (۶) ذات الٰہی کا نظر آنا اس دنیا میں یہ ایک جنون کا شعبہ ہے۔ (۸) نماز میں کسی نقش کا خیال خود جمانا شرعاً ثابت نہیں۔ (۹) ایک معمولی انسان کا کفر نبیوں کا

کفر نہیں ہوسکتا۔(۱۰) یہ تو خیال بڑا ہی احمقانہ اور مجنونانہ ہے کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے اور جو دلیل ہے وہ پاگلوں کی سی دلیل ہے ہم ایسے آدمی کو مفتری نہ کہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض آدمی افتراء نہیں کرتے مگر بعض حرکات جنون کے باعث کرتے ہیں۔(۱۱) ڈاکٹر کی رائے بیماری میں صحیح معلوم ہوتی ہے۔ (۱۲) فساد کرنا اچھا نہیں ہوتا۔(۱۳) آپ لوگ بہت استغفار کریں اللہ تعالیٰ انجام بخیر کرے۔ پھر آپ بہت استغفار کریں تا کہ نتیجہ نیک ہو۔ فساد اور شور ہرگز نہ ڈالیں۔ والسلام

حسب الارشاد
(حضرت خلیفۃ المسیح)

(البدر جلد ۹ نمبر ۵۱ و ۵۲ مورخہ ۲۷؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۵)

اعلان عام از جانب حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ

حضرت سلّمہٗ ربّہٗ نے عاجز کو ارشاد فرمایا ہے کہ

چونکہ آپ کی طبیعت اکثر علیل رہتی ہے اور بعض دفعہ بیماری بہت بڑھ جاتی ہے اور انسان کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اس واسطے حضور کی طرف سے اخبار میں اعلان کیا جاوے کہ اگر کسی کا کوئی کچھ روپیہ حضور کے پاس امانت ہو یا قرضہ ہو یا کسی اور وجہ سے دیا ہو یا کسی مریض نے آپ کو کچھ معالجہ کے واسطے دیا ہو اور اس کے خیال میں اس کا حق اسے نہ ملا ہو۔ غرض ہر ایک ایسا شخص جو آپ سے کچھ واجب الادا یقین کرتا ہے اُسے چاہیے کہ مطالبہ کرلے اور اپنا حق وصول کرلے۔

فرمایا۔ ایسے مطالبات کا ادا کرنا اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے واسطے بہت آسان ہے خدا نے ہمارے لئے سب سامان مہیا کر دیئے ہیں۔

مکرر آنکہ حضرت صاحب سلّمہٗ الکریم کسی خطرناک مرض میں مبتلا نہیں ہیں گاہے گاہے اسہال وغیرہ کی تکلیف ہوتی ہے۔ ہر وقت صبح و شام درس قرآن شریف دیتے ہیں اور دن بھر بیماروں کے دیکھنے میں اور طلباء کو سبق دینے میں اور امور خلافت کے طے کرنے میں گزارتے ہیں آپ نے احتیاطاً یہ اعلان دیا ہے۔ جو صاحب یہ اعلان پڑھیں وہ دوسروں کو بھی سنادیں۔

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۱ و ۲ مورخہ ۳، ۱۰؍نومبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

جو نہ مانے اس کا کیا علاج

مکرم بندہ جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفصلہ ذیل سوالوں کا جواب حضرت مولانا جناب مولوی صاحب سے لے کر بواپسی روانہ فرما دیں تو مشکور ہوں گا۔

(۱) جماعت میں اگر دو آدمیوں کی باہم عداوت ہو تو جماعت کو یا جماعت کے مسلم سرگروہ کو کیا کرنا چاہیے۔

(۲) اگر جماعت یا امام کا کوئی مسلم سرگروہ دونوں کو صلح کرنے کا حکم دے اور ایک شخص صلح سے باوجود بار بار کہنے کے انکار کرے۔ تو جماعت کو یا اس مسلم سرگروہ کو اس شخص کے متعلق کیا کرنا چاہیے۔

(۳) کیا اس زمانہ میں جماعت کے باہمی اندرونی سیاست کے واسطے بھی کوئی قانون قاعدہ ہے یا نہیں۔ یا یہ کہ ممبر جو چاہے کرے اور جماعت اس سے محبت اور برادری کا تعلق برابر قائم رکھے۔

جوابات میں اگر کوئی قرآن شریف کی آیت یا حدیث کا حوالہ ہو تو بہتر ہوگا۔

مندرجہ بالا خط کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح نے مفصلہ ذیل دیا۔

(۱) ان کو نصیحت کریں۔ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ (بخاری کتاب الایمان باب قول النبیؐ الدین النصیحۃ) اور نہ تھکیں اور پھر دعا کریں ۔یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (المؤمن:۸)۔

(۲) بعد نصیحت اور دعا کے پھر اس کے لئے بالا دست لوگوں کو اطلاع دی جاوے اور اگر پھر نہ مانے تو اس کو جماعت سے الگ یقین کریں۔ آیت وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا (التوبۃ:۱۱۸) کافی ہے۔

(۳) قواعد کا نفاد حکومت پر موقوف ہے یا رُعب پر۔

فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ (الحجرات:۱۰)۔

کیا ہم پھر وچھووالی میں جا سکتے ہیں؟

وچھووالی کی آریہ سماج کے پرنسپل صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ایک خط لکھا تھا کہ خواجہ صاحب ان کے جلسہ پر ایک لیکچر دیں جس کے جواب میں حضرت نے تحریر فرمایا۔

مکرم معظم پرنسپل صاحب بالقابہ وادابہ وخاکسار پورے طور پر بحمد اللہ مذہب اسلام سے آگاہ اور اسلام کے اصول بآوازِ بلند پانچ وقت سنائے جاتے ہیں۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (الانعام:۱۰۹) قرآن کریم کا کلمہ ہے اس کا ترجمہ ہے۔مت گالی دو ان کو جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوا۔اس حکم کے مطابق ہم کسی کے معبود کو برا کہنے کے مجاز نہیں۔

پھر صرف دنیا میں ہماری جماعت ہے جس نے پیغام صلح لاہور میں دیا۔مگر میرے معزز اور شریف انسان! ہمیں وچھووالی کا ہال ایک بار پورا سبق دے چکا ہے۔میں خود اس لیکچر میں تھا جس میں مہمانوں کا ذرا لحاظ نہ ہوا۔

پھر اس وقت ہماری جماعت ایک شخص کے ماتحت ہے اور ممبران آریہ سماج آزادی میں پوری ڈگری لے چکے ہیں۔وہ جماعت کسی خاص مقتدا کے ماتحت نہیں۔

خاکسار نورالدین ۲۹ر اکتوبر ۱۹۱۰ء

چکڑالوی

ایک شخص کے خط کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم . نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چکڑالہ کے مولوی سے تو ملنے کا موقع نہیں ہوا کہ اس سے دریافت کروں مگر میں نے اس کے مقرب لوگوں سے پوچھا ہے کہ تم لوگ کلمہ پورا **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** تو اس لئے اکٹھا نہیں پڑھتے کہ قرآن کریم میں ایک جگہ موجود نہیں۔یہ نماز کہاں کہاں سے اکٹھی کر کے جوڑی ہے۔

پھران میں تین رسالہ نکلے ہیں سب کی نماز الگ الگ ہے۔

دوم۔نماز کے وقت منہ کو قبلہ کی طرف کرنے کا حکم قرآن کریم میں کہاں ہے۔مگر اب تک تو کسی نے کچھ نہیں بتلایا۔

اسلام اور ایمان کہیں تو ایک معنے میں آتے ہیں اور کہیں اسلام وسیع معنے میں آتا ہے۔

ہمارے حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں صلی اللہ علیہما و بارک وسلم (اٰمین)۔عظیم الشان رسول ہیں اور حضرت نبی کریم ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا مثیل فرمایا ہے۔مگر وسعت کا فرق دونوں میں ہے۔اس لئے وسیع معنے والا لفظ بڑے کے لئے اور دوسرے کے لئے دوسرا تجویز ہوا ہے۔ **وَ لَعَلَّ اللّٰهُ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ**۔

نورالدین

۲۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء

ہمارا کام فتویٰ لگانا نہیں ایک شخص نے دریافت کیا کہ حضرت مرزا صاحب کو نہ ماننے والے کے حق میں کیا فتویٰ دیا جاوے۔حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمیں یا آپ کو یا کسی مفتی کو کیا ضرورت ہے۔آپ اس معاملہ کو حوالہ بخدا کریں۔اللہ تعالیٰ کے مامور کو جو نہیں مانتا اللہ تعالیٰ خود اس معاملہ کا انتظام کرسکتا ہے۔

خاکسار نورالدین

۱۹؍اکتوبر ۱۹۱۰ء

چند سوالوں کے جواب

ایک شخص کے سوالات کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے تحریر فرمایا۔

سوال (۱) کیا آپ اپنے مریدوں کو اچھا جانتے ہیں یا کہ کسی دیگر عاجز مسکین کو بھی۔

جواب۔ میں اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کو اچھا سمجھتا ہوں۔

سوال (۲) کیا آپ اپنے مریدوں کی التجاء منظور کرتے ہیں یا کہ کسی دیگر عاجز کی بھی۔

جواب۔ بقدر طاقت میں التجاء کسی کی ہو پورا کرنا چاہتا ہوں۔

سوال (۳) کیا آپ اپنے مریدوں کا چندہ منظور کرتے ہیں یا کسی دیگر عاجز کا بھی۔

جواب۔ سب کا چندہ لیتا ہوں منظور کرنا اللہ کا کام ہے۔

سوال (۴) کیا آپ اپنے مریدوں کو زیر نظر رکھ کر گناہوں سے بچانا چاہتے ہیں یا کسی دیگر عاجز کو بھی۔

جواب۔ گناہوں سے اللہ تعالیٰ ہی بچا سکتا ہے میرا کام نہیں۔

سوال (۵) کیا آپ اپنے مریدوں کی درخواست منظور کرتے ہیں یا کسی دیگر عاجز کی بھی۔

جواب۔ بقدر امکان درخواست ہر شخص پر توجہ ہے۔

سوال (۶) کیا آپ اپنے مریدوں کے عریضہ کا جواب دیتے ہیں یا کسی دیگر عاجز کو بھی۔

جواب۔ جواب بقدر طاقت دیتا ہوں۔

نورالدین

۲۱/اکتوبر ۱۹۱۰ء

دوائی میں حل شدہ شراب

سوال۔ کسی دوا کو شراب میں حل کر کے اس کو آگ دے کر بعدہٗ اس کو کسی مرض میں کھلانے کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ شراب جب آگ میں جل گیا تو اس کا حکم حرمت باطل ہو گیا۔ بلکہ جب شراب کا سرکہ بن جاوے تو پھر جائز ہو جاتا ہے۔ والسلام

نورالدین

۲۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۱، ۲ مورخہ ۳، ۱۰/نومبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۴)

کلام امیر

فرمایا۔اسلام میں ہزاروں تصانیف ہوئی ہیں۔اکسیر فی اصول التفسیر میں لکھا ہے کہ تیرہ سو تفسیر قرآن مجید ہے۔ یہ تو اس کے علم کی بات ہے۔ممکن بلکہ اغلب ہے کہ اس سے زیادہ بھی لکھی گئی ہوں۔ جب تفاسیر کا یہ حال ہے تو اور علوم کی کتب کا کیا حساب کیا جاوے۔مگر مسلمانوں نے ان سے کہاں تک فائدہ اٹھایا جو مجھے بار بار کہتے ہیں کہ تم تصنیف کیوں نہیں کرتے۔ وہ اس پر غور کریں۔مجھ سے جو سوال کئے جاتے ہیں ۹۵ فیصدی ان میں سے ایسے ہوتے ہیں جن کے جواب میں اپنی کتابوں میں دے چکا ہوں۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ لوگ کتابیں کم دیکھتے ہیں۔

مجھے جہاں تک خدا نے توفیق دی ہے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ساری دنیا میں ایک مذہب نہیں ہوسکتا۔اللہ کی اس بے نظیر کتاب (قرآن مجید) کے پہچانے میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کافی نمونہ ہے۔آپ کے کمالات کا احاطہ اس قدر وسیع ہے کہ اگر میں ساری عمر بھی آپ کے کمالات کے بیان کرنے کی راہ پاؤں تو ایک شمہ نہ ادا ہو سکے۔ایک ایک بات آپ کی،ایک ایک حرکت آپ کی،ختم نبوت کی دلیل ہے۔ دعاؤں میں، کاموں میں، تعلقات میں، اقوال میں، افعال میں سوسو اعجازی نشان پائے جاتے ہیں۔ یہ شعر جو کہا گیا ہے۔ ؎

کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا است

میرے ہی محبوب کے لئے ہے۔

اسلام جیسا کوئی مذہب، قرآن جیسی کوئی کتاب اور نبی کریم محمد ﷺ جیسا کوئی رسول نہیں۔ آپ کی کامیابی کی نظیر نہیں ملتی۔کوئی تاریخ کسی ولی کی، کسی نبی کی، کسی فلسفی کی، کسی حاکم کی، کسی شہنشاہ کی ایسی کامیابی نہیں دکھاتی۔

پھر آپ پر کتاب وہ اُتری کہ لوگ کہتے ہیں حوض کوثر کا پانی پی کر کوئی پیاسا نہیں ہوگا۔مگر میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس کتاب کو دیکھ کر مجھے کسی

کتاب کی ضرورت نہیں۔

رافضی کہتا ہے یہ قول عمر کا ہے کہ حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰه۔ مگر کیا قرآن مجید میں نہیں۔ اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ (العنکبوت:۵۲)۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کوئی کامیاب انسان نظر نہیں آتا۔ مگر ساری دنیا کو آپ نے بھی مسلمان نہ بنایا۔ پھر ہم کیوں پریشان ہوں کہ فلاں مسئلہ کی پوری تحقیق نہیں۔

سوالوں کو سن کر گھبرا جانا اور ایسی پریشانی دکھانا مومن کو جائز نہیں۔ صحابہ کے پاس کتنی کتابیں تھیں جن کی مدد سے وہ مباحثہ کیا کرتے۔ میں نے (ستّر برس سے میری عمر متجاوز ہے) کبھی ایک لحہ کے لئے بھی اپنے علم پر بھروسہ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ دعا سے کام لیا۔ اور خدا کے فضل سے جیتا ہوں۔ ایک دفعہ ایک امیر کی محفل میں مجھے بلایا گیا اور وہاں چند حکماء بیٹھے تھے۔ اور انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ اذان کے بعد کیا دعا مانگنی چاہیے۔ جب میں نے دعا سنائی تو چونکہ حدیث میں وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ نہیں ہے اس لئے میں نے وہ لفظ نہ پڑھے۔ تو انہوں نے از راہ شرارت کہا کہ یہ شفاعت کا منکر ہے اور ان علماء نے دلائل الخیرات اپنے پاس رکھی تھی جس میں وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ لکھا تھا۔ وہ موقعہ ایسا بھی نہیں تھا کہ دلائل الخیرات کا انکار کر دیا جاوے۔ آخر میں میں نے دعا کی اور اس کتاب کو اس عالم کے ہاتھ سے لے کر کھولا تو خدا کی قدرت سے وہ صفحہ نکلا جس پر دعا...... بعد اذان لکھی تھی مگر اس میں وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ بالکل نہیں تھا اور میں اسے نشان سمجھتا ہوں جیسا کہ روایت میں ہے کہ ایک یہودی لڑکے کو پڑھاتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام کاٹ دیتا تھا اور وہ پھر اُبھر آتا۔ پس میں اُٹھا اور خوب زور سے کہا کہ دیکھو تمہاری دلائل الخیرات میں بھی یہ فقرہ نہیں۔ جس پر وہ سب نادم ہوئے۔

پھر مجھ سے سوال ہوا کہ یَا شَیْخ عَبْدَالْقَادِرِ شَیْئًا لِلّٰهِ کے متعلق آپ کا ارشاد ہے؟ یہ ان کی دوسری شرارت تھی۔ میں نے کہا پہلے تم یہ بتاؤ کہ آپ یقین کے ساتھ عبدالقادر جیلانی کو جنتی سمجھتے ہو۔ وہ بولے نہیں۔ کیونکہ عشرہ مبشرہ کے سوا ہم کسی کے جنت میں ہونے کا حکم نہیں دے سکتے۔ تب میں نے کہا کہ دیکھو یہ تو عبدالقادر جیلانی کو جنتی بھی نہیں سمجھتے اور آپ مجھ سے یا شیخ کے جواز کا مسئلہ پوچھتے ہو۔

پھر میں نے کہا ہماری بخاری میں لکھا ہے کہ آپ یقیناً جنتی تھے کیونکہ اس میں ہے کہ ایک میّت گزری سب نے اس کی صفت کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وَجَبَتْ (السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ صفحہ ۷۵)۔ گویا مومنوں کے ایک گروہ کثیر کی گواہی کسی کے جنتی ہونے کا ثبوت ہے۔ اور سید عبدالقادر وہ انسان ہے کہ کئی صدیوں سے مومنوں کا ایک کثیر گروہ ان کی ولایت واتقاء کی شہادت دیتا آیا ہے۔ اس پر وہ سب دم بخود ہوئے اور خدا نے مجھے مظفر و منصور کیا۔

مکتوب امیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد۔ فالسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معلوم ہوتا ہے کہ تم بالکل دنیا سے بے خبر ہو اور تم کو کوئی خبر نہیں ایسے بے دین دنیا میں پھرتے ہیں اور غریبوں کا خون پیتے ہیں۔ نماز کا حکم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پہلے صفحہ پر موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (البقرۃ:۴) اور فرماتا ہے۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (البقرۃ:۴۴)۔ اور روزہ کا حکم قرآن کریم میں صاف صاف موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (البقرۃ:۱۸۴) فرض کیا گیا ہے تم پر روزہ۔

....

ولایت، نابالغ کی طلاق، نماز جمعہ، صدقہ فطر

فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَّا وَلِيَّ لَهٗ (ترمذی کتاب النکاح باب لا نِکاحَ الّا بِوَلی)۔ جہاں تک مجھے علم ہے نابالغ طلاق نہیں دے سکتا جہاں اندیشۂ زنا ہو امر مستثنیٰ ہے۔

ہاں جیسے مجھے اوپر حدیث کا ایک فقرہ ملا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کے اختیار میں یہ بات ہے پھر بھی جستجو کروں گا۔ جمعہ میں ایک امام اور ایک مقتدی کافی ہے۔ صدقہ فطر گیہوں ڈیڑھ سیر اور جَو تین سیر۔

....

ایک تاریخی غلطی عام طور سے یہ مشہور ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی سومنات میں گئے تو وہاں بت کے پجاریوں نے بہت سے جواہرات پیش کئے کہ یہ لے لیجئے اور بت نہ توڑیئے مگر سلطان محمود نے ان کی بات نہ مانی اور جب بت توڑے تو اس کے پیٹ سے اتنے جواہرات نکلے جو اس پیش کردہ مال سے دگنے چوگنے تھے۔

سوم کہتے ہیں چاند کو۔ ناتھ مالک کو۔ اور یہ شوجی ہیں ہندوستان میں شوجی کے لنگ کی پوجا ہوتی ہے۔ لنگ ایک مضبوط وٹھوس جسم ہے اس میں خول کہاں جہاں جواہرات بھرے ہوتے۔ پس یہ قصہ ہی غلط ہے۔ ایسا ہی شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا مصرع ہے کہ دیدم بت عاج در سومنات۔ حالانکہ ہاتھی دانت مذہبی طور سے ان ہندوؤں میں ممنوع ہے۔ اس کا بت کب بنانے لگے تھے۔

....

ہمارا فرض فرمایا۔ ہماری جماعت کو چاہیے کہ بہت دعائیں کریں بہت دعا کریں۔ نمازوں میں بھی، تنہا اپنے گھروں کے دروازے بند کر کے اور باہر جنگل میں جا کر۔ (۲) ہر ایک فرد اپنی اپنی ہمت کے مطابق امن وراستی سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تبلیغ کرے اور جو اعتراضات مخالفین سے اللہ کے کلام پر، اللہ کے رسولوں پر ہوتے ہیں ان کی تردید میں کچھ نہ کچھ ضرور لکھے یا تقریر کرے۔ اور جو اَن پڑھ ہے وہ اپنا نمونہ ہی نیک بنائے اور اس طرح مجسم وعظ بنے۔ (البدر جلد ۱۰ نمبر ۵ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۳)

علالت میں عظیم الشان منشاءِ سرکاری

حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک روز فرمایا کہ

میری اس علالت میں کوئی عظیم الشان منشاءِ سرکاری معلوم ہوتا ہے جو اتنے سال پہلے مرزا کو یہ واقعہ دکھایا (یاد رہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح شدت پیار کی وجہ سے عموماً حضرت اقدس کو مرزا کے نام سے پکارا کرتے ہیں اور اہل زبان اس کا لطف اُٹھا سکتے ہیں۔ ایڈیٹر) اور پھر اس واقعہ کو اسی رنگ میں پورا کر کے دکھایا اور مجھے چارپائی پر ڈال دیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اس پیشگوئی کو کس عظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر آپ کو کیسا ایمان ہے۔ اسی ضمن میں فرمایا کہ

وہ منشاء سرکاری اس وقت ظاہر ہوگا جب وہ شفا دے گا۔

پانی میں شفا

اسی سلسلہ میں ایک روز حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ

مجھے پانی دو۔ اور میرے لئے تو پانی ہی میں شفا ہے۔ میں جب پانی پیتا ہوں تو میرے قلب کو تسکین ہوتی ہے۔ پانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (الانبیاء:۳۱) پانی ہر شے کے لئے زندگی بخش ہے۔ اور قرآن مجید میں وحی الٰہی کی مثال پانی سے دی ہے اور وحی الٰہی کے متعلق بھی فرمایا **فیه شفاء و نور** پس پانی میرے لئے بہت مفید ہے۔

آپ یہ فرما چکے اور پانی مانگا۔ شیخ تیمور صاحب جو حضرت کی اس علالت میں کھانے پینے اور ادویات کا ذخیرہ رکھنے والے تھے۔ حضرت کے لئے میٹھوں کا پانی نکال کر لائے کیونکہ ڈاکٹروں نے یہ تجویز کیا ہوا تھا۔ حضرت نے دو مرتبہ اشارۃً اسے رد کیا اور آخر کو پیا تو فرمایا کہ

''یہ پانی نہ تھا'' اور شیخ تیمور صاحب کو فرمایا کہ ''ہم چاہتے ہیں تم ہمارے مزاج شناس بنو''

اس کے بعد پھر آپ کو پانی پلایا گیا۔ تو آپ نے نہایت سکینت کے ساتھ پیا اور **الحمد للّٰہ** کہا۔

بلاوجہ بیٹھنے پر اظہار ناپسندیدگی

دوران علالت طبی احتیاط کی غرض سے دروازہ پر پہرہ مقرر کیا گیا اور کثرت کے ڈر سے احباب کو اندر جانے سے روکا گیا تو بعض آدمیوں نے حضرت کے کانوں تک اس بات کو پہنچایا۔ حضرت نے فرمایا کہ

''ہم نے کسی کو نہیں کہا کہ پہرہ بٹھاؤ۔ اور نہ مجھے علم ہے کہ کوئی پہرہ بٹھایا گیا ہے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ میں یہ بھی مناسب نہیں سمجھتا کہ ہر وقت یہاں ہی بیٹھے رہیں۔ اپنا کام کاج بھی کرنا چاہیے۔ جب جوش آتا ہے تو آ کر دیکھ لینے سے وہ جوش دب جاتا ہے۔ بہرحال ہم نے کسی کو روکنے کے لئے نہیں کہا۔''

حضرت کی عجیب احتیاط

مومن بڑا ہی باخبر اور محتاط ہوتا ہے۔ میں نے حضرت کی بعض باتوں کو نہایت عجیب احتیاط کا نمونہ پایا ہے۔ ایک دن آپ نے اوائل ایام علالت میں فرمایا کہ

میرے حواس اِس وقت درست ہیں اور موت کا کوئی وقت معلوم نہیں۔ میں چاہتا ہوں تمہارے لئے ایک وصیت لکھ دوں۔ تم آپس میں مشورہ کرلو۔

ڈاکٹر صاحبان اور نواب صاحب اور پھر حضرت صاحبزادہ میاں بشیرالدین محمود صاحب کو بلا کر کہا کہ

آپ اپنے بھائیوں کو بلا کر مشورہ کر لیں۔

حضرت کی امانت کی درخشاں مثال

حضرت نے فرمایا۔

ہماری امانتوں کا انتظام خدا کے فضل سے بہت محفوظ ہے اور ہر شخص اپنی امانت جس وقت چاہے لے سکتا ہے۔ ہم امانت کو اسی طرح رکھتے ہیں جس حالت میں کوئی دیتا ہے۔ ہمارے گھر والے بھی اسے خوب جانتے ہیں۔ کسی امانت پر جو ہمارے پاس ہو ہماری زندگی یا موت سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اس پر عرض کیا گیا کہ حضور عبدالرحمٰن کہتا ہے کہ میرے پاس رسید نہیں۔ فرمایا۔

”کچھ پرواہ نہیں۔ اس کی امانت کے ساتھ رسید ہوگی اُسے دیکھو اور ابھی دے دو“

چنانچہ جب اس کی امانت کو دیکھا گیا تو اس کے ساتھ حضرت کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی رسید موجود تھی اور اس کے ساتھ ہی امانت کا روپیہ تھا جو فوراً ادا کر دیا گیا۔ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

قرآن کریم کی آیات پر تدبر

ایک دن مغرب کی نماز کی نیت باندھی اور نیت باندھنے کے ساتھ قرآن مجید کی ایک آیت پر غور شروع ہو گیا۔ قریباً دو گھنٹہ اسی حالت میں گزر گئے اور نماز پوری نہ ہو سکی تو فرمایا۔

کیا کروں نماز نہیں پڑھی گئی۔ صوفیوں والی حالت ہوگئی اور ایسی نماز شروع ہوئی جس کا سلام

نہیں ۔نماز میں ایک آیت پر غور کرتے کرتے بہت دور نکل گیا اور بڑے بڑے مضامین سر میں آئے اور آرہے ہیں۔

قرآن میری غذا ہے

حضرت بارہا فرمایا کرتے ہیں کہ

میری غذا قرآن ہے اور میں جب تک اسے روز کئی مرتبہ پڑھ نہ لوں مجھے چین نہیں آتا۔

محمد بن قاسم کے خطوط

پھر انہیں ایام میں آپ نے بعض خدام کو حکم دیا کہ

محمد بن قاسم کے خطوط تلاش کرو جو انہوں نے حملہ ہند کے ایام میں لکھے تھے۔

پھر آپ ہی ان کتابوں کے نام بتائے جن میں تلاش کرنا چاہیے تھا۔ میں نے ایک دن پوچھا بھی کہ اس سے آپ کی کیا غرض ہے؟ مگر ابھی تک اس راز کے انکشاف میں قادر نہیں ہوا۔

فیضی مرحوم سے اظہار محبت

دوسرا شخص جس کی تصنیف کی طرف ان ایام علالت میں آپ کو توجہ رہی وہ فیضی مرحوم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

مثنوی نل دمن میں واقعہ معراج نکال کر مجھے سناؤ۔

خواجہ صاحب سے بھی کہا۔ اس خواہش سے مقصود دراصل نبی کریم ﷺ کے ساتھ اظہار محبت ہے۔ واقعہ معراج نبی کریم ﷺ کی کامیابیوں اور لا انتہا ترقیوں کا آئینہ تھا۔ اس لئے آپ نے اُسے دیکھنے کی خواہش فرمائی۔

ایسا ہی ایک روز میرے مکرم بھائی محمد اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی سے فرمایا۔ تم نے فیضی کی نل دمن پڑھی ہے۔ جب انہوں نے کہا کہ ہاں تو کہا۔

فیضی نے جو معراج کا حال لکھا ہے وہ سناؤ۔

اس پر اکبر شاہ خان صاحب نے عرض کیا کہ یاد نہیں۔ تب دریافت کیا کہ دیوان فیضی دیکھا ہے

انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے پڑھا ہے۔اس پر فرمایا۔اس کا کوئی شعر یاد ہو تو سناؤ۔جس پر انہوں نے یہ مقطع پڑھا ؎

چشمے کہ تو فیضی بہ رخ دوست کشورے
بائد کہ بآں چشم نہ بینی دگراں را

اس شعر کو بہت ہی پسند کیا اور دوبارہ پڑھوایا اور تعریف کی۔

ایک ضمنی لطیفہ

خان صاحب نے اپنے ذوق کے موافق دیوان فیضی میں سے ایک غزل احباب کو سنائی جسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ گویا فیضی نے تین سو برس بیشتر حضرت خلیفۃ المسیح کے اس واقعہ کو دیکھ کر اسی موقعہ کے لئے لکھی ہے اور وہ یہ ہے۔

زخم بالائے دیدہ است او را
چشم زخمے رسیدہ است او را
میچکد خون ز تیغ مژگانش
کس باین رنگ دیدہ است او را
گلشن جان بود کہ ز صد گل تر
پیش نرگس رسیدہ است او را
دل خون گشتہ شہیدان است
خون کہ بہ رود دیدہ امت او را
حال فیضی بہ بین گز ابر دیت
تیغ در دل خلیدہ است او را

اب اس کو فیضی کی پیشگوئی کہو یا اس کی روح کا نیازمندانہ تعلق سمجھو جو حضرت کے ساتھ اسے ہوگا۔ معرفت نہ رکھنے والے ایسی باتوں کو مبالغہ اور خیال آفرینی پر حمل کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔مگر واقعات کے سلسلہ کو اگر ملایا جاوے تو یہ امور حقائق کے تحت میں آتے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح کا فیضی مرحوم کے

کلام کا علالت کے ایام میں سننے کا شوق ظاہر کرنا اور اس کے دیوان اور مثنوی کو منگوانا خاص تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔اور اسی سلسلہ میں اس پیشگوئی کا نکل آنا میں تو فیضی کی روح کی نیاز مندانہ تعلق ہی کو دیکھتا ہوں۔

بہر حال یہ عجیب بات ہے کہ اس قدر عرصہ پہلے فیضی مرحوم کے دیوان میں ایک غزل موجود ہے۔ جو اس واقعہ کا صحیح اور سچا نقشہ ہے۔اور شاعرانہ مذاق کے لوگ خوب جانتے ہیں کہ یہ رنگ غزل کا نہیں ہوتا۔ مفتی صاحب نے اس غزل کو حضرت کے حضور بھی پیش کر دیا۔آپ نے دیوان فیضی لے کر اس غزل کو دیکھا اور خصوصیت سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو اس کی جلد کی طرف توجہ دلائی۔

پھر فرمایا کہ اکبر شاہ خان کو بلاؤ۔وہ سنائے۔خان صاحب کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ ان کو عشق ہے اپنے جوش محبت میں انہوں نے اس کو نکال لیا۔پھر دیر تک خود بھی تعجب فرماتے رہے کہ فیضی نے یہ کیوں لکھا۔میں نے ان تعلقات کا ذکر کیا جو اوپر لکھ آیا ہوں تو خاموش رہے۔اور پھر اس غزل کو خان صاحب سے سنا اور بھی چند اشعار دیوان فیضی سے سنے اور اظہار مسرت فرماتے رہے اور بالآخر اس کا پہلا شعر سنا۔پھر اسی غزل کا مضمون شروع ہو گیا اور بالآخر فیضی کی سوانح منگوائی اور ساری سنی۔

فقر و غنا کا تماشا

ایک روز بعد مغرب میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا چند اور احباب بھی موجود تھے۔فرمایا۔

بیماری کا ابتلا بھی عجیب ہوتا ہے۔اخراجات بڑھ جاتے ہیں اور آمدنی کم ہو جاتی ہے اور دوسرے لوگوں کی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔میری آمدنی کا ذریعہ بظاہر طب تھا۔اب اس رشتہ کو بھی اس بیماری نے کاٹ دیا ہے جو لوگ میرے حالات سے واقف نہیں وہ جانتے تھے کہ اس کو طب ہی کے ذریعہ ملتا ہے مگر اب اللہ تعالیٰ نے اس تعلق کو بھی درمیان سے نکال دیا۔میری بیوی نے آج مجھے کہا کہ ضروریات کے لئے روپیہ نہیں اور مجھے یہ بھی کہا کہ مولوی صاحب آپ نے کبھی بیماری کے وقت کا خیال نہیں کیا کہ بیماری ہو تو گھر میں دوسرے وقت ہی کھانے کو نہ ہوگا۔میں نے اسے کہا کہ میرا خدا ایسا نہیں کرتا۔میں روپیہ تب رکھتا جو خدا تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا۔

اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بیماری کے ابتلاء کو اس قسم کا ابتلاء تو پھر نہیں کہہ سکتے۔آپ

کوکسی خوشامد کی ضرورت نہیں۔ڈاکٹر اور دوسرے لوگ اپنی سعادت مندی سمجھتے ہیں کہ آپ کی کوئی خدمت اس موقعہ پر کرسکیں۔

فرمایا۔مجھ پر تو خدا کا فضل ہے اور یہ بھی فضل ہے میں نے تو عام طور پر ذکر کیا ہے۔

حضرت یہ بیان کر ہی رہے تھے کہ شیخ تیمور صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت کی ڈاک میں ایک خط آیا ہے کہ ایک شخص نے ایک سو پچیس[۱۲۵] ذات خاص کے لئے ارسال کئے ہیں۔ میں نے پوچھا حضرت کو علم ہے۔میں نے تو ابھی ڈاک نہیں سنائی کل سے آیا ہوا ہے۔ میں نہیں بتا سکتا کہ مجھ پر اس خبر نے کیا اثر کیا وجد کی سی حالت ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت کا تماشا نظر آیا۔حیدرآباد سندھ میں شیخ محمد اسماعیل ولد حاجی امیر الدین صاحب تاجر چرم ہیں۔وہ بیمار ہوئے انہوں نے فوراً ایک سو روپیہ حضرت کی خدمت میں بطور نذر خاص بھیجا۔اس پر اچھے ہوگئے۔ پھر دوسرے دن ایسا ہی اتفاق ہوا تو انہوں نے پچیس اور بھیجے۔ اور ایک شخص نے پنڈ دادنخان سے خط لکھا کہ جن ایام میں میں آپ پنڈ دادنخان میں مدرس تھے اس وقت کی چار روپیہ کی چونیاں آپ کی میرے ذمہ ہیں اب وہ بھیجنا چاہتا ہوں۔ یہ دونوں خط حضرت کو سنائے گئے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایسا غلبہ ان کے قلب پر ہوا کہ بے اختیار رو پڑے۔ میں نے حضرت کو ایک دو مرتبہ اس حالت میں دیکھا ہے۔غمگین ہوتے تو دیکھا ہی نہیں۔ یہ رونا خدا تعالیٰ کی خاص مہربانیوں کی یاد اور جوش کا تھا اور بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے لگے۔فرمایا۔

اللہ! میرا مولیٰ ایسا ہی قادر خدا ہے اس نے دکھا دیا ہے کہ وہ طب کے تعلق کو توڑ کر بھی مجھے رزق دیتا ہے اور ایسے طور پر دیتا ہے کہ وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ میری بیوی اس قدرت کو سمجھ نہیں سکتی۔ناتواں ہے۔میرا ایمان بڑا اقوی ہے میرا مولیٰ میرے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔

حضرت کو جب اس طرح پر میں نے حمد الٰہی میں رطب اللسان پایا تو میرے دل میں جوش اٹھا کہ اسی وقت وہ منی آرڈر تقسیم کیا جاوے۔ چنانچہ میں خود ڈاکخانہ میں گیا اور ان منی آرڈروں کو تقسیم کیا۔اس طرح پر میں نے دیکھا کہ چند منٹ پہلے بظاہر اگر فقر تھا تو اسی ساعت غنا کا نظارہ نظر آ گیا۔حضرت نے اسی جوش میں شیخ محمد اسماعیل صاحب کے لئے تو خصوصاً بڑی دعا کی اور دیر تک دعا کرتے رہے۔ یہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس جوش میں کس کس کے لئے دعائیں کی ہوں گی اور کیا کیا کی ہوں گی۔میرا یقین ہے کہ اس

وقت حضرت کی دعاؤں کی قبولیت کی گھڑی تھی۔اور خدا کا شکر ہے کہ اس وقت دعا کرنے والوں میں ہم بھی شامل تھے۔غرض اسی وقت وہ منی آرڈرز آپ کو تقسیم کئے گئے۔جس شخص نے پنڈ دادنخاں سے چونّیوں کا خط لکھا تھا فرمایا۔

اس کو لکھ دو۔معاف، مجھے تو معلوم بھی نہیں۔۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء کا معاملہ ہے۔ہمیں تو کچھ خبر نہیں۔بہر حال میں اس کی دیانت پر ایمان لایا۔

اس ذکر میں پھر دیر تک اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے رہے۔اس واقعہ نے بتا دیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ آپ کی دستگیری فرماتا ہے۔

خلیفۃ المسیح کی عالی خیالی

ایک دن صبح کے وقت آپ نے شیخ تیمور کو پاس بلایا اور نہایت آہستگی سے ایک بات کہی۔میرا کان بھی اسی طرف تھا کہ کیا فرماتے ہیں۔فرمایا۔

تم ایک فہرست حساب کی بناؤ کسی تفصیل کی ضرورت نہیں صرف ٹوٹل ہو۔جس قدر میری ادویات پر خرچ ہوا جس قدر میری بیٹیوں پر کپڑے کے لئے خرچ ہوا ہے اس کل رقم کی میزان حاصل کرو۔اور پھر میری بیوی کو کہو کہ جو روپیہ کپڑے میں باندھ کر دیا گیا ہے اس میں سے وہ کُل حساب ادا کرو۔

فرمایا۔میرا مولیٰ مجھے دیتا ہے میں کسی انسان کا احسان مند نہیں ہوسکتا۔اس نے میری ضروریات کی کفالت کا آپ مجھ سے وعدہ کیا ہے۔

یہ بات کسی معمولی آدمی کے منہ سے نہیں نکل سکتی۔بیماری پر خرچ ہوا۔اور ایسے شخص کی علالت پر خرچ ہوا جس کی وجہ سے قوم روپیہ دیتی ہے۔اور اس کی ضروریات ذاتی کا انصرام اس روپیہ سے اگر ہو تو عین رضائے الٰہی کا موجب ہے۔مگر نہیں اپنے اخراجات وہ انجمن سے لینا نہیں چاہتا۔میں اس واقعہ کی تائید میں ایک اور واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔جب حضرت خلیفۃ المسیح خدا تعالیٰ کے فضل اور محض اسی کی

تائید سے قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل ٹھہرے اور اللہ تعالیٰ نے قوم کو آپ کے ہاتھ پر جمع کر دیا تو صدر انجمن میں حضرت مسیح موعود مغفور کے اہل بیت کے وظیفہ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کے گزارہ یا وظیفہ کا سوال بھی غور کے لئے ایک مجلس شوریٰ کے سپرد ہوا۔ بڑی بحث کے بعد جدا جدا دو رقوم وظیفہ کی اہل بیت حضرت موعود مغفور اور خلیفۃ المسیح کے لئے تجویز کی گئیں۔ مگر جب یہ تجویز حضرت کے پاس پہنچی تو آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا۔

جو خدا مجھے اس وقت تک روٹی کپڑا اور مکان دیتا رہا ہے اور میری تمام ضرورتوں کا جس نے آپ اہتمام کیا ہے۔ اب عمر کے اس آخری حصہ میں مجھے غیروں کے سپرد کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔ اپنے مولیٰ پر ایسا گمان میرے وہم میں بھی نہیں آ سکتا۔ اس نے میرے رزق کا ظاہری ذریعہ طب بنایا ہے۔ پس میں تو نبض پر ہاتھ رکھ کر ہی کھاؤں گا۔

حضرت نے اپنی علالت کے ایام کے تمام اخراجات کو ادا کر دیا۔ اس ضمن میں شیخ تیمور صاحب نے پوچھا کہ نواب صاحب کے ہاں سے کچھ چوزے آئے تھے کیا ان کی قیمت بھی دے دوں؟ فرمایا۔

نواب صاحب کی بات خاص ہے اسے رہنے دو۔

اظہار شکر گزاری کی روح

عبدالسلام آپ کا چھوٹا سا بچہ ہے جو چار پانچ سال سے زیادہ عمر کا نہیں۔ ایک روز حضرت کے ہاتھ کو دبانے لگا۔ حضرت نے وفور جوش سے فرمایا۔

میں بہت خوش ہوں تمہارے لئے بڑی دعا کی ہے۔

(وباللہ التوفیق) ایڈیٹر

(ماخوذ از کالم ''ایوان خلافت'' الحکم جلد ۱۴ نمبر ۴۱ مورخہ ۷ر دسمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۳ تا ۶)

ایک خاص ارشاد

حضور باوجود ضعف ونحافت کے اپنی جماعت کو کچھ نہ کچھ بطور نصیحت فرماتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آج ۲۹/نومبر ۱۹۱۰ء تیسرے پہر جب فاضل جلیل عالم نبیل مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہہ سے اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پرتاب گڑھ سے تشریف لائے اور حضرت کی خدمت میں عیادت کے واسطے حاضر ہوئے تو فرمایا ''مفتی محمد صادق کو بلاؤ۔'' عاجز قدموں میں حاضر تھا۔ عرض کی گئی کہ بندہ حاضر ہے۔ ارشاد کیا کہ '' **کاغذ قلم لو**' اور مفصلہ ذیل الفاظ لکھائے جو ناظرین کو جلد پہنچانے کی خاطر خصوصیت کے ساتھ اخبار میں شامل کئے جاتے ہیں۔ ایڈیٹر

فرمایا۔ ابتلاء دنیا میں تین قسم کے ہوتے ہیں **ایک وہ قسم** ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ (البقرة :۱۲۵)(اور جب ابراہیم پر اس کے ربّ نے بعض باتوں سے ابتلاء[1] ڈالا تو اس نے ان کو پورا کیا)۔ **دوسری قسم** وہ ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّیِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ (الاعراف:۱۶۹) (اور ہم نے ان کو دکھوں اور سکھوں کے ابتلا میں ڈالا تا کہ وہ رجوع کریں)۔ اور **تیسری قسم** وہ ہے جس کی نسبت فرمایا ہے نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ (الاعراف:۱۶۴) (ہم ان کو ابتلا میں ڈالتے ہیں بسبب اس کے کہ انہوں نے فسق اختیار کیا)

اللہ تعالیٰ نے اسلام میں حسن ظن کا حکم دیا ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات:۱۳) اور حدیث شریف نے تو مطلقاً سوءظن سے منع ہی کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے اِیَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِیْثِ (بخاری کتاب الوصایا باب قول اللہ تعالیٰ من بعد وصیة یوصی بھا او دین)۔ مجھ پر جو ابتلاء اس وقت آیا ہے یہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی بڑی غریب نوازیوں، رحمتوں اور فضلوں کا نمونہ ہے اللہ تعالیٰ نے بہت سے دلوں کی حالت کو جن کے ساتھ محبت

[1] نوٹ: کسی شخص کے اندر جو جوہر رکھا گیا ہے اسے ظاہر کر دینے کو ابتلاء کہتے ہیں۔

میرے لئے ضروری تھی مجھ پر ظاہر فرما دیا۔ بعض ایسے نفوس ہیں جن کی مجھے خبر نہ تھی کہ وہ میرے ساتھ اور جماعت کے ساتھ محبت کا کیا تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اس بیماری میں جو خدمت رات دن انہوں نے کی ہے اس سے ان کے اخلاص کا اظہار ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان نفوس کے صفات کو ظاہر کر دیا۔ یہ خدا تعالیٰ کی غریب نوازی ہے کہ وہ لوگ دل سے ایسی خدمت کر رہے ہیں۔ میں ان تمام لوگوں کا جنہوں نے اس وقت میری ہمدردی کی ہے شکر گزار ہوں۔ ہمارے دوست ڈاکٹر بشارت احمد صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب، ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب اور ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب ان سب نے اس وقت جو ہمدردی کی ہے میں امید کرتا ہوں کہ اس کے عوض اس جہان میں بھی ضرور اور مجھے کامل امید ہے کہ عاقبت میں بھی خدا تعالیٰ ان کو نعم البدل عطا کرے گا۔ وہ تمام لوگ جو کہ ہمدردی میں شامل ہوئے ہیں وہ یقین رکھیں کہ یہ خدا داد موقع تھا اور ایسا موقع ہمیشہ نہیں ملا کرتا۔ لاہور کے لوگوں میں سے میاں چراغ دین صاحب بمعہ اپنے کنبے کے خاص شکریہ کا مستحق ہے۔ اس بڑھاپے اور بیماری کی حالت میں آ کر وہ بہت ہمدردی کرتے رہے۔ آخر میں عجائبات الٰہی کی بات ہے کہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب صرف ہمدردی کے لئے بہت دور سے آئے ہیں اور اس سے زیادہ یہ کہ سید محمد احسن صاحب (امروہوی) بایں پیری و بیماری و بایں ضرورت خانہ داری[1] عیادت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ یہ عیادت انشاء اللہ معمولی نہ ہوگی۔ ہر ایک چیز خدا تعالیٰ کے حضور مراتب رکھتی ہے ایمان کے بھی مراتب ہیں اور کفر کے بھی مراتب ہیں شرک کے بھی مراتب ہیں اخلاص کے بھی مراتب ہیں۔ اسی طرح عیادت کے بھی مراتب ہیں۔ میں انشاء اللہ سب کے واسطے دعا کروں گا۔ اور خدا کے حضور ان سب باتوں کے واسطے شکریہ کرتا ہوں۔

فرمایا۔ بعض لوگوں کو ظاہری خدمت کی توفیق نہیں دی گئی وہ دعا کریں اور میں امید کرتا ہوں کہ دعا کرتے ہوں گے یہ بھی ہمدردی ہے اور عیادت میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا رحم میرے حال پر ہے میں اچھا ہوں۔

---

[1] ان کے گھر میں وضع حمل کے ایام بہت قریب ہیں۔

ڈاکٹر رشید الدین کو مخاطب کر کے فرمایا۔میں اچھا ہوں بہت شکر ہے اگر یہ ابتلا نہ ہوتا تو آپ کو عیادت کا ثواب کیونکر ہوتا۔فرمایا۔میرا دل مطمئن ہے اس ذات کے برابر مجھے کوئی محبوب اور پیارا نہیں نہ کوئی اس جیسا میرا حامی و مددگار ہے اس کا کرم اور فضل حد سے زیادہ میرے ساتھ شامل ہے۔ایسے وقت میں مجھ کو اس نے ایسی ایسی جگہ سے رزق پہنچایا ہے انسان کا وہم وگمان نہیں پہنچ سکتا۔گویا طب کے پیشے میں جو ستاری تھی ان دنوں میں اس کو بھی دور کر دیا ہے اور مخفی طریقوں سے رزق دیا ہے۔میرے گھر میں جو کچھ رزق پہنچا ہے اس میں کسی کا کوئی احسان جلوہ گر نہیں صرف اسی اللہ کا احسان ہے اور یہ امر دیکھنے والوں کی نظروں میں بہت عجیب ہے۔

(الحکم جلد ۱۴ نمبر ۴۱ مورخہ ۷؍دسمبر ۱۹۱۰ صفحہ ۱۰)

ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح باوجود اس قدر ضعف اور علالت کے وقتاً فوقتاً خدام کو وعظ فرماتے رہتے ہیں اور اپنی پُر اثر کلام سے مستفید کرتے رہتے ہیں۔آج (۲۹؍نومبر) کی صبح جب زخم پر ڈرسنگ ہو چکا تو فرمایا۔مجھے اٹھا کر بٹھاؤ۔

جب بٹھایا گیا تو فرمایا۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:۳) میرا ربّ میرا پروردگار، تمام عالم کا ربّ فرماتا ہے کہ کیا لوگوں نے گمان کیا ہے کہ اتنے پر چھوڑ دیئے جاویں گے کہ صرف منہ سے کہہ دیں ہم ایمان لائے اور ان پر کوئی فتنہ نہ پڑے۔یہ غلط خیال ہے۔ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ کا رحم ہے، کرم ہے، غریب نوازی ہے جو بہت سی غلطیوں پر پردہ پوشی کی جاتی ہے اور کسی کے ماتھے پر نہیں لکھا جاتا کہ اس نے یہ گناہ کیا ہے۔خوش قسمت وہ جو کہ ابتلاء کے وقت شکایت نہیں کرتے بلکہ خدا تعالیٰ کے شکر گزار ہوتے ہیں۔اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہتے ہیں خدا کی رحمت ان پر نازل ہوتی ہے۔بدقسمت ہے وہ جو ابتلاء کے وقت پیچھے ہٹتا ہے اور شکایت کرتا ہے۔

میرے پیارو! قرآن بڑی نعمت ہے اس تکلیف میں وہی میرا سہارا ہوا ہے۔یہ زخم اور چوٹیں

مجھے کوئی دکھ نہیں دیتیں۔ میں تو سارا دن قرآن شریف کے عجائبات پر ہی غور کرتے کرتے بسر کر دیتا ہوں۔ میری تو زندگی ہی یہی ہے۔ اگر قرآن شریف جیسی نعمت میرے پاس نہ ہوتی تو میں سخت دکھ میں ہوتا۔ خدا تم پر رحم کرے تم پر کرم کرے تم پر اپنی غریب نوازی دکھائے۔ تمہیں قرآن کا فہم عطا فرماوے اور اس کی سمجھ دے۔ قرآن کو اپنے دلوں میں لگاؤ اس کو پڑھو اس پر عمل کرو۔ یہ ایک جنت ہے اگر معنے نہیں جانتے تو اس کے لفظ ہی پڑھو۔　　(البدر جلد ۱۰ نمبر ۶ مورخہ ۸/دسمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۳)

ایک نومسلم کو نصائح

حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے روبصحت ہے۔ بہ نسبت سابق بہت آرام ہے اب بخار نہیں ہوتا کھانسی بھی نہیں ہے۔ ضعف بہت ہے مگر پہلے سے کم۔ زخم تدریجاً اچھا ہو رہا ہے کسی قدر بے خوابی کی گاہے تکلیف ہو جاتی ہے۔ لب پر جو زخم تھا وہ قریباً اچھا ہو گیا ہے اس واسطے بولنے اور کھانے پینے میں پہلے کی طرح تکلیف نہیں ہوتی۔ باوجود اس حالت کے صبح شام قرآن شریف سنا کرتے ہیں بعض آیات پر کچھ فرماتے بھی ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنی قیمتی نصائح سے متمتع کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مسٹر مارکوئس (نومسلم) عیادت کے واسطے حاضر ہوئے تو انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔

خدا تعالیٰ کی بڑائی اصل اصولِ اسلام ہے اسلام کیا ہے خدا تعالیٰ کی بڑائی بہت بڑائی۔ وہ وراء الوریٰ ہے اس کی ذات میں کوئی بھی شریک نہیں، افعال میں کوئی شریک نہیں، صفات میں کوئی شریک نہیں، اسماء میں کوئی شریک نہیں، عبادت میں کوئی شریک نہیں۔ خدا تعالیٰ کی بڑائی اصل اصولِ اسلام ہے۔ اللہ کا لفظ کسی بت پر نہیں بولا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی سے دعا مانگی نہیں جاتی۔ جزا وسزاء پر اعتقاد۔ اللہ تعالیٰ کی کتابیں آئیں۔ قرآن شریف ان کا جامع ہے۔ قرآن شریف کا اصل منشاء یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی ہو اور محمدؐ کا رسول اللہ ہونا ثابت کیا جاوے۔ نماز اللہ کے نام سے شروع ہوتی ہے اور اللہ کے نام پر ختم ہوتی ہے۔ ایسا ہی اذان اللہ کے نام پر شروع ہوتی ہے اور اللہ کے نام پر ختم ہوتی ہے۔ دنیوی کاموں سے اسلام نہیں روکتا۔ شراب، زنا وغیرہ اشیاء جو مضر ہیں ان سے روکتا ہے۔ مجھے الہام ہوا ہے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه۔ کیا معنے؟ کوئی شخص اپنی ذات میں کوئی کمال نہیں

رکھتا خدا کا دیا ہوا سب کچھ ہے یہ خود مجھے الہام ہوا ہے۔ اور یاد رکھو کہ دنیا کی کسی ترقی کو اسلام نہیں روکتا۔ نوکری کرو۔ تجارت کرو۔ مزدوری کرو۔ میں تمام مذاہب پر ریویو کر کے دکھلا سکتا ہوں کہ اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے۔ انسان کے روح اور جسم ہر دو کی تربیت کرتا ہے۔ جو مذہب کہتا ہے کھانے پینے کی فکر نہ کرو وہ جھوٹا ہے۔ اسلام نے یہ دعا سکھلائی ہے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (البقرة:۲۰۲)۔ مولویوں نے اسلام کو مشکل بنایا ہے مگر اسلام دراصل مشکل نہیں۔

مومن کی تین خوشیاں فرمایا۔ فتوحات مکیہ میں لکھا ہے کہ مومن کو تین خوشیاں ہیں جب اُسے کوئی مصیبت پہنچے۔ (۱) ایک تو یہ کہ عذاب دنیا ہی میں ملے گا اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی شدید ہے۔ (۲) عذاب تبدیلی بھی ہوتا ہے یعنی آدمی مرتد ہو جاوے۔ شکر ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ (۳) پھر عذاب کے کئی مراتب ہیں۔ شکر ہے کہ ادنیٰ پر کفایت ہوئی۔

آپ کی سات خوشیاں

فرمایا۔ مجھے تو سات خوشیاں ہیں۔ تین یہ۔ تین کا ذکر قرآن مجید میں ہے جہاں فرمایا ہے۔ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ (البقرة:۱۵۸)۔ اور ساتویں یہ کہ ہر مصیبت میں صبر و شکر سے ایک نعم البدل ملتا ہے جیسے ام سلمہ نے صبر و شکر کیا تو خدا نے اسے ابو سلمہ سے بہتر بدلہ دیا یعنی حضرت خاتم النبیین سا خاوند۔ اور پھر یہ بھی خوشی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی سواری سے گر پڑے تھے تو ان کے دائیں طرف تکلیف پہنچی تھی۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ فَجُحِشَ شقه الایمن (بخاری ابواب تقصیر الصلوٰۃ باب صلوٰۃ القاعد)۔ میرا بھی دایاں طرف ہی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ (البدر جلد ۱۰ نمبر ۷ مورخہ ۱۵؍دسمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۵)

ضرورت رفیق

عاجز (مفتی محمد صادق) اور مولوی سید سرور شاہ صاحب حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح منگھیر علاقہ بنگال کو جاتے ہیں۔ اس کے مطابق ہم منگل کے دن ۸؍نومبر ۱۹۰۱ء کی صبح کو قادیان سے روانہ ہو کر امرتسر

سے شام کے تین بجے کی ڈاک گاڑی میں سوار ہوئے۔ بدیں خیال کہ منگھیر بہت دور ہے اور واعظین کے سفر کا بہت سا بوجھ انجمن منگھیر پر پڑے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت بابرکت میں تحریک کی گئی کہ یہاں سے صرف ایک ہی آدمی بھیجا جاوے۔ حضرت نے اس پر تحریر فرمایا۔

مکرم مولوی محمد علی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک کا سفر مجھے مکروہ معلوم ہوا اس لئے کم سے کم دو کو یہاں سے روانہ کرنا پسند آیا۔

والسلام

نورالدین

۷؍نومبر ۱۹۱۰ء

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۸ مورخہ ۲۲؍دسمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

آپ کی ایک خواب

گزشتہ یوم الاحد کی رات کو حضرت نے خواب میں دیکھا کہ مکان میں دو سانپ ہیں۔ پہلے ایک مارا گیا اور پھر دوسرا بھی مارا گیا۔

تکلیف کے عوض آرام فرمایا۔ دانت نکلے تو ٹھنڈا پانی پینے کو مل گیا۔ ایک تکلیف ہوتی ہے تو اس کے عوض میں ایک آرام بھی مل جاتا ہے۔

(ماخوذ از کالم ''اخبار قادیان'' البدر جلد ۱۰ نمبر ۹ و ۱۰ مؤرخہ ۵؍ جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۱)

غیر احمدی کے پیچھے نماز ناجائز

حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ جموں کے بعض مولوی صاحبان وہاں کی جماعت احمدیہ کو کہتے ہیں کہ ہم آپ احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھنے کے واسطے تیار ہیں۔ آپ ہمارے امام کے پیچھے پڑھ لیا کریں ہم آپ کے امام کے پیچھے پڑھ لیا کریں گے۔ ان صاحبان کو کیا جواب دیا جاوے؟

فرمایا کہ ان کو کہہ دو کہ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ (اٰل عمران: ۱۱۹) جب تم ہمارے امام کو مفتری جانتے ہو اور مفتری، ڈاکو، کنجر، دہریہ سے بدتر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا (الانعام: ۲۲) تو پھر ہم تمہارے پیچھے کس طرح نماز پڑھ سکتے ہیں۔

فرمایا۔ کیا اتنی ترقی جو جماعت کو اب تک ہوئی ہے وہ منافقت کے میل ملاپ سے ہوئی ہے۔ ہرگز نہیں ایسے میل ملاپ سے کوئی فائدہ نہیں جس میں منافقت پائی جاوے۔

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۹ و ۱۰ مؤرخہ ۵؍ جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۲)

حمیّتِ دینی اور شعائر اللہ کی عظمت کا جوش

۱۴؍ دسمبر ۱۹۱۰ء کو سالانہ کھیلوں کے مقابلہ کے لئے مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء کی پارٹی کو مولوی صدر دین صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام گورداسپور ۱۳؍ دسمبر ۱۹۱۰ء کو ایسے وقت لے جانا

چاہتے تھے کہ وہ ۱۰ بجے کی گاڑی میں سوار ہو سکیں۔ ۱۲ کی شام کو قبل مغرب سیکرٹری صاحب سے وہ اس کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ اتفاق سے میں بھی پہنچا۔ میں نے اس کو سخت حقارت کی نظر سے دیکھا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے طالب علم عید کے دن جو یوم النحر ہے قادیان سے کھیلوں کے مقابلہ پر جائیں۔ اور وہ قوم جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اظہار کرتی ہے اپنے سکول میں ایسا نمونہ قائم کرے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب سیکرٹری صدر انجمن بھی اس کو کراہت ہی کی نظر سے دیکھتے تھے اور پسند نہیں کرتے تھے کہ لڑکے عید پر ٹورنامنٹ کو ترجیح دیں مگر مولوی صدر الدین کا منشا معلوم ہوتا تھا کہ لڑکے چلے جاویں اور وہ راہ میں نماز پڑھ لیں۔ یا اگر نماز یہاں ہی پڑھیں تو خطیب اور امام جلدی ختم کر دے۔ مجھے تو یہ طریق سخت ہی مکروہ معلوم ہوا کہ خطیب اور امام کو نماز یا خطبہ کے جلد ختم کرنے کے لئے کہا جاوے اور مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے یہ سخت ہتک دلانے والی بات تھی۔ بالآخر یہ طے ہوا کہ وہ حضرت کی خدمت میں آپ عرض کریں۔ چنانچہ مولوی صدر دین صاحب نے پوچھا تو حضرت کو سخت ناگوار گزرا اور فرمایا۔

میں تو ہرگز ہرگز پسند نہیں کرتا اور جائز نہیں سمجھتا کہ عید کے دن سفر کیا جاوے۔ اور پھر سفر بھی کھیلوں کے لئے ہرگز نہیں جانا چاہئے۔ اور اگر تمہیں کوئی خوف ہے تو لکھ دو کہ نور الدین نے اجازت نہیں دی۔

یہ مفہوم تھا حضرت کے کلام کا اور یہ بھی فرمایا کہ

یہ دن سنت ابراہیمی کا ایک ایسا دن ہے جو شعائر اللہ میں داخل ہے اس کی عظمت مومن کا فرض ہے۔

غرض حضرت نے ایک لحظہ کے لئے بھی گوارا نہ کیا کہ کھیلوں کے مقابلہ کو یوم النحر اور شعائر اللہ پر ترجیح دیں۔ میں اس امر کو افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ کھیلوں کو ایسی ترجیح دی جاتی ہے جو نہایت ناپسند امر ہے۔ اسی سلسلہ میں میں حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی کے اور واقعات جو اسی سے متعلق ہیں بیان کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ آپ مدرسہ میں سے گزرے۔ اتفاق سے ساتھ لڑکے مور چال چل رہے تھے۔ آپ نے سخت ناراضی کا اظہار کیا اور فرمایا۔

یہ قرآن کریم کے صریح خلاف ہے۔ اور مجھے افسوس ہے تعلیم الاسلام کے مدرّس اتنا بھی نہیں جانتے۔

اور آپ نے اس وقت یہ آیت پڑھی۔

اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (الملک: ۲۳)

پھر اسی سلسلہ واقعات میں آپ نے عبدالحی اپنے بچے کو بھی فرمایا کہ

ہم تم کو منع کرتے ہیں کہ اگر تمہیں کوئی اس قسم کی کھیل کھیلنے کی ہدایت کرے تو مت کرنا۔

پھر انہیں کھیلوں کے سلسلہ میں ایک مرتبہ آپ نے جب کمیٹی کے متعدد اجلاسوں میں سامان ورزش کی درخواستیں پیش ہونے لگیں تو فرمایا کہ

دینیات کے لئے تو کوئی درخواست نہیں آتی۔ سامان ورزش کی بڑی درخواستیں آتی ہیں۔

اور مجھے یاد ہے کہ یہ بھی کہا تھا کہ

مدرسہ کی لائبریری میں اور نہیں تو دینی کتب ہی کا اضافہ کرو۔

دعاؤں کا شغل

بیماری کی حالت میں آپ نے یوم الحج کے دن معمول کے علاوہ ایک نیا وقت دعاؤں کے لئے نکالا۔ فرمایا۔

اس وقت مجھے سخت رقت قلب اور گدازش پیدا ہوئی اور میں نے بڑی بڑی دعائیں کیں اس اثنا میں میرے پاس کوئی نہیں آنے پایا۔ ایک مرتبہ میری بیوی صرف اس لئے آئی کہ وہ میٹھے کا پانی جو ڈاکٹروں نے بتایا تھا مجھے پلائے۔ میں نے اس سے تفاول لیا کہ میٹھے کا پانی ہے میری ان دعاؤں میں بھی اللہ تعالیٰ قبولیت کی حلاوت پیدا کرے گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس نے میری دعاؤں کو قبول کیا۔ میں نے ان دعاؤں میں یوں بھی دعا کی کہ اے میرے مولا! میں ان لوگوں کے ساتھ مل کر دعا کرتا ہوں جو آج عرفات میں ہیں۔

مجھے معلوم تھا کہ حضرت کا معمول ہے کہ یوم العرفہ میں بڑی دعائیں کیا کرتے ہیں۔ اس وقت کے قریب میں نے حضرت کی خدمت میں ایک کارڈ بھیجا کہ ''میرے اور میرے اہل کے خاتمہ بالخیر اور رضاالٰہی کے حاصل کرنے کی توفیق کے ملنے کی دعا کریں۔'' وہ کارڈ اور دوسرے احباب خواستگاران دعا کی

فہرست حضرت کے سرہانے تھی۔۴ بجے صبح کے قریب برادرم شیخ تیمور کو موقعہ ملا کہ وہ اس دعا کی فہرست کو سنائیں۔فرمایا۔

خوب کیا۔میں اس وقت دعا ہی میں مصروف تھا۔

یوم العید کی صبح کو میں مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کے ہمراہ حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا کہ

کل دعاؤں کے لئے بڑا وقت ملا۔اور فرمایا۔رات کو بہت ہی کم سو سکا اور تین رؤیا دیکھے۔جن میں سے ایک میں کسی شخص جعفر نام نے آپ کو کہا کہ آپ ہمارے امام ہیں نماز پڑھادیں اور پاؤ سپارہ سنادیں۔میں نے سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقر پڑھی۔پھر کسی رؤیا میں آپ نے سورۃ یَآاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور سورۃ تَبَّتْ یَدَآ تلاوت کیں۔چنانچہ ان مبشر رؤیا کی تعبیر آپ نے تعطیر الانام سے سنی۔

آپ کی محنت و مذاق کا ادنیٰ نمونہ اور زبان عربی سے محبت کا ثبوت

آپ نے تعطیر الانام کا جو ذکر کیا تو سید صاحب نے عرض کیا کہ آپ نے ایک فہرست تعبیر الانام کی بنائی تھی اور وہ میرے پاس بھی رہی ہے جس سے بڑی آسانی ہوتی تھی۔فرمایا۔

ایسے کام میں نے بہت کئے ہیں اور مختلف فہرستیں لکھی ہیں۔ایک فہرست ان اشعار کی لکھی ہے جو تفاسیر میں آئے ہیں اور پھر ایک فہرست ان اشعار کی لکھی جو رضی شافیہ، رضی کافیہ، مطول اور سیبویہ کی الکتٰب میں آئے ہیں۔

شوم کی بحث

حضرت بعض اوقات عجیب عجیب نکات معرفت بیان کرتے ہیں۔میں نے ایک دن عرض کیا کہ میاں رحمت اللہ ساکن بنگہ نے مجھے کہا تھا کہ وہ ایک مکان کرایہ پر لینا چاہتے ہیں۔حضور اجازت دیں تو لے لیں۔فرمایا۔

اتنا دیکھ لیں کہ اس مکان کے مالک اجڑ نہ گئے ہوں تو لے لیں۔پھر فرمایا۔شوم تین باتوں میں آیا ہے۔عورت، مکان، گھوڑا۔

ان تینوں میں جو شوم مانا جاتا ہے اس کی ایک وجہ تو ظاہر ہے کہ گھوڑا مثلاً بدلگام ہو، سرکش اور شوخ ہو۔ ایسا ہی مکان کے متعلق ایک شوم یہ ہوتا ہے کہ وہ تنگ و تار ہو، حفظِ صحت کے خلاف ہو۔ اور عورت کے متعلق یہ کہ وہ بدزبان ہو، پھوہڑ ہو۔ لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے اس سے بڑھ کر اس کے متعلق اس کی حقیقت بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض مکانات ایسے ہوتے ہیں جہاں غفلت پیدا ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ سے دوری پیدا ہوتی ہے۔

اس کی بہت سی مثالیں ہیں اور واقعات نے اس کی تصدیق کی ہے۔ اس کا علاج ایسے مکان کو چھوڑ دینا اور اس نشست کو بدل دینا ہوتا ہے۔ اس قسم کی غفلت پیدا کرنے والے مکانات میں جب بدیاں ترقی کر جاتی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتا ہے اور آباد مکان ویران ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو فرمایا کہ جب عادیوں کی زمین سے گزرو تو بھاگتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے نکل جاؤ۔ یہ مکانوں کا شوم ہوتا ہے۔ اور عورتوں کے متعلق ان کے بانجھ یا بدزبان وغیرہ ہونے کے سوا بعض وقت ایسی حالت ہوتی ہے کہ وہ ذریت طیبہ نہ ہونے کے باعث اس میں شیطانی آمیزش ہوتی ہے۔ اس کے تعلق سے انسان کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ مختلف راہوں سے خدا سے دور لے جاتی ہے اور نیکیوں کو چھوڑا دیتی ہے۔ اور مومن خدا کے فضل سے شوم کو دور بھی کر سکتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مدینہ طیبہ کا شوم جو وبائی تپ کے رنگ میں تھا، جاتا رہا۔

اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرنے میں بڑی احتیاط چاہئے!

۲۶ر نومبر ۱۹۱۰ء کو خواجہ کمال الدین صاحب اور دوسرے احباب حاضر تھے۔ میں بھی سعادت اندوز تھا۔ خواجہ صاحب سے برادرم خواجہ جمال الدین صاحب کے متعلق استفسار کیا۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ انہوں نے ایک سال کی رخصت کا انتظام کیا ہے۔ اور یہ رخصت وہ صرف اس لئے لیتے ہیں کہ انہوں نے عہد کر لیا ہے کہ آپ سے قرآن پڑھیں۔ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ سے عہد کرنے میں بڑی احتیاط چاہئے! میں اس کو تو دل سے چاہتا ہوں کہ

لوگ قرآن پڑھیں ۔ اور قرآن پڑھانا میرے لئے بڑی ہی خوشی کا ذریعہ اور میرے لئے جنت ہے ۔ لیکن جب کوئی ایسا عہد کرتا ہے تو میں ڈر جاتا ہوں ۔ ان کو لکھو کہ وہاں نبی بخش نام ایک نوجوان تھا وہ اسے جانتے ہیں ۔ ایک مرتبہ وہ تپ دق میں بیمار ہوا۔ میں نے اسے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی نذر مان لو تم اچھے ہو جاؤ گے ۔ اس نے کہا میں نے نذر مانی ہے کہ قرآن کریم کی خدمت کروں گا ۔ آخر وہ اچھا تو ہو گیا اور اس نے قرآن کریم پڑھا بھی مگر خدمت کی توفیق نہ ملی بلکہ ہمارا مخالف ہو گیا ۔ ایسے عہود میں خدا تعالیٰ سے پہلے بہت استغفار کرنا چاہئے کہ وہ اخلاص عطا کرے اور پھر اس سے دعائیں کی جائیں کہ وہ توفیق دے ۔ خدا تعالیٰ سے عہد کر کے اگر پورا نہ کیا جاوے تو انجام نفاق پر ہو جاتا ہے ۔ اس لئے ایسا ارادہ مبارک ہے اور میرے جیسا آدمی تو اس کی بڑی قدر کرتا ہے مگر اس کو لکھو کہ وہ بہت استغفار کریں اور دعاؤں سے کام لیں ۔ انسان اپنی طاقت سے کچھ نہیں کر سکتا ۔ ساری توفیقیں اور طاقتیں اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے اور وہ دعاؤں سے ملتی ہیں ۔

تبلیغ اسلام کا جوش

پھر خواجہ کمال الدین صاحب جب پہلی مرتبہ عیادت کے لئے آئے تو انہوں نے ذکر کیا کہ علی گڑھ میں جو لیکچروں کا انتظام ہوا ہے اس میں پہلا لیکچر میرا ہے ۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب کا تار آیا تھا مگر حضور کی ناسازی طبع کے باعث میں نے انہیں اطلاع دی کہ میں نہیں آ سکتا ۔ اس پر انہوں نے بذریعہ تار حضور کی عیادت کی ہے اور مجھے روک دیا کہ جب تک حضرت کی طبیعت درست نہ ہو نہ آؤ ۔ فرمایا ۔

نہیں میری علالت اس تبلیغ کے کام میں روک نہ ہو ۔ وہاں ضرور جانا چاہئے ۔ انہیں لکھ دو ۔ میں اپنے وجود کو کسی طرح پر بھی اسلام کے کام میں روک نہیں بنانا چاہتا اور خدا کی پناہ چاہتا ہوں ۔ میری آرزو تو یہ ہے کہ میں اسلام ہی کی خدمت میں زندگی پوری کروں ۔ تم ضرور جاؤ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تیمور بھی تیاری کرے اور مضمون لکھ کر مجھے سنائے ۔ اگر چہ میرا دل چاہتا ہے کہ وہ بدوں تیاری لیکچر دے ۔ اس طرح پر خدا تعالیٰ کے خاص فضل کی مدد ملتی ہوئی معلوم ہوتی ہے ۔ اور اس کے لئے ضرورت

اس امر کی ہے کہ قرآن مجید کی طرف توجہ ہو۔ مجھے تو خدا تعالیٰ نے آپ قرآن پڑھایا ہے اور میں نے بعض آیتوں کو خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے پڑھا ہے۔ دوسروں کو اس کی سمجھ نہیں آ سکتی کہ کس طرح پر پڑھا مگر میں نے تو پڑھا ہے۔

آپ کو بھی چاہئے کہ قرآن مجید کے تلفظ کو صحت کے لئے ادا کرنے کی طرف توجہ کریں اور تیمور بھی توجہ کرے اور تیاری کرے۔

تبلیغ اسلام

ایام علالت میں بھی جس طرح پر آپ کو موقعہ ملتا ہے اور کوئی تقریب پیدا ہو جاتی ہے تو تبلیغ اسلام و تعلیم قرآن کریم کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہیں۔ ۱۲/ دسمبر ۱۹۱۰ء کو پنڈت بہو رام صاحب صرح ضلع جالندھر سے حضرت کی زیارت اور عیادت کو بتوسط منشی فرزند علی صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ فیروز پور حاضر آئے۔ پنڈت صاحب موصوف چونکہ منشی فرزند علی صاحب کے استاد زادہ ہیں اس لئے انہوں نے ہی حضرت سے آپ کو ملایا۔ اس تقریب پر حضرت اقدس نے نہایت قیمتی تقریر فرمائی جس نے پنڈت صاحب کو بہت ہی متاثر کیا۔ اور وقتاً فوقتاً آپ کے ارشادات کی تصدیق کرتے رہے جس سے ان کی سعادت مند فطرت کا پتہ لگتا ہے۔ حضرت نے انہیں خطاب کر کے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام موجودات کو انسان کی خدمت کے لئے مسخر کر دیا ہے اور وہ تمام چیزیں انسانی خدمت میں مصروف ہیں ارضی اشیاء اور اجرام سماوی جس قدر بھی ہیں وہ کسی نہ کسی رنگ میں انسان ہی کی خدمت گزار ہیں اور یہ بات تھوڑے سے غور سے معلوم ہو سکتی ہے۔ پس وہ لوگ جو ان چیزوں کو اپنا معبود بتاتے ہیں نہایت غلط راہ پر پڑے ہوئے ہیں ...... حالانکہ وہ تو انسان کی خادم ہیں مخدوم بھی نہیں پھر معبود کیوں کر ہو سکتی ہیں۔ اسی نظارہ سے ثابت ہے کہ جس قدر حقیقی خدا کی عبادت سے منہ موڑتے ہیں اسی قدر خادموں کو معبود بنا لیتے ہیں۔

فرمایا۔ جو کام انسان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بُعد کا موجب ہوں ان سے بچنا چاہئے۔ ایسے کاموں کا نتیجہ کبھی نیک نہیں ہو سکتا بلکہ نہایت ہی برا ہوتا ہے۔ دیکھو عیسائیوں نے جب حقیقی خدا کو چھوڑ

دیا تو اس سے ایسا بُعد ہوا کہ وہ اس کی نافرمانی کرنے لگے اور ایک ضعیف اور ناتوان انسان کو خدا بنانا پڑا۔ ہم نے ایک مرتبہ ایک پادری سے پوچھا کہ اگر ایک شخص سر سے برہنہ ہو اور وہ صلیب ہاتھ میں لے کر کسی کے کوٹھے میں آ گھسے اور کہے آئی ایم گاڈ۔ آئی ایم گاڈ (میں خدا ہوں)۔ تو کیا تم اسے خدا مان لوگے؟ اس کی نسبت تم کیا رائے قائم کروگے؟ اس پر وہ چپ ہو گیا اور اس نے کہا آپ مباحثہ میں تیز لفظ بولتے ہیں۔

فرمایا۔ جس غرض کے لئے انسان ایک بدی کو اختیار کرتا ہے وہی اس کے ارتکاب سے مفقود ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ افیون کا استعمال اس لئے کرتے ہیں کہ امساک پیدا ہو۔ مگر افیون کھاتے کھاتے انجام یہ ہوتا ہے کہ قوت باہ ہی بالکل مفقود ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی بعض لوگ شراب اس لئے پینے لگتے ہیں کہ سرور حاصل ہو مگر شراب خور عموماً ہر قسم کے ہموم وغموم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ برے ہم نشینوں کی صحبت کے اثر سے شراب کا عادی ہو گیا۔ ایک رات کو بدقسمتی سے اتنی شراب پی کہ بدمستی کی حالت میں ایک بدرَو میں گر گیا اور رات بھر وہیں پڑا رہا۔ اس کے ہاتھ میں سونے کے کنگن تھے کسی نے اتار لئے۔ صبح کو جب دیکھا وہ غائب تھے۔ اس نقصان کو وہ برداشت نہ کر سکا اور آخر خونی اسہال شروع ہو گئے جو اس کی موت کا باعث ہوئے۔ اب دیکھو کہ جس سرور کو وہ شراب کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتا تھا وہی شراب اس کے لئے وبال جان ہوئی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اس میں نہ تھی۔ وہ ایک بدی تھی۔

چور چوری کرتا ہے کہ وہ یکدم مالدار ہو جاوے مگر وہ چوری کا مال اپنے گھر نہیں رکھ سکتا اور مفلس کا مفلس ہی رہتا ہے۔ امرتسر کا واقعہ ہے کہ ایک چور نے ایک گھر کو لوٹا۔ نکلتے وقت گھر کے مالک نے بھی دیکھ لیا۔ مگر جب ایک عرصہ اس بات پر گزر گیا تو وہی چور نہایت پھٹے پرانے کپڑوں میں اس طرف سے گزرا۔ اس گھر کی مالکہ عورت اپنے گھر کے سامنے زیورات پہنے ہوئے چرخہ کات رہی تھی۔ اس نے اس کو پہچان لیا اور ادھر ادھر کوئی آدمی تو تھا نہیں اسے ٹھہرا کر کہا کہ تو نے ہمارے گھر کا سب اسباب لوٹ لیا مگر تو ویسا ہی بدحال ہے۔ تیرے جسم پر سالم کپڑے بھی نہیں ہیں اور مجھے دیکھ کہ خدا نے پھر سب کچھ

دے دیا۔ یہ دیکھ میرے ہاتھوں میں سونے کا چُوڑا پڑا ہوا ہے۔ وہ چور بہت ہی نادم ہوا۔

میری غرض اس واقعہ سے یہ ہے کہ انسان جس رنگ میں ناجائز طور سے کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے اسی رنگ میں اسے ناکامی ہوتی ہے۔

فرمایا۔ ہر ایک انسان کے اندر ایک قوت ہے جو اسے برائی کے ارتکاب پر ملامت کرتی ہے۔ جو برا فعل انسان کرتا ہے اگر کسی دوسرے شخص کو اسی فعل کا ارتکاب کرتے دیکھے تو اسے بہت برا سمجھتا ہے۔ مثلاً ایک زانی یا چور خود ایک فعل کرتا ہے لیکن اگر کوئی شخص اس کے یا اس کے متعلقین کے ساتھ ایسا سلوک کرے تو اسے سخت ناپسند ہوگا۔ یہی کراہت اور ناپسندیدگی اس پر حجت ملزمہ ہے کہ وہ بدی کرتا ہے۔ ہم نے ایک بڑے چور کو پوچھا کہ تم جو بڑی چوریاں کرتے ہو کتنے آدمی ہوتے ہو؟ اس نے بتایا کہ ایک نقب لگاتا ہے ایک اس پر پہرہ دیتا ہے اور باقی شرکاء فلاں فلاں کام کرتے ہیں۔ غرض ساری تفصیل اس نے بتائی اور آخر کہا کہ ایک سنار بھی راز دار ہوتا ہے جو مال کو فوراً گلا دیتا ہے اس کا حصہ ۲۵ فیصدی ہوتا ہے۔ مجھے چونکہ اس پر اتمام حجت مقصود تھا۔ میں نے کہا اگر وہ زیادہ رکھ لے۔ تو اس نے ایک گندی گالی دے کر کہا کہ ایسے بے ایمان سے ہم خوب سمجھیں اور اسے علیحدہ کر دیں۔ میں نے کہا کہ کیوں؟ اس نے جواب دیا کہ وہ ہماری محنت کی کمائی میں سے چوری کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر تم جو کسی کا محنت سے کمایا ہوا مال لاتے ہو اس پر تمہارا کیا حق ہوتا ہے؟ جس پر اسے چپ ہونا پڑا۔ غرض اگر اس طرح پر انسان اپنے افعال کے ارتکاب کے وقت غور کرے تو وہ بدیوں سے ایک حد تک بچ جاوے۔

فرمایا۔ اسلام ہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل کرنے کے صحیح طریقے بتاتا ہے۔ میں ایک مرتبہ ایک رئیس کے پاس ملازم تھا۔ رئیس نے ایک روز کہا کہ مولوی صاحب یہ مذاہب کے جھگڑے ہمیشہ سے چل رہے ہیں مگر ان کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ ایک ایسا معیار ہونا چاہئے جس پر تمام مذاہب کو پرکھ لیا جاوے اور دیکھا جاوے کہ کون سا مذہب اس معیار پر صحیح اترتا ہے؟ میں نے کہا بہت بہتر ہے آپ ہی کوئی معیار کریں۔ اس نے کہا کہ میرے نزدیک جو مذہب سب سے زیادہ قدیم ہو وہ صحیح ہوسکتا ہے۔

میں نے کہا کہ میں اس اصول کو درست تسلیم کرتا ہوں۔اس پر رئیس صاحب نے کہا کہ پھر اسلام صحیح مذہب نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کا آغاز صرف تیرہ سو سال سے ہے۔ میں نے کہا نہیں یہ تو درست نہیں۔ اسلام سب سے پرانا مذہب ہے کیونکہ قرآن مجید میں تو لکھا ہے فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:۹۱) اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اہل اسلام کو حکم ہے کہ تمام انبیاء کی اقتدا کریں۔ پھر اسلام تیرہ سو سال سے کیوں ہوا؟

پھر میں نے پوچھا کہ آپ یہ تو فرمائیں کہ رام چندر جی کس کی پرستش کرتے تھے۔اس نے کہا ویشنو کی۔ ویشنو کس کی؟ کہا شو جی کی۔ میں نے کہا شو جی کس کی کرتے تھے؟ کہا رڈر کی۔ میں نے کہا وہ کس کی پرستش کرتے تھے؟ کہا برہما جی کی۔ میں نے پوچھا وہ کس کی؟ تو رئیس مذکور کے منہ سے بے اختیار یہی جواب نکلا کہ کیول ایشر کی۔ میں نے کہا بس یہی تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنے ہیں کہ کیول ایشر ہی کی عبادت کی جاوے اور یہی حقیقی اسلام ہے۔اس پر رئیس مذکور نے گھبرا کر کہا کہ پھر برہما جی کسی اور کی عبادت کرتے ہوں گے۔ میں نے کہا کہ سلسلہ سوالات بالآخر پھر کیول ایشر پر جا کر ختم ہو جائے گا اور یہی اسلام ہے۔

پھر آپ نے تاکیداً فرمایا کہ

انسان کو ایسے کاموں سے بچنا چاہئے جن کا نتیجہ یہ ہو کہ وہ خدا سے دور کر دیں۔

اصلاح کا عجب طریق

عید کے دوسرے دن شام کے کھانے کے وقت میں بھی حاضر تھا کھانا آپ کے سامنے رکھا گیا۔ شوربے (یہ شوربہ باہر تیار ہوا تھا) میں مرچ کسی قدر زیادہ تھی۔ آپ کے منہ میں چونکہ زخم ہے وہ اور بھی تیز اثر دکھاتی تھی۔ آپ بجائے اس کے کہ آپ ہدایت کرتے یا ناراض ہو کر یہ کہتے کہ کیوں اتنی تیز مرچ ڈالی گئی۔ آپ نے مہتمم صاحب کو فرمایا کہ اس کو چکھو۔ اور پھر فرمایا کہ میری بیوی کو چکھاؤ۔

اس حکم کے دوسرے الفاظ میں یہ معنے تھے کہ وہ اپنی غلطی کو سمجھ لیں اور آئندہ اصلاح ہو۔ پھر آپ کے سامنے وہ سالن پیش کیا گیا جو آپ کی بیوی صاحبہ نے تیار کیا تھا۔ اس میں نمک بہت زیادہ تھا۔ آپ نے

اس میں سے کچھ کھایا تو سہی مگر اسے بھی پھر اسی طرح ان کو چکھایا اور محسوس کرا دیا کہ اس قدر نمک نہ ہونا چاہئے۔

بات بات میں سبق

عبدالحی آپ کے بڑے بچہ نے (جو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کا نشان ہے) قربانی کی اور اس بکرے کا مغز آپ کے لئے تیار کرایا۔ حضرت کے پاس وہ مغز آیا۔ آپ نے چکھا تو اس میں بھی نمک زیادہ تھا اور علاوہ اس کے وہ جھلی جس میں مغز ہوتا ہے اتری ہوئی نہ تھی آپ نے چکھ کر چھوڑ دیا۔ عبدالحی پھر لے آیا اور اصرار سے اور پیار سے پیش کیا حضرت نے اس میں سے کھانا شروع کیا تو پوچھا کہ

کیوں ہم نے اس حصہ کو (جو آگے کا تھا) لیا اور اس کو نہیں لیا (جو آگے نہ تھا)۔

عبدالحی نے جواب دیا کہ قرآن کا حکم ہے اپنے آگے سے کھانا چاہئے۔ آپ نے فرمایا۔

حدیث میں ایسا آیا ہے قرآن میں نہیں۔

یہ بات بھی آپ نے بچوں کی تربیت کے اصول کے رنگ میں بتائی ہے کہ کیونکر ہم باتوں ہی باتوں میں بچوں کو دینیات کی تعلیم اور تربیت کر سکتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ذکر

کھانا کھاتے ہوئے نہایت جوش کے ساتھ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانا کھانے کے بعد کی دعا کا ذکر فرمایا اور کہا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں آپ کے پاک ارادوں، آرزوؤں کا آئینہ ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسے عظیم الشان انسان تھے۔ نبی کریم کی سیرت کا پتہ آپ کی دعاؤں سے خوب لگتا ہے۔ آپ نے کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا جس میں اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے کی تعلیم نہ دی ہو۔ چنانچہ کھانا کھانے کے بعد کیسی لطیف دعا سکھائی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو دیکھو اس پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے اور کہنا پڑتا ہے۔

کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا ست

پھر آپ نے اس دعا کی تشریح شروع کی فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے سب تعریفیں ہیں جو ہمیں کھلاتا ہے۔

فرمایا۔ بات بالکل درست ہے اگر اللہ تعالیٰ ہی کا فضل نہ ہو تو انسان کیونکر کھا سکتا ہے۔ قسم قسم کے کھانے تیار ہوں مگر صحت اجازت نہ دے اور ایسے عوارض لاحق ہوں کہ منہ میں لقمہ بھی نہ جا سکے تو کیا ہو سکتا ہے؟ پس اللہ ہی کھلاتا ہے اور مجھے بھی وہی کھلاتا ہے، وہی پلاتا ہے۔ پینے کے لئے بھی اس کی توفیق ہی کی ضرورت ہے۔ بعض وقت دانت میں شدید درد ہو تو کیسا ہی لذیذ شربت ہو انسان نہیں پی سکتا۔ یا کسی وجہ سے حلق بند ہو تو ایک قطرہ اندر نہیں جا سکتا۔

پس وہی کھلاتا ہے وہی پلاتا ہے اس لئے جب انسان کھائے اور پیئے تو کیوں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہے؟

پھر فرمایا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح میں بہت بڑا جوش معلوم ہوتا ہے کہ وہ اتنی ہی بات پر نہیں ٹھہرے اور دعا کا سلسلہ لمبا کر دیا اور فرمایا هُوَ اَشْبَعَنَا اسی نے ہم کو سیر کیا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہی فضل پر موقوف ہے۔ بعض انسان میں نے دیکھے ہیں کہ ان کو جوع البقر کا عارضہ ہوتا ہے وہ کھاتے ہی جاتے ہیں مگر ان کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اور ایسے ہی بعض لوگ ذیابیطس کے مریض ہوتے ہیں اور وہ پانی پینے سے سیر آب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے دعا کی وَاَرْوَانَا اور اس نے ہم کو سیراب کیا۔ پھر اس پر بھی بس نہیں۔ فرمایا وَاٰوٰنَا اور اس نے ہم کو پناہ دی۔ ٹھہرنے اور رہنے کو جگہ نہ ہو تو انسان کی جو حالت ہوتی ہے وہ ظاہر ہے۔ پس اس فضل پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حمد میں رطب اللسان ہیں اور اس پر بھی سلسلہ دعا کو بہت لمبا کیا۔ وَکَفَانَا پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْهِ غَیْرُ مَکْفِیٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ۔ (سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب مایقول الرجل اذا طعم)

اس میں بتایا ہے کہ یہ کھانا پینا جو دیا گیا ہے وہ اتنا ہی نہ ہو کہ اس کے بعد پھر محتاج اور دست نگر ہونا پڑے۔ اپنے فضل سے ایسا سلسلہ جاری رکھ کہ اس میں گویا دوام ہو۔

غرض نبی کریم کی دعائیں نہایت عجیب اور ایمان کے بڑھانے والی ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

مشکلات کا حل دعا سے چاہو

ایک معزز بھائی نے عرض کی کہ رام پور میں میری حالت خراب ہو رہی ہے۔ مجھے شہر کی حالت کا تو اب فکر نہیں اب تو اپنا فکر ہو رہا ہے۔ یہ سن کر حضرت کی طبیعت میں دعا کے لئے ایک جوش پیدا ہوا۔ اور فوراً دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، ساتھ ہی حاضرین نے ہاتھ اٹھائے، اس کے بعد فرمایا۔

دعاؤں سے کام لو۔ دعاؤں سے بڑے بڑے مشکلات حل ہو جاتے ہیں اور میں نے خود دیکھا ہے کہ جن امور کو لاینحل سمجھا ہے دعاؤں نے انہیں کھول دیا ہے۔ آپ دعا کریں کہ مولا کریم اس شہر میں جو سعادت مند روحیں ہیں یا جو بچے سعادت مند پیدا ہونے والے ہیں ان کو میرے ساتھ کر دے۔ بعض اوقات انسان اپنی وجاہت اپنی تقریر، اپنی تحریر پر ناز کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس ذریعہ سے کوئی اثر پیدا کر سکتا ہے مگر یہ شرک ہوتا ہے یہ کچھ بھی چیز نہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی توفیق نہ ملے کچھ نہیں ہو سکتا۔ دل اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں اور وہی ہے جو کسی کلام میں تاثیر پیدا کرے۔ پس آپ دعاؤں سے کام لیں۔ ہم پر بھی اس شہر کے حقوق ہیں۔ ہم نے وہاں بہت آرام پایا ہے اور طالب علمی کا زمانہ خدا کے فضل سے عزت اور آسائش سے گزارا ہے۔ بہرحال آپ بہت دعائیں کریں۔

صلہ رحمی کی تاکید

ایڈیٹر الحکم نے اپنی اہلیہ کی درخواست پیش کی کہ وہ مجھ سے چاہتی ہے کہ میں اس کی ہمشیرہ کی شادی پر جاؤں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ

تمہاری بیوی تمہاری غمگسار ہو، ایسی تقریب میں دنیوی اصول پر اخراجات چاہتی ہیں میں سوچ کر بتاؤں گا۔

میں نے یہ واقعہ اپنے گھر میں بیان کیا اور کہا کہ میں اب اس کے متعلق حضرت سے عرض نہیں کروں گا۔ ادھر یوم النکاح میں صرف ایک ہی دن باقی تھا۔ اس پر اس نے خود حضرت کی خدمت میں درخواست کی۔

اس پر جو جواب دیا اس کا مفہوم میں اپنے الفاظ میں لکھتا ہوں کیونکہ میرے پاس یہ بیان دوسرے واسطہ سے پہنچا ہے۔فرمایا۔

ہم تو رشتہ داروں سے ملنے اور سلوک کرنے کی بڑی تاکید کرتے ہیں۔اور اگر کوئی شخص ہماری جماعت میں سے ایسا کرے تو ہمیں بڑی خوشی ہوتی ہے کیونکہ صلہ رحمی بڑی نیکی ہے اور اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔

ہم نے اگر اجازت میں تامل کیا تو اس کی وجہ خاص مالی حالات کا لحاظ ہے ورنہ ہم تو بہت خوشی سے تمہیں بھی اجازت دیتے ہیں اگر تم بیمار نہ ہوتیں تو آپ بھی چلی جاتیں۔

آپ کے ننہال سے ایک مراسی بیمار ہو کر علاج کے لئے آیا۔آپ علاج میں تو سب کے لئے ہی توجہ فرماتے ہیں اس کی طرف خصوصیت سے متوجہ رہے اور اس کے ہر قسم کے آرام و آسائش کا خود خیال رکھتے۔اس نے آپ کی نذر پیش کی تو فرمایا۔

او! تُو تو ننہال سے آیا ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی جماعت کو تاکید کی تھی کہ تم مصر فتح کرو تو اہل مصر کا لحاظ رکھنا کیونکہ وہ ہمارے ننہال ہیں۔میں بھی اپنے ننہال کا بڑا لحاظ کرتا ہوں اور وہاں سے کوئی آوے میں اس کی عزت کرتا ہوں اور ہر طرح پر اس کا خیال رکھنا چاہتا ہوں۔پس تم یہ ہماری طرف سے لے لو اور جو ضرورت تمہیں ہو مجھے بتاؤ۔

موجودہ جدوجہد کا اثر مسلمانوں پر

میں نے ایک روز عرض کیا کہ حضرت اس وقت مسلمانوں اور ہندوؤں میں جو جدوجہد ہو رہی ہے آپ نے بھی اس پر غور کیا ہوگا؟ آپ اس کا اثر مسلمانوں کے لیے کیا سمجھتے ہیں؟ فرمایا۔

میں نے اس پر بہت غور کیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں میں بھی قومیت کی روح پیدا ہو جائے گی۔کیونکہ فریق ثانی کی طرف سے جو حملے ہو رہے ہیں ان کے دفاع کے لئے کوشش کریں گے اور سستی اور غفلت چھوڑ دیں گے۔میں اس کو مسلمانوں کے لئے مفید سمجھتا ہوں۔اور جو اللہ تعالیٰ چاہے گا وہی ہوگا۔

اشاعت اسلام اور دوسرے مسلمان

ایک خادم امرتسر سے عیادت کے لئے آیا۔اس نے عرض کیا کہ اشاعت اسلام کے نام سے لوگ ہم سے چندہ مانگتے ہیں۔کیا کیا جاوے؟ فرمایا۔

اشاعت اسلام تو ایک مبارک اور مفید کام ہے اور اس کے لئے ہمیں بہت تڑپ ہے اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ اسلام دنیا میں پھیلے۔مگر جو لوگ ہمارے سلسلہ کے دشمن ہیں اور اشاعت اسلام کرنا چاہتے ہیں ان کے متعلق قابل غور یہ امر ہے کہ کیا وہ مویّد من اللہ اور منصور ہیں یا نہیں؟

اس کے لئے تم اپنے ہی شہر میں دیکھو جہاں ہمارے پانچ دشمن ہیں اور وہ اشاعت اسلام کے مدعی ہیں۔اوّل غزنوی گروہ، دوم ثناء اللہ، سوم احمدیہ، چہارم اہل فقہ، پنجم مولوی محمد حسین کے ساتھ والے لوگ۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تائید اور نصرت کہاں تک کی۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت میں انہوں نے فرداً فرداً ناخنوں تک زور لگایا مگر نتیجہ کیا ہوا؟ کیا کوئی جماعت مستقل طور پر ان کو ملی۔اوّل تو باہم ان پانچوں میں بغض اور عداوت ہے اور ایک کے دوسرے کو مٹا دینے اور ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش اٹھا نہیں رکھی۔ایک دوسرے کے خلاف اشتہاروں کے ذریعہ وہ باتیں مشتہر کیں جن میں سے بعض کو شرفاء پڑھ بھی نہیں سکتے۔پھر موجودہ حالت میں غزنویوں کی جماعت جو ایک امام کے ماتحت تھی ان کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ خود ان کی اپنی ہی نسل کے لوگ اپنی مسلمہ امامت سے الگ ہو رہے ہیں اور اس گروہ کا ثناء اللہ اور احمد اللہ سے جو بغض ہے وہ ظاہر بات ہے۔ثناء اللہ اشاعت اسلام کا مدعی ہے اس کی جو حالت امرتسر میں ہوئی وہ ظاہر ہے اسے بھی کوئی جماعت نہ ملی جو اس کو اپنا امام یقین کر لیتی۔پھر اہل فقہ تھا اس نے بھی حضرت صاحب کی بڑی مخالفت کی لیکن اس کا انجام یہ ہوا کہ اب اہل فقہ کا نام بھی نہیں؟!

مولوی محمد حسین کے ماننے والے بھی کچھ لوگ امرتسر میں تھے مگر اس کی حالت بھی اب ظاہر ہے کہ خود ثناء اللہ نے اس کی مخالفت میں بڑے بڑے مضمون لکھے۔اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تائید اور نصرت نہیں کی اور کوئی جماعت انہیں عطا نہیں کی بلکہ خود ان میں پھوٹ ڈال دی۔

ان واقعات نے جو تجارب صحیحہ ہیں بتا دیا ہے کہ یہ لوگ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ پھر جب خدا تعالیٰ کی نصرت ان کے ساتھ نہیں تو ہم اپنے مال ان کے سپرد کیوں کریں۔ جناب الٰہی کا منشاء یہ نہیں کہ ان کو مؤید کرے برخلاف اس کے اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے اشاعت اسلام کا ذریعہ بنایا ہے۔ تم جانتے ہو کہ شروع سے لے کر اب تک کس قدر مخالفت اس کی کی گئی۔ شہر والوں نے دشمنی کی، برادری نے مخالفت کی، ہندوؤں نے، آریوں نے، عیسائیوں، سکھوں نے اور بالآخر خود مسلمانوں نے ایسی دشمنی کی کہ وہ چاہتے تھے کہ اس سلسلہ کا نام ونشان مٹا دیں مگر اللہ تعالیٰ نے کیسی نصرت فرمائی اور کس طرح پر اس کو نشوونما دیا ہر مخالفت اور ہر حملہ اس کی ترقی کا موجب ہوا۔ اور ایک جماعت کثیر کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا اور ہر قسم کے لوگ اس کی خدمت کے لئے جمع ہو گئے۔ یہ تائید الٰہی کا ایک ایسا ثبوت ہے کہ اس کا انکار نہیں ہوسکتا۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو پیدا کیا ہے اور اسی کے ذریعہ یہ کام ہوگا۔

(ماخوذ از کالم ''ایوان خلافت'' الحکم جلد ۱۵ نمبر ۱ مؤرخہ ۷؍جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۴ تا ۸)

بیعت کے بعد مختصر نصیحت

حالتِ علالت میں بھی آپ کو کلیۃً آرام کرنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ احباب بدستور آتے جاتے رہے اور بیعت کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ بیعت کے بعد مختصر سی نصیحت بھی فرماتے رہے اور وہ یہ ہے۔

بُری صحبتوں سے بچو۔ اور اگر کسی وجہ سے گرفتار بھی ہو جاؤ تو بہت استغفار کرو۔ الحمد شریف اور درود شریف کثرت سے پڑھو۔ استغفار اور لاحول کرو۔ (الحکم جلد ۱۵ نمبر ۱ مؤرخہ ۷؍جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۹)

عہد دوستی کی قدر

چوہدری ولایت خاں ایک غریب آدمی ہے اور اب کچھ دنوں سے قادیان میں وارد ہے۔ حضرت نے قادیان ہی میں اس کی ملازمت کے لئے تحریک کی۔ لیکن سردست کوئی موقعہ غالبًا نہ تھا۔ اس لئے چوہدری ولایت خاں نے ایڈیٹر الحکم کو کہا کہ وہ حضرت سے اس کے لئے جانے کی اجازت حاصل کر دے۔ کیونکہ وہ زیادہ یہاں ٹھہر نہیں سکتا اور سردی سے بچنے کے لئے کافی سامان بھی اس کے پاس نہیں۔ میں نے

۹؍جنوری ۱۹۱۱ء کو حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔آپ کو اسے رخصت کرنے میں تأمل ہوا۔فرمایا۔

سردی سے بچاؤ کا انتظام تو انشاءاللہ ہو جاتا ہے۔جانے کی ضرورت نہیں۔

اور اس کے ساتھ مولوی غلام محمد صاحب مہاجر امرتسری کو حکم دیا کہ وہ گرم کپڑے جو خرید کر رکھے ہوئے ہیں لاؤ۔چنانچہ فوراً تعمیل کی گئی۔آپ لیٹے ہوئے تھے اور درد کی تکلیف بھی تھی مگر آپ ایک جوش کے ساتھ اٹھے اور ایک عمدہ اور قیمتی کشمیرہ چوہدری ولایت خاں کے سپرد اپنے ہاتھ سے کیا۔

حق کی طرفداری

حق کی رعایت اور طرفداری کے لئے آپ کے دل میں ایک عجیب جوش ہے۔ایک شخص ایک ابتلا میں آ گیا اور اس ابتلا سے نکلنے کے لئے سرکاری مدد کی ضرورت تھی۔میں اس معاملہ میں کسی حد تک اس کی رہنمائی کر سکتا تھا۔لیکن جو واقعات میرے کان تک پہنچائے گئے اس رنگ میں اس کو ناقابل امداد یقین کرتا تھا۔دوسری طرف اس نے حضرت سے میرے نام حکم حاصل کیا کہ میں اس کی جو مدد کر سکتا ہوں کروں۔

اس اطلاع پر جو مجھے ملی تھی میں نے حضرت سے بے تکلف جا کر عرض کیا کہ واقعات کا یہ سلسلہ اس کی تائید نہیں کرتا۔فرمایا۔

تم حق کی تائید کرو۔ناحق کسی کا ساتھ مت دو خواہ وہ اپنا کیسا ہی عزیز اور رشتہ دار کیوں نہ ہو۔حق کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے۔

سدا خوش رہنے کا نتیجہ

سدا خوش رہنے کا ذکر آ گیا ہے۔اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے تجربہ کردہ اسباب خوشی کا ایک نسخہ یہاں درج کردوں۔حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے بارہا فرمایا کہ

میرے ایک پیر تھے۔ایک مرتبہ انہوں نے آپ کو ہدایت کی کہ اگر سدا خوش رہنا چاہتے ہو تو خدا اور رسول نہ بننا۔

حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں کہ میں حیران سا ہو گیا کہ یہ کیا بات ہوئی۔آپ کے مرشد نے پھر اس کی تشریح آپ ہی سے کرائی۔

مرشد۔ کیا تم جانتے ہو کہ خدا کیا ہے؟

خلیفۃ المسیح۔ ہاں خدا جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔

مرشد۔ بس خدا نہ بننے سے یہ مطلب ہے کہ اگر تمہارا چاہا ہوا کبھی نہ ہو تو اس سے افسوس نہ کرنا اور رنج نہ اٹھاؤ۔ کیونکہ یہ تو ذات باری ہی کا خاصہ ہے کہ یَفۡعَلُ مَا یَشَآءُ بندے کی شان نہیں ہو سکتی۔ پس جب تم ہر ایسے موقعہ پر یہ یقین کر لو گے کہ تم خدا نہیں جو تمہارا ہر چاہا ہوا ہو تو اس سے جہاں ایک طرف خوش رہو گے اور تمہیں اس موقعہ پر رنج نہیں ہوگا وہاں دوسری طرف اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھے گا اور عبودیت کا مقام متحقق ہو جائے گا۔ پھر رسول نہ بننے کے متعلق فرمایا کہ رسول کی اطاعت فرض ہے۔ پس اگر تمہاری اطاعت نہ کرے تو تم اپنے دل کو یوں تسلی دے سکتے ہو کہ میں رسول تو ہوں نہیں۔ اس طرح پر تم خوش رہو گے۔

(ماخوذ از کالم ''ایوان خلافت''الحکم جلد ۱۵ نمبر ۲ مؤرخہ ۱۴؍ جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۶)

دوران کرب و تکلیف دعا

۱۷؍ جنوری ۱۹۱۱ء کو آپ کو سخت کرب رہا۔ اس کرب میں جب کہ زخم کو صاف کیا گیا آپ کثرت کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ اِنِّیۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ پڑھتے تھے اور یا سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے تھے۔ اس وقت بے حد تکلیف تھی یہاں تک کہ ایک دو مرتبہ یہ بھی کہا کہ کلورافارم ہی سنگھا لو۔

دیرینہ خادم کو ناصحانہ ارشاد

۱۹ اور ۲۰؍ جنوری ۱۹۱۱ء کی درمیانی شب کو ساڑھے تین بجے قریب مولوی غلام محمد صاحب مہاجر امرتسری جو ایک نہایت کم گو اور قابل قدر مخلص نوجوان ہے (حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی سے خصوصًا اسے محبت ہے اور وہ آپ ہی کے قدموں میں عرصہ سے رہتے ہیں۔ حضرت ہی ان کے متکفل ہیں) نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کا پرانا خادم ہوں میرے لئے کیا ارشاد ہے؟ فرمایا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ کو مضبوط پکڑو اور اپنے بس میں کر لو۔

لاہوری دوستوں کو ارشاد

یہ کاپی پتھر پر جم چکی تھی اور کسی وجہ سے ۲۲ کی صبح کو چھپنے کو تھی کہ ۲۲ کو ایک بجے کے قریب مجھے معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے اس سوال پر کہ آپ کو کوئی خواہش ہے کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ میں جس وقت حضرت کے پاس پہنچا ہوں تو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مندرجہ ذیل مضمون البدر کے لئے لکھوا رہے تھے۔ میں نے اس کی اشاعت کو مقدم سمجھ کر آج اخبار کو روک کر اس مضمون کو پتھر پر سابقہ مضمون کو کاٹ کر لکھوا دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت کے جن الفاظ کو قلم بند کیا وہ آگے آتے ہیں یہاں یہ ذکر ضروری ہے کہ سلسلہ کلام جیسا کہ احباب موجود نے بتایا[۱] ایسے طور پر شروع ہوا جس سے حضرت کی صاف گوئی اور للّٰہیت کی بھی عجیب مثال اس وقت پیش آئی۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ میں خواجہ صاحب اور شاہ صاحب آج جاویں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ

خواجہ صاحب نے جو ایک مضمون لکھا ہے میں اس کے خلاف کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس کے خلاف میرے دل میں کئی دن سے مضامین آ رہے ہیں اس وقت طاقت ہوتی تو لکھوا دیتا۔ افاقہ ہونے پر کسی کو لکھا دوں گا، سنا دوں گا۔

بہر حال حضرت نے اپنے ان کلمات کو ڈاکٹر صاحب کے استفسار پر مناسب موقعہ دیکھ کر جو فرمایا ہے امید ہے قوم اس پر عمل کرے گی اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین۔ حضرت کی یہ نصیحت ساعات عسر میں انشاء اللہ کام آئے گی۔ اس پر مفصل پھر لکھوں گا۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔ (ایڈیٹر)

خدا کا فضل ہے کہ دورہ ماشرہ (............) جو کہ دوبارہ چیرا دینے کے بعد چہرہ پر ہو گیا تھا اب قریبًا سب اتر گیا ہے اور بخار بھی اتر گیا ہے۔ طاقت پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے۔ غذا بھی خوب کھا لیتے ہیں۔ ہوش و حواس بالکل درست ہیں اور ہر طرح سے بیماری روبصحت ہے۔ آج قریب ساڑھے بارہ بجے دن کے جب میں رخصت ہونے لگا تو میں نے پوچھا کہ حضور کا دل کس چیز کو چاہتا ہے؟ آپ نے بجواب فرمایا کہ

میرا دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جاوے۔

---

[۱] جن میں خصوصیت سے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کے علاوہ شیخ تیمور صاحب ایم۔ اے مولوی فضل دین، میاں غلام حسین وغیرہ سے دوست جمع تھے۔

پھراس کے بعد فرمایا کہ میرا دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جاوے۔

پھر فرمایا کہ میرا اللہ راضی ہو۔

پھر یہ فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم فرمانبردار رہو۔ اختلاف نہ کریو، جھگڑا نہ کرنا۔

پھر فرمایا۔ میں دنیا سے بہت سیر ہو چکا ہوں کوئی دنیا کی خواہش نہیں۔ مرجاؤں تو میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو۔

فرمایا کہ سب کو سنا دو۔

پھر فرمایا۔ میں دنیا کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں نے بہت کمایا بہت کھایا بہت خرچ کیا دنیا کی کوئی حرص باقی نہیں۔

پھر فرمایا۔ میں نے بہت کمایا، بہت کھایا، بہت لیا، بہت دیا کوئی خواہش باقی نہیں کبھی کبھی صحت میں اس لئے چاہتا ہوں کہ گھبرا میں ایمان نہ جاتا رہے۔

پھر بہت دفعہ دردانگیز لہجہ میں فرمایا کہ اللہ[1] تو راضی ہو جاوے۔

پھر کئی بار فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ ارْضِ عَنِّیْ، اَللّٰھُمَّ ارْضِ عَنِّیْ، اَللّٰھُمَّ ارْضِ عَنِّیْ۔

اس کے بعد میں نے عرض کی کہ میں حضور کے الفاظ سنا دیتا ہوں۔ جب دوبارہ یہاں تک سنا چکا تو فرمایا۔

مجھے شوق یہ ہے کہ میری جماعت میں تفرقہ نہ ہو۔ دنیا کوئی چیز نہیں میں بہت راضی ہوں گا اگر تم میں اتفاق ہو۔ میں سجدہ نہیں کر سکتا پھر بھی سجدہ میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔ میں نے تمہاری بھلائی کے لئے بہت دعائیں کیں۔ مجھے طمع نہیں۔

پھر فرمایا۔ مجھے تم سے دنیا کا طمع نہیں۔ مجھے میرا مولیٰ بہت رازوں سے دیتا ہے اور ضرورت سے زیادہ دیتا ہے۔ خبردار! جھگڑا نہ کرنا، تفرقہ نہ کرنا، اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے گا، اس میں تمہاری عزت باقی رہے گی۔ نہیں تو کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔

---

[1] **نوٹ از ایڈیٹر:** اس موقع پر حضرت کے دل میں ایسا جوش تھا کہ آپ بے اختیار رو پڑے۔

پھر فرمایا کہ

میں نے کبھی کسی کو حکم دیا ہے تو اپنے دلی طمع سے حکم نہیں دیا خدا کا حکم سمجھ کر دیا ہے۔ نمازیں پڑھو، دعائیں مانگو، دعا بڑا ہتھیار ہے۔ تقویٰ کرو بس۔

پھر فرمایا۔

دعائیں مانگو، نمازیں پڑھو، بہت مسئلوں میں جھگڑے نہ کرو۔ جھگڑوں میں بہت نقصان ہوتا ہے بہت جھگڑا ہو تو خاموشی اختیار کرو۔ اور اپنے لئے اور دشمنوں کے لئے دعا کرو۔

پھر فرمایا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اکثر پڑھا کرو۔ قرآن کو مضبوط پکڑو۔ قرآن بہت پڑھو اور اس پر عمل کرو۔

پھر فرمایا۔

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا ۔(سنن ابی داؤد باب تفریع ابواب الوتر باب فی الاستغفار)

اس کے بعد میں نے پوچھا کہ کیا یہ لکھ دیا جاوے کہ یہی حضور کی وصیت[1] ہے؟ فرمایا۔

---

[1] نوٹ:۔ حضرت نے جیسا کہ ان نصائح کا طرز بیان بتاتا ہے عام طور پر یہ فرمایا۔ اور محض ڈاکٹر صاحب کے کہنے پر جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے خود ہی لکھا ہے کہہ دیا کہ یہ وصیت ہے۔ یہ ایسی ہی وصیت ہے جیسی ایام ..... میں آپ نے فرمائی۔ والّا یہ امر صفائی سے سمجھ میں آ سکتا ہے کہ ایک جانے والے آدمی کو خطاب کر کے وصیت نہیں ہوتی۔ حضرت صاحب کا عام معمول ہے کہ جب کوئی دوست ان سے رخصت ہوا کرتا ہے کہ او صیک بتقوی اللّٰہ کہا کرتے ہیں۔ اس طرح اب بھی انہیں خطاب ہے۔ پس یہ صرف عام نصیحت کے رنگ میں ہے۔ وصیت کے لئے آپ نے ایک اور مرتبہ پہلے فرمایا تھا۔ پس لفظ وصیت سے کوئی شخص دھوکہ نہ کھاوے۔ یہ سلسلہ کلام محض ایک خاص امر سے شروع ہوا اور یہ محض حضرت کی لاہوری دوستوں کو رخصتی نصیحت ہے۔ احباب وصیت کے لفظ سے گھبرائیں نہیں، گو بظاہر یہ ڈاکٹر صاحب کو خطاب اور وصیت ہے تاہم ہم سب کے لئے یہ اسوۂ حسنہ اور واجب العمل ہے ہاں اس میں ہمارے لئے ہدایت اور نور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین (ایڈیٹر)

ہاں۔فرمایا۔جاؤ حوالہ بخدا۔

(ماخوذ از کالم ''ایوان خلافت'' الحکم جلد ۱۵ نمبر ۳ مؤرخہ ۲۱؍جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۷،۸)

تازہ ترین واقعات

بوقت شام مؤرخہ ۲۲؍جنوری ۱۹۱۱ء جب کہ حضور کی طبیعت اچھی تھی (نوشتہ مولوی فضل دین صاحب) میں نے عرض کیا کہ حضور پٹیالہ سے غلام مرتضٰی کا خط آیا ہے کہ مرزا...... بیگ (غیر احمدی) جو فوج میں کپتان ہیں۔ان کو ہم نے ڈاکٹر عبدالحکیم کے پاس بھیجا تھا کہ اس سے وہ دریافت کریں کہ ۱۱؍جنوری والی پیشگوئی کیا ہوئی۔ان کو عبدالحکیم نے کہا ہے کہ اصل میں مرزائیوں نے اس بات کو چھپا رکھا ہے۔فرمایا۔

پھر اس کا جو خط آیا ہے اس کو کیوں نہیں چھاپا۔

عرض کیا کہ حضور کا اس پر کچھ ارشاد ہو تو شائع کر دیا جاوے۔فرمایا۔

اس کو لکھنا چاہئے کہ اگر تمہاری پیشگوئی پوری ہوگئی تو تم سچے ہو۔تو خود ہی آ کر دیکھ جاؤ۔

پھر فرمایا۔

اچھا ہے اگر اس کی پیشگوئی ۱۱؍جنوری کو پوری ہو چکی ہے تو بھی دیکھ جاوے کہ مرزائیوں نے ایک مردہ کو زندہ کر دیا ہے اور وہ مسیح ہیں۔

اور فرمایا کہ اور نہیں تو ڈاکٹر ہرڈ صاحب جو یہاں سے ہو گئے ہیں لاہور میں آ کر انہیں سے دریافت کر لے۔

پھر فرمایا۔اصل میں اس کو جنون ہے۔

میں نے عرض کیا کہ حضور ایک طرف یہ بھی وہ کہتا ہے اصل تو یہی ہے کہ میری پیشگوئی کے مطابق مولوی نورالدین صاحب فوت ہو چکے ہیں۔اور اگر نہیں مرے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے بھی دعا کی تھی کہ اے خدا اس مسکین کو بچا لے۔مگر دوسری طرف پٹیالہ میں بابو عبدالحمید صاحب سے کہہ رکھا تھا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ اس سادہ لوح کو خدا دنیا سے اٹھا لے۔فرمایا۔

معلوم ہوتا ہے کہ وہ بددعائیں ہی میرے لئے کرتا ہے اس نے دعائیں کیا کرنی ہیں۔

میں نے کہا حضور ہم کو وہ کہتا ہے کہ مرزائیوں کی ہر بات میں افتراء ہی ہوتا ہے۔ایسا ہی یہ بھی افتراء

ہے کہ مولوی صاحب زندہ ہیں۔ان کا کوئی اعتبار نہیں اور خود یہ افتراء کرتا ہے کہ ۱۱؍جنوری کو بتاتا ہے کہ حضور کو طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی تھی اور یہ کہ دراصل اس کی پیشگوئی پوری ہوچکی ہے اور اس بات کو ہم نے چھپا رکھا ہے۔شیخ یعقوب علی صاحب کو فرمایا کہ

کل کا پرچہ اخبار جو نکلنا ہے اس میں اس کے متعلق کچھ مضمون لکھ دو۔

شیخ صاحب نے عرض کیا حضور بہتر لکھ دوں گا۔(فضل دین)

۲۳؍جنوری ۱۹۱۱ء ۹ بجے رات، شیخ تیمور صاحب نے عرض کیا کہ حضور نے جو چند کلمات ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کو رخصت کرتے وقت فرمائے تھے ان کی نسبت کچھ شور ہوا ہے۔اور ڈاکٹر صاحب نے جو یہ کہا تھا کہ حضور کی یہی وصیت ہے۔اس کا بھی چرچا ہے فرمایا کہ

لوگ تو بے سمجھ ہیں یہ تو چند ضروری باتیں تھیں جو ڈاکٹر صاحب کو میں نے کہی تھیں۔مصیبت کے وقت انسان کے اندرونی حالات کا پتہ لگ جاتا ہے اور میں تو وہی کہتا ہوں جو میرے دل میں ہوتا ہے۔فرمایا۔میری باتوں میں اختلاف نہیں ہوتا۔یہ جو اس وقت کہی ہے یا جو کسی اور وقت کہی ہے کوئی باہم متخالف نہیں۔

شیخ تیمور نے اپنی......حضرت کی اس تقریر کی تصدیق کی کہ میں نے دیکھا ہے کہ جو بات حضور تندرستی میں فرماتے ہیں وہی شدت کرب میں نکلتی ہے۔پھر آپ اپنی بیماری کے متعلق کچھ باتیں کرتے رہے اور فرمایا کہ

دوائی جو ہونٹوں پر لگائی تھی وہ زبان پر بھی لگ گئی جس سے زبان پر خراش ہوتی ہے۔مولوی قطب الدین صاحب نے ایک دوائی بنائی تھی وہ منگواؤ۔

اسی اثناء میں آ کر شیخ تیمور نے ذکر کیا کہ اگرچہ حضور کی بیماری کے ایام میں مَیں تعلیم کا سلسلہ جاری نہیں رکھ سکا۔مگر پھر بھی حضور کی حالت دیکھ کر اور حضور کی باتیں جو بعض وقت فرماتے ہیں سن کر مجھے ایمانی اور عملی بہت ترقی ہوئی ہے۔اور مجھے اتنا ہی فائدہ ہوا ہے جتنا حضور کی تندرستی کے ایام میں مجھے ہوتا تھا۔

فرمایا۔شکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مخلوق کی نفع رسانی کے لئے کیسا جوش اور شوق رکھتے ہیں۔

پھر شیخ تیمور نے عرض کیا کہ حضور کی بیماری سے بہت لوگوں کو یہ فائدہ پہنچا ہے کہ غفلت سے بیدار

ہو گئے ہیں اور دعاؤں میں لگ گئے ہیں اور ایک تقرب الی اللہ کا موقعہ مل گیا ہے۔ پھر عرض کیا کہ بہت سی باتیں جو دلائل سے سمجھ میں نہیں آتی تھیں وہ حضور کے عمل کو دیکھ کر سمجھ آ گئیں ۔فرمایا۔

دلائل کیا ہیں ۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے جو کچھ ہوتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی طبیعت پر توحید کا کس قدر غلبہ ہے۔

۲۳ر جنوری کی صبح حضرت کی طبیعت اور بھی اچھی ہے اور صحت خدا کے فضل سے عود کر رہی ہے۔**لِلّٰہ الْحَمد۔**

ڈاکٹر عبدالحکیم کے اس ذکر کے متعلق یہی امور خاکسار ایڈیٹر الحکم سے بھی فرمائے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بیماری اور اس تکلیف کو دیکھ کر دل میں بڑا رنج اور کوفت پیدا ہوتی ہے۔مگر ساتھ ہی یہ امر بڑا ہی خوش کن ہے کہ اس کے ذریعہ عظیم الشان نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔اور جس جس قدر آپ کی تکلیف کا اندازہ کیا جاتا ہے اسی قدر اس نشان کی عظمت بڑھ جاتی ہے۔فرمایا۔

اگر یہ بڑا نشان نہ تھا تو حضرت صاحب کو اتنا عرصہ پہلے کیوں دکھایا گیا۔

یہ اس ایمان کا ثبوت ہے جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہے اور آپ کے نشانات کی کس قدر عظمت آپ کے دل میں ہے۔

فرمایا۔عجیب عجیب مضامین اس بیماری میں سوجھائے گئے ہیں موقعہ ملے گا اور خدا چاہے گا تو بیان کریں گے۔

میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر بڑی امیدیں ہیں۔فرمایا۔**فضل ہی تو ہے۔**

پھر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب تشریف لے آئے اور ان سے بیماری کا کچھ ذکر کرتے رہے۔اسی اثناء میں میاں دین محمد المعروف بگا نے آ کر سلام علیکم کہا بڑی خوشی سے جواب دیا۔اور اسی وقت شیخ تیمور کو حکم دیا کہ **ان کو ایک روپیہ دے دو۔**

میاں دین محمد حضرت مسیح موعودؑ کے ایک مخلص خادم جان محمد مرحوم کا بیٹا ہے اور حضرت ہمیشہ اس کی مدد کرتے رہتے ہیں۔حضرت کی عادت ہے کہ بدوں سوال ایسے لوگوں کی مدد کرتے رہتے ہیں۔غرض حضرت نے فوراً اس کی مدد کی۔اس کے بعد اس نے ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ اپنے نکاح کے لئے ایک رشتہ کی تلاش کے لئے جانے کی اجازت چاہی۔حضرت نے فرمایا۔

ضرور جاؤ ہم کچھ روپیہ دے دیں گے اور مدد کریں گے۔

میں نے ذکر کیا کہ شیخ ہاشم علی صاحب نے مرتد ڈاکٹر کے جھوٹے ہونے پر صدقہ اور خیرات کی ہے۔فرمایا۔

جزاہ اللّٰہ احسن الجزاء اور دعائیہ کلمات فرماتے رہے۔

(ماخوذ از کالم ’’ایوان خلافت‘‘ الحکم جلد ۱۵ نمبر ۳ مؤرخہ ۲۱؍جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۰)

وصیت

پچھلی رات کو حضرت صاحب نے فرمایا کہ دل پر کچھ بوجھ سا معلوم ہوتا ہے۔طبیعت بظاہر اچھی تھی تاہم احتیاطاً رات کو درمیان شب جمعرات و جمعہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ

قلم دوات کاغذ لاؤ۔ میں کچھ لکھ دوں۔

پچھلی رات کا وقت تھا سوائے شیخ تیمور صاحب ایم۔اے کے جو دیگر رات کو وہاں رہنے والے خادم موجود تھے ان کو بھی......ایک کاغذ پر اپنے ہاتھ سے کچھ لکھا اور اسے ایک لفافہ میں بند کرا کر اپنا انگوٹھا لگایا.... دوسرے کاغذ پر بھی کچھ لکھ کر وہ بھی ایک لفافہ میں بند کرا دیا۔اس دوسرے کاغذ میں ایک سطر شیخ تیمور صاحب سے بھی لکھوائی اور نیچے اپنے دستخط کر دیئے اور ان کی اشاعت سے منع کیا۔اس واسطے ہر دو کا مضمون شائع نہیں کیا گیا اور امید ہے کہ حضرت صاحب کی زندگی میں ان کی اشاعت کی ضرورت بھی نہ ہوگی۔اللہ تعالیٰ حضرت صاحب کو مدت تک خدام کے سر پر قائم رکھے۔لیکن جب قوم پر مصیبت کا دن آئے گا کہ حضرت خلیفۃ المسیح سلّمہٗ الرحمٰن ان سے بظاہر جدا ہوں اس وقت اپنے مرشد کی علیحدگی کے غم سے جو افسردگی قوم پر چھائے گی اس کو دور کر کے ملت احمدیہ میں دوبارہ زندگی پیدا کرنے والی امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ انہیں الفاظ کی متابعت ہوگی جو ان بند لفافوں میں درج ہیں۔

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۱۳ مؤرخہ ۲۶؍جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۱)

ایمانی قوت

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی ایمانی قوت کے متعلق پہلے بھی کئی بار ذکر کر چکا ہوں مگر یہاں بعض جدید واقعات اس کی تائید میں پیش کرنے خالی از فائدہ نہ ہوں گے۔

۲۳؍ جنوری کی صبح کو جب کہ ابھی ماشرہ کا ورم موجود تھا اور آپ کو تکلیف تھی گو بمقابلہ سابق بہت آرام تھا۔ قرآن کریم اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے ایمان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

مجھے اپنی اولاد کا کچھ بھی فکر نہیں۔

مخلوق کی نفع رسانی کا خیال

حضرت خلیفۃ المسیح کا وجود تو مسلّم طور پر نافع الناس ہے۔ ہر شخص قطع نظر وہ مومن، دوست، دشمن کے آپ کے فیوض سے بلا تکلّف فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ علالت کے اس سخت حملہ کے دنوں میں یہی یہ سلسلہ بدستور جاری رہا ایک شخص نے آکر اپنی ضروریات کا ذکر کیا اور کسی شخص کی شکایت کی کہ اس کا کفاف معین اسے نہیں دیا گیا۔ فرمایا۔ اس کو ہمارے گھر سے دے دو۔

ایک دن شام کو میاں دین محمد (المعروف بگا میاں) آپ کے پاس آیا اور کہا میری والدہ سلام علیکم کہتی ہے۔ جواب کے ساتھ ہی حکم دیا ابھی اس کو ایک روپیہ دے دو۔

پھر اس نے اپنی شادی کے لئے ذکر کیا کہ میری والدہ ایک جگہ تلاش رشتہ میں جانا چاہتی ہے۔ فرمایا۔

ضرور جائے ہم روپیہ دیں گے۔

پھر میاں دین محمد نے ایک دوائی بھی بیان کر دی کہ یہ استعمال کریں۔ فرمایا۔ بہت اچھا۔

نیکی کے کاموں کے لئے ادنیٰ تحریک پر بھی طیار رہتے ہیں

اس بیماری کی حالت میں میں نے دیکھا ہے کہ کسی نیک کام کی ادنیٰ تحریک بھی کی جاوے تو آپ اس کی تعمیل کے لئے فوری جوش رکھتے ہیں مولوی عبدالقادر صاحب لودہانوی نے رؤیا میں دیکھا کہ مولانا مولوی محمد قاسم مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح کی عیادت کو آئے ہیں اور انہوں نے ایک سو روپیہ صدقہ کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ حضرت کو یہ خواب سنائی گئی تو آپ نے فوراً حکم دیا کہ ایک سو روپیہ نقد صدقہ کر دو۔

غیر معمولی صفات کا اظہار

حضرت خلیفۃ المسیح کی خصوصیات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ آپ کبھی روتے نہیں۔ میں نے اس

بیماری سے پہلے صرف ...... آپ کو دو مرتبہ آنسو بہاتے دیکھا ہے ایک مرتبہ اپنے ایک بچے کی وفات پر۔ اس وقت میرے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا تھا کہ

یہ آنسو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کے لئے نکالے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بچے کی جب وفات ہوئی تو آپ کی آنکھ سے آنسو نکلے تھے اور آپ نے فرمایا۔ **اِنَّا بِفِرَاقِكَ لَمَحْزُوْنُوْن** ۔(بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی ان بك لمحزنون) اسی طرح میں بھی کہتا ہوں۔

اور ایک مرتبہ حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن میں حضرت کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ آسمان سے تقاطیر ہو رہا تھا۔ اس وقت حضرت کی آنکھ سے آنسو نکلے اور فرمایا کہ

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ آسمان ان کے لئے نہیں روتا۔ مگر عبدالکریم کے لئے آسمان بھی روتا ہے۔

ان الفاظ کے بیان کرنے میں آپ کے لہجہ میں خاص درد اور رقت تھی۔ اس کے سوا میں نے حضرت کو کبھی روتے نہیں دیکھا۔ اس بیماری میں دو مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ رو پڑے۔ اور جب ناظرین کو ان واقعات کا علم ہوگا جو آپ کے رونے کا موجب ہوئے تو اس سے آپ کی بعض غیر معمولی صفات کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک روز حافظ روشن علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشہور و معروف عربی نعتیہ قصیدہ نونیہ آپ کو سنا رہے تھے۔ حضرت کی محبت اور عشق نے آپ پر کچھ ایسا غلبہ کیا کہ بے اختیار آپ رو پڑے اور پھوٹ کر روئے۔ قریب تھا کہ اسی جوش محبت میں آپ جان دے دیں۔ آپ نے سب کو اٹھا دیا اور تنہائی حاصل کر لی۔ ایسا ہی ایک دن آپ رو پڑے اور فرمایا کہ

کیا قادیان میں کوئی حافظ نہیں ہے۔ کوئی مجھ سے قرآن نہیں سنتا اور نہ سناتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان

مرتد ڈاکٹر نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے نام ایک خط لکھا جو آج کے اخبار میں کسی دوسری جگہ طبع ہے۔ اس خط کو سنتے ہی آپ نے فرمایا۔ مرزا فی الواقعہ سچا تھا۔

(ماخوذ از کالم ''ایوان خلافت'' الحکم جلد ۱۵ نمبر ۴ مؤرخہ ۲۸ر جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۳ تا ۵)

گناہ کی حقیقت

حضرت صاحب نے خواجہ کمال الدین صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

جس مضمون کے متعلق میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں وہ گناہ کا مضمون ہے جس پر آپ کچھ لکھ چکے ہیں۔

سردار کو تبلیغ کرنے کے لئے استخارہ

ایک سرحدی افغان احمدی مولوی نے عرض کی کہ میں اپنے علاقہ کے ایک سردار کو تبلیغ کرنا چاہتا ہوں کیا حضور کی اجازت ہے فرمایا۔

میں رات کو استخارہ کر کے جواب دوں گا۔

احباب کی بیمار پرسی اور دعاؤں کی اطلاع پر اظہار مسرت

احباب کے خطوط بیمار پرسی کے لئے سب طرف سے برابر آ رہے ہیں اور ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت برابر دعاؤں میں مصروف ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ۔

یہ خوشی کی بات ہے کہ ہماری بیماری کے ایام میں جماعت اللہ کی طرف متوجہ ہے۔

فرمایا۔ مجھے آرام یہ ہے کہ مجھے اللہ سے ویسی ہی محبت ہے اور قرآن ورسول اللہ سے ویسی ہی محبت ہے اور مجھے دنیا کا کوئی غم نہیں اور اولاد کا کوئی فکر نہیں۔

(ماخوذ از کالم ''اخبار قادیان'' البدر جلد ۱۰ نمبر ۱۴ مؤرخہ ۲؍فروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

ایوان خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے عود کر رہی ہے۔ زخم کا بہت سا حصہ بھر گیا ہے۔ پچھلے دو دنوں میں آپ کو خواب اور دوائی کے دینے کی وجہ سے ضعف رہا۔ کھانے پینے کی طرف کم توجہ ہے۔ آج صبح ۵؍فروری ۱۹۱۱ء کو میں حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور دو تین دوست اور تھے۔ فرمایا۔

خدا کی قدرت ہے کھانے پینے کی طرف طبیعت متوجہ نہیں۔ پانی تک سے نفرت ہے۔ اور

عجیب بات ہے کہ پیشاب خوب آتا ہے۔

اس پر میں نے عرض کیا کہ حضرت! عملی طور پر اس حدیث کی سچائی سمجھ میں آ گئی ہے جس میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بیمار کو کھلاتا پلاتا ہے۔ پھر فرمایا۔

عجیب بات ہے سوڈا واٹر پینے کو طبیعت چاہے۔ وہ تین دن سے یہاں نہیں اور جو پانی جنجر وغیرہ یہاں ہے اس سے نفرت ہے۔

ایک کشف

اسی طرح پر کچھ باتیں ہو رہی تھیں کہ چند منٹ خاموش ہوئے اور پھر یکا یک بولے۔

ابھی میں نے دیکھا ہے کہ اسی مقام پر کسی پرند کا مزیدار شوربا کھایا ہے اور اس کی باریک باریک ہڈیاں پھینک دی ہیں۔

یونہی آپ نے یہ کشف سنایا۔ میں نے عرض کی کہ اس کو پورا کرنے کے لئے کسی پرند کے گوشت کا انتظام کیا جاوے۔ یہ کہہ کر میں اٹھا تا کہ صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب جو کبھی کبھی ہوائی بندوق سے شکار کھیلا کرتے ہیں انہیں عرض کروں کہ کوئی پرند شکار کریں۔ میں جب ان کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت انہوں نے کچھ پرند شکار کئے ہیں۔ وہ حضرت کی خدمت میں پیش کئے گئے اور حضرت بہت خوش ہوئے۔

بیعت کے بعد فرمان

۳؍فروری ۱۹۱۱ء کو بعض افغانوں نے جو یہاں کچھ عرصہ سے آئے ہوئے ہیں رخصت چاہی اور بیعت کی۔ حضرت نے بعد بیعت فرمایا۔

بری صحبتوں میں نہ بیٹھو، نماز سنوار کر پڑھو، درود شریف اور استغفار بہت پڑھا کرو۔

نصیحت نامہ

اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہم ایک نصیحت نامہ لکھ دیں گے۔ تب رخصت کریں گے۔

چنانچہ ۴؍فروری ۱۹۱۱ء قبل دوپہر حضرت نے مندرجہ ذیل نصائح آپ نے ایڈیٹر الحکم کے قلم سے لکھوا

دیں جن کا اردو ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

(اوّل) تمام آدمی نماز کو اوّل وقت پوری توجہ سے ادا کریں۔

(دوم) دعاؤں میں بکثرت مشغول رہیں۔

(سوم) لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وظیفہ کریں۔

(چہارم) درود شریف، لاحول اور استغفار سے غافل نہ ہوں۔

(پنجم) امرا سے مباحثہ نہ کریں اس باب میں سخت تاکید ہے کیونکہ امرا عموماً حق سے دور ہوتے ہیں اور تکبر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ہاں ان کے حق میں دعا کرو خواہ یہ امرا گاؤں کے ہوں یا امرائے سلطنت ہوں۔

(ششم) غربا میں کوشش کرو کہ وہ کسی پر ظلم نہ کریں اور نمازیں پڑھیں۔

(ہفتم) لڑائی فساد اچھی چیز نہیں اس سے ہمیشہ پرہیز رکھو۔ اور اپنے بادشاہ کی فرمانبرداری کرو۔

(ہشتم) اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو قرآن مجید کو پڑھو۔ ہاں تدبر اور تفکر سے پڑھو اور غرض قرآن پڑھنے سے عمل ہو۔ خدا تعالیٰ توفیق دے۔ (آمین)

ایڈیٹر الحکم کو نصیحت

۳ رفروری ۱۹۱۱ء کی شام کو بعد مغرب حضرت نے مجھے (یعقوب علی عرفانی) بلایا۔ میں حاضر ہوا تو چند اور احباب بھی موجود تھے۔ آپ مجھے تخلیہ میں کچھ فرمانا چاہتے تھے مگر احباب ناسمجھی سے بیٹھے رہے۔ آپ نے مفصلہ ذیل تقریر فرمائی۔

تین قوتیں

فرمایا۔ انسان کے اندر تین قوتیں ہیں۔ ایک تخیلی، دوسری علمی، تیسری عملی۔

تخیلی قوت شاعروں کی بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے بڑے بڑے نازک خیال انہیں سوجھتے ہیں اور وہ سوچتے رہتے ہیں۔ مرزا غالب بڑے نازک خیال تھے۔ ان کی یہ حالت تھی کہ بعض وقت ایک

ایسا شعر کہہ گزرتے تھے کہ دوسرے وقت خود بھی اس کی سمجھ نہ آتی تھی۔ مولوی فضل حق خیر آبادی نے ان کا دیوان ترتیب دیا۔ مرزا غالب نے انہیں کہہ دیا تھا کہ جو تمہیں سمجھ آتا ہے اسی طرز پر ترتیب دے لو۔ ایک مرتبہ یہ قوت تخیلی ان کی ایسی بڑھی کہ شاہزادہ جوان بخت کی شادی پر سہرا کہا اور اس میں بڑا دعویٰ کیا۔ آخر ذوق نے مقابلہ کیا اور مرزا غالب کو مجبوراً عذر کرنا پڑا اور شرمندہ ہونا پڑا۔ انشاء اللہ خان بھی بڑے پایہ کا شاعر تھا اور بڑا نازک خیال مگر آخر گمنامی کی زندگی میں جان دے دی۔ یہ نتیجہ تھا قوت تخیلی کی ترقی کا۔ فارسی میں حضرت امیر خسرو بڑے پایہ کے شاعر گزرے ہیں اور ان کی قوت تخیلی بھی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمۃ کی خلافت سے محروم رہے۔

ایڈیٹروں کی بھی قوت تخیلی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ جب قوت تخیلی کا زور ہو تو اسے علمی اور عملی قوتوں کے رنگ میں لانے کی کوشش اور دعا کرنی چاہئے۔ عملی قوت انبیاء علیہم السلام کی بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی عملی قوت ہی تو تھی جس نے اپنے مخالفین کو غرق کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عملی قوت کا تماشا دیکھو کہ فرعون اور اس کی جماعت کو غرق کر دیا۔ اعلیٰ درجہ کی چیز یہی ہے اور پھر اگر یہ نہ ہو تو علمی قوت کو بڑھانا چاہئے۔ صرف تخیلی قوت کو بڑھنے نہیں دینا چاہئے۔ جو لوگ قلم سے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں اور عملی رنگ پیدا نہیں کرتے وہ ناکام رہ جاتے ہیں۔ تمام کامیابیاں عملی قوت سے پیدا ہوتی ہیں۔ بیماری، افلاس اور مشکلات میں تخیلی قوت بڑھ جاتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض بعض وقت میری تخیلی قوت بڑی بڑھتی ہے مگر خدا کا فضل ہے کہ میں فوراً اس سے نکل جاتا ہوں۔ تخیلی قوت کا ایک پولیٹیکل نظارہ یزید کے وقت میں نظر آتا ہے۔ آج کوئی اپنا نام بھی یزید نہیں رکھتا اور اس کا ذکر کوئی خیر سے نہیں کرتا۔ پس یاد رکھو کہ اس قوت کو بڑھنے نہیں دینا چاہئے۔ اگر چاہو تو تم تخیلی قوت کے نہ بڑھانے پر میرے ہاتھ پر بیعت کر لو (عرض کیا کہ ابھی خدا کے فضل سے حاضر ہوں) تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس کو مت بڑھاؤ اور اس سے توبہ کرو۔

اس پر میں نے عرض کیا کہ حضرت طبیب ہیں میری یہ قوت تخیلی اخبار ہی سے بڑھتی ہے۔اس سے پہلے ایک مرتبہ اوائل خلافت میں حضور نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ میں اخبار کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔اب اگر یہی میری قوت تخیلی کو بڑھانے والا ہے تو پھر اجازت دیں کہ میں اسے بند کردوں ۔فرمایا۔

ہرگز نہیں تم اس فن کو خوب سمجھتے ہو اور یہاں جو لوگ اس کام کو کرتے ہیں ان سے بہتر ہو۔ میں یہ اجازت نہیں دیتا یہی کام کرو بس قوت تخیلی کو بڑھنے نہ دو۔ میں نے علاج اور اسباب سب کچھ بتا دیا ہے تم سمجھ سکتے ہو۔

صدقات کی طرف توجہ

میں نے قریبًا ہر اخبار میں لکھا ہے کہ ان ایام میں حضرت کو صدقات کی طرف بڑی توجہ ہے۔موضع ننگل قادیان کے قریب جو اسی کا دراصل ایک پرانا حصہ ہے وہاں طاعون کی کوئی واردات ہوگئی۔اس کی اطلاع ملی تو فرمایا۔

جماعت کو تاکید کردو کہ دعاؤں میں لگ جاوے اور استغفار کریں اور صدقات دیں۔ ہر شخص کچھ نہ کچھ صدقہ ضرور دے۔

چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں حضرت میر ناصر نواب صاحب نے احباب کو صدقات کی طرف متوجہ کیا اور قریبًا کل دوستوں سے جو یہاں رہتے ہیں صدقہ کی ایک رقم جمع کر کے قربانی کی اور غربا اور مساکین کو کھانا کھلایا۔

تعلیمِ سلوک

تعلیمِ سلوک جو میں نیچے درج کرتا ہوں جو ۳۰؍جنوری ۱۹۱۱ء کی شام کو ایک مخلص دوست کو حضرت نے لکھائی ہے۔ بہت سے لوگ وظائف اور اوراد کے مشاغل میں مصروف اور منہمک ہوتے ہیں امید کی جاتی ہے کہ یہ سطور انشاء اللہ تعالیٰ ان کے لئے سلوک کی بہترین راہ بتانے والی ہوں گی۔

بوقت شام ۳۰؍جنوری ۱۹۱۱ء حضرت خلیفۃ المسیح نے مخدوم میاں محمد صدیق صاحب کو بلوایا اور فرمایا۔

قلم دوات لاؤ میں تم کو ایک بات بتاتا ہوں۔اس کو معمولی نہ سمجھیؤ یہ بہت بڑی بات بتاتا ہوں۔

فرمایا۔قرآن کریم کی یہ آیت تین مرتبہ پڑھو اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۔(العنکبوت: ۵۲)

مخدوم صاحب کے تین مرتبہ کے پڑھنے کے بعد فرمایا۔

اللہ پاک اس آیت میں تمام منازل سلوک کے لئے فرماتا ہے۔کیا ان کو یہ کتاب (قرآن کریم) جو ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے کافی نہیں۔مومنوں کے لئے اسی میں رحمت ہے اور اسی میں تمام ذکر ہیں۔

فرمایا۔میں نظارے ہائے قدرت اور کشوف کے طریقے خوب جانتا ہوں۔مگر اس شہادت خداوندی کے بعد سلوک کے اور طریقوں کو اختیار کرنا میں کفر جانتا ہوں۔اس قسم کی راہوں کو جوگیانہ طریقے سمجھتا ہوں۔تم سب گواہ رہو میں مرجاؤں تو میری یہ نصیحت یاد رکھنا۔اگر کوئی خیال اس کے خلاف اٹھے تو لاحول پڑھنا۔شاہ عبدالعزیز صاحب کے ایک بھائی تھے جن کا نام محمد تھا۔ان کی ایک بیوی تھیں ام حبیبہ ان کا نام تھا۔انہوں نے بہت ہی کثرت سے اوراد اور اذکار شروع کر دیئے حتیٰ کہ کچھ دنوں کے بعد نفلوں کی جگہ بھی انہوں نے وظیفے ہی کر دیئے۔ایک دن ان کے میاں نے کہا کہ تم ہر روز ذکر کیا کرتی ہو لاحول کا ذکر بھی کر دیکھو۔انہوں نے مان لیا اور شروع کر دیا۔اس کے بعد انہوں نے اپنے مصلّے پر ہنومان کی شکل میں بندر کو دیکھا اور اس نے کہا کہ جس راہ پر میں نے تم کو ڈالا تھا وہ کیوں چھوڑ دی۔اس کے بعد اس کے میاں آئے اور انہوں نے پوچھا، بیوی صاحب تم نے آج کچھ دیکھا ہے۔انہوں نے جواب دیا کہ میں آئندہ توبہ کرتی ہوں۔

پھر فرمایا۔اللہ تعالیٰ کی ایک اور شہادت پڑھو جو ابتدائے قرآن مجید میں ہے الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرۃ: ۲،۳) فرماتا ہے۔میں اللہ خوب علم والا یہ شہادت دیتا ہوں کہ جس قدر لوگ متقی بنے ہیں۔علم تو مجھ کو ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی کتاب ذریعہ ہے متقی بننے کا۔خدا تعالیٰ کی یہ دوسری گواہی ہے یہ بات میں تم کو خدا کی تحریک سے کہتا ہوں۔احادیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کئی قسم کے اعوذ پڑھتے تھے۔مگر جب

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ نازل ہوئیں تو آپ نے معوذتین کے سوا سب چھوڑ دیئے۔

پھر فرمایا۔اس وقت اتنی ہی برداشت ہے زندہ رہا تو کل کچھ اور کہوں گا۔

اور صبح فرمایا۔سورۃ اعراف کے اخیر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الاعراف:۲۰۴،۲۰۵) اے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) تو کہہ میں اس وحی قرآن کے سوائے اور کسی چیز کی پیروی نہیں کرتا۔یہی لوگوں کے واسطے بصیرت تھی۔مومنوں کے واسطے تو ہدایت اور رحمت یہ ہے ہی، اگر کافر بھی مان لیں تو ان پر بھی رحمت ہوگی۔

معیار صادق

حضرت خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ بنصرہ) اپنی جگہ بعض عجیب عجیب گُر قائم کرتے ہیں۔اور ایسے گُر ہمیشہ قرآن مجید سے استنباط فرمایا کرتے ہیں کیونکہ قرآن مجید سے آپ کو عہد طفلی سے محبت ہے۔بلکہ یوں کہنا چاہئے

عہد تو دارم ازاں روزے کہ بودم شیر خوار

کیونکہ قرآن مجید آپ نے اپنی والدہ کی گودی میں پڑھا ہے۔۲۸؍دسمبر ۱۹۱۰ء کو میں آپ کی صحبت میں سعادت اندوز تھا آپ نے فرمایا۔

ایک شخص مولوی ریاض الدین احمد میرے پاس آئے۔وہ بڑے ہوشیار اور مدبر ہیں۔انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ مرزا صاحب، کشیب چندر سین، سرسید اور پنڈت دیانند یہ بڑے آدمی اس وقت ہیں اور سب نے اپنے ساتھ ایک جماعت بنائی ہے۔پھر کیونکر سمجھا جائے کہ مرزا صاحب راستباز تھے اور خدا کی طرف سے تھے اور باقی نہ تھے۔میں نے اس کو کہا کہ میں ایک گُر بتاتا ہوں جو بہت صاف ہے قرآن میں لکھا ہے۔ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا (الانعام:۱۲۴) یعنی جو لوگ بڑے ہوتے ہیں وہ مامورین سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور الگ رہتے ہیں۔اب تم بتاؤ کہ ان میں سے ہر ایک کے

ساتھ کس قسم کے لوگ شامل ہیں۔ امرا کس کے ساتھ ہیں اور کس سے الگ رہتے ہیں۔ اس پر اسے سخت حیرت ہوئی اور خاموش ہوگیا۔ کہنے کو یہ ایک فقرہ ہے مگر اس کے اندر ایک لطیف اصول صادقوں کی شناخت کے لئے بتایا گیا ہے کہ جب کوئی مامور دنیا میں آتا ہے تو اوّلاً اس کو قبول کرنے والے غربا اور ضعفاء ہوتے ہیں۔ اور جو رؤسا اور امرا ہوتے ہیں وہ ان سے الگ رہتے ہیں۔ اس میں بھی ایک لطیف سِرّ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کا کرشمہ نظر آتا ہے۔ اس حالت بے کسی اور بے سروسامانی میں وہ بندہ خدا اپنی کامیابی اور مخالفین حق کی نامرادی کی عجیب پُرشوکت پیشگوئیاں کرتا ہے اور تمام طاقتیں اس کی ہستی کو مٹانے کے لئے جدوجہد کرتی ہیں۔ اس وقت کوئی شخص بھی یہ یقین نہیں کرسکتا کہ یہ کامیاب ہوسکتا ہے۔ لیکن آخر اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور نصرتیں اس کے شامل حال ہوتی ہیں اور وہ بے کس، بے زر، بے زور انسان جس کے ساتھ بالکل غریب اور کس مپرس ہوتے ہیں کامیاب ہوجاتا ہے۔ تب صاف طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ کسی انسانی ہستی کا کام نہیں بلکہ صاف تائید ایزدی ہے۔ علاوہ بریں اگر اوّلاً بڑے بڑے آدمی شامل ہوجائیں تو اس راستباز کی شاندار کامیابی کا زمانہ آوے تو اس کی صداقت مشتبہ ہوسکتی ہے۔ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ان مدبروں اور مالداروں کی کوشش اور تائید سے وہ کامگار ہوا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سنّت رکھی ہے کہ جب کوئی مامور دنیا میں آتا ہے تو اوّلاً اس کے ساتھ نہایت غریب اور ضعیف لوگ شامل ہوتے ہیں تاکہ قدرت ربّانی صاف صاف نظر آوے۔ اس طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتداً غربا ہی نے قبول کیا۔

کلام کو سمجھنے کا ملکہ

حضرت خلیفۃ المسیح کو اللہ تعالیٰ نے ایک غور کن دل و دماغ عطا فرمایا ہے اور آپ ہر معاملہ کے باریک در باریک حصص پر غور کرنے کے عادی ہیں اور اسی لئے بعض وقت جب حضرت کسی شخص کی تحریر سے کوئی نتیجہ نکال کر پیش کرتے ہیں اور وہ کہا کرتا ہے کہ حضور میرا مطلب یہ نہیں تو تحدیث بالنعمت کے طور پر فرمایا کرتے ہیں کہ

میں خدا تعالیٰ کی کلام کو تو اس کے فضل سے سمجھ لیتا ہوں تو کیا انسانی کلام نہیں سمجھ سکتا؟

اس سے مجھے صرف یہی دکھانا ہے کہ حضرت کائنات کے تمام واقعات کو نہایت غور سے دیکھنے کے عادی ہیں۔

صحابہؓ کی ایک خصوصیت

۶ جنوری ۱۹۱۱ء کو بعد نماز جمعہ مجھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا۔ آپ نے فرمایا۔

میں نے صحابہؓ کی تاریخ کو بڑے غور سے پڑھا ہے اور بہت پڑھا ہے بہت سی خصوصیتیں ان کی مجھے نظر آتی ہیں مگر ایک خصوصیت بیان کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ **صحابہؓ میں کوئی بہرہ نہ تھا۔** یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا ایک نشان تھا وہ لوگ دین کے مبلغ ہونے والے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سن کر انہوں نے محفوظ رکھنا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی کو بہرہ نہیں رکھا۔

فرمایا۔ مجھے صحابہؓ کی بعض عجیب عجیب باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ عظیم الشان صحابہؓ میں میں دیکھتا ہوں کہ کسی نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا کی کسی چیز کے لئے دعا کی درخواست نہیں کی۔ خدا کا احسان ہے کہ **میں نے بھی حضرت صاحب سے کبھی کوئی ایسی درخواست نہیں کی۔**

انعامات الٰہیہ کا مطالعہ

قادیان میں ایک عورت ان دنوں دماغی بیماری سے بیمار ہے۔ یہ عورت ایک ذہین اور قابل استانی ہے، فارسی زبان بڑی بے تکلفی سے بولتی ہے، قرآن مجید کا بھی فہم رکھتی ہے۔ خدا کی شان ہے کہ وہ عارضہ دماغ سے بیمار ہے۔ اس کی حالت کے ذکر پر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے انعامات ہوتے ہیں مومن کو چاہئے کہ ان انعامات کا مطالعہ کرتا رہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے اور اس محبت کی وجہ سے وہ خدا کی طرف جھکتا ہے اور توجہ الی اللہ میں ترقی کرتا ہے اور پھر شکر کی توفیق ملتی ہے۔ اگر ایسا نہ کرے تو بعض وقت پر عذاب الٰہی کسی رنگ میں نازل

ہو جاتا ہے۔ یہ عورت کیسی قابل استانی ہے مگر دماغ کی کنجی تو خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔اللہ تعالیٰ نے ادھر سے ادھر پھیر دی۔ وہی دماغ اب دوسرے رنگ پر کام کرنے لگا ہے۔ جہاں پہلے حیا اور سوچ اور فکر تھا اب آزادی اور بے حد آزادی ہے۔ میں جانتا ہوں اسی طرح ایمان اور کفر کی بھی کنجی ہوتی ہے۔ خدا ہی کے فضل سے انسان مومن باللہ ہو جاتا ہے وہی ہدایتوں کی راہوں کو کھولتا ہے۔ بہشت اور دوزخ کی کنجی بھی ہے۔اسی کا فضل ہو تو انسان بہشت کو حاصل کرے اور دوزخ سے بچے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مطالعہ عجیب چیز ہے اور جن سے اس کی کوئی نعمت چھن جاتی ہے اس کا مطالعہ بھی عجیب تاثیر رکھتا ہے۔ اگر خوف اور عبرت سے انسان دیکھے تو خدا کی طرف اس سے توجہ بڑھ جاتی ہے اور یہ خوف مبارک خوف ہوتا ہے اس لئے کہا ہے ایمان امید و بیم کے درمیان ہے۔

(ماخوذ از کالم ''ایوان خلافت'' الحکم جلد ۱۵ نمبر ۵ مؤرخہ ۷؍فروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۳ تا ۶)

کتابوں کا شوق

(۶؍فروری بعد عصر) باوجود اس حالت تکلیف کے مفید دینی کتب کے منگوانے کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ کتابوں کی جو فہرستیں کتب فروشوں سے آتی ہیں ان کو سنتے اور کتابیں منگوانے کے واسطے نشان کراتے ہیں۔ چند کتابیں اخویم محمد ذوالفقار علی خان صاحب نے رامپور سے نقل کرا کر بھیجی ہیں۔ ان کا ذکر تھا۔ فرمایا۔

بڑی بڑی نایاب کتابیں خدا نے مجھے دی ہیں ان میں ایک محلّٰی ابن حزم ہے۔

تخفیف ہے

فرمایا۔ میں بیٹھنا چاہتا ہوں۔

تھوڑی دیر بغیر سہارے کے اور پھر تکیوں کے سہارے سے بیٹھے رہے۔ میر ناصر نواب صاحب حاضر ہوئے ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اب بہت تخفیف ہے۔ جی بیٹھنے کو چاہتا ہے یہ بھی تخفیف کا نشان ہے۔

ایک مبشر خواب

عاجز راقم نے محبی اخویم چودھری غلام حسین اسٹیشن ماسٹر بہاولپور کا خط پیش کیا جس میں وہ اپنا ایک خواب لکھتے ہیں کہ حضور چھوٹی مسجد میں حسب دستور درس قرآن کریم دے رہے ہیں اور سفید لباس حضور نے پہنا ہوا ہے اور تازہ عمدہ حنا کا رنگ ریش مبارک پر چڑھا ہوا ہے۔ اس خواب سے بندہ کے دل میں راحت ہوئی۔

فرمایا۔ بڑی مبارک خواب ہے بہت مبارک ہے بہت خوشی ہوئی۔

تعبیر خواب

ایک شخص کا خواب پیش ہوا کہ اگر کوئی کسی سے لحاف اور توشک مانگے تو اس کی کیا تعبیر ہے؟ فرمایا۔
مانگنے والے کو آرام دنیا کی خواہش ہے۔ (البدر جلد ۱۰ نمبر ۱۵ مؤرخہ ۹ رفروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

ایوان خلافت

طویل عرصہ علالت

حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت پر تین مہینے کے قریب گزرتے ہیں۔ اور یہ اتنا لمبا عرصہ ہے کہ میں نے ایک روز دریافت کیا کہ حضور کی تمام زندگی میں بیماری کا اتنا لمبا زمانہ نہیں گزرا ہوگا؟ فرمایا۔ کبھی نہیں۔

خوشی کی بات

علالت سے ایک فائدہ بھی پہنچا ہے اور وہ یہ ہے کہ دعاؤں کی تحریک ہوگئی۔ قوم میں توجہ الی اللہ کا ایک جوش پیدا ہوگیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس جوش کو دیکھ کر تو یہی فرمایا کہ بڑی خوشی کی بات ہے۔

جنّ کیا ہوتے ہیں؟

ایک روز سورۃ جنّ اس (حافظ روشن علی صاحبؓ) نے پڑھی اور سوال کیا کہ جنّ کیا ہوتے ہیں؟ اس کے جواب میں حضرت نے جو کچھ فرمایا میں اسے اپنے حافظہ کی بنا پر بطور خود ترتیب دے کر لکھتا ہوں۔

فرمایا۔ جنّ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ نور اور ظلمت دونوں کا خالق ہے۔ پھر نوری

مخلوق کے مظاہر ہیں۔ ملائکہ اور انبیاء و رسل، اولیاء اللہ اور دوسرے صلحاء اور راستباز یہ نوری مخلوق ہے اور نور کے مظاہر ہیں۔ اسی طرح پر ظلمت کی بھی ایک مخلوق ہوتی ہے اور اس کے مظاہر بھی ہوتے ہیں۔ ظلمت کے فرزندوں میں سب سے بڑا وجود ابلیس کا ہے۔ پھر اس کے مظاہر میں شریر اور بدچلن لوگ ہر قسم کی اذیت دینے والے۔ ان مظاہر کو وہ نور کے ہوں یا ظلمت کے علیٰ قدر مراتب دیکھتے بھی ہیں۔ ملائکہ بھی بعض کو نظر آتے ہیں۔ ہاں یہ ضروری نہیں کہ سب کے سب ان کو دیکھیں۔ میں نے ملائکہ کو بھی دیکھا ہے اور شیطان کو بھی دیکھا ہے ان ایام میں جب کہ میں نور دین کتاب لکھ رہا تھا جو آخر لاحول کے حربہ سے بھاگ گیا۔ غرض جنّ بھی ایک مخلوق ہے۔ حدیث میں سانپ، کالا کتا، مکھی، بھوری چیونٹی اور وبائی جرمز وغیرہ پر بھی جنّ کا لفظ بولا گیا ہے۔ یہ کیڑے تاریکی میں پرورش پاتے ہیں۔ طاعون کے کیڑے کے متعلق لکھا ہے کہ وہ تاریکی میں پرورش پاتے ہیں اس لئے کہ وہ ظلمت کی مخلوق ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا ہے کہ جب شام ہو جاوے تو اپنے دروازوں کو بند کر لو اور بچوں کو باہر نہ جانے دو۔ کیونکہ تاریکی میں کیڑے نقصان پہنچاتے ہیں دروازے بند ہوں تو وہ ٹکر کھا کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ یہ کیسا سچا فلسفہ ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت دی تھی۔ اب صوبہ کے لفٹننٹ گورنر نے طاعون کے متعلق جب ہدایات دیں تو انہوں نے بھی یہی لکھا۔ پھر طاعون کے کیڑوں کا تعلق چوہوں سے ہے اور چوہے بھی دیواروں و زمین کے نیچے بلوں میں اندھیرے میں رہتے ہیں۔ پس جنّ ایک مخلوق ہے اور یہاں جنّ ایک قوم کا ذکر ہے جو بنی عقیش کہلاتے تھے اور قوموں کے نام اس قسم کے ہوتے ہیں جیسے بعض اقوام کو ملک کہہ دیتے ہیں۔

درس قرآن مجید کا اجرا

میں درس قرآن مجید کے بند رہنے کے متعلق کچھ لکھ چکا ہوں۔ ابھی یہ مضمون میں نے ختم نہیں کیا تھا کہ مجھے اطلاع ملی کہ حضرت نے اس ضرورت کو محسوس کر کے صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد

صاحب کو حکم دیا ہے کہ وہ بعد عصر قرآن مجید کا درس دیا کریں اور اگر وہ کسی وجہ سے نہ دے سکیں (کیونکہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی طبیعت بھی قدرے ناساز رہتی ہے) تو پھر مولوی سید سرور شاہ صاحب اور اگر وہ بھی نہ دے سکیں تو قاضی مولوی سید امیر حسین صاحب درس دیں۔ آج ۱۳؍فروری ۱۹۱۱ء سے بعد عصر مولوی سید سرور شاہ صاحب قرآن مجید کا درس شروع کریں گے۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

تقرب الی اللہ کی راہ ڈھونڈو

جنّ کے متعلق مندرجہ بالا تقریر بیان کر کے فرمایا کہ

قرآن مجید میں جو احکام ہیں ان پر بھی فقہ کی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اور ایسے سوالات لوگ کرتے ہیں جن کا کوئی تعلق قرب الٰہی کی راہوں سے نہیں ہوتا۔ مثلاً آدم پہلے کیونکر پیدا ہوا؟ پھر اس کی بیوی کیسے پیدا ہوئی؟ نکاح کیسے ہوئے تھے؟ وغیرہ۔ ایک لمبا سلسلہ ایسے سوالات کا ہوتا ہے ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان راہوں کو تلاش کیا جاوے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہیں ہیں۔ بہت ہی تھوڑے آدمی ہوتے ہیں جو ان باتوں پر توجہ کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ ان باتوں پر غور کریں۔

قرآن مجید کی خاص عظمت

حضرت کے دل میں قرآن مجید کی عظمت جس درجہ پر ہے، اس کا اظہار کسی قدر اس امر سے ہوسکتا ہے کہ آپ جب قرآن مجید سنتے ہیں علی العموم حافظ قرآن کو کرسی پر یا اپنے برابر چارپائی پر بٹھا لیتے ہیں۔ ایک روز اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں آپ کو مدرسہ دینی کے بعض حالات سے اطلاع دی۔ آپ نے اسی وقت توجہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عظمت قرآن کو کس طرح پر قائم کرنا چاہتے ہیں۔

لنگر خانہ کی طرف توجہ

حضرت خلیفۃ المسیح کے دل میں اللہ تعالیٰ نے لنگر خانہ اور مہمان خانہ کی طرف توجہ کو مبذول فرمایا ہے۔ آپ نے جدید مہمان خانہ تیار کرنے کے لئے حکم دیا ہے اور بعض ضروری اصلاحوں کے لئے ہدایات آپ

نے جاری کی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت جلد مہمان خانہ کی اصلاح اور مدرسہ احمدیہ میں طالب علموں کی نشست وغیرہ کے لئے ضروری سامان کی بہم رسانی عمل میں آئے گی۔

آپ نے مہمان خانہ کی جدید تعمیر کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کوفرمایا ہے کہ ہماری زندگی میں تعمیر کرادو تاکہ ہم دیکھ لیں۔

شرح بسط

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ میرا نام آسمان پر عبدالباسط ہے۔

آپ کے حالات میں ہر چیز کے بسط کے نظارے تو بارہا دیکھے گئے ہیں مگر چونکہ یہاں صرف واقعات ایام علالت کا ذکر ہے اس لئے ان کا ہی ذکر کرنا چاہئے۔ کچھ دن گزرے کہ آپ کی طبیعت اچار کی طرف متوجہ ہوئی اور زمین قند کے اچار کو آپ نے چاہا اس خواہش کے اظہار پر کثرت سے نہ صرف اچار بلکہ مختلف قسم کے اچار آنے لگے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔

میرے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا بسط کیا ہے۔ جس چیز کی خواہش میرے دل میں آتی ہے وہی کثرت سے مہیا ہو جاتی ہے۔ یہ اس کا رحم اور غریب نوازی ہے۔

لَا يَخَافُ عُقْبَهَا

ایک مخالف کے لڑکے کا ذکر تھا وہ اپنی تعلیم کے سلسلہ کو جاری رکھنے کی خاطر اعانت چاہتا تھا۔ ایڈیٹر الحکم کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ خدا کے ماموروں پر نکتہ چینی کا نتیجہ کبھی مبارک نہیں ہوتا۔ حضرت مرزا صاحب کی ذریّت پر اعتراض کا یہ وبال ہے اور اگر غور کیا جاوے تو اسی دن سے یہ سلسلہ شروع ہوتا ہے جب اس نے اعتراض کیا۔ قرآن مجید میں مرد صالح کی اولاد کے متعلق ایک واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو راستبازوں کو جن میں ایک عظیم الشان نبی تھا ان کی دیوار کو درست کرنے کے لئے بھیج دیا اور فرمایا كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا (الکھف: ۸۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بچوں میں کوئی کمزوریاں ہوں گی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے باپ کی صلاحیت اور نیکوکاری کے باعث ان بچوں کی پردہ پوشی بھی کی

اور نقصان سے بچایا۔ اور دوسری طرف فرمایا لَا يَخَافُ عُقْبٰهَا (الشمس: ۱۶) اللہ تعالیٰ کا جب غضب بھڑکتا ہے اور اس کا عذاب شریروں پر آتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ ان کی اولاد کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ لَا يَخَافُ عُقْبٰهَا کے ایک یہ معنے بھی ہیں عقبیٰ میں اولاد کو داخل کیا ہے خدا کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے۔ انسان اگر اپنی اولاد سے نیکی کرنا چاہے تو اس کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ خود صالح بنے، متقی ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اولاد کی بھی ضائع نہیں کرتا۔

سابق بالخیرات

حضرت خلیفۃ المسیح کی عام عادت ہے کہ کوئی نیک تحریک اور کوئی کرے آپ اس میں ضرور سب سے پہلے حصہ لیتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب ناظم مدرسہ احمدیہ کو خیال ہے کہ کوئی آدمی مصر بھیجا جاوے جو وہاں تعلیم حاصل کرے اور پھر وہ مدرسہ احمدیہ میں کام کرے۔ ایسا ہی اس کے ذریعہ اور ضروری کام بھی لئے جاویں۔ یہ تجویز حضرت کی خدمت میں پیش ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ

دو تین آدمی بھیجنے چاہئیں نصف خرچ ہم دیں گے۔

(ماخوذ از کالم ''ایوان خلافت'' الحکم جلد ۱۵ نمبر ۶ مؤرخہ ۱۴ فروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۳، ۴)

گناہوں سے کس طرح بچ سکتے ہیں

فرمایا۔ استغفار سے، اگر گناہ سے نہ بچ سکے تو لاحول بہت پڑھے جائے تھکے نہیں۔ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ عَنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ. خدا سے پناہ خدا ہی دیوے تو بات بنتی ہے۔ طاعون کا کیڑا اتنا باریک ہوتا ہے پھر کس قدر بڑھتا ہے۔ وہی بچائے تو بچائے۔

استغفار اور لاحول سے بھی گناہوں سے نہ بچ سکے تو ہمت نہ ہارے۔ استغفار اور لاحول اور دعا کہے جاوے۔ استقامت کرے، گھبراوے نہیں۔

شیخ محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں کہ ایک شخص پر مجھے بہت حسن ظن تھا۔ لوگوں نے کہا شراب پیتا ہے۔ میں نے نہ مانا، ایک دن وہ شراب پی رہا تھا کسی نے آ کر خبر کی۔ میں نے کہا ہمیں دکھاؤ۔ میں اس

کے مکان پر گیا۔نوکر نے اندر خبر کی۔ کہا کہ عرض کردو کہ اس وقت میں مل نہیں سکتا۔ میں نے کہا ہم نے ملنا ہے۔ کہا کہہ دو کہ شراب پی رہا ہے۔ میں نے کہا کچھ بھی ہو ہم نے ملنا ہے۔غرض اندر گیا تو دیکھا کہ جامِ شراب منہ سے لگا ہے مگر دیکھا کہ ہر گھونٹ کے بعد سچی توبہ دل سے نکلتی ہے اوراس توبہ کے ساتھ ایک نوراترتا معلوم ہوتا ہے۔غرض صاحبِ ہمت گھبراتا نہیں وہ توبہ کئے جاتا ہے کوشش کئے جاتا ہے۔

لفظ عشق اور قرآن وحدیث عشق کا لفظ قرآن اور حدیث میں نہیں۔ایک حدیث صوفیوں نے لکھی ہے مگر وہ کسی صوفی کا اپنا لفظ ہے۔

عشق کا لفظ اچھے معنی نہیں رکھتا۔غیر اللہ سے حبّ کو کہتے ہیں۔ یہ کسی اعمال کی سزا ہوتی ہے۔ شرک ہوتا ہے۔بھیرہ میں ایک لڑکا کسی عورت پر عاشق ہوگیا۔اخیر میں جنون ہوگیا۔لوگوں نے کہا کہ خدا کے لئے اس لڑکی کو اسے دکھا دو۔دیکھ کر کہنے لگا میں نہیں جانتا یہ کون چڑیل ہے۔لوگوں نے کہا یہ فلانی ہے۔ کہنے لگا ہر گز نہیں۔اس کی ناک ایسی، آنکھ ایسی وغیرہ وغیرہ۔نہ مانا، خیر میں نے علاج کیا اچھا ہوگیا۔ میں نے پوچھا تو نے اس وقت نہ پہچانا۔ کہنے لگا خیال میں تصور باندھتے باندھتے کچھ اور کی اور ہی بن گئی تھی۔ یہ کسی بداعمالی کی شامت کا نتیجہ ہوتا ہے اور شرک ہوتا ہے۔

انسان مختار ہے یا مجبور ہے اس بحث میں پڑنا احمق پن ہے۔قرآن اور حدیث میں یہ لفظ آیا ہی نہیں۔ (البدر جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مؤرخہ ۱۶ رفروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

دورانِ علالت ہونے والے افضالِ الٰہیہ کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بڑا فضل ہے اس بیماری میں خدا تعالیٰ نے اپنی قدرتوں اور بندہ نوازیوں کے عجیب عجیب جلوے دکھائے ہیں۔ میں اس بیماری میں دعاؤں کا بڑا قائل ہوگیا ہوں۔ دعائیں مجھ پر بڑا بڑا فضل کرتی ہیں۔ میرے خدا نے مجھ پر بڑے بڑے احسان کئے ہیں میرا جی چاہتا ہے خدا تعالیٰ مجھ کو طاقت دے تو میں تم پر وہ انعامات بیان کروں جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر فرمائے ہیں۔آج بھی مجھ کو الہام ہوا ہے کہ ”اَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَنْ مَنْ سِوَاكَ“ نیند کے لئے ڈاکٹر مجھے دوائی پلاتے تھے کہ

کسی طرح نیند آ جائے اور نیند نہیں آتی تھی۔ آج میں نے دوا جو چھوڑ دی تو ۵ گھنٹے نیند آئی۔ خدا تعالیٰ بڑا بادشاہ ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ میری نصیحت یاد رکھو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھو اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی امیدیں رکھو۔ یہ جو مشکلات آتے ہیں درجہ بلند کرنے کے لئے آتے ہیں ان مشکلات سے ہرگز مت گھبراؤ اور خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔ یہ مختصر نصیحت ہے مگر ضروری ہے اور یاد رکھنے والی ہے معمولی نہ سمجھو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور تمہارا حافظ و ناصر ہو۔ (آمین)

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مؤرخہ ۱۶؍فروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۲)

درس قرآن کے اجراء کے لئے اضطرار اور دعا کی تحریک

حضرت مولانا امیر المومنین کی طبیعت میں افاقہ ہوا تو درس قرآن کے اجراء کے لئے عرض کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔

رتڑ چھتّر میں ایک بزرگ تھے قحط سالی اور بارش کی کمی تھی۔ لوگوں نے ان سے عرض کی حضور بارش کے لئے دعا فرمائیں۔ بزرگ موصوف نے اپنے ایک خاص الخاص مرید کو حکم دیا کہ میرے سامنے سے چلے جاؤ اور کبھی مت آؤ جب تک بارش نہ ہو جائے۔ وہ خادم چلا گیا اور دعا کرتا رہا کہ اے مولا بارش کر دے میں تو اپنے پیر کے ملنے سے بھی رہ گیا۔ اس کے اضطرار کے باعث دعا قبول ہوئی اور بارش ہوگئی۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ اضطرار پیدا ہو اور دعائیں کی جائیں۔

ارشاد الامیر

(مرتبہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

بیوی سے حسن معاشرت فرمایا۔ بیوی کی غلطیوں کو بھول جانا چاہئے۔ اگر غلطیاں یاد رکھی جائیں تو دل میں رنجش آ جاتی ہے اور یہ حسن معاشرت کے خلاف ہے۔

روح کے جسم خاکی سے علیحدگی پر نئے جسم کا مشاہدہ فرمایا کہ جب روح جسم خاکی سے علیحدہ ہوتی ہے تو وہ اپنے ساتھ ایک نیا جسم لے کر نکلتی ہے جو ہر ہر عضو سے نکلتا ہے۔ میں نے ایسے جسم

خود دیکھے ہیں ایک شخص کو جو اس وقت زندہ موجود ہے اس کو میں نے دیکھا اس کا جسم خنزیر کا ہے۔ایک ہی وقت میں اس کا ظاہری جسم اور خنزیر والا جسم اپنے چار پیروں پر چلتا دیکھا ہے۔پہلے میں اس کو نیک آدمی سمجھا کرتا تھا یہ حالت دیکھ کر خیال بدل گیا۔

بیماری کی حالت میں کلوروفارم سونگھانے سے جو بیہوشی ہوتی ہے اس میں اعصاب پر اثر پڑتا ہے اور احساس کا مادہ زائل ہو جاتا ہے اس لئے ان باطنی اجسام کو دیکھ نہیں سکتا۔مگر موت کی حالت جدا ہوتی ہے۔اہل کشف لوگوں نے کسی شخص کی موت کے وقت ایسا جسم نکلتا مشاہدہ کیا ہے۔مگر جب یہ نظارے خدا دکھاتا ہے تو ایسے لوگوں میں ستاری کی شان بھی رکھ دیتا ہے پھر وہ میت کا پردہ فاش نہیں کرتے۔ہر ایک کے جسم کی حالت جدا ہی دیکھی ہے اگر سناؤں تو بڑا وقت چاہتا ہے۔خدا کی غریب نوازی اور رحمت بہت وسیع ہے وہ جس کو چاہے معاف کردے۔اس لئے ان باتوں کو بتانے میں احتیاط لازم ہونی چاہئے۔

طاقت کی دعا کی تحریک فرمایا۔صحت کی دعائیں تو بہت ہوئی ہیں اور صحت الحمدللہ حاصل ہوئی۔ صحت کی دعا کے ساتھ طاقت کی دعا بھی ہونی چاہئے۔ (البدر جلد ۱۰ نمبر ۱۷ مؤرخہ ۲۳ر فروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۱)

بیماری سے منشاء الٰہی اور فوائد

۲۵ر فروری ۱۹۱۱ء کو قبل عصر خاکسار ایڈیٹر الحکم نے عرض کی کہ آپ نے اوائل علالت کے ایام میں فرمایا تھا کہ اس بیماری سے جو منشاء الٰہی ہے اور جو فوائد ہیں وہ توفیق ملی تو بیان کروں گا۔اب تو خدا کے فضل سے حضور کی طبیعت اچھی ہے تھوڑا تھوڑا اگر آپ لکھا دیں تو بہت اچھا ہو۔

فرمایا۔ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہی سب کچھ موقوف ہے جب وہ توفیق دے گا تو لکھے جائیں گے۔بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ جماعت میں دعا کے لئے توجہ پیدا ہوگئی اور دعا ہی بڑی ضروری چیز ہے۔عجیب بات یہ ہے کہ عبدالحکیم ایک طرف تو پیشگوئی موت کرتا ہے اور دوسری طرف اسی رات کو جو میری موت کے لئے مقرر کرتا ہے خدا تعالیٰ سے میرے لئے دعا کی طرف پھیر دیتا ہے۔یہ تعجب کی بات ہے۔

غرض فرمایا کہ

یہ کیا کم فائدہ ہے۔ پھر میرا اپنا ایمان خدا تعالیٰ پر بہت بڑھ گیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ بدوں اسباب کس طرح پر میری پرورش کرتا ہے۔ اس کی غریب نوازیوں کے عجیب عجیب مشاہدات میں نے اس بیماری میں کئے ہیں جن کو میں گن بھی نہیں سکتا۔

قرآن مجید پر میرا ایمان بہت بڑھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بہت بڑھ گئی ہے۔ بیماری میں بعض بعض وقت سخت گھبرا اور اضطراب ہوتا ہے اور مجھے بھی ہوا۔ ایسے وقتوں میں ایمان کا قائم رہنا صرف خدا تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے۔ میں نے ان اضطراب کی گھڑیوں میں بھی خوب غور کی اور دیکھا تو میں نے اپنے آپ کو خدا کے فضل سے خوش پایا اس لئے کہ میں دیکھتا تھا۔ **میرا دل اپنے مولیٰ سے خوش ہے!** اور وہ ان تکالیف میں بھی اس کے فضل کو محسوس کرتا ہے۔ ایمان کا دینا اور اس کا بڑھانا اور پھر اسے قائم رکھنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے۔ اسی نے مجھے ایمان دیا اور اسی نے اس ذریعہ سے بڑھایا اسی کے فضل سے میں یقین کرتا ہوں کہ وہ قائم رکھے گا۔

فرمایا۔ اس بیماری میں اللہ تعالیٰ نے میرے رزق کو بہت بسط کیا اور جینی لوگ جن کو کوئی تعلق نہیں انہوں نے بھی بدوں کسی تحریک اور تعلق کے روپیہ بھیجا۔ یہ سب خدا تعالیٰ کے فضل کے عجائبات ہیں اور اس قدر ہیں کہ کوئی گن نہیں سکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عجیب عجیب کمالات میں نے مشاہدہ کئے ہیں اور ان کو دیکھ دیکھ کر بے اختیار زبان سے نکلتا ہے۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم

کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

حسن معاشرت کا عجیب پہلو

اس سے پہلے بھی اسی سلسلہ مضامین میں میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حسن معاشرت کے بعض

نمونے پیش کئے تھے مگر میں سمجھتا ہوں کہ جس قدر زیادہ ہوں وہ کم ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح کے دل میں عورتوں کی ہمدردی اور اصلاح کے لئے ایک خاص جوش ہے اور یہ امر آپ کے ان خطبوں سے جو نکاح کے موقعہ پر آپ پڑھتے ہیں بخوبی ظاہر ہے۔

کبھی غذا کے متعلق کوئی امر پیش آیا تو آپ نے والدہ عبدالحی کی تجویز کو مقدم رکھا۔آج ۲۴رفروری ۱۹۱۱ء کو آپ نے قبل عصر پینے کے لئے جنجر طلب کیا۔مگر اندر سے کہلا بھیجا کہ قہوہ اور کچھ کھانے کو دیں گے۔حضرت نے فرمایا کہ

اگر اس وقت کچھ کھایا تو رات کو نہیں کھایا جائے گا۔میں صرف تھوڑا سا پانی پیتا ہوں۔

مگر والدہ عبدالحی نے جو تیار کیا تھا اسے پلانا چاہا اور پھر کہا کہ نہیں کچھ قہوہ اور تھوڑا سا کیک کھا لو۔اس پر فرمایا۔اچھا۔

یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے اور بعض دل ودماغ اس کو غیر ضروری اور فضول سمجھیں۔مگر نہیں اس میں کتنا بڑا قیمتی سبق اپنی بیوی کی دلداری کا ہے جس کے ذریعہ گھر جنت کا نمونہ ہو جاتا ہے۔اسی ضمن میں مجھے یاد آیا کہ ایک موقعہ پر حضرت نے مجھے فرمایا کہ

میں عورتوں کو درس دے رہا تھا اور میرے درس میں یہ آیت آئی۔ یٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ الآیۃ۔(البقرۃ:۳۶)

فرمایا۔میرے دل میں اس وقت کے حسب حال اس کا یہ مفہوم ڈالا گیا کہ میاں بیوی کو جنت میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے کہ تم دونوں مل کر جنت میں رہو اور یہ جنت اس وقت جنت رہ سکتا ہے جب تک تم آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ جہاں میاں بیوی میں تنازعات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے پھر وہ گھر جنت نہیں بلکہ دوزخ کا نمونہ ہو جاتا ہے۔اس لئے چاہئے کہ میاں بیوی باہم نہایت خوشی اور آرام سے مل کر رہیں جھگڑا نہ کریں ایک دوسرے کی دل شکنی نہ کریں۔اور مرد خصوصیت سے عورتوں کی بعض کمزوریوں پر برداشت اور حوصلہ سے کام لیں۔

اخلاص کی قدر فرمایا۔میں شروع سے دیکھتا رہا ہوں کہ انگریزی ادویات نے مجھے کوئی فائدہ نہیں دیا اور نہ انگریزی غذائیں مفید ہوئیں ہر چند خدا تعالیٰ ہی کے فضل سے ہی مفید اور بابرکت ہو سکتی

ہیں۔ مگر میں نے انگریزی ادویات کو ترک نہیں کیا اس واسطے کہ ڈاکٹر لوگ اخلاص اور ہمدردی سے دیتے تھے اور فائدہ ہونا تو ان کے اختیار میں نہ تھا۔

ہم اور ہمارے مخالفوں میں فرق

۲۷؍فروری ۱۹۱۱ء کو قبل دوپہر آپ کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا گیا کہ کیا احمدیوں اور غیر احمدیوں میں کوئی فروعی اختلاف ہے؟ حضرت خلیفۃ المسیح نے جو کچھ اس کا جواب دیا میں اس کے مفہوم کو اپنے حافظہ سے اپنے الفاظ میں لکھتا ہوں۔

فرمایا۔ یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے۔ کیونکہ جس طرح پر وہ نماز پڑھتے ہیں ہم بھی اسی طرح پڑھتے ہیں اور زکوۃ، حج اور روزوں کے متعلق ہمارے اور ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میری سمجھ میں ہمارے اور ان کے درمیان اصولی فرق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو اس کے ملائکہ پر، کتب سماویہ پر اور رسل پر، خیر وشر کے اندازوں پر اور بعث بعد الموت پر۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ ہمارے مخالف بھی یہی مانتے ہیں اور اس کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن یہاں سے ہی ہمارا اور ان کا اختلاف شروع ہو جاتا ہے۔ ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص عام ہے خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ اب بتاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (البقرۃ: ۲۸۶) لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔ رہی یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں خاتم النبیین فرمایا۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے تو **بالاتفاق کافر ہے۔**

یہ جدا امر ہے کہ ہم اس کے کیا معنی کرتے ہیں اور ہمارے مخالف کیا۔ اس خاتم النبیین کی بحث

کو لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ سے تعلق نہیں وہ ایک الگ امر ہے۔اس لئے میں تو اپنے اور غیراحمدیوں کے درمیان اصولی فرق سمجھتا ہوں۔

(ماخوذ از کالم ''ایوان خلافت'' الحکم جلد ۱۵ نمبر ۷، ۸ مؤرخہ ۲۱، ۲۸ ؍فروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۳،۴)

اسلامی اصولوں کی اشاعت

حضرت خلیفۃ المومنین بار بار فرما چکے ہیں کہ

میں چاہتا ہوں چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ شائع کئے جائیں جن میں اسلامی اصولوں کی اشاعت ہو۔

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۱۸ مؤرخہ ۲ ؍مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۵)

ارشاد امیر المؤمنین

(مرتبہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

خدا کی وسیع رحمت اور سخت عذاب خدا کی غریب نوازی اور رحمت بہت وسیع ہے وہ جس کو چاہے معاف کردے۔اس لئے ان باتوں کو بتانے میں احتیاط لازم ہونی چاہئے۔چنانچہ ایک دفعہ میں نے ایک سررشتہ دار کو جو بڑا فاسق وفاجر تھا جنت میں دیکھا۔میں نے تعجب سے حال پوچھا تو کہا میری غریب الوطنی پر اللہ کریم کو رحم آ گیا بخش دیا۔اس حالت کے بعد میں نے لوگوں سے پوچھا کہ فلاں سررشتہ دار کا کیا حال ہے؟ کہا کہ وہ کچہری سے واپس آتے ہوئے غائب ہو گیا ہے۔سال ڈیڑھ سال کے بعد ایک شخص حج کر کے واپس آیا تو اس نے مجھ سے ذکر کیا کہ فلاں سررشتہ دار پا پیادہ مکہ کو جا رہا تھا بمبئی کے قریب فوت ہو گیا۔ایک گاؤں میں اس کو دفن کر دیا گیا۔غرض خدا کی رحمت بھی بڑی وسیع ہے مگر عذاب بھی بہت سخت ہے۔چنانچہ ایک دفعہ ایک شخص کو عالم ارواح میں دیکھا کہ بہت بیمار ہے۔میں نے پوچھا کیا مر گیا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔پوچھا کہ مرنے کے بعد تو بیمار نہیں ہوا کرتے۔اس نے پکڑ کر ایک لڑکی کو پیش کیا۔کہا اس لڑکی پر میں عاشق تھا اس کی وجہ سے مجھ پر ایسا عذاب ہوتا ہے کہ بیمار رہتا ہوں۔اس حالت کے بعد میں نے ایک دوست سے پوچھا کہ فلاں شخص جس لڑکی پر عاشق تھا اس

کا ہمیں پتہ بتا دو۔ وہ کہنے لگا اس شخص کا دم میرے زانو پر نکلا ہے۔ اس کے اور میرے سوا کوئی تیسرا شخص واقف نہیں آپ کو کہاں سے پتہ لگا کہ وہ ایک لڑکی پر عاشق تھا۔ جب تک مجھے نہ بتاؤ گے کہ آپ کو کہاں سے پتہ لگا میں نہ بتلاؤں گا۔ میں نے اس کو کچھ نہ بتلایا۔ ایک دفعہ ایک قوم میں جو بہت حسین قوم ہے شادی تھی بہت سی عورتیں جا رہی تھیں۔ میں نے کہا مائیو بہنو کھڑی ہو جاؤ۔ ان میں اس لڑکی کو میں نے پہچان لیا اس کا نام میں نے دریافت کر لیا۔ بعد میں پتہ بھی معلوم ہو گیا۔ پھر متوفی کے دوست سے ملے اور اس لڑکی کا نام و پتہ بھی بتلا دیا۔ حیران ہو گیا۔

دعا سے قبل ستر بار استغفار

ایک شخص نے عرض کی کہ حضور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اگر تو ستر بار بھی ان کے لئے استغفار کرے گا تب بھی ان کو نہ بخشوں گا۔ اس سے میں نے یہ قیاس کیا کہ کسی امر کے متعلق ستر بار استغفار کرنا ایک عظیم الشان چیز ہے کیونکہ یہاں عظمت کے رنگ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ اس لئے میں نے جب حضور کی شفا کے لئے دعا کی تو پہلے اپنے گناہوں کے متعلق ستر بار استغفار کی کہ میرے گناہوں کی شامت کی وجہ سے حضور جیسی نعمت ہم سے چھنتی ہے تو ہم ستر بار معافی مانگتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ

قرآن کریم سے بڑا لطیف استنباط کیا۔ (البدر جلد ۱۰ نمبر ۱۸ مؤرخہ ۲ / مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۷)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر اجمالی نظر

آپ قریش کے خاندان (جو قبائل عرب میں مکرم و معظم ہے اور جس کی عظمت کے سامنے تمام وحشی قومیں عرب کی ممکن نہ تھا کہ مکّہ کی سرزمین میں کبھی کشت وخون کر سکیں بلکہ مکّہ کو امن کی جگہ اور حرم کہتے تھے) بنو ہاشم کے گھرانے عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ کے گھر میں آمنہ کے شکم سے پیدا ہوئے۔

مشرکین عرب میں آپ کے والد کا نام عبداللہ اور آپ کی والدہ کا آمنہ نام بھی کچھ کم معجزہ

نہیں۔غور تو کرو یہ نام کیسے لطیف اور آپ کی تعلیم سے کیسے مناسب ہیں۔آپ کے نجیب الطرفین ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔

آپ کی پیدائش کی پہلی برکت یہ ہے کہ ابی سینیا کے حبشی بادشاہ ہمیشہ حجاز پر چڑھائیاں کرتے تھے اور ان کے دانت مکّہ پر لگے رہتے تھے۔ منجی قوم، منجی ملک ایسے پیدا ہوئے کہ جس سال وجود باجود نے ظہور پایا خارجی دشمنوں کا نام ونشان بھی نہ رہا۔ ہمارے بادشاہ ماجوج جزائر کے رہنے والے۔حزقیل ۳۹ باب ۶ آیت، جن کا تسلّط ہزار سال ہجرت کے بعد موافق مکاشفات یوحنّا ضرور تھا۔۲۰ باب ۷،۸ آیت، جزائر برطانیہ سے یہاں پہنچے پر الٰہی چھاؤنی ان سے محفوظ رہی۔عزیز شہر کا گھیرنا بھی دور ہی رہا۔کیا یہ امر اور یہ نصرتِ الٰہی بُت پرستی کی حفاظت کے لئے تھی۔

رسالت مآب کا پیدا ہونا عرب کے لئے کیسی خوش قسمتی ہوئی۔کوئی بادشاہ ان پر مسلّط ہونے والا نہ رہا۔آزاد ہوگئے۔تعجب ہے ترکی سلطان جو برائے نام ان کے بادشاہ ہیں وہ بھی خادم الحرمین ہونا فخر سمجھے۔دیکھو آپ کا وجود باجود عرب کے لئے کیسا نشان نبوت ہے۔دنیا میں کوئی شخص قوم کا آزادی بخش اگر ایسا ہوا ہے تو اس کی نظیر پیش کرو۔اگر تمام مخلوق میں ایسے وجود باجود کے پیش کرنے سے عاجز ہو تو ہمارے ہادی کا فعل یقیناً معجزہ اور خرق عادت سمجھو جس نے اپنے سامنے پوری کامیابی کو دیکھ لیا۔آپ کا تمام ملک آپ کی تمام قوم آزاد ہوکر آپ کی فرمانبردار اور مکرم اور دنیا پر ممتاز بن گئی۔ مسیحؑ کی کامیابی جیسی ہوئی اس پرانا جیل کی شہادت دیکھ لو۔وید کے ملہم (اگر ملہم ہیں) دشمنوں کی تباہی اور اپنے فتوحات ہی مانگتے رہے۔ان کی الہامی دُعاؤں کی برکت آریہ ورت پر الٹی ہی پڑی۔غور کرو ایسا ناکامی کا الہام کدھر سے ہوا۔

موسٰیؑ کا خیال مت کرو۔اوّل تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثیل ہیں۔دوم موسٰیؑ نے اپنی قوم کو بیابان میں ہی چھوڑا منزل مقصود تک نہ پہنچایا بلکہ موسیٰ آپ بھی ملک موعود میں نہ پہنچے محروم ہی رہے۔ تورات استثناء ۳۲ باب ۵۲ آیت۔

میرے اس مضمون کو قرآن سے تصدیق کرنا ہو تو پڑھو ابتدائے نعمت پر قرآن فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ[1] (الفیل:۲،۳)
اور آخری نعمت پوری کامیابی پر جو سچائی کا معیار ہے فرمایا۔ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ[2] (المائدۃ:۴)۔

اے قوم کے حامیو! قوموں کے مصلحین کے قدر کرنے والو! اے قوم کو عروج کی طرف بلانے والوں کے قدردانو! اس منجّی قوم، حامی قوم، فخر ملک کے خرق عادت پر قربان ہو جاؤ۔ آؤ اسی کا اتباع کریں، اسی کا طرز اختیار کریں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ نے یتیمی میں پرورش پائی۔ ابتداءً عبدالمطلب کے پاس جو آپ کے دادا تھے۔ پھر اپنے چچا ابو طالب کے گھر۔ تمام مؤرخ اس بات پر متفق ہیں کہ حضور کے اعلیٰ درجہ کے چال چلن سے چچا اور بھتیجے میں پرلے درجے کی محبت ہو گئی تھی اور آپ تمام شہر میں ہر دلعزیز بن گئے تھے۔

ابو طالب سیریا کے سفر میں آپ کو علیحدہ نہ کر سکے بلکہ ساتھ ہی لے گئے حالانکہ آپ کا سن اس وقت نو برس کا تھا۔ دیکھو یہ بات فراموشی کے قابل نہیں کیونکہ عیسائی کہتے ہیں آپ نے یہود سے تعلیم پائی۔ کیا نو برس میں ایسی تعلیم اور یہود میں یا عیسائیوں میں اب تک الٰہی علم ہی کیسا ہے۔ ایسا ہے کہ اب تک یہود نے مسیح کو بھی نہ جانا اور عیسائیوں نے کبھی اللہ کو اللہ مجسم یقین کیا۔ کبھی مریم کی تصویر پر گوٹے کناری کے کپڑے چڑھائے۔ یہی معلّم ہیں۔

اس سفر میں بحیرہ نام راہب نے اپنی فراست سے ابو طالب کو کہا۔ یہ لڑکا ایک نہایت ہی درجہ کا عظیم الشان ہونے والا ہے اور پرلے درجے کا روشن دماغ ہے، حسن اخلاق اور فیاضی میں بے نظیر ہونے کے علاوہ یہ بے ریب قوم کو نجات دینے والا ہو گا۔ اس کی سخت حفاظت کیجیو۔ (ابن ہشام صفحہ ۱۱۴، ابن اثیر ۲۶، طبری صفحہ ۲۴۵)

---

[1] تو نے دیکھا کیسا کیا تیرے ربّ نے ہاتھی والوں سے۔ کیا نہ کر دیا ان کا داؤ غلط۔ [2] آج ناامید ہوئے کافر تمہارے دین سے سو ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمہارا۔ اور پورا کیا تم پر میں نے احسان۔

ہوازن کی خطرناک لڑائی میں جو نو برس تک رہی آپ نے اپنے آپ کو چودہ پندرہ برس کی عمر میں بڑا ہی لائق اور قوم کا محافظ ثابت کیا (ابن ہشام صفحہ ۱۱۷)۔ آپ کی لیاقت اور راستی اور سچی شرافت اور سادہ چال چلن کے باعث آپ کو قوم کی طرف سے امین کا خطاب ملا۔ (طبری جلد دوم صفحہ ۳۸۰)

پچیس برس کی عمر میں خدیجہ نام ایک قریشہ اور دولتمند بی بی کی جانب سے آپ تجارت کے طور پر شام کو تشریف لے گئے۔ یہ سفر بھی چند روز اور تجارت میں گزرا۔ یاد رہے کل دو ہی سفر حضور نے کئے ہیں۔ سفر میں ایسی وفاداری اور لیاقت اور دیانت اور امانت کو عمل میں لائے کہ ان بی بی نے اس کے شکریہ میں آخر آپ کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے شادی کی۔ تمام نامی اور گرامی رؤساء حجاز طرفین سے اس شادی میں جمع ہوئے اور بڑے لطیف اور پُر زور فصاحت و بلاغت کے کئی خطبے پڑھے گئے۔ یہ خطب ابن ہشام اور زرقانی اور ابن اثیر نے بیان کئے ہیں۔ پھر آپ نے پچاس برس سے زیادہ عمر تک اسی ایک بی بی خدیجہ کے ساتھ زندگی بسر کی جس کے ساتھ آپ کا پچیس برس کی عمر میں نکاح ہوا اور وہ بی بی نکاح کے وقت چالیس برس کی تھیں اور اس خوبی سے اس تعلق کو پورا کیا کہ وہ بلا تامّل حضور کی دعوت اسلام پر پہلے ہی روز ایمان لائیں۔

میں خدیجہ کی شہادت سے چشم پوشی نہیں کر سکتا جو انہوں نے آپ کے ابتدائی دعویٰ نبوت میں دی ہے۔ حضور علیہ السلام نے جب ندائے الٰہی سنی اور دیکھا کہ تمام دنیا اس وعظ کی مخالفت کرے گی۔ جب آپ نے فرمایا: خدیجہ مجھے اپنی جان پر خوف بن گیا تو وہ کہتی ہیں۔ **اَبْشِرْ فَوَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدِقُ الْحَدِیْثَ وَ تَحْمِلُ الْکَلَّ وَ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ تَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ** ۔[۱] (صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ العلق)

غور کرو پچپن سالہ بی بی آپ کی ہم شہر، ہم قوم جو پندرہ سال سے آپ کے بیاہ میں ہے کیا

---

[۱] خوش ہو پس خدا کی قسم کبھی تجھے اللہ ذلیل نہ کرے گا تو بیشک صلہ رحمی کرتا اور سچ بولتا ہے اور دکھ والے کا دکھ برداشت کرتا اور مفلس کو دیتا اور مہمان نوازی کرتا اور بھلے کاموں میں وقتاً فوقتاً مدد دیتا ہے۔

گواہی دیتی ہے۔خدیجہ کی گواہی ایسے وقت میں جبکہ آپ غمگین اور مضطرب تھے غور کے قابل ہے۔ اگر آپ میں یہ صفات نہ ہوتے تو خدیجہ کا بیان اس وقت ہرگز تسلی کا موجب نہ ہوتا۔

حضور کی قوم میں کوئی دینی کتاب، کوئی قانون نہ تھا، کوئی سلطنت نہ تھی۔حضور نے نبوت سے پہلے ایک عجیب تحریک کی جس کو دیکھ کر اور سن کر انسانیت والے انسان عش عش کر جاویں۔ بنو ہاشم اور بنو مطلب، بنو اسد، بنو زہرہ، تَیم بن مرّہ کے درمیان ایک معاہدے کی تحریک فرمائی اور معاہدہ یہ تھا کہ کمزور اور مظلوم پر ظلم نہ ہو اور ان کی حفاظت کی جاوے۔ (ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۹)

کعبے کی مرمت میں کونے کے پتھر حجر اسود کے رکھنے پر تمام قبائل حجاز میں اس بات پر نفاق شروع ہوا کہ اس کونے کے پتھر کو کون شخص اٹھا کر رکھے۔قریب تھا تمام قوم کٹ کر ہلاک ہو۔ اس حقیقی کونے کے پتھر نے جس کی پیشینگوئی کے لئے تصویری زبان میں دانیال ۲ باب ۳۴، متی ۲۱ باب ۴۲، یسعیاہ ۲۸ باب ۱۶ میں مذکور ہے۔ (وہ پتھر قدیم سے عرب کے مقام مکّہ معظّمہ کے کونے میں دھرا تھا) اس کا ایسا فیصلہ کیا کہ قوم پر ثابت کر دیا میرے ہاتھ کے چھونے سے تم کو آرام ونجات ہے۔مجمل قصہ یوں ہے جب قوموں میں اس پتھر کے رکھنے میں اختلاف ہوا کہ اس پتھر کو کون رکھے تو ان لوگوں نے یوں ٹھانی جو پہلے دروازے سے اندر آوے وہی اس کا رکھنے والا ٹھہرے۔اتنے میں حضور آ نکلے۔آپ نے اپنی چادر بچھادی اور پتھر اس میں رکھ کر حکم دیا کہ تمام قومیں باتفاق اس چادر کو اٹھالیں۔اس سچے سبت اور سچے کونے کے پتھر نے اس آفت قتل وقتال سے قوم کو آرام بخشا۔یہ واقعہ آپ کی ۳۵ سال کی عمر میں ہوا۔

ایک نہایت عجیب واقعہ سنائے بغیر ابتدائے ایّام نبوت کے حال سے میں خاموش نہیں رہ سکتا۔عثمان بن ہویرہ ایک عرب عیسائی ہو گیا۔اس دشمن قوم نے قسطنطنیہ کے دربار میں قیصر روم سے جا کر وعدہ کیا کہ حجاز کا ملک میں آپ کے قبضہ میں کرائے دیتا ہوں۔ پھر اس شیطان نے یہاں مکّہ معظّمہ میں اپنا منشا پورا کرنے کے لئے کارروائی شروع کی مگر اس دشمن ملک کا راز صرف

حضور کی عاقبت اندیشی سے کھل گیا اور اس شیطان، دشمنِ قوم کو اس خسران کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا کہ خائب و خاسر ہلاک ہوا۔ (میور جلد۲ صفحہ۴۴)

سوالات ہرقل قیصر روم	جوابات ابوسفیان جبکہ ابوسفیان آپ کا سخت منکر تھا
۱۔محمد قوم کا کیسا ہے؟ (انبیاء اشراف ہوتے ہیں)	۱۔قوم کا بڑا اشریف نجیب الطرفین ہے۔
۲۔تمہاری قوم (قریش) میں کبھی کسی نے ان سے آگے بھی اس طرح نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ (دعویٰ عادت نہ ہو)۔	۲۔ ایسا دعویٰ ہماری قوم میں کسی نے کبھی نہیں کیا۔
۳۔اس کے بزرگوں میں کوئی ایسا بادشاہ گزرا ہے جس کی بادشاہت جاتی رہی ہو؟ (بادشاہت کا خیال ہو)	۳۔ایسا کوئی بادشاہ اس کے آباء و اجداد میں نہیں گزرا۔
۴۔امیر لوگ عموماً اس کے فرمان بردار ہوتے ہیں یا غریب؟	۴۔غالباً غرباء اور مساکین لوگ اس کے تابع ہوتے ہیں۔(اکثر اتباع انبیاء غرباء ہوئے)
۵۔ دن بدن مسلمان بڑھتے جاتے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں؟	۵۔دن بدن بڑھتے ہیں۔
۶۔کوئی آدمی محمدؐ کے دین میں داخل ہوکر ان دنوں مرتد ہوتا ہے یا نہیں؟	۶۔کوئی مرتد نہیں ہوتا محمدؐ کے دین کو بُرا مان کر اسے کوئی نہیں چھوڑتا۔
۷۔اس دعویٰ سے پہلے یہ شخص جھوٹ کا عادی تھا یا نہیں؟	۷۔نہیں۔

۸۔کیا یہ شخص کبھی اپنے عہد کو توڑتا ہے؟	۸۔ آج تک اس نے عہد شکنی نہیں کی آگے دیکھیے کیا کرتا ہے۔
۹،۱۰۔تمہارے اور اس کے لڑائی ہوتی ہے یا نہیں؟اگر ہوتی ہے تو کون فتح یاب ہوتا ہے؟	۹،۱۰۔کبھی وہ غالب آتا ہے اور کبھی ہم غالب آتے ہیں۔
۱۱۔تم کو کیا حکم دیا جاتا ہے۔	۱۱۔اللہ کی بندگی کرو، ذرہ بھی شرک نہ کرو، مشرکوں کی تقلید مت کرو اور حکم کرتا ہے نماز پڑھنے، سچ بولنے، گناہوں سے بچنے اور صلہ رحمی کا۔

ان جوابات کے بعد ہرقل نے کہا۔ مجھے یقین ہو گیا وہ سچا نبی ہے۔یہی باتیں انبیاء کے نشان ہیں۔

جب مکّہ کے رؤسا نے جمع ہو کر آپ کے مربی چچا ابوطالب سے کہا کہ وہ محمد صاحب کو نئے دین کی وعظ سے روکے یا اس کی حفاظت سے دست کش ہو۔ابوطالب نے بھی قومی غیظ وغضب کو پسند نہ کیا اور چاہا کہ محمد صاحب توحید کے وعظ سے رک جاویں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب دیا کہ اے چچا! اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے داہنے اور ماہتاب کو بائیں لائیں اور مجھے اس کام کے ترک کرنے کو کہیں تو یقیناً یقیناً میں باز نہ رہوں گا جب تک دین الٰہی ظاہر نہ ہو یا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔

ایک بار اہل مکّہ نے جمع ہو کر کہا کہ اگر تجھے دولت کی خواہش ہو تو ہم مال جمع کر دیتے ہیں، اگر ریاست کا خیال ہے تو ہم تجھے رئیس بنانے کو تیار ہیں وغیرہ وغیرہ تو آپ نے سورۂ حٰمٓ تنزیل سنائی جس میں لکھا تھا۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ (حٰم السجدة:۷)۔

اور یہ بھی فرمایا۔ مَا .... اَطْلُبُ اَمْوَالَكُمْ وَ لَا الشَّرْفَ فِيْكُمْ وَلَا الْمُلْكُ عَلَيْكُمْ ۔(سیرۃ ابن ھشام،ذکر سرد النسب الزکی،حديث رؤساء قريش مع رسول الله صلى الله عليه وسلم)

اور قرآن میں بار بار فرمایا۔ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ (سبا:۴۸)۔

بنوصعصعہ کے قبیلے سے ایک شخص نے مکّہ میں جب آپ کو سخت تکالیف لاحق تھے کہا۔ اگر ہم تیرے معین و مددگار رہوں تو اپنے پیچھے ہم کو جانشین بنائے گا؟ تو آپ نے فرمایا۔ اَلْاَمْرُ اِلَى اللّٰهِ حَيْثُ شَاءَ[۱] (ابن ہشام جلد ا صفحہ ۱۴۸)۔ اس پر وہ آدمی بگڑا مگر آپ نے کچھ پروانہ کی۔

مسیلمہ یمامہ کا رہنے والا جس کو اکثر اسلامی کتابوں میں مسیلمہ کذّاب کہتے ہیں اور کذّاب اس لئے کہ وہ بھی مدعی نبوت ہوا مگر وہ ابوبکرؓ کے زمانہ میں قتل کیا گیا اور تورات اور نبیوں کی کتابوں میں لکھا تھا کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا۔ یہ شخص بہت سے آدمی مدینے میں لے کر آیا۔ (لاکھ سے زیادہ لوگ اس کے مطیع تھے) اور کہا اگر محمد صاحب مجھے اپنا جانشین بنا دیں تو میں ان کا حامی ہوا جاتا ہوں، پر آپ کو کسی کی اعانت سے کیا کام تھا یہی آپ نے جواب دیا اور آپ کے ہاتھ میں اس وقت کھجور کی شاخ تھی۔ لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذِهٖ (قِطْعَةُ جَرِيْدٍ) الْقِطْعَةَ مَا اَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ اَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ اَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ[۲] (صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامت النبوة فی الاسلام)

غرض آپ کی تمام اس کارروائی سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی راستی پر خدا کی امداد پر پورا بھروسہ تھا اور کچھ بھی دنیاوی لگاؤ نہ تھا۔

انس آپ کا خادم کہتا ہے۔ میں نے دس برس آپ کی آخر ایام وفات تک خدمت کی مجھے کبھی آپ نے کاموں میں نہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا یا کیوں نہ کیا۔ اگر بی بی صاحبان میں سے کوئی بی بی مجھ پر کسی ایسے کام پر جو مجھ سے بگڑ جاتا خفا ہوتیں تو آپ فرماتے۔ فُعِلَ مَا قُدِّرَ[۳]

---

۱ بات خدا کی طرف سے ہے جہاں چاہے۔ ۲ اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی شاخ مانگے تو میں تجھے نہ دوں۔ تو نہ بڑھ سکے گا خدا کے حکم سے جو تیرے حق میں ہو چکا اور اگر تو نہ مانے اور منہ پھیر لے تو ضرور خدا تیری کچیں کاٹے گا۔

۳ وہی ہوا جو مقدر تھا۔

اور اپنی تعظیم اور تکریم کی نسبت فرماتے ہیں۔ لَا تَقُوْمُوْا كَمَا يَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ [۱] (کنز العمال الجزء نمبر ۹ حدیث نمبر ۲۵۷۵۹)۔ایک دفعہ کا ذکر ہے آپ بیمار تھے۔ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے بیٹھ گئے۔ صحابہ جو پیچھے نماز کو کھڑے تھے انہیں اشارہ کیا تم سب بیٹھ جاؤ ایسا نہ ہو یہ بات میری خاص تعظیم خیال کی جاوے۔

شرک کی گرفتار قومیں نئی نئی توحید میں داخل ہوئیں ایک نے آ کر کہا شاہان فارس اور روم کو ان کی رعایا سجدہ کرتی ہے کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں؟ آپ نے فرمایا۔ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کو کرو کسی دوسرے کو سجدہ نہ کرو۔ وہی قومیں جن کے رگ و ریشہ میں شرک رچا ہوا تھا اور جو مافوق الفطرت طاقتیں مقربان بارگاہ حق کی ذات میں یقین کرتی تھیں ان کو بار بار سنایا۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ [۲] (الانعام:۵۱)۔ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ [۳] (الانعام:۵۹،۶۰)۔

ایک شخص نے صرف اتنا ہی کہا۔ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ شِئْتَ تو آپ گھبرائے اور فرمایا۔ جَعَلْتَنِيْ لِلّٰهِ نِدًّا کیا تو نے مجھے خدا کا شریک ٹھہرایا؟ شرک کے گرفتار توحید میں آتے ہیں۔ خدائی بپتسما پاتے ہیں۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (البقرۃ:۱۳۹)(ترجمہ: رنگ اللہ کا اور کون اچھا ہے اللہ سے رنگ میں) میں رنگین ہوتے ہیں ایسا نہ ہوا پنے ہادی کو نافع وضار سمجھ بیٹھیں۔ ان کو حکم ہوتا ہے۔ وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا [۴] وَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ

---

۱ ایسے مت کھڑے رہو جیسے اور قوموں میں رواج ہے۔ ۲ تو کہہ میں نہیں کہتا تم سے کہ مجھ پاس ہیں خزانے اللہ کے نہ میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں۔ ۳ تو کہہ اگر میرے پاس ہو جس کی شتابی کرتے ہو تو فیصل ہو چکے کام میرے تمہارے بیچ اور اللہ کو خوب معلوم ہیں بے انصاف۔ اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا ان کو کوئی اس کے سوا۔ ۴ اور حدیث میں آیا ہے جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا ۔(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قول النبی ؐ جعلتلی الارض مسجدًا) میرے لیے زمین مسجد بنائی گئی۔ پس مساجد کے معنی زمینیں ہیں۔

كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا . قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا [۱] (الجن:۱۹تا۲۳) جس نے آ کر نَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ اِلَيْكَ [۲] (سنن ابی داؤد کتاب السنة باب فی الجهمیة) کہا اس پر غضب طاری ہوا۔

موجودہ زمانہ یوں گزرا، حالت مرض، موت میں آگے کی تیاری ہوتی ہے۔ اس میں دیکھو توحید کی طرف کیا توجہ ہے۔ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ [۳] (صحیح بخاری ،کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ) لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصٰرٰى (عيسىٰ) ابْنَ مَرْيَمَ [۴] (صحیح بخاری ،کتاب احادیث الا نبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم)۔ صحابہ نے توحید کا ایسا خیال رکھا کہ آپ کی قبر کو بالکل بند کر دیا تا کہ نظر بھی نہ آوے اور سجدہ گاہ نہ بنے۔

ذاتی منافع کا حال سنو۔ اپنے اور اپنی تمام قوم بنو ہاشم پر صدقات کو حرام کر دیا۔ مرنے کے ایام میں اتنا پاس نہیں کہ آخر عمر میں بقدر ایام مرض آرام سے کھاتے پیتے۔ ان دنوں کے لحاظ سے ضروری اور نہایت ضروری سامانِ حرب زرہ ہوتی ہے وہ بھی چند اثار جو کے دانے کے عوض میں ایک یہودی کے پاس رہن تھی۔ ایک صاع غلہ (آٹھ سیر کے قریب) گھر میں رات کو نہ رہتا حالانکہ آپ کی نو بیبیاں تھیں۔ کھلی اور سادہ چٹائی پر بستر اتھا۔ کھجور اور پانی پر بسر اوقات تھی۔ باہمہ کثرت عیال اور

---

[۱] اور یہ کہ مسجد کے ہاتھ پانوں حق اللہ کا ہے سومت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ اس کو پکارتا لوگ کرنے لگتے ہیں اس پر ٹھٹھا تو کہہ میں تو یہی پکارتا ہوں اپنے رب کو اور شریک نہیں کرتا اس کا کسی کو۔ تو کہہ میرے ہاتھ میں نہیں تمہارا برا نہ راہ پر لانا تو کہہ مجھ کو نہ بچاوے گا اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤں گا اس کے سوا کہیں سرک رہنے کی جگہ۔ [۲] سپارشی لاتے ہیں اللہ کو تیری طرف۔ [۳] یہود اور نصاریٰ پر لعنت ہو انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنایا۔ [۴] میری بڑائی ایسی نہ کیجیو جیسے نصاریٰ نے مسیح ابن مریم سے کی۔

کنبے کے باوجود اتنی فتوحات کے باوجود اس قدر شاگرد پیشہ کے۔ بیبیوں کے واسطے قرآن میں حکم ہوتا ہے۔ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا[1] (الاحزاب:۲۹)۔ اگر تعظیم کا خیال ہو تو نظر کرو۔ عباس آپ کے چچا فرماتے ہیں۔ مَاكَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَكَانُوْا اِذَا رَءَوْهُ لَمْ یَقُوْمُوْا۔[2]

(الحکم جلد ۱۵ نمبر ۹ مورخہ ۷/ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۳ تا ۶)

کالمعلقہ کا نکاح

ان ایام میں آپ (خلیفۃ المسیح) نے میری حاضری میں ضعیف اور ناقص الخلق بچوں کی پیدائش پر آریوں کے اعتراضات کے جواب کے سلسلہ میں بہت ہی عجیب تقریر فرمائی جو انشاء اللہ العزیز درج اخبار ہوگی۔ ایسا ہی ان عورتوں کے متعلق جن کو لوگ کالمعلقہ رکھتے ہیں فرمایا کہ

"ایسی عورتیں دوسرا نکاح کرسکتی ہیں۔"

کیا ہم صلح کُل ہوسکتے ہیں؟

گزشتہ اتوار کو ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور بعض دوسرے دوست لاہور سے آئے ہوئے تھے۔ شاہ صاحب کے ایک سوال پر محمڈن یونیورسٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے اس مضمون پر چند اصولی باتیں بتائیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم ان معنوں میں جو عام لوگ سمجھتے ہیں صلح کُل نہیں ہوسکتے اور دوسروں کے ساتھ مشترک امور میں مل کر کام تو کرسکتے مگر امتیاز ضروری ہے۔ میں اس تقریر کے بعد پہنچا آپ نے ازراہ کرم مجھے خطاب کر کے فرمایا کہ آپ نے بھی سن لیا۔

میں نے عرض کیا کہ حضور نے یونیورسٹی کے متعلق کوئی رائے دی ہے۔ اس پر ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب نے وہ نوٹ مجھے سنایا جو درج ذیل ہے۔ اس تقریر کو پڑھ کر معلوم ہوگا کہ آپ اپنی جماعت

---

[1] اے نبی کہہ دے اپنی بیبیوں کو اگر ہو تم چاہتی دنیا کا جینا اور یہاں کی رونق تو آؤ کچھ فائدہ دوں تم کو اور رخصت کردوں تم کو بھلی طرح سے۔ [2] کوئی بھی صحابہ کرام کو محمدؐ رسول اللہ سے بڑھ کر پیارا نہ تھا اور صحابہ کا طرز یہ تھا کہ جب آپ کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے۔

کے اندر کیا روح پیدا کرنا چاہتے ہیں۔آپ کی غرض یہ ہے کہ جماعت سعی فی الدین کرے وہ دعاؤں سے کام لے اوراس کے لئے تحریک اسی وقت ہوتی ہے جب امتیاز ہو۔غرض فرمایا۔

اشتراک کا ہم نے فیصلہ کر دیا ہے۔(اس فیصلہ کا اظہار عنقریب ہوگا) مشترک امور میں مل کر کام کرنا ضرور ہے لیکن امتیاز قائم رکھنا بھی ضرور ہے۔اس کے لئے چار وجوہ ہیں۔

(۱) امتیاز ترقی کا موجب ہوتا ہے۔امتیاز نہ رہے تو قوم گھل مل کر تباہ ہو جاتی ہے۔

(۲) اگر کسی کے ماں باپ یا زمین کا مقدمہ کسی امام مسجد کے ساتھ ہو تو لوگوں کا دستور ہے کہ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔پس جب ہمارے مامور من اللہ کو یہ لوگ جھوٹا سمجھتے ہیں تو ہماری غیرت کس طرح برداشت کر سکتی ہے کہ ان کو اپنا امام صلوٰۃ بنالیں۔

(۳) جب تک تمیز نہ ہو نہ امر بالمعروف ہی رہتا ہے نہ نہی عن المنکر۔تمہارے لیکچروں کی عزت بھی احمدی نام سے ہی ہوئی ہے۔

(۴) خود نام رکھنا ہی ترقی کا موجب ہوتا ہے۔

(۵) جب کوئی قوم ممتاز ہوتی ہے تو قوم اس کی مخالفت کرتی ہے۔پھر جوں جوں مخالفت ہوتی ہے اس ممتاز بننے والے کو سعی اور دعا کا موقعہ ملتا ہے۔یاد رکھو جب تک مشکلات پیش نہ آویں، دعا اور کوشش کا موقعہ نہ ملے ترقی نہیں ہو سکتی۔

سعی، کوشش، جہاد، دعا کے لئے مشکلات ضرور ہیں۔صلح کُل میں نہیں ہو سکتا۔

(ماخوذ از کالم ''ایوان خلافت'' الحکم جلد ۱۵ نمبر ۹ مؤرخہ ۷/مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۲)

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۱۸ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱)

اعلان ضروری بہ تعلق تکمیل تجویز محمڈن یونیورسٹی

چونکہ اس وقت ایک عام تحریک ایک اسلامی یونیورسٹی کے ہندوستان میں قائم کرنے کے لئے ہو رہی ہے اور بعض احباب نے یہ دریافت کیا ہے کہ اس چندہ میں ہمیں بھی شامل ہونا چاہیئے یا نہیں۔ اس لئے ان سب احباب کی اطلاع کے لئے جو اس سلسلہ میں شامل ہیں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اگرچہ

ہمارے اپنے سلسلہ کے ضروریات بہت ہیں اور ہماری قوم پر بہت بوجھ چندوں کا ہے تاہم چونکہ یونیورسٹی کی تحریک ایک مفید اور نیک تحریک ہے اس لئے ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارے احباب بھی اس میں شامل ہوں اور قلمے قدمے سخنے درمے مدد دیں۔ نورالدین

(الحکم جلد ۱۵ نمبر ۹ مورخہ ۷؍مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۳)

حلال وحرام اور طیّب ایک صاحب نے دریافت کیا کہ طوطا حلال ہے یا حرام؟

فرمایا۔قرآن میں آیا ہے۔ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ (النحل: ۱۱۷) یہ خدا پر افترا باندھنا ہے کہ یہ حلال ہے یا حرام۔ خدا نے تو فرمایا ہے حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ الخ (البقرة: ۱۷۴) حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو جانور شکاری ہیں وہ حرام ہیں اس میں درندے، شکاری پرند وغیرہ سب داخل ہیں۔ اب اس سے زیادہ کوئی مجاز نہیں کہ کسی کو حلال اور حرام کہے۔ مگر دنیا میں چونکہ ہزار ہا جانور ہیں پھر دقت یہ ہوئی کہ اب کسے کھاویں اور کسے نہ کھاویں۔ اس مشکل کو اللہ تعالیٰ نے نہایت آسانی سے حل کر دیا ہے۔ فرمایا فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (النحل: ۱۱۵) یعنی حلال طیب کھاؤ۔ اب گویا یہ بتلا دیا کہ جو چیز طیب ہو وہ کھاؤ۔ چنانچہ ہر جگہ ہر قوم میں جو چیزیں عمدہ اور پاک ہوں اور شرفا اور مہذب لوگ کھاتے ہوں وہ کھالو۔ اس میں وہ استثناء جو پہلے بیان ہو چکے ان کا ملحوظ رکھنا نہایت ضرور ہے۔ طوطا کھا لینے میں تو کوئی ہرج نہیں معلوم ہوتا مگر میں نہیں کھایا کرتا کیونکہ ہمارے ملک کے شرفا نہیں کھاتے۔ ایک دفعہ ایک صاحب میرے سامنے گوہ (ضب) پکا کر لائے کہ کھایئے۔ میں نے کہا کہ آپ بڑی خوشی سے میرے دستر خوان پر کھایئے مگر میں نہ کھاؤں گا کیونکہ شرفا اسے نہیں کھاتے۔

غیر احمدی مسلمان

سوال پیش ہوا کہ جو غیر احمدی مسلمان ہم سے پوچھے کہ ہماری بابت تمہارا کیا خیال ہے اسے کیا جواب دیا جاوے؟

فرمایا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ماننے کے نیچے خدا کے سارے ماموروں کے ماننے کا حکم آ جاتا ہے۔ اللہ کو ماننے کا یہی مطلب ہے کہ اس کے سارے حکموں کو مانا جاوے گا اب سارے ماموروں کا ماننا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنوں میں داخل ہے۔ حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت مسیح علیہم السلام، ان سب کا ماننا اسی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی ماتحت ہے حالانکہ ان کا ذکر اس کلمہ میں نہیں۔ قرآن مجید کا ماننا، سیدنا حضرت محمد خاتم النبیینؐ پر ایمان لانا، قیامت کا ماننا سب مسلمان جانتے ہیں کہ اس کلمہ کے مفہوم میں داخل ہے۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک مانتے ہیں لیکن وہ اپنے دعوے میں جھوٹے تھے، یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَہٗ (العنکبوت: ۶۹) دنیا میں سب سے بڑھ کر ظالم دو ہی ہیں ایک جو اللہ پر افتراء کرے۔ دوم جو حق کی تکذیب کرے۔ پس یہ کہنا مرزا نیک ہے اور دعاوی میں جھوٹا گویا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہے جو ناممکن ہے۔

طاعون کا علاج

ایک خط پیش ہوا جس میں کسی مخلص نے عرض کیا تھا کہ یہاں طاعون کا زور ہے۔ فرمایا۔

اوّل۔ استغفار کثرت سے کریں۔

دوم۔ خیرات، کھانے کی چیزوں کے متعلق خصوصیت سے کریں۔ یعنی کھانا پکا کر مساکین و غرباء کو کھلائیں۔

سوم۔ نماز میں الحمد شریف پڑھنے کے وقت غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ کہتے ہوئے مغضوب علیہم سے وہ لوگ مراد لیں جن کو طاعون ہوتا ہے اور بارگاہ ربی میں عرض کریں کہ الٰہی اس غضبی گروہ میں شامل نہ کیجیئو۔ (البدر جلد ۱۰ نمبر ۱۹ مورخہ ۹ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱)

مختلف مواقع پر کی جانے والی دعائیں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے چند نہایت قیمتی ارشادات کو اس نیت سے شائع کرتا ہوں کہ اگر احباب اس کو وقتاً فوقتاً پڑھ لیا کریں اور اس پر عمل کریں تو انشاء اللہ اس سے بہت فائدہ اٹھائیں۔

۱۔گذشتہ سالانہ جلسہ کی پبلک تقریروں میں اور نیز ان خاص ہدایات میں جو حضرت نے انجمنوں کے پریزیڈنٹوں اور سیکرٹریوں کو فرمائیں حضور نے بہت زور اس بات پر دیا تھا کہ تمام احمدی احباب دنیا میں صلح اور آشتی کے ساتھ رہیں باہمی تفرقہ سے بالخصوص بچیں اور اپنے دلوں کو ہر قسم کے تباغض اور کدورتوں سے صاف کریں اور اگر کسی سے زیادتی بھی ہو جاوے تو دوسرا فریق صبر کرے۔ صبر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا اجر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرۃ:۱۵۴)۔

۲۔ ہر فرض نماز کے بعد کم از کم تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ بآواز بلند پڑھو۔

۳۔ ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ، ۳۳ دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، ۳۳ دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَر اور اس کے بعد لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَـہٗ لَـہُ الْمُلْکُ وَلَـہُ الْحَمْدُ وَھُوَ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔

۴۔وقتاً فوقتاً سُبْحَانَ اللّٰہ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم پڑھ لیا کرو۔

۵۔ چونکہ ہماری جماعت کے لوگ تعداد میں قلیل اور طاقت میں کمزور ہیں اور مخالفین ہماری جماعت کی ایذا رسانی میں کوشاں رہتے ہیں۔ اس لئے تمام جماعت کے لئے دعا کیا کرو رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاغْفِرْلَنَا رَبَّنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (الممتحنۃ:۶) ترجمہ:۔اے ربّ ہمارے ہم کو نہ بنا تختہ مشق واسطے منکر لوگوں کے اور بخش ہم کو اے ہمارے ربّ تحقیق تو غالب اور حکمت والا ہے۔

نوٹ:۔ یہ قرآنی دعا ہے قرآنی دعاؤں کا رکوع اور سجدہ کی حالت میں پڑھنا ممنوع ہے۔

شر دشمناں کے دفع کے لئے مندرجہ ذیل دعا کا حکم فرمایا کرتے ہیں۔ **اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔**

۶۔سوتے وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مندرجہ ذیل وظائف پڑھ لیا کرتے تھے تسبیح و مندرجہ ذیل فقرہ نمبر۳ اور آیت الکرسی، سورہ کافرون، سورۃ اخلاص، معوذتین یعنی سورۃ الفلق اور الناس نیز مندرجہ ذیل دعائیں کروٹ پر لیٹ کر پڑھ لیا کرتے تھے۔ **اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ اِلَیْكَ ....وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَ رَھْبَةً اِلَیْكَ لَامَلْجَأَ وَ لَا مَنْجَأَ مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتٰبِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَ نَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ** (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب فضل من بات علی الوضوء)(یہ دعا صحیح بخاری سے ماخوذ ہے)

۷۔اپنے مکان اور شہر کے لئے دعا کرنا سنت ابراہیمی ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے دعا فرمائی تھی رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَھْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ (البقرة:۱۲۷)۔ ہماری جماعت بھی اپنے مکانوں اور شہروں کے لئے (پڑھ لیا کرے)۔

۸۔مندرجہ ذیل دعا تین دفعہ صبح کو اور تین دفعہ شام کو پڑھ لی جاوے۔ **بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ** (سنن ابی ماجه کتاب الدعا باب مایدعوبه الرجل ازاصبح و اذا أمسی) **أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔**(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا والتوبة والاستغفار باب فی التعوذ من سوء القضاء...)

۹۔باہم محبت اور اخوت قائم رکھنے کے لئے مندرجہ ذیل دعا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (الحشر:۱۱) یہ بھی قرآنی دعا ہے۔

۱۰۔ تمام غیر معمولی کاموں کے لئے حضرت نے استخاروں کے کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے (اہم کاموں میں مثلاً کسی کو دوکان یا کاروبار میں شریک بنانے میں، رشتے ناطے قائم کرنے میں، دوستی لگانے میں، کسی کو ہمسفر یا طالب علم بنانے میں سات دفعہ استخارہ کرلیا کریں) اس کے لئے

ہدایات درج ہیں۔حضرت نے فرمایا شیخ محی الدین ابن عربی ایک استخارہ ہر روز آئندہ آٹھ پہر کے کاموں کے لئے کرلیا کرتے تھے۔

سوائے ان اوقات کے جن میں نوافل کا پڑھنا ممنوع ہے۔مثلاً صبح صادق کے پھٹنے سے طلوع آفتاب تک یا نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک غرض معلومہ کو مدنظر رکھ کر کسی وقت دو رکعت نماز نفل پڑھی جاوے۔اس کے بعد دعا مندرجہ ذیل بعد فراغت از نماز ہاتھ اٹھا کر پڑھ لی جاوے یا نماز میں ہی تشہد کے بعد پڑھ لی جاوے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ. فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ . اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَاالْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَ یَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْہِ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ۔(صحیح بخاری کتاب التهجد باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی)

ترجمہ :۔یاالٰہی میں تیرے علم سے خیر مانگتا ہوں۔تیری قدرت میں سے طاقت مانگتا ہوں اور تیرے فضل عظیم میں سے فضل مانگتا ہوں کیونکہ تو سب طاقتوں والا ہے۔میں بیکس ہوں تو علیم ہے۔ میں جاہل ہوں تو غیب کا جاننے والا ہے۔اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین دنیا اور عاقبت کے لئے اچھا ہو تو میرے لئے اسے مقدر کر دے اور میرے لئے آسان کر دے۔پھر اس میں مجھے برکت عطا فرما اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین و دنیا کے لئے برا ہو تو اس کام سے مجھے روک دے اور مجھے اس سے پھیر دے۔اور جیسے بھی یہ کام ہو مجھے اس میں خیر دے اور مجھے اس سے راضی کر دے۔

استخارہ کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا مشیر بنا لیتا ہے۔استخارہ کے معنے ہیں خیر و برکت طلب کرنا۔اس کا نتیجہ یہ ضروری نہیں ہوتا جیسا عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کام کے متعلق ضرور ہی کوئی اشارہ فرمائے بلکہ یہ کہ اگر مجوزہ کام مفید ہو تو اس کے کرنے کی توفیق دے اور اس میں سہولت و برکت رکھ دے اور اگر کام مفید نہ ہو تو اس سے روک دے اگر عربی دعا یاد نہ ہو تو اپنی زبان

میں اس کا مفہوم ادا کر دے۔

۱۱۔علاوہ استغفار درود شریف **لاحول** اور سورۃ فاتحہ کے کلمہ طیبہ **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه** کا کثرت کے ساتھ ورد کرو۔

۱۲۔صحبت نیک کے حصول کے لئے **اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِیْ جَلِيْسًا صَالِحًا** (صحیح بخاری کتاب اصحاب النبیؐ باب مناقب عمار وحذیفه) اور ترقی جماعت کے لئے رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (الصافات:۱۰۱) پڑھا کرو۔

۱۳۔حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کرنے کی ضرورت کو اس وقت بالخصوص خاکسار اپنی طرف سے تمام جماعت میں پیش کرتا ہے اور خود دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سرچشمہ ہدایت کو عرصہ دراز تک قائم رکھے اور ہمیں اس چشمہ سے فیض حاصل کرنے کی توفیق دے آمین۔اس کے علاوہ قدرت ثانیہ کے ظہور کے لئے دعائیں کرنا بھی جماعت کے لئے ازبس ضروری ہے۔چاہیے کہ اس معاملہ میں تغافل نہ کیا جاوے۔ **اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حَيَاتَهَا وَ اَعِذْنَا مِنْ وَبَائِهَا اَللّٰهُمَّ حَبِّبْنَا اِلٰی اَهْلِهَا وَ حَبِّبْ صَالِحِیْ اَهْلَهَا اِلَيْنَا۔**

۱۴۔نماز میں تشہد کے بعد مندرجہ ذیل دعا کے پڑھنے کو حضرت خلیفۃ المسیح بہت ہی پسند فرماتے ہیں۔فرمایا کرتے ہیں کہ بعض ائمہ کرام نے اس دعا کے پڑھنے کو واجب قرار دیا ہے۔ **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعِجزِ وَ الْكَسْلِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَ الْبُخْلِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ ضِلْعِ الدَّيْنِ وَ غَلَبَةِ الرِّجَالِ۔**

۱۵۔ ہر ایک نئے شہر یا بستی میں داخل ہونے سے پہلے جس وقت وہاں کے مکانات پر نظر پڑے تو دعائے ذیل پڑھ لینا بہت فائدہ اور برکت دیتا ہے۔ **اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَاذَرَيْنَ وَ رَبَّ الشَّيَاطِيْنَ وَمَا اَضْلَلْنَ اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَ خَيْرَ اَهْلِهَا وَ خَيْرَ مَا فِيْهَا وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَ شَرِّ اَهْلِهَا وَ شَرِّمَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا**

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا۔ خاکسار فرزند علی عفی عنہ ہیڈ کلرک قلعہ میگزین فیروز پور شہر

(الحکم جلد ۱۵ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۴؍ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

میلاد ۱۲؍ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ

لاہور کے پیسہ اخبار نے جو تحریک عید میلاد کے بارے میں کی تھی کہ اس روز تمام مسلمان نہائیں دھوئیں عید منائیں اس کا ذکر حضرت امیر المومنین کی خدمت میں کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔

اسلام میں تو صرف دو ہی عیدیں شارع اسلام علیہ السلام نے مقرر فرمائی ہیں یا جمعہ کا دن ہے۔

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۲۰ مؤرخہ ۱۶؍ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱)

عورت کی دلداری

حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ تو رات دن کی تقریروں میں احکام فرقان حمید سے عورتوں کے حقوق کی طرف خاص طور پر متوجہ ہیں یہاں تک کہ ایک دن فرمایا۔

عورت کی دلداری کرنی چاہئے۔

فرمایا۔اس کے برخلاف کیا جاوے تو اسے بے حد صدمہ ہوتا ہے۔اگرچہ اپنی دینداری کے باعث اپنے آپ کو ضبط کرے مگر تاہم نہیں ضبط کر سکتی اس لئے عورت کے برخلاف کیا جاوے تو نرمی سے اسے ذہن نشین کیا جاوے کہ فلاں بات میں یہ نقصان ہیں اور اس میں یہ نفع۔

(ماخوذ از مضمون ’’کچھ عورتوں کی نسبت‘‘ البدر جلد ۱۰ نمبر ۲۰ مؤرخہ ۱۶؍ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۵)

ہجرت امر مشکل

(۱۶؍ مارچ ۱۹۱۱ء) دو شخصوں کی درخواست پیش ہوئی کہ اپنے وطن سے ہجرت کر کے قادیان آنا چاہتے ہیں۔فرمایا۔

اِنَّ شَانَ الْھِجْرَۃِ لَشَدِیْدٌ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب المبایعۃ بعد فتح مکۃ علی الاسلام)۔ہجرت میں مشکلات کا سامنا ہے کسی وقت سوکھا ٹکڑا کھانا پڑ جاتا ہے، زمین پر سونا ہوتا ہے لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر قدم اٹھاتا ہے خدا اسے ضائع نہیں کرتا۔ میں بعض دفعہ سادہ روٹی اچار

کے ساتھ کھا کر گزارہ کر لیتا ہوں۔ ایک دفعہ میں نے کئی ماہ نون مرچ کے ساتھ روٹی کھا کر بھی گزارہ کیا ہے۔ مہاجر فی سبیل اللہ بھوکا نہیں مرتا خدا اس کا حافظ ہوتا ہے۔

(ماخوذ از کالم ''اخبار قادیان'' البدر جلد ۱۰ نمبر ۲۱ مؤرخہ ۲۳ / مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱)

پیسہ اخبار

پیسہ اخبار کے چند مخالفانہ مضمون حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ فرمایا۔

یہ ہمارا پکا اور سچا دشمن ہے ہمیشہ سلسلہ کے خلاف لکھتا رہتا ہے ہم تو پھر بھی اسے کچھ نہیں کہتے حوالہ بخدا کرتے ہیں۔ بدی ہے تو اس کے پیش خود آ جائے گی۔

غیر احمدی

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔

ہم غیر احمدیوں کو غیر احمدی کہتے ہیں اور جو ہم پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں ان کا کفر بموجب حدیث ان پر لگتا ہے ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں لگاتے۔ (البدر جلد ۱۰ نمبر ۲۱ مؤرخہ ۲۳ / مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۵)

جوہر قابل کی تلاش

حضرت خلیفۃ المسیح فرمایا کرتے ہیں کہ

اہل کمال ہمیشہ ایسے قابل جوہروں کی تلاش میں رہتے ہیں جنہیں وہ امانت کمال سپرد کریں۔

اطمینانِ قلب

آج صبح کو میں نے پوچھا کہ آپ کی زندگی میں کبھی کوئی ایسا موقعہ آیا ہے کہ کسی شخصیت نے آپ کے قلب کو مرعوب کر دیا ہو؟ فرمایا۔

بچپن سے لے کر اب تک مجھے کوئی ایسا موقعہ یاد نہیں کہ کسی شخص کی وجاہت یا علمیت یا کسی اور وجہ امتیاز نے میرے دل پر غلبہ کیا ہو اور میں اس کو ہمیشہ شرک سمجھتا رہا۔ اور یہ فی الواقعہ ہے بھی شرک۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کون ہے جو کسی کو نفع پہنچا سکے یا کسی کو یہ طاقت ہے کہ نقصان دے سکے۔ پس

دو ہی باتیں غلبہ اور رعب کی ہوسکتی ہیں خوف یا امید۔ اور ان دونوں کے متعلق مجھے اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ ہی نہیں تو میرے دل پر رعب کیوں آتا؟ میں خدا تعالیٰ ہی کو اپنا حاجت روا یقین کرتا ہوں۔ ہاں ایک بات ہے اولوالامر کے حکم اطاعت کے نیچے ہیں۔ ایک چپراسی جو سرکاری حکم لے کر آئے اس کی فرمانبرداری بھی ضروری سمجھتا رہا ہوں اور وہ بھی اس لئے کہ خدا نے حکم دیا ہے۔ میرے لئے ایسے موقعہ پیش آئے جہاں مجھ پر کسی کا رعب پڑتا مگر خدا کے فضل سے نہیں۔ ایک مرتبہ بھیرہ کے عمائد ہماری مسجد میں جمع ہوئے اور وہاں ایک اچھا مجمع تھا۔ میں اس طرف سے گزرا تو اس اجتماع کو دیکھ کر اندر چلا گیا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب بھی ہیں اور وہ چشم پُر آب ہیں۔ میں نے بڑی جرأت سے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے تمہارے کفر پر فتویٰ لیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر میرے عقائد آپ کے خیال میں ایسے ہیں تو فتویٰ دے دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں تو کفر کی بات نہیں پاتا۔ پھر میں نے کہا کہ نہ دو۔ انہوں نے کہا یہ سب عمائد اور اہل اثر لوگ ہیں۔ میں نے کہا کہ پھر میں آپ کا شاگرد ہوں آپ کی طرف سے میں لکھ دیتا ہوں اور جوان کا جی چاہے کریں۔ میں نے کاغذ لیا اور لے کر لکھ دیا کہ جس شخص کے ایسے عقائد ہوں وہ کافر ہے۔ سب کے سب منہ دیکھتے رہ گئے۔ ان عمائد کا میرے قلب پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ اور میں دیکھتا تھا کہ اس حالت میں مجھے ذرا بھی وہم نہ تھا کہ یہ مجھے کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

پھر ایک مرتبہ ایک رئیس کے سامنے جس سے مجھے تعلق طبابت بھی تھا بت پرستی پر گفتگو ہوئی۔ وہ بت پرستی کا گرویدہ تھا۔ میں نے بڑے زور سے بت پرستی کی تردید کی اور اسے بھی کہا کہ تم بت پرستی کی حکومت سے ایک کلمہ کے کہنے سے آزاد ہو سکتے ہو اور ایک ہی منٹ کے اندر نکل سکتے ہو۔ مگر چونکہ بت پرست صحیح علوم سے ناواقف ہوتا ہے اسے توفیق نہ ملی۔ مجھے کبھی ایسے درباروں میں حق کے کہنے سے شرمندہ ہونا نہیں پڑا۔ فرمایا۔ مجھے کبھی یاد نہیں کہ خدا نے مجھے شرمندہ کیا ہو۔

حق گوئی

کونٹ ٹولسٹائی کا ذکر تھا کہ اس نے میرے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں سے کچھ انتخاب کیا تھا۔اسی انتخاب کا انتخاب ولایت کے مشہور رسالے ریویو آف ریویوز میں چھاپتا۔فرمایا۔

اس میں سے کچھ سناؤ۔

مولوی شیر علی صاحب نے چند ایک کا ترجمہ سنایا۔مثلاً۔(۱) میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے ارادہ کیا کہ شناخت کیا جاؤں تو میں نے آدم کو پیدا کیا (۲) مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔اس قسم کے چند فقرے سنائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ

معلوم ہوتا ہے اس کی طبیعت میں حق جوئی تھی۔ریویو کے بھی کچھ پرچے اس نے پڑھے تھے اور حضرت صاحب کی تحریروں کو پسند کیا تھا۔

اس پر میں نے عرض کیا کہ اس نے پنڈت دیانند صاحب کی بھی تعریف کی ہے۔فرمایا۔

پنڈت دیانند صاحب نے اسلام کے لئے راستہ صاف کیا ہے جو بت شکنی اس نے کی ہے مسلمانوں کے کام کو ہلکا کر دیا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ میں تو ان تمام ریفارمروں کو جو چودھویں صدی میں ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے لئے بطور ارہاص سمجھتا ہوں۔فرمایا۔درست ہے۔

اسی ضمن میں بعض مشنریوں کا ذکر کیا کہ

وہ جو جوش تبلیغ عیسویت کے لئے رکھتے ہیں وہ محض اخلاص سے ہوتا ہے ریاکاری ان میں نہیں ہوتی۔میں نے ایسے مشنری دیکھے ہیں جن سے مجھے گفتگو کرنے کا موقعہ کثرت سے ملتا رہا۔پادری گارڈن صاحب وہ ہمیشہ جب بھیرہ میں آتا تھا اسے خیال ہوتا تھا کہ اس مرتبہ نورالدین کو بپتسمہ دے دوں گا حالانکہ میں ان سے بڑے بڑے مباحثے کرتا تھا۔مگر چونکہ میں بائبل کے بڑے حوالے دیتا وہ سمجھتا کہ یہ اثر پذیر ہوئے بغیر نہ رہے گا۔مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے تو اس باطل سے ایسا بچایا کہ اس کے کچلنے کی توفیق دی۔یہ فضل کی بات ہے۔میرے لئے تو حضرت صاحب نے بھی یہی مجاہدہ تجویز کیا تھا

کہ عیسائیوں کے خلاف ایک کتاب لکھوں جس پر فصل الخطاب لکھی گئی۔

صدقہ جاریہ

۲۲/ مارچ ۱۹۱۱ء کا واقعہ ہے کہ مجھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا۔ آپ نے ایک سلسلہ کلام میں فرمایا کہ

صدقہ چار ہیں۔ اوّل اولاد صالح جو دعا کرے۔ دوم علم جو نفع رساں ہو۔ سوم پانی کا اجرا۔ یعنی کنوئیں وغیرہ کی تعمیر۔ یہ بھی ایک صدقہ جاریہ ہے۔ چہارم عمدہ پل یا سڑک۔ جب لوگ گزرتے ہیں تو آرام پا کر جوش سے بنانے والے کے لئے دعا کرتے ہیں۔

امتحان کے لئے دعا کرنے والے غور کریں

حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور علی العموم ہمارے وہ نوجوان جو عنقریب امتحانوں میں شامل ہونے والے ہیں دعاؤں کے لئے خط لکھتے ہیں اور بڑے بڑے الحاح سے لکھتے ہیں۔ ایک نوجوان نے خط لکھا جو سال گزشتہ ایک امتحان میں فیل ہو گیا تھا۔ اس کا باپ اتفاق سے موجود تھا۔ فرمایا۔

تمہارے لڑکے نے بڑے درد سے خط لکھا ہے اور بڑا اضطراب ظاہر کیا ہے تم اس کو ہماری طرف سے نصیحت کرو کہ اس قدر گھبراہٹ کیوں ہے؟ امتحان کو کیا سمجھ رکھا ہے؟ اس کے پاس ہونے پر ساری امیدوں کا انحصار کرنا شرک ہے۔ کوشش جدا امر ہے مگر اس قدر اسباب پرستی جائز نہیں۔ اگر پاس بھی ہو جاوے پھر اس کے فوائد سے متمتع کرنا اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر ہے۔ اس لئے ایسی باتیں جو شرک کے درجہ تک پہنچ جاویں چھوڑ دینی چاہئیں۔ خدا پر بھروسہ کرو وہی فضل کرے تو کچھ بنتا ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے کوئی امتحان پاس نہیں کیا مگر وہ بڑے آسودہ ہیں۔ اور بعض ہیں جو امتحان پاس کر کے بھی مارے مارے پھرتے ہیں۔ یہاں نثار احمد ایک لڑکا تھا۔ اس کے پاس کی خبر اور موت کا پیغام ایک ہی وقت میں آیا۔ تو کیا فائدہ اس کے پاس ہونے نے دیا۔ پس ایسی باتوں سے توبہ کرلو اور استغفار کرو۔ میں سمجھتا ہوں یہ نصیحت تمام نوجوانوں کے لئے مفید ہوگی۔

(ماخوذ از کالم ''ایوان خلافت'' الحکم جلد ۱۵ نمبر ۱۲ مؤرخہ ۲۸/ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

معاشرتی رسوم اوران کے بدنتائج

ایک دوست کا خط آیا کہ میں اپنے بچہ کا ختنہ کرانا چاہتا ہوں۔ ہماری قوم میں اس کے متعلق بعض بہت بڑی بڑی رسمیں ہیں۔ حضور کوئی ایسی ہدایت فرماویں کہ جس سے ان رسوم کی پابندی ٹوٹ جاوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔

میں اَور کوئی دستورالعمل قائم کرنا نہیں چاہتا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو حکم ہے وہ تو اس سے زیادہ نہیں کہ ختنہ میں جو چمڑا کاٹنے کے لائق ہے وہ کاٹ دیا جاوے اور کوئی بات اس موقع پر ثابت نہیں جس کا میں حکم دوں۔

فرمایا۔ ختنہ کی رسوم کا ایک نتیجہ میں نے خود دیکھا ہے کہ ایک وقت مالیر کوٹلہ میں ایک قوم نے اخراجات رسوم کے میسّر نہ ہونے کی وجہ سے ختنہ کرنا ترک کر دیا تھا۔ پہلے ایک شخص نے اخراجات کے نہ ہونے کی وجہ سے ختنہ نہ کرایا اور پھر آہستہ آہستہ قوم کے اور لوگوں نے بھی اسی کی تقلید کی۔ آخران کے ایک مجتہد کو ان سب کا ختنہ کرنا پڑا۔

درمیان میں ایک اور دوست نے ذکر کیا کہ ایک قوم کے بعض آدمیوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ہماری برادری کے ہمیشہ دو حصے رہتے ہیں اور ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ ساری برادری کا اتفاق نہ ہو جائے بلکہ اگر کوئی موقع شادی غمی کا آ جاوے تو کثیر اخراجات کے خوف سے عمدًا (اتفاق ہو تو) ایک حصہ برادری سے پھوٹ کر لینی پڑتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ

ایک دفعہ میرے نہایت قریبی رشتہ کے گھر میں ایک موقع شادی کا تھا۔ انہوں نے ادائے رسوم کا خیال کیا تو میں نے کہہ دیا اگر ایسا کرو گے تو میں کبھی شریک نہ ہوں گا۔ انہوں نے جب نہ مانا تو میں نے اتنے روز ان کا کھانا بھی چھوڑ دیا اور گھر میں میری بیوی الگ کھانا پکاتی تھی۔ اس موقع پر میری مخالفت ہوئی مگر بعد میں میں نے دیکھا کہ وہ تمام برادریاں جن کی خاطر رسمیں ادا ہوئی تھیں سب کی سب ٹوٹ پھوٹ گئیں اور ان رسموں نے کچھ بھی نہ سنوارا۔

فرمایا۔ ایک بہت بڑا آدمی تھا اس کی لڑکی کے ناطہ کے لئے بیسیوں پیغام ہوئے وہ سب کی

حقارت کر دیتا تھا کسی کو رشتہ نہ دیا۔ آخر دونوں بہن بھائی جب تنگ آ گئے تو انہوں نے عیسائی ہونے کی تجویز کی۔ لڑکی کے بپتسمہ کے موقع پر ایک نہایت ادنیٰ قوم کے چمار نے بھی بپتسمہ پایا۔ پادری نے اسی وقت گرجا میں دونوں کی دینی اخوت بنا کر نکاح کر دیا اور اس سے اس شخص کی ساری عزت برباد ہو گئی۔ دیکھو رسوم کی پابندی کے بہت برے نتائج ہیں۔

ہندو کنچنیاں

ایک اور دوست نے ذکر کیا کہ فلاں شخص نے ایک موقع پر کہا ہے کہ فلاں فلاں قوم میں سے کنچنیاں بنی ہیں۔

فرمایا۔ کیا ہنود میں کنچنیاں نہیں اس کو خبر نہیں۔ ہندوؤں میں پانچ قسم کی کنچنیاں موجود ہیں۔ ایک قسم طلباء کے لئے، دوسری قسم علماء کے لئے، تیسری قسم فقراء سجادہ نشینوں کے لئے، چوتھی قسم عوام ہندوؤں کے لئے۔ پانچویں قسم تمام دنیا کے لئے۔

بنارس میں یہ پانچوں قسم کی کنچنیاں موجود ہیں اور ویسے ہمارے پنجاب میں اس مذہب کے لوگ ہندوؤں میں بکثرت ہیں۔ امرتسر، لاہور، گجرات، سیالکوٹ، بھیرہ، راولپنڈی میں ۲/۳ حصہ اس مذہب کے پیرو ہیں میرے پاس ان کی کتابیں موجود ہیں اور میں ان لوگوں کو جانتا ہوں۔

ایک مبشر رؤیا

زوجۂ محترمہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن سیتاپور کا ایک خواب حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوا جو انہیں کے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے کیونکہ اس سے ایک بشارت پیدا ہوتی ہے کہ جو سڑک قرب الٰہی کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تیار کر رہے تھے وہ اب بہت کچھ صاف ہو چلی ہے اور وقت آ گیا ہے کہ تمام درمیانی دقتیں رفع ہو کر مخلوقات کے واسطے ہدایت کا پانا آسان ہو جاوے۔

دیکھا کہ کسی دومنزلہ مکان کی درمیانی یا اوپر کی منزل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں حضور کا چہرہ نورانی، لباس عمدہ اور قبلہ رخ چل رہے ہیں۔ مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ ’’آ ؤ تمہیں دکھلائیں کہ پہلے

ہمارے گھر میں چیزیں کیسی راستہ میں بکھری پڑی ہوتی تھیں۔اب پہلے سے کچھ راستہ صاف رہتا ہے۔'' آپ کے ایسا فرمانے پر چند چیزیں جو راہ میں پڑی تھیں ان کو میں نے اٹھا کر ایک طرف کر دیا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔''مولوی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح سے مراد ہے) سے خدا بہت خوش ہے۔ پانچوں وقت ننگے پاؤں وضو کیا۔ پاؤں دھوئے ،نمازیں پڑھیں اور دنیا میں آ کر بہت محنت کی ہے۔کبھی تکلف نہیں کیا جیسا جہاں کھانا مل گیا کھا کر بے تکلف بیٹھ کر پھر کام میں لگ گئے یا گھر سے باہر چلے گئے اس لئے خدا ان سے بہت خوش ہے۔'' پھر فرمایا۔''خدا تم سے (مراد حاضرین خلیفہ رشید الدین وان کی زوجہ) بھی خوش ہے لیکن اتنا نہیں جتنا مولوی صاحب سے۔کوشش کرو اور راستہ میں کوئی چیز ہو تو اس کو اٹھا کر راستہ صاف کر دو۔''فقط

حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے فرمایا کہ

یہ ایک بے نظیر خواب ہے۔اس میں راستہ تو وہی صراط مستقیم ہے اس کو صاف کرنا چاہئے اپنی کمزوریوں اور غفلتوں کو دور کرنا چاہئے۔

فرمایا۔اس خواب سے اہل تشیع کا بھی ردّ ہوتا ہے کیونکہ وہ پاؤں نہیں دھوتے اور اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ پاؤں دھونے سے خوش ہوتا ہے۔

عید میلاد بدعت ہے

جماعت شملہ کا خط پیش ہوا کہ پیسہ اخبار میں یہ خبر پڑھ کر کہ عید میلاد کے دن لاہور میں احمدیہ جماعت کے ایک جلسہ میں خواجہ صاحب لیکچر دیں گے ہم نے بھی عید میلاد کا جلسہ منعقد کیا۔اس کے متعلق حضور کا کیا حکم ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے فرمایا۔

عید میلاد بدعت ہے۔عیدین دو ہی ہیں۔اس طرح تو لوگ نئی نئی عیدیں بناتے جائیں گے اور احمدی کہیں گے کہ مرزا صاحب پر الہام اوّل کے دن ایک عید ہو اور یوم وصال پر عید ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سب سے بڑے محبّ تو صحابہ تھے انہوں نے کوئی تیسری عید نہیں

بنائی بلکہ ان کا یہی مسلک رہا کہ

بزہد وورع کوش وصدق وصفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

اگر عید میلاد جائز ہوتی تو حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے محبّ تھے وہ مناتے۔ ایسی عید نکالنا جہالت کی بات ہے اور نکالنے والے صرف عوام کو خوش کرنا چاہتے ہیں ورنہ ان میں کوئی دینی جوش نہیں۔

شیعہ سنی کا جھگڑا کیوں کر طے ہوا

ہمارے محبّ مرزا کبیر الدین صاحب ریلوے گارڈ جو آج کل لکھنؤ میں رہتے ہیں بمعیت برادر مرزا حسام الدین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور میں حاضر تھے۔ ان کے ساتھ لکھنؤ کے متعلق کچھ باتیں ہو رہی تھیں۔ فرمایا۔

جب میں لکھنؤ میں پڑھتا تھا تو میرے استاد حکیم صاحب کے پاس مرزا رجب علی بیگ صاحب فسانہ عجائب کے مصنف بھی آیا کرتے تھے۔ ایک دن میں نے مرزا صاحب کو کہا کہ آپ تو اب بوڑھے ہو گئے ہیں آیئے اپنا فسانہ عجائب ہی مجھے پڑھا دیجئے۔ اس کو انہوں نے منظور فرمایا۔ ہنوز دو ہی صفحے پڑھے تھے کہ اس میں ایک ایسی عبارت آئی جس سے میں تاڑ گیا کہ مرزا رجب علی بیگ صاحب شیعہ نہیں ہیں بلکہ سنی ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ آپ تو سنی ہیں۔ حیران ہو کر پوچھنے لگے کہ کس طرح؟ میں نے کہا دیکھئے آپ نے اپنی کتاب میں جہاں سنی علماء کا ذکر کیا ہے ان کے لئے لفظ ''اِدھر'' کا استعمال کیا ہے اور جہاں شیعہ علماء کا ذکر کیا ہے ان کے لئے لفظ ''اُدھر'' کا استعمال کیا ہے۔ اس اِدھر اور اُدھر سے ظاہر ہو گیا ہے کہ آپ سنی ہیں شیعہ نہیں ہیں۔ حیران ہو کر کہنے لگے اچھا جانے دو اس بات کو۔ پھر ایک دن میں نے پوچھا کہ آپ فرمایئے کہ آپ نے کس طرح سے فیصلہ کیا تو فرمایا۔

یہ ایک عجیب واقعہ ہے۔ میں لکھنؤ میں نواب سعادت علی خان صاحب کے ہاں ملازم تھا۔ ایک دفعہ کسی ضرورت کے سبب دہلی جانا ہوا تو نواب صاحب نے فرمایا کہ دہلی جاتے ہو۔ شاہ عبدالعزیز

صاحب کو بھی دیکھتے آنا کیسے آدمی ہیں۔ میں جب دہلی گیا تو شاہ صاحب کی خدمت میں ایک دن حاضر ہوا مگر کچھ بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ دوسرے دن بھی حاضر ہوا مگر اسی طرح چپ چاپ بیٹھ کر چلا آیا میں ڈرتا تھا کہ ریختہ اردو بولنے میں غلطی کھاؤں گا اور شرمندہ ہوں گا۔ جب تیسرے دن گیا تو پھر شاہ صاحب نے خود ہی پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے کہا کہ لکھنؤ سے۔ فرمایا۔ وہاں آپ کس جگہ رہتے ہیں۔ میں نے اس محلّہ کا پتہ دیا جہاں پل کے پاس میں رہتا تھا تو فرمایا۔ ہاں آپ چاند پور سے آئے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ نہیں میں چاند پور سے نہیں آیا لکھنؤ سے آیا ہوں۔ پھر فرمایا کس جگہ؟ میں نے پھر وہی پل والا پتہ دیا تو فرمایا۔ ہاں میں سمجھ گیا ہوں آپ چاند پور سے آئے ہیں۔ ایسا ہی میں نے تین دفعہ بتلایا اور تینوں دفعہ انہوں نے کہا کہ چاند پور۔ میں حیران ہی رہا کہ یہ عجیب آدمی ہیں میں لکھنؤ کہتا ہوں اور یہ چاند پور ہی کہتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے ان سے سوال کیا کہ یہ سنی شیعہ کا جو جھگڑا ہے اس کا فیصلہ کیوں کر ہے؟ فرمایا کہ تم قرآن شریف پڑھو اسی سے سب فیصلہ ہو جاتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں عربی نہیں جانتا۔ فرمایا۔ ہمارے شاہ رفیع الدین صاحب نے قرآن شریف کا ترجمہ لفظی کر دیا ہے ہر لفظ کا ترجمہ اس کے نیچے لکھ دیا ہے اس کو پڑھو اور سمجھو سب فیصلہ معلوم ہو جائے گا۔ جب میں واپس لکھنؤ آیا تو نواب صاحب سے ذکر آیا۔ وہ نواب عالی دماغ تھے انہوں نے جھٹ تحقیقات شروع کی۔ آخر ثابت ہوا کہ جہاں میں رہتا تھا وہاں پہلے ایک گاؤں چاند پور نام تھا۔ نواب نے مجھے بہت ہی نادم کیا کہ تم لکھنؤ کی ناک کاٹ آئے تمہیں اپنے گھر کی بھی خبر نہیں اور شاہ صاحب پر اعتراض کرنے لگے۔ میں بہت شرمندہ ہوا۔ تب مجھے خیال آیا کہ ان کی ایک بات تو سچی نکلی، آؤ دوسری کو بھی آزمائیں۔ قرآن شریف لے کر پڑھنے لگا اسی سے مجھے سمجھ آ گیا کہ حق کس طرف ہے۔

چپ نہ ہونے والے

ابن خزر جو مولوی ثناء اللہ صاحب کا کچھ ذکر تھا۔ فرمایا۔

بعض قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ ان کو کسی طرح چپ نہیں کرا سکتے۔ ایسوں کو کچھ سمجھانا بے سود

ہے۔ وہ کچھ نہ کچھ باتیں بناتے ہی چلے جاتے ہیں۔

سب سے پہلے کس چیز کی ضرورت ہے؟

ایک شخص نے کہا کہ نجات سب سے مقدم ہے۔ فرمایا۔

نجات تو فضل سے ہے اور فضل کا جاذب ایمان ہے۔ پس سب سے مقدم ایمان ہے۔ ایمان اچھے پھلوں کا بیج ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ سب سے اعلیٰ ایمان کس مذہب نے تعلیم کیا ہے۔ بہت سی باتیں ہیں مثال کے طور پر ایک عبادت گاہ کو بلاوا ہی لے لو۔ عیسائی گھنٹہ بجاتے ہیں اور ہندو سنکھ، پر مسلمان کہتا ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ جس نے اللہ کو اکبر مان لیا وہ بدی کے نزدیک کب جائے گا۔ ایمان کے لئے سب سے اعلیٰ تعلیم ہر امر میں اسلام ہی کی ثابت ہوتی ہے۔

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۲۲، ۲۳ مؤرخہ ۶ / اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۸، ۹)

مخالفین سے نیکی کرو

مکفّر اور مکذّب مولویوں کے ہاتھوں سے تنگ آ کر ہمارے ایک دوست نے جو خود بھی مولوی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں خط لکھا ہے کہ یہ مکذبین بھی تو کافر ہیں کیوں نہ ایسا کیا جاوے کہ ہماری جماعت کے مولوی صاحبان ان کے حق میں ایک کفر کا فتویٰ مسجل بمواہیر تیار کر کے شائع فرما دیں۔ حضرت نے فرمایا۔

ان کو لکھ دو کہ آپ ان مخالفین کے ساتھ بھی نیک سلوک کرتے رہیں اور ان کے حق میں دعا کرتے رہیں اور ان کے ساتھ حتی الوسع نیکی کرتے رہیں وہ برا کہیں تو آپ خاموش رہیں اللہ تعالیٰ آپ کو فتح مند کرے گا۔

نکتہ معرفت

ایک شخص کا خط حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوا کہ میں مقروض ہو گیا ہوں آپ کے بڑے بڑے مرید ہیں مجھے بہت سارا روپیہ ان سے دلا دیویں۔ فرمایا۔

اس کو لکھو کہ میرا تو بڑا پیر بھی اللہ ہے اور بڑا مرید بھی اللہ ہے۔ وہ پیر ہے کیونکہ وہ میرا ہادی ہے۔ وہ مرید ہے کیوں کہ جو وہ ارادہ کرتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ مرید خدا تعالیٰ کا ایک نام ہے۔ وہی سب میرے کام کرتا ہے میں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی سے سوال نہیں کیا نہ اپنے مریدوں سے کرتا ہوں۔ آپ کو جس طرح کا اضطراب ہے اگر اس میں دعا کی توفیق مل جائے تو انشاءاللہ بیڑا پار ہو جاوے گا۔

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۲۴ مؤرخہ ۱۳/ اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۱)

عبرت فرمایا۔ عبرت کا مقام ہے ننگل[1] مدت سے مصیبت میں گرفتار ہے۔ پہلے ہیضہ تھا پھر اب طاعون کا زور ہے۔ دوسروں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

خدا رازق

ایک ہندو کا خط پیش ہوا کہ میں نے اپنے مقصد کے پورا ہونے پر کچھ نذر مانی ہوئی تھی جو ارسال خدمت ہے۔ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ مجھے عجیب طریقوں سے رزق عطا کرتا ہے۔ اس کی پرورش کی راہیں الگ ہیں دنیا کے لوگ سمجھ بھی نہیں سکتے۔ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: ۴) کا یہ ایک نمونہ ہے جہاں سے خیال اور وہم بھی نہ ہو وہاں سے رزق آ جاوے۔

آپ مرزا صاحب کو کیا کہتے ہیں؟

ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ بعض غیر احمدی یہ لکھ دینے کو تیار ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو مسلمان مانتے ہیں۔

فرمایا۔ پھر وہ مرزا صاحب کے دعوے اور الہام کے متعلق کیا کہیں گے۔ مدعی وحی والہام کے معاملہ میں دو ہی گروہ ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ (العنکبوت: ۲۹) اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا تعالیٰ پر افترا کرے اسے خدا کی طرف سے الہام نہ ہوا ہو اور کہے کہ

---

[1] ننگل ایک چھوٹا سا گاؤں قادیان کے قریب ہے۔ ایڈیٹر

مجھے ہوا ہے۔ ایسا ہی اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اس حق کی تکذیب کرے یا تو مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں سچے تھے ان کو ماننا چاہیئے یا جھوٹے تھے ان کا انکار کرنا چاہیئے۔ اگر مرزا صاحب مسلمان تھے تو انہوں نے سچ بولا اور وہ فی الواقع مامور تھے اور اگر ان کا دعویٰ جھوٹا ہے تو پھر مسلمانی کیسی؟

مخالفین کو سلام

۶/اپریل ۱۹۱۱ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ؓ بعض خطوط کا جواب لکھوار ہے تھے ڈاک میں ایک مخالف کا خط بھی تھا آپ نے محرر ڈاک کو فرمایا کہ

اس کا سرنامہ لکھو جناب من! دوبارہ فرمایا صرف جناب رہنے دو اور سلام نہ لکھو کیوں کہ یہ لوگ خدا کے فضل سے دور ہیں اور ہم سے ایک طرف ہیں۔ اور اس موقع پر اپنے ایک استاد کا واقعہ سنایا کہ انہوں نے ایک مرتبہ ایک شخص کو جو اسلام سے منکر تھا سرنامہ لکھا مرکز محیط علماء و محیط مرکز فضلاء۔ اور فرمایا کہ یہ سرنامہ اس لئے منتخب کیا کہ ہمارا اور ان کا اختلاف اسی قسم کا ہے۔

پھر حضور نے فرمایا کہ

ہمارے پاس ایک ہندو نے اپنے لڑکے کے واسطے دعا کو کہا۔ ہم نے اس کے سامنے جب دعا کی کہ اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں اس کا بھلا کرے۔ تب اس نے کہا کہ آپ ایسی دعا نہ کریں کیونکہ آپ جو دونوں جہان کی بھلائی چاہتے ہیں اس کے تو یہ معنے ہیں کہ وہ مسلمان ہو جائے۔

ایسا اعتراض ناجائز

ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں عرض کیا کہ اگلے روز حضور نے فرمایا تھا مرزا صاحب کا انکار ہمارے اور مخالفوں کے درمیان بغاوت کا مقدمہ ہے یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ نیز جن کا انکار جان بوجھ کر نہیں ان کو کس طرح ملزم کہا جاوے؟

فرمایا۔ گورنمنٹ کے قانون کا نہ جاننا کوئی عذر نہیں ہے۔

اس دوست نے عرض کیا گورنمنٹ کو چونکہ دلوں کا پورا علم نہیں ہوتا اس لئے وہ سزا دینے میں معذور ہے اور اللہ تعالیٰ تو عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے۔ فرمایا۔

اگر یہی بات ہے تو پھر تلوار مظلوم کو کیوں کاٹتی ہے۔

مومن متشدد ہوتا ہے

ایک شخص نے ذکر کیا کہ حضرت اقدس نے غیر احمدیوں کے حق میں بعض مقامات پر ایسی تحریریں لکھی ہیں جن کو ان کی نسبت بولنے سے دل ڈرتا ہے۔ مثلاً ایک مقام پر فرمایا ہے تمام سعید لوگ خدا کی اس آواز کو سن کر قبول کریں گے سوائے ان کے جو دوزخ کے بھرنے کے واسطے ہیں۔ فرمایا۔

ہمارے مخالف ان عیسائیوں کو جو بلاد یورپ و امریکہ میں رہتے ہیں کیا سمجھتے ہیں۔ دہریہ کہتے ہیں اگر خدا میں رحم ہوتا تو چھوٹے بچے نہ مرتے اور نہ اس قدر ان کو مصیبتیں ہوتیں جن میں چھوٹی عمر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پس اس قسم کے ترس کے لفظوں کا نتیجہ دہریت ہے یا مرزا کا انکار کر دیا جاوے۔ تناسخ کا مسئلہ بھی ایسے ہی خیالات سے پیدا ہوا ہے۔ فیثا غورث کو انہی مشکلات نے تناسخ کا قائل کر دیا تھا۔

ہمیں ان فتووں کی پرواہ نہیں

ذکر تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے لکھا ہے کہ اگر احمدی مرزا صاحب کو نبی کہنا چھوڑ دیں تو ہم کفر کا فتویٰ واپس لے لیں گے۔ فرمایا۔

ہمیں ان کے فتوؤں کی کیا پرواہ ہے اور وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں۔ جب سے مولوی محمد حسین نے فتویٰ دیا وہ دیکھے کہ اس کے بعد آج تک اس کی عزت کہاں تک پہنچ گئی ہے اور مرزا صاحب کی عزت نے کس قدر ترقی کی ہے۔

مرزا صاحب کی تعلیم عالم ارواح میں

برادرم منشی محبوب عالم صاحب احمدی گوجرانوالہ کا ایک خط حضرت میاں خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوا جس میں برادر موصوف نے اپنا ایک خواب لکھا ہے۔ دیکھا کہ ”دارالامان میں حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مرحوم و مغفور تقریر فرما کر اور تھک کر ایک چارپائی پر تشریف فرما ہیں۔ چارپائی پر حضور کے راست

جانب نیاز محمد حضور کے پاؤں دبانے لگ گیا۔فرمایا۔جَزَاكَ اللّٰهُ۔

دوسرے جانب اخویم منشی احمد الدین صاحب بیٹھے ہوئے پاؤں دباتے ہیں۔ میں نے طاعون زدہ لاشوں کا نظارہ جو پہلے دیکھا تھا عرض کیا۔فرمایا۔اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔

اس خواب کی تعمیل میں حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ

استغفار بہت کرنا چاہئے ۔ یہ طاعون کا علاج ہے خدا تعالیٰ سے اپنے گناہ بخشوانے چاہئیں اور صدقہ دینا چاہئے۔

فرمایا کہ ہمارا مرزا تو عالم ارواح میں بھی استغفار سکھاتا ہے۔وہ جاہل لوگ ہیں جو ہمیں بے ایمان کہتے ہیں انہیں چاہئے کہ اپنی ایمان کی فکر کریں۔ (البدر جلد ۱۰ نمبر ۲۴ مؤرخہ ۱۳؍اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

ایک شخص کے چند سوالات اور ان کے جوابات

سوالات

(۱) مردہ کو غسل دینا فرض ہے یا مستحب یا سنت ہے؟

(۲) کس حالت میں مردہ کو غسل دینا چاہئے؟

(۳) کیا تمام ناگہانی اموات شہادت کا درجہ رکھتی ہیں یا کہ شہادت ہی ہونے میں؟

(۴) کون سی اموات شہادت کا درجہ رکھتی ہیں اور ان سب میں مردہ کو غسل دینا چاہئے یا نہیں؟

(۵) نماز جنازہ میں سجدہ کیوں نہیں کرتے ہیں؟

(۶) جنازہ کے وقت میت کو آگے کیوں رکھتے ہیں؟

(۷) بغیر غسل کے جنازہ ہے یا نہیں؟

(۸) جنازہ روح کا پڑھا جاتا ہے یا کہ خالی جسم کا؟

جوابات

(۱) غسل میت مسنون ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں غسل دیا جاتا تھا۔اور اس کو فرض واجب مستحب نہیں فرمایا۔

(۲) شہداء کو غسل نہیں دیا جاتا تھا۔

(۳) تصریح سے غرق شدہ اور جو دیوار کے نیچے دب کر مرے یا اسہال سے مرنے والے، اور دردزہ سے مرنے والی اور جو خود حفاظتی اور مال کی حفاظت کے باعث مرے اس کو شہید فرمایا۔ تمام ناگہانی اموات کا حکم میں نے نہیں پڑھا۔ یا مجھے یاد نہیں۔

(۴) کا جواب نمبر۳ میں آ گیا۔

(۵) شرع نے جنازہ میں سجدہ کا حکم نہیں دیا۔

(۶) یہی جواب نمبر۵ مسلمان مومن کو بس ہے۔

(۷) بغیر غسل جنازہ جائز ہے۔ کیونکہ غسل فرض اور شرط جنازہ نہیں۔ جنازہ اس انسان کا ہوتا ہے جو مرا ہے۔

(۸) روح اور جسم خاکی کا ذکر شریعت میں نہیں آیا۔

والسلام

(نورالدین)

یار کو کیونکر منائیں

ایک صاحب کی درخواست بدیں الفاظ پیش ہوئی مینوں رٹھڑا یار منا دیہو!

فرمایا۔ لکھ دو کہ قرآن شریف پڑھو اور اس پر عمل کرو تو رٹھڑا یار منی جائے گا۔ یہی تدبیر حق ہے۔

فرمایا ہے یہ جناب حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کی سہ حرفی کا ایک شعر ہے۔

کوئی تدبیر تھیوے آہ

جے رٹھڑا یار منیوے آہ

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۲۵ مؤرخہ ۲۰ / اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۶)

ایوان خلافت

ایام علالت میں آپ تبلیغ حق کے لئے بہت حریص رہے اور تمام ایسے اوقات میں جبکہ آپ کی حالت نازک سمجھی جاتی رہی آپ نے بارہا فرمایا کہ مجھے اپنے مولیٰ پر بڑی امیدیں ہیں۔

خضر کی تحقیقات

۶/اپریل ۱۹۱۱ء کو جس دن کہ میں قادیان سے باہر جاتا ہوں بٹالہ کے ایک منصف صاحب اور ایک مختار عدالت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مختار صاحب نے آپ سے دریافت کیا کہ خضر کیا ہے؟

فرمایا۔ جب کوئی قوم حق سے دور جا پڑتی ہے اور اس طرح پر وہ گر جاتی ہے تو اس کے عقائد میں فرق آتا ہے۔ پھر اس کا اثر اعمال پر پڑتا ہے اور رفتہ رفتہ حوصلے پست اور ہمتیں کمزور ہو جاتی ہیں وہ روحانی ترقیوں سے ہی نہیں رکتی بلکہ دنیوی رنگ میں بھی پستی کی طرف چلی جاتی ہے۔ چونکہ میں اس بات پر سچے دل سے یقین رکھتا ہوں اور یہ میرا ہی نہیں تمام راستبازوں کا تجربہ ہے کہ تمام ترقیوں کی جڑ سچے عقائد اور اعمال صالحہ ہیں۔ اس حالت تنزل میں اس کی علمی اور عملی کمزوریاں عجیب عجیب ایجادیں کرتی ہیں۔ آج کل مسلمانوں کی حالت بہت گر گئی ہے۔ اس لئے کہ ان میں خدا تعالیٰ کی کتاب کی عظمت اور اس پر عمل کرنے کا جوش نہیں رہا۔ اور وہ خدا کی کتاب کو ترک کر کے خود ہر طرف سے گر رہی ہے۔ اس واسطے اس پستی کے دور میں ایسی تحقیقات کی طرف متوجہ ہو چلی ہے جو اس کے اعمال پر مؤثر نہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ آدم کو پیدا ہوئے کتنا عرصہ گزرا۔ اس کے ہاں دن کے پہلے حصہ میں لڑکی اور دوسرے میں لڑکا پیدا ہوتا تھا تو ان کے نکاح کیونکر ہوتے تھے۔ لیکن اگر غور کیا جاوے اور آپ بھی فکر کریں کہ کیا ان تحقیقاتوں سے کوئی روحانی ترقی یا اصلاح نفس وابستہ ہے یا یہ کوئی علمی ترقی کا ذریعہ ہے۔ عملی رنگ میں اگر دیکھیں تو شریعت ہی اور ہو رہی ہے ایسے وظائف اور اوراد لوگوں نے تجویز کر لئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی کتاب ہی چھوٹ گئی ہے۔ اس قسم کی بحثوں اور تحقیقاتوں میں سے خضر کی بحث ہے۔

میں آپ کو اس کے متعلق اپنی تحقیقات ابھی بتاؤں گا جس پر خدا کے فضل سے میں ایمان رکھتا ہوں۔مگر میرا کام چونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اس لئے میں نے اس درد دل کا اظہار آپ سے کیا ہے جو مسلمانوں کی حالت کو دیکھ کر دل میں پیدا ہوتا ہے اور آپ کو اس واسطے سنا دیا ہے کہ شاید کسی کو نفع پہنچے۔

تین بزرگوں کا زندہ سمجھا جانا اور دیگر لغو بحثیں صرف خضر ہی کی بحث نہیں بلکہ ہمارے ہاں تو تین بزرگ ایسے ہیں۔ایک خضر دریاؤں کے اور الیاس جنگلوں کے اور جھنڈا پاتی مشہور ہے۔ اور ان تینوں کو زندہ سمجھا جاتا ہے۔جن بحثوں کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے اسی سلسلہ میں اصحاب کہف کے کتے کی بھی ایک بحث ہے کہ وہ نر تھا یا مادہ اس کا رنگ کیا تھا۔اور ایسا ہی بنی اسرائیل کی گائے کی بحث ہے۔غرض اس قسم کی بحثیں قوم کی پست ہمتی اور حقائق سے دوری کا ثبوت ہیں۔قوم کے ادبار کے وقت ایسی ہی حالت ہوتی ہے ہر کام میں سست بات کریں گے۔ دولت ہوگی تو شراب خواری اور عیاشی کریں گے۔حکومت ملے گی تو ظلم اور سختی کے علاوہ رشوت لیں گے اور اتلاف حقوق کریں گے۔یہ امراض ہیں جو قوم میں اس وقت بھی پیدا ہو رہی ہیں۔ اب میں آپ کے سوال کا جواب دیتا ہوں۔

لفظ خضر اور قرآن و احادیث خضر لفظ قرآن مجید میں نہیں ہے اور نہ یہ نام آیا ہے۔نہ احادیث صحیحہ میں ذکر ہے۔ہاں بطور کہانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ خضر کا نام لے لیتے ہیں۔اب خضر کی وسعت دیکھو کہ فضل شاہ ہیر والا بھی کہتا ہے کہ خضر نے میرے منہ میں اپنا لب ڈالا ہے۔نور احمد کاتب کے خط کا نام خضری خط ہے۔

خضر کیا چیز ہے؟ اولیاء کرام کی کتابوں میں خضر کی ملاقات کا ذکر آیا ہے۔اب سوال ہوتا ہے کہ خضر کیا چیز ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ ایک نبی کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک ولی کا نام ہے۔صوفی کہتے ہیں کہ جس کے ذریعہ ہدایت ملی وہ خضر ہے۔چنانچہ ایک شعر آپ نے بھی سنا ہوگا کہ

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را

یہاں ہر ہادی کا نام خضر رکھا ہے۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ کہا گیا ہے کہ خضر فرشتہ کا نام ہے جیسے جبرائیل آنحضرت ﷺ کے پاس آیا خضر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔ کتب سابقہ میں معراج نامہ موسیٰ ایک کتاب ہے اس میں فرشتہ کا نام حضر لکھا ہے اور میری تحقیقات میں حضر ہی صحیح ہے اور اسی کو خضر بنالیا۔ بعض علاقوں میں ح کو خ سے تلفظ کر لیتے ہیں۔ جیسے راولپنڈی کے ضلع میں حضر کے معنے جبرائیل کے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حضور رہے۔

وہ ایک فرشتہ ہے خواہ وہ متمثل ہو کر نظر آوے یا کسی آدمی کے ذریعہ تحریک کر دے۔ میری تحقیقات میں ایسی تحریک فرشتہ ہی کا کام ہے۔ چونکہ ہر ہادی اور رہبر اس کی تحریک سے کام کرتا ہے اس لئے وہ خضر کہلاتا ہے اور وہ تین طرح ملتا ہے یا تو متمثل ہو جاتا ہے آنحضرت ﷺ نے دحیہ کلبی کی شکل میں دیکھا۔ بعض کہتے ہیں کہ کوئی بزرگ جو ہدایت کا موجب ہوا تو اس نے کہہ دیا کہ خضر ہوں۔

میرا ایک دوست تھا وہ کسی زمانہ میں فسق میں مبتلا تھا۔ ایک مرتبہ ضلع ہوشیار پور میں کسی ندی کے کنارے جا رہا تھا کہ ایک شخص ملا۔ اور اس نے یہ آیت پڑھی اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا الآیۃ (الحدید:۱۷) ایسی چوٹ دل پر لگی کہ فوراً توبہ کر لی۔ اس کا یقین تھا کہ وہ خضر ہے۔ غرض میرا یقین ہے کہ وہ فرشتہ ہے یا اس کا متمثل اور رہبر کامل۔

ریا کا علاج اور ملامتی فرقہ کی حقیقت

۲۸؍اپریل ۱۹۱۱ء کو حضرت کی خدمت میں میرے ایک مخلص اور مکرم بھائی نے ایک عریضہ پیش کیا جس میں انہوں نے ایک روحانی مرض کا علاج چاہا تھا۔ حضرت نے اس کے متعلق ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ آپ کی طبیعت میں بے حد جوش تھا۔ حضرت اس میرے مخلص بھائی سے خصوصاً محبت کرتے ہیں اور اس کی قدر آپ کے دل میں ہے بوجہ اس اخلاص کے جو اس کو حضرت سے ہے۔ حضرت کے سر میں ضعف تھا مگر

کچھ ایسا جوش تھا کہ بہت کچھ اس مضمون پر کہنا چاہتے تھے اور اس جوش کو روک نہ سکتے تھے۔ اس لئے نہایت محبت سے فرمایا کہ آپ اب تشریف لے جائیں آپ کو دیکھ کر بہت تحریک بولنے کی ہوتی ہے اور وہ میرے لئے اس وقت مضر ہے۔ یہ آپ کے جوش اصلاح کا ایک نمونہ تھا جو دیکھنے والے ہی دیکھ سکتے تھے۔ میرے مخدوم بھائی نے فائدہ عام کے لئے اجازت دی ہے کہ میں ان کے سوال اور آپ کے جواب کو شائع کر دوں۔ خدا کرے اپنی اصلاح کے لئے ایسا جوش ہمارے اندر بھی پیدا ہو اور ہم اپنی کمزوریاں حضرت امام کے حضور عرض کرنے میں کبھی شرم نہ کریں۔ میں تو اسے اعلیٰ درجہ کی خوبی سمجھتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

نامۂ مریض

تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من
پیادہ می روم و ہمرہان سوارانند

السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ وطیب صلاتہ وتائیداتہ وعونہ وصونہ ۔رات دن صبح شام ہر وقت کی جلوت ہے کوئی موقعہ خلوت کا مجھ کو میسّر نہیں ہے۔ اونچی جماعتوں کے سمجھدار بچوں میں رہتا ہوں جن کے لئے میرا نیک نمونہ اور میری عملی زندگی ہی زیادہ مفید اور اثر انداز ہو سکتی ہے۔ اب کئی روز سے میں اپنی ایک کمزوری سے مطلع ہو کر سخت خلجان میں گرفتار ہوں۔ وہ کمزوری یہ ہے کہ میرے اعمال نیک کی کسی کو اطلاع ہوتی ہے تو اس سے میرے دل میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ یعنی میرا قلب دراصل ریا کے پلید مرض سے ماؤف ہے۔ اپنے اس مرض کی اطلاع پا کر مجھ کو سخت کرب اور تکلیف ہے۔ کبھی جی چاہتا ہے کہ ملامتیہ فرقہ کے اعمال بجالاؤں لیکن اس میں دوسروں کے ابتلا کا اندیشہ ہے۔ احیاء العلوم میں بھی ریا کا باب مطالعہ کیا۔ لیکن میں تو اس قدر کمزور ہوں کہ اس کے علاج پر بھی کاربند نہیں ہو سکتا۔ میری روح تحلیل ہوئی جاتی ہے۔ حضور کوئی علاج بھی بتائیں اور دعا بھی بہت فرمائیں۔ حضور سے یہ عرض کرنا بھی درحقیقت ریا سے خالی نہیں لیکن امید ہے کہ اس طرح میرے درد کی دوا ہو جائے

گی ۔انشاءاللہ تعالیٰ ؎

مرا شیشہ بر دوش و باران سنگ
نہ یارائے رفتن نہ جائے درنگ

حضرت کا جواب

فرمایا۔بعض غلطیاں مسلمانوں میں ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے دور ہوسکتی ہیں۔ نادان فلاسفروں نے معیار صداقت پر کتابیں لکھی ہیں مگر وہ اس میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ اگر وہ کوئی ایسا معیار صداقت قائم کردیتے یا قائم ہوجاتا تو پھر اختلاف اٹھ جاتا۔ دو بھائی ہوتے ہیں ایک ریاضی سے دلچسپی رکھتا ہے دوسرا لٹریچر سے۔ میں نے ایک مرتبہ مولوی محمد علی سے کہا کہ فلسفہ کا ایک مسئلہ بتاؤ۔ اس نے کہا کہ مجھے دلچسپی نہیں۔ حالانکہ وہ ایم۔اے ہیں۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ مذہب کے معاملہ میں ایک شخص خود ایک پتھر کو تراشتا ہے اور باوجود اس کا خالق ہونے کے اس کے آگے سجدہ کرتا ہے دوسرا درخت کے سامنے سجدہ کرتا ہے اور تیسرا قبر کو معبود بنالیتا ہے۔ میں نے ایک رئیس کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے مٹی کا عضوتناسل بنا کر آپ ہی اس کی پوجا کرتا تھا۔ کیا یہ عقل وفکر کی بات ہوسکتی ہے۔

غرض معیار صداقت قائم نہیں ہوسکتا وہ معیار صرف خدا کا فضل ہے اس پر ہی کام چلتا ہے۔ ملامتی فرقہ کے اعمال اختیار کرنے سے اصلاح کا خیال غلطی ہے۔ یہ فرقہ کم عقلی سے پیدا ہوا اور شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔

سب سے زیادہ ملامتی انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں ان سے بڑھ کر ملامت کیا کسی کو ہوئی؟ کبھی نہیں۔ نہ کسی امیر کو نہ فقیر کو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ ملامت ہوئی کہ ملک چھوڑنا پڑا۔ حضرت لوط اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کو بھی ملک چھوڑنا پڑا اور اسی طرح پر آنحضرت ﷺ اور آپ کے اتباع کو کس قدر ملامت ہوئی۔ اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت صاحب کو جس قدر گالیاں دی گئی ہیں کیا کسی ننگے فقیر کو بھی دی گئی ہیں۔ ایسے فقیر جو ملامتی بنتے ہیں انہیں تو مجذوب کہہ دیتے ہیں اور

وہ پھراس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ شراب پیتے ہیں اور زنا کرتے ہیں۔اورلوگ کہہ دیتے ہیں کہ خلقت اندھی ہے۔

اصل فرقہ مُلامتی انبیاء علیہم السلام اوران کے اتباع کا ہے جس قدر انسان نیک ہوگا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے گا اسی قدر ملامت بڑھ جائے گی اور خلقت دشمن ہو جائے گی۔ اپنی تبلیغ میں جب تم کھول کر سلسلہ کا ذکر کرو گے یا عیسیٰ کی خدائی اور بتوں کو خدا بنانے اور گورونانک کو اوتار قرار دیئے جانے کی مخالفت کروگے خوانخواہ ملامت ہوگی اورلوگ دشمنی کریں گے۔حق گو سے بڑھ کر ملامتی کون ہوسکتا ہے۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت ہوئی اور ان کے خلاف خطرناک منصوبے ہوئے اورانہیں ایذائیں دی گئیں یہاں تک کہ ترک وطن کرنا پڑا۔ یہ ملامت ہی کا نتیجہ تھا اور یہ ملامت خلاف شریعت افعال سے پیدا نہیں ہوئی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے سے اندھی دنیا نے ان کی مخالفت کی۔

مجھے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے محبت ہے۔ایک مرتبہ میں سیالکوٹ حضرت صاحب کے ساتھ گیا۔ لوگوں نے کہا کہ کچھ سناؤ۔ میں نے يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (الحشر:۱۹) پر وعظ کہا۔شام ہوگئی لوگ چلے گئے۔ایک آدمی نے ایک شخص سے پوچھا کہ آج نورالدین نے کیا وعظ کیا۔اس نے کہا کہ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللّٰهَ پر تقریر کی ہے۔ وہ بولا کہ نورالدین منافق ہے اس نے مرزا صاحب کا ذکر نہیں کیا۔لوگوں نے یہ بات مجھے پہنچائی۔ میں نے کہا کہ میں تو ملامتی ہوں۔اس نے ایسا کہا تو کیا ہوا؟ ممکن ہے اس کے دوستوں نے ملامت کی ہوگی۔ وہاں تو سب احمدی تھے پھر اگر میں نے مرزا صاحب کا ذکر نہیں کیا تھا تو کس کے خوف سے۔مگر نہیں انبیاء علیہم السلام کے سچے اتباع ملامتی ہوتے ہیں۔ان کی غرض لوگوں کو خوش کرنا اوراپنی تعریف سننا نہیں ہوتی۔ میں نے انہیں یہ بھی کہا کہ اسے یہ آیت سنادو۔ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ ...... اِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ الاٰیۃ (الزمر:۴۶)۔کیا مطلب کہ اگر جناب الٰہی کا ذکر کیا جاوے تو بعض بے ایمان دل برا مناتے ہیں۔کشمیر میں اگر واعظ شیخ ہمدانی اور سید عبدالقادر جیلانیؒ کا ذکر نہ کریں تو لوگ دشمن ہو جاتے

ہیں۔ وہاں خطبہ میں بھی یہ ذکر لازمی ہے۔ چشتی ہوں تو خواجہ معین الدین چشتی کا اور نقشبندیوں میں خواجہ نقشبند کا اور قادریوں میں عبدالقادر اور شیعہ میں امام حسینؓ کا ذکر ہو تو یہ لوگ خوش ہوتے۔ مگر یہ خوشی تو اللہ کے سوا مخلوق کے ذکر سے ہوئی ایسے کو کہیں گے کہ یہ بڑا مومن ہے۔ ان کی عظمت اس کے دل میں ہے۔ مگر مومن حقیقی امر بالمعروف کرنا چاہتا ہے اس کے دل میں محض خدا تعالیٰ کی عظمت ہوتی ہے۔ غرض ملامتی اس کو نہیں کہتے جو ننگ دھڑ نگ پھرے۔ نبیوں کی اتباع کئے جاؤ اسی کی ضرورت ہے اور نبی کی اتباع ہی کا حکم ہے۔ رہی ریا اس کے متعلق میں تمہیں دو فقیروں کا واقعہ سناتا ہوں جن کو میری آنکھوں نے دیکھا ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو بھی ریا آتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ کیا ان جانوروں، بیلوں اور گھوڑوں کے سامنے نماز پڑھتے ہوئے تمہیں ریا آتی ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہماری نماز کے وقت لوگوں کی حقیقت بیلوں سے زیادہ نہیں تو ہمیں ریا کیوں آئے؟

ایک سرکاری حکم ہے مثلاً یہ کہ نماز پڑھو۔ پس تمہارا کام یہ ہے کہ اس کی تعمیل کرو نفس کہتا ہے لوگ دیکھتے ہیں۔ بہت اچھا دیکھیں ہمیں اس سے کیا ہم نے صرف تعمیل ارشاد ربانی کرنی ہے۔ شیخ غزالی صاحب بڑا تشدد کرتے ہیں ان کی کتابوں کو دیکھا جاوے تو وہ بہت ڈراتے ہیں۔ شیخ محی الدین ابن عربی ایسی امید دلاتے ہیں کہ بہشت میں ہی چلے جانا ہے۔ قرآن مجید کو آپ پڑھیں اور اس پر عمل کریں اور تدبر کریں۔ اوّل وقت نماز پڑھنی چاہیے اور کبھی اس کی پرواہ نہیں ہونی چاہیے کہ کوئی دیکھتا ہے یا کیا کہتا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ سب سے بڑھ کر ملامتی انبیاء ہوتے ہیں آنحضرت ﷺ کو کیا کچھ کہا گیا کاہن، شاعر، مجنون، ساحر، يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ (المومنون:۲۵) پھر اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔ حضرت صاحب کے حق میں لوگوں کے فتوے دیکھے اور سامنے ان کو کہتے سنا۔ پھر اپنے حق میں گالیاں سنیں اور فتوے دیکھے۔ مگر میں اس راہ کو مبارک سمجھتا ہوں کیونکہ یہ انبیاء کی اطاعت کی راہ ہے اور نبی کی اتباع میں سب سے بڑی ملامت ہے۔ برخلاف اس کے جو ملامتی آپ بنے ہیں۔ میں

نے دیکھا ہے کہ وہ پوجے گئے ہیں۔ میرے سامنے جب کوئی شخص نذر رکھتا ہے تو میرا دل کانپ جاتا ہے کہ خدا جانے یہ مجھے کیا سمجھتا ہے۔ اس کو یہ خیال ہوگا کہ خدا کے ایجنٹ بنے ہوئے ہیں اور یہاں یہ حال ہے کہ چھ ماہ سے پڑے ہیں بوجہ بیماری۔ نذور کے مصرف نہیں دیکھ سکا۔ میرا خدا کھانے کے لئے تو عجیب طور پر بھجواتا ہے یاغستان سے دو روپیہ کچھ آنے جو نہایت اطیب تھے اس نے بھجوا دیئے۔ مجھے سکھوں اور چینیوں نے بھی دیا جن کو مجھ سے کچھ تعلق نہ تھا۔

ہمارے ایک بزرگ ہوئے ہیں ان کے ایک بھائی شیخ محمد تھے ان کی بی بی کا نام ام حبیبہ تھا۔ وہ اس قدر ذکر شغل میں بڑھیں کہ انہوں نے ذکر الٰہی کے لئے نوافل کو چھوڑ دیا۔ پھر اور ترقی کی تو سنت غیر موکدہ کو چھوڑا۔ پھر جو اور لذت بڑھی تو سنن موکدہ میں فرق آنے لگا۔ خاوند کو فکر ہوئی کہ بیوی ترقی کر رہی ہے۔ انہوں جو دریافت کیا تو کہا کہ ذکر الٰہی میں اس قدر ذوق شوق ہے کہ سنن اور نوافل نہیں پڑھتی۔ میاں نے کہا کہ آپ لاحول کا بھی ذکر کریں۔ وہ لاحول پڑھنے لگی۔ دیکھا کہ مصلے پر ہنومان آ گیا ہے۔ تو بی بی صاحبہ نے اسے دھتکار دیا اور کہا کہ یہ کیوں؟ ہنومان نے کہا کہ یہاں تو ہمارا ہی دخل تھا یہ اب کیا کرتوت شروع کر دی۔ تم تو ہمارے قابو میں آ گئی تھیں۔ اتنے میں میاں بھی آ گئے اور انہوں نے پوچھا کیا حال ہے؟ تو کہا کہ اب تو نوافل اور سنن پڑھا کریں گے۔ غرض یہ خوب یاد رکھو۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
و لیکن میفزائے بر مصطفیٰ

ہمیں کافی دین مل گیا ہے نفس ریا کرے کرنے دو۔ ہم فرمانبرداری کرتے ہیں اسے کہہ دو کہ تو خود سزا پائے گا۔ ہم پھر تاکید کرتے ہیں کہ ہر شیطانی وسوسہ کا علاج لاحول ہے۔ ہم نے شیطان کو دیکھا ہے اور اس کے بھاگنے کا بھی تجربہ کیا ہے۔ نورالدین کے پہلے صفحہ پر اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ تین مرتبہ لکھا ہے اور لاحول تین مرتبہ۔ جب میں اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے نورالدین لکھتا تھا تو میں نے دیکھا کہ ہندوؤں کے گھر میں میری شادی ہوئی ہے۔ وہ ساس کہتی ہے کہ آخری پوجا ایک مندر میں کر آؤ تو پھر لڑکی کو لے جاؤ۔ وہ مجھے

ایک مندر میں لے گئے۔ وہاں دو بڑے بڑے بت تھے۔ان کے منہ جنوب کو ہیں میرا منہ شمال کی طرف ہے۔ مجھے ان کو سجدہ کرنے کو کہا۔مگر مجھے یاد آ گیا کہ اسلام اور بت کو سجدہ۔ میں نے بڑے زور سے استغفار شروع کیا۔ جب تیسری مرتبہ پڑھا تو وہ بت دھڑم سے گر گیا۔ پھر دوسرے کی طرف توجہ کی تو وہ استغفار سے نہیں گرا۔ میں نے سمجھا کہ یہ انسانی فعل ہے اس کے لئے زبردست ہتھیار چاہیے اور وہ لاحول ہے۔ تیسری مرتبہ جب لاحول پڑھا تو وہ بھی گر گیا اور بائیں طرف سے شیطان آیا۔اس کے ہاتھ میں لوہے کا بڑا چمٹا تھا۔ دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر میرے سر پر مارنا چاہا تو میں نے لاحول پڑھا اور وہ بھی بھاگ گیا۔تو میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ شیطانی وساوس کے لئے لاحول زبردست ہتھیار ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع بڑی بہادری ہے باقی سب نفس کے دھوکے ہیں۔ میں چاہوں تو اس مضمون پر کئی گھنٹے لیکچر دوں اور مشاہدات سناؤں۔ یہ سب کچھ اس کے فضل سے ہی ہوسکتا ہے۔ زیادہ لاحول پڑھو۔شریعت کی پابندی کرو۔محمد رسول اللہ نے بڑی تلوار ماری ہے۔میں بڑے نبیوں کے علم جانتا ہوں۔ بائبل تو نوک زبان ہورہی ہے۔ ویدوں کو بھی بڑے عالموں سے سنا ہے۔اور ژند وستا، گاتھ، دساتیر ہمارے گھر میں ہیں ان کو پڑھا ہے اور خوب پڑھا ہے جو کچھ بھی ہے وہ آنحضرت ﷺ کی اتباع میں ہے باقی سب اوٹ پٹانگ ہے اسے حوالہ بخدا کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی دستگیریاں کی ہیں میرے لئے تو آنحضرت ﷺ کی باتیں ہی دلربا ہیں۔اور کسی کی عظمت ہی نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں سمجھ میں نہیں آتی۔ (الحکم جلد ۱۵ نمبر ۱۳و۱۴ مورخہ ۲۸/اپریل و ۷/مئی ۱۹۱۱ء صفحہ ۳ تا ۵)

احباب کی خبر گیری

(۳/مئی ۱۹۱۱ء) شیخ عبدالرحمٰن نومسلم سابق کتھا سنگھ بیمار تھا۔ شیخ غلام احمد صاحب واعظ کو فرمایا کہ

جاؤ اور عبدالرحمٰن کی خبر لاؤ۔ سنا گیا ہے کہ وہ بیمار ہو گیا ہے۔

۶/مئی ۱۹۱۱ء کی شام کو بعد نماز مغرب بندہ پھر حاضر ہوا ایک کو فرمایا کہ

عبدالرحمٰن کاغانی کو کہو کہ غلام دین ایک شخص ہے اس کا لڑکا بیمار ہو گیا۔ مہربانی کر کے اس کو دیکھو اس کو تپ ہے۔

عورتوں کی مناسبِ حال وعظ کی ہدایت

پھر حکم دیا کھانے کے واسطے کھانا حاضر کیا گیا۔ ادھر سے شیخ غلام احمد واعظ تشریف لائے۔ عورتوں کو وعظ کے واسطے انہوں نے وعظ کو شروع کیا۔ فرمایا کہ

شیخ صاحب کو کہو کہ جھوٹ، چغلی، طمع اور ایک اور فرمایا جو میں بھول گیا کہ یہ عورتوں میں بہت ہے اس کے بارے میں کچھ کہو۔

آنحضرتؐ کی سادگی

کھانے سے پہلے قاضی امیر حسین صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ فرمایا کہ

قاضی صاحب! آپ نے کبھی کسی حدیث میں نبی کریمؐ کی گرم پانی کے لئے فرمائش کرنا پڑھا ہے۔

قاضی صاحب نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ

میں نے کہیں نہیں پڑھا کہ آپؐ (نے) کھانے کے لئے یا پہننے کے لئے یا نہانے کے لئے کہا ہو کہ یہ ہمارے لئے تیار کرو۔

آنحضرتؐ کا کدو پسند فرمانا

پھر کدو کا ذکر ہوا بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ کو کدو سے محبت تھی آپؐ نے گوشت نہیں کھایا۔ فرمایا کہ

میرا خیال ہے کہ نبی کریمؐ کی دعوت کی گئی جس میں کچا گوشت تھا آپؐ نے وہ چھوڑ دیا۔

پھر شیخ اسمٰعیل صاحب نے پوچھا کہ حضرت ہماری طرف کہتے ہیں کہ اس کو کندھے سے اوپر اٹھا کر لایا کرو کیونکہ نبی کریم کو اس سے محبت ہے۔ تو آپؓ نے پھر اپنے پہلے جواب کو دہرایا۔

پھر کھانا کھا کے فرمایا کہ

عشاء کو ضائع مت کرو۔ جاؤ مجھ پر بوجھ مت ڈالو۔ پھر نہ کہنا کہ تمہارے پاس بیٹھے ہوئے وقت چلا گیا تھا۔

کہا گیا کہ اذان نہیں ہوئی۔ کہا۔ پہلے جانا سنت ہے اس کو پورا کرو۔

ہمیشہ خوش رہتا ہوں

بعض خدام نے مزاج کا حال دریافت کیا۔ فرمایا کہ

میں اپنے آپ میں ہمیشہ خوش رہتا ہوں۔ بخار ہو، قے ہو، زخم ہو، درد ہو، کوئی حالت ہو میں اپنے خدا تعالیٰ کو ہر وقت اور ہر حالت میں اپنے اوپر فضل کی بارش کرنے والا پاتا ہوں۔ میرے دل میں بڑی خوشی اور بڑا سرور ہر حالت میں رہتا ہے۔ پہلے میں بیس روپے (بیس ۲۰) ماہوار کا ملازم ہوا۔ پھر ڈیڑھ سو روپے ماہوار کا ملازم ہوا۔ بعد ایک سو ساٹھ کا اور اس کے بعد دو سو کا۔ پھر سات سو کا ملازم ہوا۔ ہر حالت میں یہی ایک سا لباس رہا ہے جواب ہے ایسی ہی روٹی کھاتا ہوں جیسی اب۔

عبدالحی کے لیکچر پر اظہار مسرت

اسی حالت میں اکبر شاہ خان صاحب نے موقع پا کر عرض کیا کہ حضور آج برادرم عبدالحی نے تقویٰ پر لیکچر دیا اور بہت اچھا لیکچر دیا۔ یہ سن کر یکلخت بشاشت کے آثار نمایاں ہوئے یا تو لیٹے ہوئے تھے فوراً بیٹھ گئے اور شکر کا سجدہ کیا اور سجدہ میں دیر تک دعائیں کرتے رہے اور کئی گھنٹے تک مختلف قسم کی باتیں کرتے رہے۔ خود ہی فرمایا کہ

مجھ کو اس قدر ضعف ہے کہ میں بیٹھ نہیں سکتا۔ لیکن اکبر شاہ خان نے مجھ کو ایسی بات سنائی کہ میں خوشی کے سبب بیٹھا ہوں۔

اردو زبان کی خوبی

اکبر شاہ خان صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اردو زبان میں یہ خوبی ہے کہ فارسی عربی الفاظ بکثرت اس زبان میں ہی استعمال ہوتے ہیں وہ یاد ہو جاتے ہیں اور ان کا صحیح تلفظ آ جاتا ہے۔ ورنہ ایک مولوی صاحب جو خوب عربی کتابیں پڑھے ہوئے ہیں عربی پڑھتے ہیں اور بہت ہی غلط الفاظ ان کی زبان سے نکلتے ہیں۔

اکبر شاہ خان صاحب سے فرمایا کہ تم عبدالحی کو اردو بولنا سکھاؤ اور اُس کے تلفظ کو ٹھیک کراؤ۔ اردو کا تلفظ صحیح تو بڑی نعمت ہے۔

اردو گرائمر

پھر فرمایا کہ

ہم اردو گرائمر کو بالکل بیہودہ کام سمجھتے ہیں۔ یہ جو بچوں کو اردو قواعد پڑھاتے ہیں سخت بیہودگی اور غلطی کرتے ہیں۔ اردو تو بولنے سے آتی ہے۔ اردو بولنے یا لکھنے میں کبھی بھی اردو گرائمر کی ضرورت نہیں پڑتی۔

اکبر شاہ خان صاحب کو فرمایا کہ

تم ہی بتاؤ کہ تم نے اردو کی گرائمر سے بولنے میں مدد لی ہے؟

خان صاحب نے کہا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ آپ عبدالحی کی اردو کا خیال رکھیں اور مولوی محمد علی صاحب اور ماسٹر صدرالدین صاحب انگریزی کا۔

(ماخوذ از کالم ''ایوان خلافت'' الحکم جلد ۱۵ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۴؍ مئی ۱۹۱۱ء صفحہ ۹)

برات کے ساتھ مولود خوانی

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفیٰؐ

صحابہؓ نے بھی شادیاں کیں اہل بیت کی بھی شادیاں ہوئیں ان کو رسول اللہ سے بڑی محبت تھی یہاں تک کہ جانیں بھی قربان کیں۔ لیکن وہ شادیوں کے ساتھ مدح و نعت نہیں پڑھتے تھے حالانکہ یہ ایک عمدہ بات تھی۔ پس میرے نزدیک یہ ایک لغو بدعت ہے۔

قرآن مجید کس کو پڑھایا جاوے اگر اس شخص میں ایمان بالغیب ہو یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو، قیامت کا قائل ہو، دعاؤں کا قائل ہو اور سخاوت کا مادہ رکھتا ہو۔ یعنی صدقہ و خیرات بقدر طاقت دیتا ہو تو اسے قرآن پڑھانا جائز ہے۔

مشرکوں کی اولاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مشرکوں کے نابالغ بچوں کا قیامت کے دن کیا حال ہوگا؟ فرمایا۔ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا کَانُوْا عَامِلِیْنَ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان

میں انبیاء مبعوث ہوں گے اور پھر دیکھا جائے گا کہ وہ کیا عمل کرتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ خدا کو معلوم ہے کہ وہ بڑی عمر پا کر کیسے اعمال کرتے کیوں کہ خدا تعالیٰ اپنے اس علم ازلی کی بناء پر سزا نہیں دیتا۔

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۲۹ مؤرخہ ۱۸؍ مئی ۱۹۱۱ء صفحہ ۱)

توکل علی اللہ

آپ کے توکل علی اللہ کے بہت سے واقعات لکھے ہیں۔ مگر جس قدر بھی ملتے جاویں وہ ایمان ہی بڑھانے والے ہیں۔ ایک دوست مالی ابتلا میں تھا اس کے متعلق میں نے آپ کو توجہ دلائی۔ فرمایا۔

میں تو روپیہ رکھتا ہی نہیں اور مجھے رکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میرا مولیٰ میری ضرورتوں کا آپ کفیل ہے۔ مجھے ضرورت پیچھے پیدا ہوتی ہے پہلے وہ روپیہ بھیج دیتا ہے کسی اور کو کہنے کی مجھے ضرورت ہی نہیں۔ نہیں تو مولیٰ کریم ہی پُر چک کر دیتا ہوں اور کسی کو میں نہیں کہتا۔ ہاں دعا کر سکتا ہوں۔

آپ کی زندگی کے چند عجائبات

میری عادت میں داخل ہے کہ میں جب کوئی موقعہ پاتا ہوں تو بعض باتیں ایسی پوچھ لیتا ہوں جو دوسروں کے نزدیک شاید خلاف ادب ہوں مگر میں اپنے مذاق پر پوچھ ہی لیتا ہوں۔ ایک دن مجھے موقعہ ملا اور میں نے چند سوال کیے۔

ایڈیٹر الحکم۔ ’’کیا حضور نے کبھی حضرت صاحب سے کوئی دعا کرائی ہے یا دعا کے لیے کہا؟‘‘

حضرت امیر المومنین۔ فرمایا۔ میں نے کبھی بھی حضرت کی خدمت میں دعا کے لیے عرض نہیں کیا۔ صرف ایک مرتبہ میں نے ایک خط حضرت کو لکھا تھا اس میں میری ایک درخواست دعا کی ہے وہ دیکھ لو معلوم ہو جائے گا۔

ناظرین! میں اس معمے کو حل کرنے کے لیے اس دعا کو یہاں ضروری لکھنا چاہتا ہوں۔ اس کو پڑھ کر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت امیر المومنین کی غرض و غایت اور محبوب ترین شے دنیا میں کیا ہے؟ کسی انسان کی زندگی کے حالات کا پتہ لگانے کے لیے اس کی دعائیں نہایت عمدہ ذریعہ ہیں اور

اسی بنا پر میں نے اپنی بعض ان تقریروں میں جو مخالفین اسلام سے بطریق تبادلہ خیالات ہوئیں۔ اس امر کو بڑے زور سے پیش کیا ہے اور اس کو ایک عظیم الشان حربہ فتح اسلام کا سمجھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل زندگی اور پاکیزہ فطرت کے ثبوت میں آپؐ کی دعائیں نہایت قیمتی ماخذ ہیں۔ دعاؤں کا تعلق انسان کے قلب سے ہے اور اس کے مخفی در مخفی ارادوں اور جذبات کی وہ کلید ہیں۔ پس اگر ہمارے دوست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں پر غور کریں تو انہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص محبت اور انس پیدا ہو جائے گا اور آپؐ کی شان بلند اور بھی بڑھی ہوئی نظر آئے گی۔ غرض کسی شخص کی دعائیں اس کی زندگی کے حالات اور سیرت کا راز سربستہ ہیں۔ اسی خیال سے میں نے یہ سوال کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود سے آپ نے کیا دعا کرائی؟ اور آپ کیا دعا کرتے رہے ہیں۔ وہ خط جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ نے لکھا یہ ہے:۔

حضرت امیر المومنین کا مکتوب

مولانا، مرشدنا، امامنا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عالی جناب! میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا ہے وہ مطالب حاصل کروں!

اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفا دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جاوے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ میں یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کر دوں۔ حضرت پیر و مرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے میرا منشاء ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ

میرے پر ڈال دیا جاوے پھر جو قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو۔ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لیے طیار ہوں۔ **دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔**

اس مکتوب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو ریمارک فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ

مولوی صاحب ممدوح کا صدق اور ہمت اور ان کی غمخواری اور جانثاری جیسے ان کے قال سے ظاہر ہے اس سے بڑھ کر ان کے حال سے ان کی مخلصانہ خدمتوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ محبت اور اخلاص کے جذبہ کاملہ سے چاہتے ہیں کہ سب کچھ یہاں تک کہ اپنے عیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزیں بھی اس راہ میں فدا کر دیں۔ ان کی روح محبت کے جوش اور مستی سے ان کی طاقت سے زیادہ قدم بڑھانے کی تعلیم دے رہی ہے اور ہر دم اور ہر آن خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ (ماخوذ از کالم ''ایوان خلافت'' الحکم جلد ۱۵ نمبر ۲۱و۲۲ مورخہ ۷و۱۴ر جون ۱۹۱۱ء صفحہ ۴، ۵)

۷ر جون ۱۹۱۱ء (بدھ)

صبر کی دو اقسام سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ (الرعد:۲۵)۔ فرمایا صبر دو قسم ہے۔

(۱) صَبْرٌ عَلَى الْإِطَاعَةِ یعنی اطاعت الٰہی پر استقلال سے مداومت۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اَحَبُّ الْاَعْمَالُ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا۔ بہت پسندیدہ عمل بارگاہ ایزدی میں وہی ہے جس میں مداومت ہے۔

(۲) صَبْرٌ عَنِ الْمَعْصِيَةِ۔ بدی سے باوجود بدی کے اسباب بہم پہنچانے کے رکے رہنا۔

اقامت صلوٰۃ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ۔ وقت پر، ٹھہر کر، خشوع وخضوع سے، جماعت کے ساتھ پڑھنا اقامت صلوٰۃ ہے۔

عمدہ تدبیر سے بدیوں کو دفع کرنا مومن کا فرض ہے يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ (الرعد:۲۳)۔ بدیاں انسان کے اندر ہوں یا بیوی بچوں میں یا محلّہ میں یا شہر میں یا ملک میں سب کو کسی عمدہ تدبیر سے دفع کرنے کی کوشش کرنا مومن کا فرض ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق کو

کہاں تک سنوارا کہ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: ۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پھر انسان کے اندر جھوٹ، فریب، دغا، کینہ، بغض، طمع، سستی، تکبر بڑائی یہ سب بیماریاں ہیں۔ ان کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

مردوں کی ذمہ داریاں عورتوں کے بارے میں مردوں کو فرمایا۔ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (النساء: ۳۵)۔ پس مردوں کا فرض ہے کہ ان کی تادیب واصلاح کریں نیک معاشرت رکھیں رفق و مدارات سے پیش آئیں۔ بچوں میں بدعادتیں نہ پڑنے دیں۔ اگر ہوں تو دور کرنے کی سعی کریں۔ محلّہ میں شہر میں جو بدعادات اور رسومات رواج پذیر ہوں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں اور ان سب کے لئے عمدہ عمدہ تدابیر سوچتے رہیں۔ ہر مومن اپنے نفس سے سوال کرے کہ اس نے کسی بدی کا اپنے نفس یا اپنے گھر میں یا اپنے محلّہ یا اپنے شہر یا اپنے ملک سے قلع وقمع کیا ہے؟

بدیاں انسان زیادہ تر حصول رزق کے لئے کرتا ہے۔ فرمایا بسط رزق تو اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

زرّیں نصائح فرمایا۔ میں جوان سے بوڑھا ہوا۔ سرد وگرم زمانے کا دیکھا کبھی نیکی کا نتیجہ برا نہیں دیکھا۔ بلکہ خدا تعالیٰ تو نیک کی اولاد کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ تم جھوٹ نہ بولو۔ بدظنیاں چھوڑ دو۔ بری صحبتوں سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ ادنیٰ سے ادنیٰ نعمت خدا کی شکریہ کے ساتھ قبول کرو۔ بدیوں سے بچتے رہو۔ نیکیوں پر دوام کرو۔ نمازیں سنوار کر پڑھو۔ ہم تو چند روز کے مہمان ہیں۔ روز بروز مرنے کی تیاری ہے۔ ممکن ہے اگر تم کوشش کرو تو خدا کے فضل سے ہماری روح تمہاری طرف سے خوش جائے۔ حوالہٗ بخدا۔

۸؍جون ۱۹۱۱ء (جمعرات)

خوش قسمت اور بدقسمت انسان فرمایا۔ خوش قسمت اور سعید انسان کے واسطے تو ایک کلمہ حکمت ہی موجب ہدایت ہو جاتا ہے۔ ایک قوم کی طرف سے ایک شخص دریافت حال وتحقیق کے لئے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں آیا۔اس وقت آپؐ فرمارہے تھے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اٰل عمران:۱۱۱)۔ یہ سنتے ہی اپنی قوم کی طرف لوٹ گیا اور کہا کہ سب ایمان لاؤ۔انہوں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا۔ پسندیدہ سے پسندیدہ باتوں کا حکم کرتا اور بدیوں سے روکتا ہے۔بس تمہیں اور کیا چاہیے۔بدقسمت اور شقی انسان کے لئے سارا قرآن مجید بھی موجب ضلالت ہوجاتا ہے۔تعجب آتا ہے کہ بعض لوگ مسلمان،مومن احمدی کہلاتے ہیں۔پھر فریب،دغا،چوری،جھوٹ،کینہ،بغض،بدظنی،ناجائز کمائی نہیں چھوڑتے۔اللہ ہدایت بخشے۔

صادق کی نشانی فرمایا۔سچے کی نشانی یہ ہے کہ جو بات سچی اور بھلی ہو اس کے کرنے کے لئے تاکید کرے اور اللہ کی نصرت شامل حال ہو۔اور دشمنوں کی تباہی ہوتی جائے۔

ذکر اللہ فرمایا۔مومن ذکر اللہ میں اطمینان پاتا ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،الحمد شریف،استغفار یہ سب ذکر اللہ ہے۔

مجدّد کا کام فرمایا۔قرآن کا پڑھنا،پڑھانا،سمجھانا۔پھر قوم میں ایسی روح پیدا کر دینا کہ وہ عمل کرکے مزکّی ومطہّر بن جاوے۔یہ مجدد کا کام ہے۔

توکل الی اللہ فرمایا۔عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ (التوبة:۱۲۹)۔اگر مسلمان صرف اسی آیت کے ٹکڑے پر عمل شروع کر دیں تو سب بدیاں ان سے دور ہو جائیں۔جسے اپنے مولیٰ پر توکل ہو اسے کیا ضرورت ہے کہ فریب کرے،دغا دے،تکبر کرے،لڑائی کرے،دین میں سست ہو،چوری سے مال لے۔

سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ سے مراد فرمایا۔وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا (الرعد:۳۲) کے معنے بالکل صاف ہیں۔لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا جملہ شرط ہے۔اور لفعل بهٰذا القرآن جزا محذوف ہے۔اور سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ کے معنے ہیں سیرت القرآن بالجبال۔جیسے مفاتحه لتنوء بالعصبة کے معنے

ہیں کہ اس کے مفاتح سے ایک جماعت تھک جاتی نہ یہ کہ مفاتح تھک جاتیں۔جیسا کہ ظاہری ترکیب سے معنے معلوم ہوتے ہیں۔اسی طرح ایک شعر ہے۔

فَلَمَّا اَجَزْنَا سَاحَةَ الْحَيِّ وَ انْتَحٰى بِـنَـا بَطْنُ خَبْتٍ ذِیْ حِقَافٍ عَقَنْقَلِ

وَ انْتَحٰى بِنَا کے معنے ہیں ایک طرف کر دیا ہم کو ریت کے ٹیلے نے۔حالانکہ ریت کے ٹیلہ نے برطرف نہیں کیا بلکہ وہ لوگ ریت کے ٹیلہ سے الگ ہو گئے۔پس قرآن سے پہاڑ چلائے گئے اور زمین کاٹی گئی مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ قرآن پہاڑوں میں چلایا جاوے۔یعنی پہاڑی لوگوں اور بڑے بڑے امراء تک پہنچ جاوے اور زمین کے دور دراز علاقوں میں پہنچ جائے اور روحانی مردے کلام کرنے لگیں بلکہ اللہ کی حکومت ہو جاوے (حصول سلطنت)۔لَوْ فعلَ هٰذِهِ الْاُمُوْرُ بِقُرْآنٍ لفعل بِهٰـذَا الْقُـرْآنِ۔یعنی مندرجہ بالا امور اگر کسی قرآن سے ہوتے ہیں تو وہی یہی قرآن ہے۔چنانچہ قرآن تمام روئے زمین پر پھیل گیا۔روحانی مردے زندہ ہوئے۔عرب میں بلکہ دور دور تک اسلامی سلطنت ہو گئی۔

تمام عرب مسلمان ہونے کی بشارت فرمایا۔لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا (الرعد:۳۲) فرما کر ایک طرف مومنوں کو بشارت دی کہ تمام عرب مسلمان ہو جائے گا اور دوسری طرف اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ (الرعد:۳۲) سے بتایا کہ کفار مصیبتوں میں گرفتار رہیں گے یہاں تک کہ تو اے نبی! ان کے گھروں کے قریب نازل ہوگا۔چنانچہ فتح مکہ کے دن ایسا ہی ہوا۔

کسب حلال کی برکات فرمایا۔جھوٹ نہ بولو۔ناجائز کمائی چھوڑ دو۔برکت والی غذا حلال کی کمائی سے حاصل ہوگی۔اس کے کھانے سے برکت ملے گی۔خدا کی کتاب کا فہم آئے گا۔نیکیوں کی توفیق ملے گی۔حرام خوری سے نیکیوں کی توفیق چھینی جاتی ہے۔انبیاء کا مذہب اختیار کرو۔يُطْعِمُنِيْ وَ يَسْقِيْنِ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (الشعراء:۸۰،۸۱) وہی کھلاتا ہے وہی پلاتا ہے۔جب اپنی غلطی سے مریض ہوں۔تو شفا بھی وہی دیتا ہے۔

کیا اشاعتِ قرآن صرف مسلمانوں کا حق ہے اس تذکرہ پر کہ مسلمان درخواست کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کے چھاپنے کا حق مسلمانوں کے لئے ہو۔ فرمایا۔ مسلمان اگر ہمت سے کام لینے والے ہوتے اور وہ خدا کے ہو جاتے تو انہیں یہ مشکلات کیوں پیش آتے گورنمنٹ کو کیا پڑی ہے کہ وہ دوسروں کو نہ چھاپنے پر مجبور کرے۔ پنجاب، ہندوستان میں جو قرآن چھپوائے ہیں پہلے کوئی ان میں سے صحیح تو دکھاؤ۔ کسی کا کاغذ خراب ہے کسی کی چھپوائی خراب ہے کوئی غلطیوں سے پُر ہے۔ نہ ان کے پاس روپیہ ہے نہ ہمت، نہ استقلال، حضرت مرزا نے کیا سچ کہا ہے ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

یہ پاک بندے بنتے تو ضائع کیوں ہوتے۔ انہوں نے قرآن کو چھوڑا تو خدا نے اشاعت کی خدمت دوسروں کے سپرد کر دی۔ (البدر جلد ۱۰ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۲ / جون ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

سوال۔ بنی اسرائیل کے بچھڑے کے معبود کے باطل ہونے کی یہ دلیل دی گئی ہے کہ وہ ان سے کلام نہیں کرتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے بھی کئی مسلمانوں سے کلام نہیں کیا۔

جواب از حضرت امیر المؤمنینؓ۔ بنی اسرائیل میں بچھڑے کے پوجاری اس بچھڑے کی محبت میں کمال رکھتے تھے اور محبت کی آخری حد تک اپنے آپ کو پہنچایا تھا۔ اوّل۔ اس لیے کہ موسیٰ علیہ السلام کو پس پشت ڈال دیا اور اس کی ذرا پرواہ نہ کی۔ دوم۔ بت پرستوں کے مقابلہ میں جو موسیٰ علیہ السلام کے نشانات تھے ان سب کو نظر انداز کر دیا۔ سوم۔ انعامات الٰہیہ کی پرواہ نہ کی۔ چہارم۔ حضرت ہارون نے کھول کر ان کو منع کیا۔ قرآن کریم میں لکھا ہے۔ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ (طٰہٰ:۹۱) اور تورات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت یریحو کو جو اس بچھڑے کے مقابلہ میں وعظ کرتے تھے قتل کر دیا اور اپنے ائمہ کے رشتہ داروں کی ذرہ بھی پرواہ نہ کی۔ پنجم۔ اپنے اموال اس پر قربان کر دیئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بقدر طاقت انسانی وہ اس بچھڑے کی محبت میں محو تھے۔ پھر باوجود اس کے وہ بچھڑا ان سے ہم کلام نہ ہوا بلکہ سامری سے بھی نہ بولا جو ان سب کا امام تھا۔

حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے ایسے پوجاری جواب سے محروم نہیں رہتے۔ انبیاء ورسل ہوں یا ان سے اتر کر محبان جناب الٰہی ہوں۔ یہ دعویٰ نہیں ہے کہ وہ بچھڑا سب سے ہم کلام نہیں ہوا بلکہ فرمایا۔

اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ۔(طٰــــــہٰ:۹۰) هِمْ کا مرجع وہ لوگ ہیں جو اس کی محبت میں غرق تھے۔

سوال دوم۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا (طٰہٰ:۱۲۵) مگر ہم دیکھتے ہیں کہ کفار کے پاس مسلمانوں سے بڑھ کر مال و دولت ہے؟

جواب از حضرت امیر المؤمنینؓ۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک شخص کو جو صحیح محنت کرتا بدلہ دیتا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ (بنی اسرائیل: ۱۹) اور فرمایا۔ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ (بنی اسرائیل: ۲۱) اور فرمایا۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ (الشوریٰ:۲۱) پارہ ۲۵ رکوع ۴۔

یہ دنیا عاقبت کے مقابلہ میں پھر اس میں سے ہر شخص کی زندگی اس کی عاقبت کے مقابلہ میں، پھر اس کے عیش و آرام کے دن عاقبت کی تکلیف کے مقابلہ میں، ضنک فرمائے ہیں۔ اس کا ثبوت دوسری جگہ فرمایا ہے کہ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (النســـاء:۷۸) اور قلیل ضنک کے معنے رکھتا ہے۔ میرے ایک دوست کے جواب بھی ان سوالوں پر ہیں آپ ان کو بھی دیکھ لیں۔ اگر انشراح صدر نہ ہو تو پھر لکھیں۔

نورالدین

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۳۵ مؤرخہ ۲۹؍جون ۱۹۱۱ء صفحہ ۱)

۱۲؍جون ۱۹۱۱ء

بدیاں کھلی کھلی ہوتی ہیں فرمایا۔ بدیاں کھلی کھلی ہوتی ہیں میں نے بعض ڈاکوؤں سے پوچھا ہے کہ جو مال تم ڈاکے کے ذریعہ سے حاصل کرتے ہو اگر تمہارا کوئی آدمی اس میں سے چرالے تو تم اسے

کیسا سمجھتے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ ہم اسے بہت برا سمجھیں بلکہ جان سے ماردیں کیونکہ اس نے مال میں خیانت کی۔ اس پر جب یہ پوچھا کہ پھر تم کیوں محنت سے کمائے ہوئے مال میں ناجائز تصرف کرتے ہو تو چپ رہ گئے۔

ٹھٹھا کرنے والے کا انجام فرمایا۔ جو کسی کو حق بات اللہ کے لئے سمجھائے اور وہ اس پر ٹھٹھا کرے تو اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

الٰہی انعام فرمایا۔ خدا کے ہر آن میں ہم پر لاکھوں کروڑوں انعام ہیں اگر وہ ہر آن ہر لحظہ ہماری دستگیری نہ کرے تو دم لینا مشکل ہو جاوے۔

ظاہر من القول کے معنے فرمایا۔ قرآن مجید سورہ رعد میں ظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ (الرعد:۳۴) کے دونوں معنے ہیں مضبوط بات۔ باطل بات جس کی تہ میں کوئی حقیقت نہ ہو۔

مسلمانوں کا بدحال فرمایا۔ مسلمانوں کے حال پر افسوس آتا ہے اگر دریافت کیا جائے کہ جیل خانوں میں زیادہ کس قوم کے آدمی ہیں تو یہی نکلیں گے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے دس سلطنتیں ان کی ہلاک ہوئی ہیں ذلت وادباران پر سوار ہے جیسا کہ یہود پر ہوا۔ ایک وقت تھا کہ اسلامیوں کے مقابل پر جو کھڑا ہوتا، وہ ہلاک ہوتا یا یہ وقت ہے کہ یہ خود ذلیل ہیں اپنی ہی شامت اعمال کی وجہ سے۔

قرآن میں نعماء جنت کا ذکر بطور مثال ہے فرمایا۔ قرآن مجید میں جنت کی نعماء کا جو ذکر ہے یہ بطور مثال ہے۔ مثال حقیقت کے مقابل میں کیا چیز ہے۔ دیکھو اگر ایک ستارہ بھی زمین پر گر پڑے تو ہلاکت یقینی ہے لیکن اس کا تمثل مصفا پانی میں کیا بھلا معلوم ہوتا ہے۔

آنحضرتؐ اور مسیح موعودؑ کے زمانوں کے دو بڑے امراض فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں شرک کا بڑا زور تھا آپؐ کی ہمت عالیہ وتوجہ موجہ کا اکثر حصہ اسی کے ردّ میں خرچ ہوا۔ حضرت مرزا نے اس زمانے میں مخلوقِ خدا میں سب سے بڑا مرض یہ پایا کہ دنیا کو دین پر مقدم کرتے ہیں بلکہ دین کی پرواہ ہی نہیں اس لئے آپ نے بیعت میں یہ اقرار لازم رکھا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔

عربی کی فصاحت کا ثبوت فرمایا۔قرآن مجید کا نام حکم عربی بھی ہے یعنی فیصلہ کرنے والا کھول کھول کر سنانے والا۔ عربی کے بھی یہی معنے ہیں۔ایک شخص نے معنوں پر تعجب کیا تو میں نے اسے کہا کہ انبیاء کرام کے نزدیک اور کتب الٰہیہ میں اصل الاصول تمام نیکیوں کا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ پر ایمان لانا۔ میں نے کہا دنیا کی کسی زبان میں اس ربّ العالمین، الرحمٰن، الرحیم، مالک یوم الدین ہستی کے لئے ایسا لفظ بتادو جو غیر پر استعمال نہ ہوتا ہو۔ برخلاف عربی میں ایک اللہ ہے جو کبھی غیر اللہ پر نہیں بولا جاتا۔ یہاں تک کہ تمام دواوین اور لغت عرب کو دیکھو کسی فاسق، ملحد، دہریہ کے کلام میں بھی یہ لفظ کسی غیر پر نہیں بولا جاوے گا۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ عربی ہی ایک فصیح اور کھول کھول کر بیان کرنے والی زبان ہے۔

فرمایا۔ میں دعا کرتا ہوں اللہ تمہیں قرآن پڑھنے پڑھانے اس پر عمل کرنے پھر آپس میں محبت بڑھانے کی توفیق دے۔ یاد رکھو کہ سب باتیں بغیر عمل کے ہیچ ہیں۔

۱۳؍جون ۱۹۱۱ء

مخلوق کی مختلف طبائع دنیا میں مخلوق کی مختلف طبائع ہیں۔بعض لوگ افیون، گانجا، بھنگ، شراب شروع کر دیتے ہیں تا کہ وقت آرام سے کٹ جاوے۔

(۲) بعض اپنے آرام اور دل بہلانے کے لئے رنڈیوں کی چلمیں بھرنا اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں اور اس ہنسی مخول سے اپنا دل خوش کر لیتے ہیں جو وہاں اکثر ہوتا رہتا ہے۔

(۳) بعض لوگ وظیفوں میں سارا دن رات گذار دیتے ہیں اور سخت سے سخت مجاہدے اس راہ میں کرتے ہیں کم خفتن، کم گفتن، کم خوردن ان کا اصول ہوتا ہے اور بڑی مشکلات کے بعد وہ اپنی حالت ایسی بنا لیتے ہیں کہ جس سے دل آرام میں رہتا ہے۔

(۴) بعض لوگ تعلیم و تعلّم اپنا پیشہ رکھتے ہیں۔صبح سے شام تک درس و تدریس میں لگے رہتے

ہیں۔ایک استاد تھے ان کے شاگرد بڑے آسودہ حال ان میں کمپیٹیشن رہتا۔ہم استاد جی کو حلوا کھلائیں گے۔دوسرا کہتا ہم پلاؤ کھلائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسی طبیعت کے تھے کہ تنہائی میں خوب کھاتے اور پھر قے کر کے جو باقی ہوتا وہ بھی چٹ کر جاتے۔ پوچھنے پر فرماتے کیا کہوں پلاؤ بڑا مزیدار تھا چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔

(۵) بعض لوگ ایسے ہیں کہ دل بہلانے کے لئے عمر بھر سیر وسیاحت میں گذار دیتے ہیں آج امرتسر کے ہوٹل میں ہیں تو کل پشاور کی سرائے میں۔

غرض لوگ کچھ نہ کچھ اپنا شغل ضرور رکھتے ہیں جن لوگوں کو فقیری کا شوق ہے وہ بھی عجیب عجیب کام کرتے ہیں۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے کہ پاؤں میں اڑھائی تین من کی زنجیر ہے اور وہ کھڑے سورج کو دیکھ رہے ہیں ان لوگوں کی کتابوں کو بھی پڑھا ہے ان میں ایسی ایسی حکائتیں بھی دیکھیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معراج کو گئے تو رستے میں ایک پہاڑ آ گیا رستہ مسدود تھا جبرائیل کے مشورے سے بھنگڑ فقیروں کی امداد کی ضرورت پڑی انہوں نے بھنگ گھوٹ کر پہاڑ کو جو اس کا لُگدا مارا اور دم شاہ مدار کہا تو رستہ کھل گیا۔

ایک بڑے امیر کبیر کو میں نے دیکھا کہ وہ ایک دھات کے سانپ کے آگے ناچا کرتا تھا ایک دفعہ میں اس کمرے میں چلا گیا اس سانپ کو جو ٹھکرایا۔ بڑی آواز نکلی وہ دوڑا دوڑا آیا اور رام رام کرنے لگا اس کی حماقت پر مجھے بڑا تعجب آیا۔

(۶) کئی دوکانداروں کو دیکھتا ہوں کہ دن بھر بیٹھنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا دروازے کے ساتھ ایک زنجیر باندھ رکھی ہے اور اسے پکڑ کر کھڑے ہیں اور خوش ہیں کہ گاہک بہت آتے ہیں۔

(۷) کاپی نویس سارا دن اس طرح بیٹھا رہتا ہے جیسے مرغی انڈوں پر۔اور اسی میں خوش ہے۔ مجھے بھی امام ویردی کی شاگردی کا موقع ملا۔مگر میرے ہاتھوں میں صنعت کم ہے۔صرف ا ب ج د ر یہ چاروں حروف سیکھے۔

جب انبیاء آتے ہیں تو لوگوں کو ایسے شغلوں میں پاتے ہیں ان کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ

ان شغلوں میں ایک شغل اپنی توجہ الی اللہ وذکر اللہ کا بتا دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں دنیا کے کام بے شک کرو بیوی بچے رکھو جیسا کہ انبیاء کے لئے بھی تھے اور سورہ رعد کے آخری رکوع سے معلوم ہوتا ہے لیکن خدا سے غافل نہ ہو جاؤ۔ یہی روحانی تعلیم ہے یہی روحانیت ہے جو انبیاء کرام اور ان کے جانشین سکھانے آتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے دنیا کے مختلف اشغال تھے آپؐ نے فرمایا۔ پانچ وقت نماز بھی پڑھ لیا کرو۔ پاخانہ جانا سب کو ضرور ہے وہاں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب مایقول عند الخلاء) بھی پڑھ لو۔ ایسا ہی بیویوں کے پاس سب کوئی جاتا ہے آپؐ نے ایک دعا سکھادی کہ یہ بھی پڑھ لیا کرو۔ غرض روحانیت اور روحانی تعلیم یہ ہے کہ انسان فطری کام کرے پاخانہ جائے، کھائے پیئے، احباب کو ملے جلے، بیوی نکاح کرے، جماع کرے، کمائے مگر اللہ سے غافل نہ ہو۔ یہ نہیں کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ رہے۔ یہ طریق انبیاء کی سنت کے خلاف ہے۔

خلیفۃ المسیح کی روحانی تعلیم جائز کام کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ ہاں یہ ضرور ارشاد ہے کہ یَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ (الأعراف:۱۵۸) یعنی مضر چیزوں سے رکا رہے مفید کاموں میں لگے۔ مجھ سے بھی لوگوں نے پوچھا ہے کہ تم کیا روحانی تعلیم دیتے ہو۔ اور اس جماعت میں کیا روحانیت ہے؟ سو میں کھول کر سناتا ہوں کہ روحانیت یہی ہے تمہارا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا، پڑھنا، تجارت کرنا، کوئی اور محنت، ملنا جلنا، سب کچھ اللہ کے لئے ہو۔ سب میں خدا یاد رہے، اپنے سارے کاموں میں اللہ کی رضا مدِّنظر رکھو۔ پس یہی تصوف، یہی فقیری، یہی روحانیت، یہی روحانی تعلیم ہے۔

قرآن مجید کو رحل پر رکھنا اور اوپر ایک کپڑا یہ ظاہری ادب بمنزلہ جسم کے ہے اگر دل کے اندر اس کے احکام کی ایسی ہی عزت ہو تو یہ اس کی روح ہے۔ زبان ذکر الٰہی کرے یہ جسم ہے اگر اس کے ساتھ اخلاص اور تعظیم اوامر حضرت احدیت ہے تو یہ اس کی روح ہے۔ قرآن مجید پڑھنا اور اس کے معنے سیکھنا یہ بمنزلہ جسم ہے اور اس پر عملدرآمد یہ اس کی روح ہے۔ وعظ سننا جسم ہے اور اس پر عمل روح ہے۔

اگر میں اپنی روحانی تعلیم سمجھا سکا ہوں تو اپنے تئیں مبارکباد دیتا ہوں۔اگر تم نہیں سمجھے تو انشاء اللہ پھر خدا توفیق دے گا۔

فرمایا۔محض تمہاری بھلائی کے لئے کہتا ہوں اللہ نے مجھے تم میں سے ایک کا بھی محتاج نہیں کیا۔ میں کسی سے مفت کام لینا پسند نہیں کرتا۔سات ماہ سے بیمار ہوں۔تنہائی کا موقع بھی نہیں ملتا مگر پھر بھی تم میں سے کوئی میرے رزق کا پتہ نہیں لگا سکا کہ میرا مولیٰ کہاں سے بیش از پیش دیتا ہے۔ یہ اس کی غریب نوازی ہے۔

۱۵/جون ۱۹۱۱ء

شکر گزاری فرمایا۔جو اللہ تعالیٰ دے وہ بندہ شکر گذاری سے لے تو ضرور زیادہ انعام ملتا ہے۔ ایک عورت نے مجھے ایک دفعہ ادھیلہ دیا جو میں نے بڑی شکر گذاری سے لیا کہ اس کے تیل کی روشنی میں نسخے لکھا کروں گا تو مخلوق کو کس قدر نفع پہنچ سکتا ہے۔اگر میں فن طبابت سے اسی ادھیلہ کی ایک دوائی بنالوں تو وہ کس قدر مخلوق الٰہی کے لئے نافع ہو سکتی ہے۔

شفاء اللہ کے ہاتھ میں ہے فرمایا۔شفاء اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے میرے اس زخم پر دس ڈاکٹروں نے اپنا زور لگایا ہے مگر یہ بات بھی حل نہ کر سکے کہ یہ ہے کیا۔

خدا کی صفت خلق کی ازلیّت فرمایا۔بعض لوگ دنیا کو ۶، ۷ ہزار سال سے جانتے ہیں، بعض دوارب سے، بعض سنکھ پر بھی کئی صفریں ایزاد کرتے ہیں لیکن خدا کی خدائی اور اس کی صفت خلق کی ازلیّت کے مقابل پر یہ ہندسے کیا چیز ہیں۔

تجربہ کار سے مشورہ فرمایا۔لوگ تجارت کرتے ہیں مگر نہ کسی تجربہ کار سے مشورہ لیتے ہیں نہ حساب صاف رکھتے ہیں۔اس کا نتیجہ یہ ہے کہ پھر نقصان اٹھاتے ہیں۔

قرضہ حسنہ فرمایا۔قرضہ حسنہ بہت اچھی چیز ہے لیکن آج کل وعدہ پر کم ادا کیا جاتا ہے جس سے

ایسے لوگ بھی جو دل سے اپنے بھائی کو نفع پہنچانا چاہتے ہیں وہ بھی دینے میں تأمل کرتے ہیں۔

فراغت میں ذکر الٰہی کرنے کی تلقین فرمایا۔ جب تم اپنے کار منصبی سے فارغ ہو تو بے ہودہ بحثیں جن سے نہ دنیا کا فائدہ ہو نہ دین کا نہ لے بیٹھو۔ بلکہ خدا کی طرف راغب ہو جاؤ اور **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** کا ذکر کرو، درود پڑھو، استغفار بار بار کرو۔ الحمد شریف پڑھو اور قرآن مجید کی تلاوت کرو۔

عام رائے اور انبیاء کا اجماعی مسئلہ فرمایا۔ فلسفیوں کا کسی مسئلہ پر اتفاق نہیں۔ رسم و عادت کے کسی مسئلے میں لوگوں کا اتفاق نہیں حتی کہ خوراک اور پوشاک میں ایک ملک کے لوگوں کا اتفاق نہیں پھر بھی لوگ عام رائے کی پیروی کرتے ہیں۔ تعجب کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے اجماعی مسئلے کے ماننے میں تأمل ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

نبی کی بشریّت فرمایا۔ نبی کے مقابل جو لوگ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (إبراھیم:۱۱) کہتے ہیں ان کو یہ خیال نہیں آتا کہ بادشاہ جسے وہ حاکم اعلیٰ مانتے ہیں آخر وہ بھی تو انسان ہی ہوتا ہے۔

توکل علی اللہ فرمایا۔ اللہ پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں کہ سامان الٰہی کو ترک کر دے بلکہ سامان سے کام لے کر پھر نتیجہ کے لئے اللہ پر توکل کرے۔

کفرانِ نعمت فرمایا۔ یہ بھی ایک قسم کا کفر اور کفران نعمت ہے کہ آدمی بھلی بات سن لے اور اس پر عمل نہ کرے۔

۱۷ر جون ۱۹۱۱ء۔ ہفتہ

اللہ تعالیٰ سے بُعد کا نتیجہ فرمایا۔ جب انسان اللہ سے دور ہو جاتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے ایسے شخص کو اللہ جلّشانہٗ کی طاقت کی پرواہ نہیں ہوتی اپنے ہی منصوبوں پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس بلا میں بہت سی خلقت مبتلا ہے یہ بلا اللہ کی غفلت اور اس سے بُعد اختیار کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جن کو غفلت نہیں وہ ہر آن میں اپنے تئیں زیر تصرف الٰہی مانتے ہیں جن لوگوں نے الٰہی عظمت و جبروت کا انکار کیا ہے انہوں نے رسولوں کو اپنے جیسے بشر سمجھ کر کہہ دیا کہ جتھا ہمارا زور ہمارا ہمیں ان کی کیا پرواہ۔

ایک عجیب نکتہ فرمایا۔ایک عجیب نکتہ ہے کفار نے لَنُخْرِجَنَّكُمْ (اِبراھیم:۱۴) کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابل پر لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ (اِبراھیم:۱۴) فرما کر اس ہلاکت کی وجہ بھی بتا دی اور لَنُسْكِنَنَّكُمُ (اِبراھیم:۱۵) کے انعام کا سبب بھی بتا دیا۔لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ (اِبراھیم:۱۵)۔

ماءِ صدید پلائے جانے کا نظارہ فرمایا۔ يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ (اِبراھیم:۱۷) کا نظارہ آتشک کے بیماروں میں دیکھا ہے۔جن کے گلوں میں زخم ہو جاتے ہیں انہیں کھاتے پیتے وقت پیپ اور زخموں کا پانی ساتھ ہی نگلنا پڑتا ہے۔

خوفِ الٰہی فرمایا۔انسان جو کام کرے خدا سے ڈر کر کرے۔مخلوق کے واسطے گناہ کرنا عاقبت اندیشی نہیں کیونکہ یہ سب جدا ہو جائیں گے اور قبر میں تو اکیلا رہ جاوے گا کسی پنجابی نے کہا ہے۔

جنہاں واسطے پاپ کماؤنا کتھے نی اوہ گھر دے

عاقبت کی فکر کرو فرمایا۔ایک وقت آتا ہے کہ ہم تم میں سے ایک بھی نہ ہوگا اور ہماری جگہ اور قوم ہوگی اور نہ یہ مکان نہ یہ حالات۔اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے پس عاقبت کی فکر کر لو۔

مخلوق کی بہتری فرمایا۔ہر کام میں دیکھ لو کہ خدا کی پروانگی ہے یا نہیں۔پھر یہ کہ اس میں مخلوق کی بہتری ہے یا نہیں۔پھر کرو۔

عاقبت اندیشی کی دعا فرمایا۔میں دعا کرتا ہوں اللہ تمہیں عاقبت اندیش بنادے، دین کے معاملہ میں بھی اور دنیا کے معاملہ میں بھی۔

۱۸؍جون ۱۹۱۱ء۔اتوار

شیطان ہر ایک شریر جو خدا تعالیٰ سے دور ڈالے، وہ شیطان ہے۔

غافلوں کی صحبت میں نے ایک ڈاکو سے پوچھا تم جو اس قدر خونریزی کرتے ہو۔کیا تمہارا دل ملامت نہیں کرتا۔کہا تنہائی میں تو ملامت کرتا ہے مگر جب ہم تین چار مل جاویں تو پھر کچھ یاد نہیں رہتا۔اس

سے مجھے یہ نکتہء معرفت ملا کہ غافلوں کی صحبت میں غفلت بڑھ جاتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں مجلس میں بیٹھتا ہوں تو ۷۰ سے ۱۰۰ دفعہ تک استغفار کرتا ہوں تا کہ وہ میل جو اس صحبت کا نتیجہ ہوسکتا ہے دور ہو جاوے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ غفلت پیدا کرنے والی صحبتوں سے بچنا چاہیے اور اگر کہیں اتفاق سے بیٹھنا ہو جائے تو پھر استغفار کی کثرت چاہیے تا کہ دل زنگ آلود نہ ہوں۔

بُرے کام فرمایا۔ میں نے بڑے بڑے بدکاروں سے دریافت کیا ہے کبھی کسی نے نہیں کہا کہ ہمیں شیطان پکڑ کر بُرے کام کی طرف لے گیا آدمی خود ہی جاتا ہے۔

ظالم فرمایا۔ ظالم وہ ہے جو کام کرنے کے ہوں انہیں نہ کرے اور جو نہ کرنے کے ہوں انہیں کرے۔

ایمان اور عمل فرمایا۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ایمان الگ اور عمل الگ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ایمان کا مقتضا عمل صالحہ ہے جیسا کسی کا ایمان ہوگا ویسا ہی عمل ہوگا۔

اللہ کی نافرمانی سے لاپرواہی فرمایا۔ لوگ اگر سالن میں نمک زیادہ یا کم ہو جائے تو شور محشر برپا کر دیتے ہیں لیکن بیوی یا بچہ اگر نماز نہ پڑھے تو کچھ فکر نہیں۔ خیالی سکھوں کے لئے ہزاروں انتظام کرتے ہیں مگر اللہ کی نافرمانی سے بے پرواہ ہیں جو بڑے افسوس کی بات ہے۔

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۳۵ مورخہ ۲۹ر جون ۱۹۱۱ء صفحہ ۳، ۴)

۱۹ر جون ۱۹۱۱ء

قابل افسوس لوگ فرمایا۔ افسوس ہے ان پر جو ہلاکت کے گڑھے میں خود ہی نہیں گر پڑتے بلکہ اوروں کو بھی لے ڈوبتے ہیں۔

آنکھوں اور زبان کا استعمال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دی ہیں تا کہ قرآن شریف پڑھیں، نیک لوگوں کی زیارت کریں۔ زبان دی تا اس کا ذکر کریں۔ مگر لوگ ایسے فضلوں کا انکار کر کے جہنم میں چلے جاتے ہیں۔

مال واولاد فرمایا۔اللہ ہی مال دیتا ہے اسی کا احسان جانو۔نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الزخرف: ۳۳) دیکھو میں نے اپنے باپ کا روپیہ ترکہ میں نہیں لیا۔باپ کے مکانات میں بھی نہیں رہتا۔اللہ کا احسان ہے۔پس انسان اولاد کی فکر میں ایسا منہمک کیوں ہو؟ مال کی کیا ہستی ہے؟

اللہ کی شان میں کی گئی بے ادبیاں فرمایا۔اللہ کی شان میں لوگوں نے کئی قسم کی بے ادبیاں کی ہیں۔ (۱) مخلوق کی بھی ویسی ہی تعظیم مثل سجدہ کرنا، جیسی کہ خدا کی کرنی چاہیئے۔جو تصرف ذات الٰہی کو ہے وہی مخلوق کا خیال کرنا۔قرآن مجید میں آیا ہے۔وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (یوسف: ۱۰۷) (۲) ایک بد بخت گروہ ہے وہ شرک سے بھی آگے قدم رکھتا ہے۔وہ جناب الٰہی کے لیے ندّ قرار دیتا ہے۔ ندّ کہتے ہیں مدّ مقابل کو۔مثلاً ایک طرف اللہ کا حکم ہے۔حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ۔دوسری طرف ایک دوست آشنا بلاتا ہے تو اس طرف دوڑ پڑے۔(۳) ایک گروہ جو غافل ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کی نہ خبر ہے نہ پروا۔

مومن کی معراج فرمایا۔نماز مومن کے لیے عجیب معراج ہے۔عین اس وقت جب نیند کی وجہ سے سستی کا زور ہو یا کام سے تھک گئے ہوں جیسے عصر وشام تو نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

اقامت صلوٰۃ کے تین طریق فرمایا۔اقامت الصلوٰۃ تین طریقوں سے ہے۔(۱) سستی، کاہلی، نادانی، بے خبری نماز کو گراتی ہے۔تم پڑھتے چلے جاؤ۔(۲) اطمینان کے ساتھ فرائض، واجبات، سنن، مستحباب کا لحاظ کرو۔(۳) جناب الٰہی کے حضور خشوع وخضوع سے ایسے کھڑے ہو جیسے کوئی محسن مربی کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے۔

مقصودِ نماز فرمایا۔نماز کی ابتداء اللہ سے ہے اور انتہاء بھی اللہ۔مقصود بھی اللہ ہی ہے۔

لوگوں کا بخل فرمایا۔لوگوں کے اندر بخل کا مادہ بہت ہے۔اتنا نہیں سوچتے کہ ایک وقت تھا جبکہ موجودہ آمدنی سے بہت کم آمدنی تھی۔

فرمایا۔قرآن مجید میں سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ (ابراھیم: ۳۳) آیا ہے۔سر سے پیر تک اپنے کپڑوں کو دیکھو۔استعمال میں آنے والی چیزیں اکثر ولایت سے بذریعہ جہاز کے آئی ہیں۔

اللہ کو راضی کرلو فرمایا۔اللہ تمہیں محض اپنے فضل سے اپنی غریب نوازی سے توفیق دے۔اپنے مولا کو ایسا راضی کرلو کہ وہ پھر کبھی ناراض نہ ہو۔

۲۰؍جون ۱۹۱۱ء

انبیاء کی محبتِ الٰہی اور جوشِ تبلیغ انبیاء کو جو اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کی توحید کی اشاعت کا جوش ہوتا ہے وہ اور اس کا نتیجہ قرآن مجید پڑھنے والوں سے مخفی نہیں رہنا چاہیئے۔

فرمایا۔یہ قوم عجیب و غریب ہے ہر طرح سے برکت ہی مانگتی ہے۔دیکھئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک شہر میں ہیں تو اس شہر کے لیے امن کی دعائیں مانگتے ہیں کہ وہ مصائب دنیا اور غضب الٰہی سے مامون رہے۔

بھلی باتوں کے متّبع فرمایا۔میں بھی حضرت ابراہیم کے اتباع میں کہتا ہوں جو بھلی باتوں میں میرے متبع ہیں وہی درحقیقت میری جماعت سے ہیں باقی کہا کریں کہ ہم مرید ہیں۔

گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ فرمایا۔مومن کوئی مکان بنائے تو سب سے پہلے اس میں مسجد،نماز پڑھنے کی جگہ بنائے۔میری ماں نے گھر میں ایک سردی کے موسم کے لیے اور ایک گرمی کے موسم کے لیے جگہ بنا رکھی تھی۔

بدیوں سے بچنے کا گُر فرمایا۔بدیوں سے بچنے کا گُر ہے موت کو یاد رکھنا۔اور یہ کہ میرا مولیٰ دیکھتا ہے۔یعنی مَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ (ابراھیم: ۳۹) کا مطالعہ۔

خدا کی بات فرمانبرداری سے قبول کرو فرمایا۔میری باتوں کی قدر کرو یا نہ کرو مگر خدا کی بات شکر گزاری اور فرمانبرداری سے قبول کرو۔اپنے مکانوں کو خدا کے مکان بناؤ۔ان میں ایک مسجد بناؤ اور اپنی اولاد کے صالح ہونے کے لیے دعا کرتے رہو جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے دعائیں کیں۔

فرمایا۔اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے جہاں تمہاری چارپائیاں ہوں جہاں تمہارے مکان ہوں

خدا کی برکات نازل ہوں۔ مکانوں کے بنانے میں خدا کی فرمانبرداری مدّنظر ہو صالح اولاد عطا ہو۔

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۳۶ مؤرخہ ۶؍ جولائی ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

ایوان خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح مدّ ظلہ العالی کے زخم کی حالت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ نہ پورا تندرست ہے اور نہ کہہ سکتے ہیں کہ ابھی باقی ہے۔ کبھی کچھ اس میں سے نکل آتا ہے اور بعض اوقات کچھ برآمد نہیں ہوتا۔ بہرحال اس کا بقیہ ہے ضرور۔ اور اس کی وجہ سے طبیعت میں عام ضعف محسوس ہوتا رہتا ہے۔ اگرچہ آپؓ صبح سے شام تک برابر اپنے ان تمام مشاغل میں مصروف رہتے ہیں جو اس سے پہلے آپ رکھتے تھے لیکن پھر بھی یہی فرماتے ہیں کہ ضعف بہت ہے!

نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور سجدہ نہیں کر سکتے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان تمام شکایات کو دور کر دے۔ (آمین)

قرآن مجید کے حل کا گُر

ناظرین پچھلی اشاعت میں پڑھ چکے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب سے بعض امور دریافت کیے تھے۔ ان میں سے ایک کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں دوسرا سوال میرا یہ تھا کہ ’’کیا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کوئی آیت کبھی پوچھی ہے اور اگر پوچھی ہے تو کونسی؟‘‘ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ

میں نے قرآن مجید کی کوئی خاص آیت حضرت صاحب سے نہیں پوچھی بلکہ ایک ایسا گُر پوچھا ہے جس سے قرآن مجید کی کوئی آیت بھی مشکل نہ رہے۔ میں ایک مرتبہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں ان ایام میں فصل الخطاب لکھ رہا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ بعض اوقات مخالفین اسلام ایسا اعتراض کرتے ہیں کہ اس کا تحقیقی جواب سمجھ میں نہیں آتا۔ میرا خیال ہے کہ یا تو ایسے اعتراضات کو چھوڑ دیا جاوے اور یا ان کا الزامی جواب دے دیا جاوے۔

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں تو اس کو سخت ناپسند کرتا ہوں۔ جس چیز کو انسان کا ایمان خود نہیں مانتا پھر وہ دوسروں سے منوانے کا کیا حق رکھتا ہے؟

فرمایا۔ حضرت صاحب کی اس بات نے مجھے یقین دلا دیا اور میرا ایمان بہت بڑھ گیا کہ یہ شخص فی الواقعہ خدا تعالیٰ کا ماموراور مرسل ہے۔ کیونکہ اس کی فطرت اور اس کا ایمان ہی ایسا ہے کہ جس کو یہ خود نہیں مانتا دوسروں سے اس کو منوانا نہیں چاہتا۔ پھر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ اتنا بڑا دعویٰ یونہی کر دے۔ غرض مجھے حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں آپ کو ایک ایسا گُر بتا دیتا ہوں کہ کوئی آیت آپ کے لیے مشکل ہی نہ رہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو اعتراض آپ کے خیال میں نہایت مشکل ہو یا جس آیت پر شرح صدر نہ ہو اس کو موٹی قلم سے لکھ کر ایسی جگہ لٹکا لو جہاں آتے جاتے تمہاری نظر ہر وقت اس پر پڑ سکے۔ چند روز کے اندر اندر اللہ تعالیٰ اسی اعتراض کی حقیقت اور اس کا جواب سمجھا دے گا۔

حضرت اقدس کے اس گُر کو میں صوفیانہ رنگ میں لے گیا اور میں نے یہ قرار دیا کہ سب سے بہتر جگہ جہاں انسان کی ہر وقت نظر پڑ سکے وہ دل ہے۔ پس میں نے یہ مناسب سمجھا کہ اگر کوئی ایسا موقعہ ہو تو اسے ہر وقت دل میں زیر توجہ رکھنا چاہیئے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ ایسا کرنے سے بڑا مشکل سے مشکل مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ اور ظاہری طور پر اگر اپنی آمد و رفت کے عام منظر میں لکھ کر لٹکا لیا جاوے تو بھی ضرور مفید ہوتا ہے۔ پس اس ایک نکتہ سے مجھے بہت فائدہ پہنچا۔

اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ اگر کوئی دشمن اسلام قرآن کریم یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر کوئی اعتراض کرے اور تم کو اس کا جواب نہ آتا ہو تو ہم فوراً سکھا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اس بشارت نے بہت سے موقعوں پر میری تائید فرمائی ہے۔ غرض میں نے حضرت صاحب سے یہ گُر سیکھ لیا تھا اور اس کو سب کے واسطے مفید سمجھتا ہوں۔

قرآن کریم کے سمجھنے کا ایک اور میرا تجربہ کردہ نسخہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اوّل قرآن مجید کو عمل کے لیے پڑھو۔ دوم جو آیات قرآن کریم میں مشکل معلوم ہوں ان کو ایک کاپی پر لکھتے جاؤ۔ جب سارا قرآن ایک بار ختم ہو جاوے پھر گھر والوں کو سناؤ۔ اس دوسرے دور میں قرآن مجید کے ان مشکل مقامات میں سے جو تم نے نوٹ کیے ہوں بہت سے حل ہو جائیں گے۔ پھر تیسرے دور میں بیرونی

لوگوں کو شامل کرلو۔ اس مرتبہ اور بھی کم مقامات ہوں گے جو مشکل رہ جائیں گے۔ پھر عام طور پر سناؤ۔ تب خدا تعالیٰ ایسی مدد فرمائے گا کہ مشکلات آسان ہوں گی۔

اعجازی نشانات

میرا تیسرا سوال یہ تھا کہ کیا کبھی آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے کہ آپ حضرت صاحب سے کوئی اعجازی نشان دیکھیں۔ یہ جدا امر ہے کہ آپ نے ایسی درخواست کی ہو یا نہ کی ہو، مگر محض خواہش پیدا ہوئی ہو؟ اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ

مجھے کبھی یاد نہیں کہ میرے دل میں کبھی اس امر کا خیال پیدا بھی ہوا ہو کہ حضرت صاحب اپنی صداقت میں کوئی نشان دکھائیں۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات ظاہر کیں اور ہم نے بہت سے خوارق مشاہدہ کیے۔ مگر وہ میری کسی ایسی خواہش کا نتیجہ نہیں۔ عبدالحی کے متعلق جو واقعہ ہے اس میں بھی میری کسی خواہش یا آرزو کو دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس کو ایک آیت اللہ کے رنگ میں پیدا کیا۔ آپ کو یاد رہے (ایڈیٹر الحکم کو خطاباً فرمایا) کہ آپ ایک امرتسری طبیب کا پیام لائے تھے کہ وہ اولاد نرینہ کے لیے مجھے طبی مشورہ دے۔ میں طبیب ہونے کی وجہ سے جانتا ہوں کہ ایسے امراض کا علاج ہوسکتا ہے۔ لیکن آپ کو یاد رہے کہ میں نے آپ کو یہی جواب دیا تھا کہ میں صرف اولاد نہیں چاہتا ہوں۔ سعادت منداور صالحہ اولاد کا کوئی نسخہ ہو تو جس قدر روپیہ بھی مانگو دینے کو تیار ہوں۔

پس اولاد جیسے امر کے لیے میں نے حضرت صاحب سے کبھی نہیں کہا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی غریب نوازی سے میرے بچہ کو ایک نشان بنا دیا۔ تو میں نے کبھی خواہش نہیں کی کہ حضرت صاحب سے کوئی نشان دیکھوں۔

ہاں میں اس پر ہمیشہ ایمان رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب سے جو وعدے کیے ہیں وہ سچے ہیں۔ وہ اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے وقت خوارق کے دکھانے کے لیے مؤیّد اور منصور ہوں گے۔ اسی ایمان کی بنا پر ڈاکٹر جگن ناتھ کی دعوت کو قبول کرلیا تھا۔ میرے لیے نشانات کی اس واسطے ضرورت نہ تھی کہ میں آپ کی سچائی کے لیے اسی قدر کافی سمجھتا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں۔

اللہ تعالیٰ پر افترا کرنا آسان نہیں اور پھر یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک شخص افتریٰ کرے اور اس افتریٰ کو لکھ کر شائع کرے۔ قرآن مجید میرے لیے رہنما تھا۔ پہلے مامورین و مرسلین کے واقعات میرے سامنے تھے پس خدا نے محض اپنے فضل سے مجھے مرزا صاحب کو ماننے کے لیے نشانات سے مستغنی کر دیا تھا۔

سب سے بڑی خواہش

پھر میں نے سوال کیا کہ آپ کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟

فرمایا۔ مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ قرآن مجید عملی طور پر کل دنیا کا دستور العمل ہو۔

بلند ہمتی

حضرت خلیفۃ المسیح ؓ کی اولوالعزمی اور بلند ہمتی کے بہت سے نظائر ہیں اور وہ آپ کی سیرت لکھنے والے کو تصریح سے لکھنے کی توفیق ملے گی۔ مجھے یہاں ایک مختصر واقعہ دینا ہے۔ آپ کے چھوٹے بچے عبدالسلام نے (جو بورڈنگ ہاؤس میں اپنے بھائی عبدالحی کے ساتھ رہتا ہے۔) ایک دن اپنے دو استادوں کے لیے دعا کی تحریک کی۔ آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ ایک بچہ جو دعا کی فلاسفی اور حقیقت سے محض ناآشنا ہے اس میں یہ ایمان پیدا ہونا کہ دعا بڑی عمدہ چیز ہے معمولی امر نہیں۔ تھوڑی دیر تک اس دعا کے بعد وہ اِدھر اُدھر پھرتا رہا اور پھر یک دفعہ آیا اور کہا۔ ’’ابا جی! دعا کرو میں چوتھی میں ہو جاؤں۔‘‘ اس پر فرمایا کہ

چوتھی کیا بلا ہوتی ہے۔ بڑی سے بڑی کامیابی جو دنیا میں ممکن ہے وہ حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور میں اس کے لیے دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے دعا کی!

بیان میں اختلاف نہیں ہوتا

ایک موقعہ پر انہی ایام علالت میں شدت مرض میں آپ نے کوئی کاغذ لکھا۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اور دوسرے احباب کو آپ نے اس کے بعد کچھ نصائح کیں۔ ان کے متعلق وصیت کا سوال پیدا

ہو گیا اور بعض کو خیال پیدا ہوا کہ شاید اس تحریر میں اور اس تقریر میں کوئی اختلاف ہو۔ واقعات آپ کی خدمت میں عرض ہوئے تو جو کچھ فرمایا اس کا مفہوم یہ تھا کہ

میرے بیان میں اختلاف نہیں ہوتا جواب کہا ہو یا پہلے کہا ہو۔

اس واقعہ کو میں نے یہاں صرف اس لیے دوہرایا ہے کہ آج سے ۶ سال پہلے کی بات جو آپ کی خواہش کو ظاہر کرتی ہے آج ظاہر کی ہوئی خواہش سے کیسی مطابق ہے۔ میرے استفسار پر فرمایا کہ

سب سے بڑی خوشی یہ ہے کہ قرآن مجید عملی طور پر کل دنیا کا دستور العمل ہو اور اپنی اولاد کے لیے جو خواہش ہے وہ اس سے باہر نہیں جاتی کہ قرآن شریف کا فہم، اس پر عمل، اس کی خدمت ہو۔ کیسا مبارک ہے وہ باپ جس کی یہ خواہش ہو اور خوش قسمت ہے وہ بچہ جس کے باپ کے یہ ارادے ہوں۔ آج ہماری خواہشوں کا مرکز اعلیٰ عہدے اور اعلیٰ ڈگریاں ہیں۔

(ماخوذ از کالم ''ایوانِ خلافت'' الحکم جلد ۱۵ نمبر ۲۳ و ۲۴ مؤرخہ ۷ و ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۱ء صفحہ ۲، ۳)

۲۲؍ جون ۱۹۱۱ء

اہل اللہ کی برکت فرمایا۔ یہاں کی نہ تو زبان پسندیدہ ہے، نہ لباس عمدہ، نہ خوراک اعلیٰ، نہ باشندوں کی وضع قطع۔ مگر پھر بھی تم لوگ مختلف ممالک سے یہاں جمع ہو۔ یہ کس کی برکت ہے؟ ایک شخص اللہ کا نام لینے والے کی۔

دنیوی اعزاز کوئی چیز نہیں فرمایا۔ محض دنیوی اعزاز کوئی چیز نہیں۔ دیکھو جہانگیر، اکبر، شاہجہان بڑے بڑے بادشاہ گزرے ہیں ان کے سادہ نام لیے جاتے ہیں۔ مگر انہی کے زمانہ میں جو خدا کے پیارے بندے گزرے ہیں ان کے نام کے ساتھ حضرت اور علیہ الرحمۃ لگایا جاتا ہے۔ یہ کس لیے ہے؟ اس لیے کہ وہ خدا کے ہو گئے۔

۲۵؍جون ۱۹۱۱ء

اللہ تعالیٰ کی تخلیق فرمایا۔اللہ تعالیٰ کا واٹرورکس ایسا وسیع ہے کہ سارے جہان کو وقت پر پانی دیتا ہے۔فرمایا۔آدمی مٹی سے بنا ہے مگرناک کی بجائے اگر مٹی کا ٹکڑا رکھ دیں تو کیا وہ کام دے گا۔مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ (الحجر:۲۷)۔فرمایا۔یعنی خلاصہ درخلاصہ درست کیے ہوئے کیچڑ سے۔

ابلیس کا گروہ فرمایا۔ابلیس کا گروہ وہ ہے جسے حق و باطل میں التباس واقع ہو۔

حکمِ خدا فرمایا۔اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابل میں دلائل گھڑنے والے ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔

آدم و ابلیس کے بیان سے نصیحت فرمایا۔آدم اور ابلیس کے بیان سے یہ نصیحت لینی چاہیئے کہ جن کے پاس خدا کا کلام ہو ان کی فرمانبرداری کی جائے اور جو فرمانبرداری نہیں کرتے ان سے دور رہیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے دور ہیں۔

خدا کی ستاری فرمایا۔ایک دفعہ حضرت صاحب نے کسی آدمی کے بارے میں سنا کہ اسے کسی نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو تو وہ بہت ہی غضب میں آیا۔فرمایا۔کیا اس نے عمر بھر میں کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا؟ اسے چاہیے تھا خدا کا شکر ادا کرتا کہ اتنی مدت ستاری کی۔

عنادی فرمایا۔عنادی وہ ہے جو اپنی خواہشات کا تابع ہو جاوے۔

ناجائز کمائی کی بے برکتی فرمایا۔لوگ روپیہ کے معاملے میں احتیاط نہیں کرتے۔بس کہیں سے مال مل جائے اسے شوق سے بلا خدشہ استعمال کرتے ہیں۔ناجائز کمائی سے برکت نہیں رہتی۔

بعض کھانے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے کھانے سے غفلت پیدا ہوتی ہے نماز کی لذت نہیں رہتی۔بعض لباس ایسے ہیں کہ ان کے پہننے سے غفلت و سستی گھیر لیتی ہے۔مومن کو ایسی خوراک ایسی پوشاک سے بچنا چاہیئے۔انبیاء نہایت سادہ خوراک بہت سادہ پوشاک رکھتے تھے۔

دوزخ کے سات دروازے فرمایا۔ دوزخ کے سات دروازے خدا نے فرمائے ہیں۔ میرا مذہب اس بارے میں یہی ہے کہ اَللّٰہُ اَعْلَم۔ بعض صوفیاء نے لکھا ہے کہ انسان دو آنکھوں سے گناہ کرتا ہے۔ دو کانوں سے منہ سے اور دو پاؤں اور ایک شرمگاہ۔ بس یہی دروازے ہیں جن کے ذریعہ انسان جہنم میں داخل ہوتا ہے۔

فضل الٰہی کا اظہار فرمایا۔ میرے چار لڑکے ہیں دو لڑکیاں دو ہم ہیں۔ آٹھ سے زیادہ گھر کے آدمی ہیں مگر مجھے اس بات کا وہم بھی نہیں اٹھا کہ میرے بعد یہ کیا کھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ رزاق ہے اسی کی ذات پر بھروسہ ہے۔ یہ بات میں نے بڑائی کے لیے نہیں کی بلکہ اس کے فضل کا اظہار ہے۔

۲۷؍جون ۱۹۱۱ء

دکھ آنے کی وجہ فرمایا۔ متقی سکھ میں رہتا ہے اور دکھ ہمیشہ کسی گناہ کے باعث آتا ہے۔

متقین کے لیے ضروری امر فرمایا۔ متقیوں کے واسطے ضروری ہے کہ کسی دوسرے بھائی کے لیے کینہ، رنج، غضب نہ ہو وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ (الاعراف: ۴۴)

سورۃ فاتحہ کی عظمت فرمایا۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے تمام بادشاہتوں، دولتوں اور ملکوں اور دنیاوی ساز وسامان کو ایک طرف رکھا ہے اور سورہ فاتحہ وقرآن عظیم کو ایک طرف۔ اور ارشاد کیا ہے کہ الحمد کے مقابلہ میں سارے جہان کو آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ۔ غور کرنے کا مقام ہے۔ الحمد ایک طرف ہے اور کل دنیا کا جاہ وجلال ایک طرف۔ پس تم اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرو۔

فرمایا۔ یہ بات اس آیت سے ظاہر ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ (الحجر: ۸۸، ۸۹)

ہمارے حضرت صاحب نے الحمد کی کئی تفسیریں لکھی ہیں۔ شیخ ابن عربی لکھتے ہیں کہ جتنی بار الحمد

پڑھتا ہوں نئے ہی علوم کھلے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ نابھہ میں وعظ کرتے ہوئے معلوم کیا کہ صرف الحمد سے تمام مذاہب باطلہ کا رد ہوسکتا ہے۔

جامع لفظ فرمایا۔فصحاء کے کلام میں ایک ایسا جامع لفظ لایا جاتا ہے جو کئی پہلوؤں کو شامل ہوتا ہے۔ مثلاً قرآن میں دابر آیا ہے۔دابر کہتے ہیں مدبر اور اوّل اور آخر کو۔ یہاں سب معنے مراد ہیں۔

مقتسمین کے مختلف معانی فرمایا۔ كَمَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَى الۡمُقۡتَسِمِيۡنَ (الحجر:۹۱) میں مُقۡتَسِمِيۡنَ کے کئی معنے ہیں۔

(۱) بعض مسلمان ایسے ہیں کہ بعض حصہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں بعض سے انکار۔مثلاً نماز پڑھیں گے مگر عورتوں کو حصہ دینے کے متعلق اگر کہا جائے تو کہتے ہیں ہمارا رواج نہیں۔ایسا ہی بعض کفار ہیں وہ بھی قرآن کا کچھ حصہ مانتے ہیں۔مثلاً سچ بولنا، جھوٹ کو برا جاننا، چوری نہ کرنا، زنا نہ کرنا۔

(۲) وہ لوگ جنہوں نے قتل النبی کی قسمیں کھائیں۔(۳) جنہوں نے رستے بانٹ رکھے ہیں کہ آنے جانے والے کو جناب نبوی سے منع کریں گے۔(۴) وہ لوگ جو سیدھی سادی بات میں چھیڑ کی راہ نکال لیتے ہیں تاکہ قوم کے دو فریق ہو جائیں۔ایسے لوگ بہت فتنہ انگیز ہوتے ہیں۔

مخالفین کی شرارتوں پر صبر، تسبیح وتحمید اور دعا کی تلقین فرمایا۔بعض احمدی مخالفین کی شرارتوں سے گھبرا جاتے ہیں۔انہیں چاہئے کہ صبر سے کام لیں اور تسبیح وتحمید اور عبادت الٰہی بالخصوص سجدوں میں پڑ پڑ کے دعائیں کرنے میں لگے رہیں۔

یہ بات اس سے استنباط کی ہے۔ لَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّكَ يَضِيۡقُ صَدۡرُكَ بِمَا يَقُوۡلُوۡنَ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَكُنۡ مِّنَ السّٰجِدِيۡنَ (الحجر:۹۸،۹۹)

فرمایا۔نافرمانی نہ کرو۔تفرقہ نہ ڈالو۔گلہ اور گستاخیاں چھوڑ دو۔استغفار، لاحول، تسبیح، تمجید اپنا ورد بناؤ۔

۲۸؍جون ۱۹۱۱ء

قرآنی محاورہ میں روح سے مراد فرمایا۔قرآن مجید کے محاورے میں روح سے مراد کلام الٰہی ہے۔زندہ وہی ہے جو کلام الٰہی سے زندہ ہے باقی سب لوگ مردے ہیں۔

معبود کے لیے تین ضروری باتیں فرمایا۔معبود کے لیے تین باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ (۱)اس کا حکم مانا جائے۔کامل محبت اس سے ہو۔ایسی محبت اور کسی سے نہ ہو۔کامل تعظیم۔ایسی تعظیم اور کسی کی نہ ہو۔کامل تذلل اس کے حضور میں کیا جائے۔

خدا کے علم وقدرت کا مطالعہ فرمایا۔مومن کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے علم وقدرت، دو جہانوں کا مطالعہ بہت کرے تا فرمانبرداری اور ایمان میں ترقی ہو۔

خدا کی امتیازی شان فرمایا۔تمام معبودان باطل میں دیکھو خدا کے پایہ کی کوئی چیز نہیں۔بلکہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اسے بھی اسی معبود حق نے پیدا کیا ہے۔

نئی سواریوں کی قرآنی پیشگوئی فرمایا۔یَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل:۹) میں ۱۳۰۰سو برس پہلے بعض نئی سواریوں کی پیشگوئی موجود ہے۔اور آج ہم بگھیاں، موٹرکار، ہوائی جہاز، ریل دیکھ رہے ہیں۔

میانہ روی اختیار کرو فرمایا۔وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ (النحل:۱۰) کے معنے ہیں خدا تک پہنچنے کے لیے وہ راہ کام آئے گی جو میانہ روی کی ہے۔بہت کھانا بھی منع اور بالکل نہ کھانا بھی ٹھیک نہیں۔ہر وقت خوراک، پوشاک، مکان کی فکر منع ہے اور ننگے رہنا، مکان کا بالکل فکر نہ کرنا یہ بھی درست نہیں۔ہر چیز میں میانہ روی اختیار کرو۔

مال کی محبت میں، اولاد کی محبت میں، کھانے کی محبت میں، بغض وعداوت میں لوگ بڑھ جاتے ہیں۔میانہ روی چاہئے۔ (البدر جلد ۱۰ نمبر ۳۷، ۳۸ مؤرخہ ۲۰؍جولائی ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

۲۹؍جون ۱۹۱۱ء

مسلمانوں میں پائے جانے والے دو مرض فرمایا۔مسلمان جب سے اس مرض میں مبتلا ہوئے ہیں ذلیل ہیں۔ وہ خدا کے فضل کو بھول گئے ہیں اور ''تسخیر'' کے پیچھے پڑ گئے۔ ہماری طرف جب رجوع خلائق دیکھتے ہیں تو گمان کرتے ہیں ہمیں کوئی وظیفہ یاد ہے جس سے تسخیر کر لیا ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (الجاثیۃ: ۱۴) (۲) وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمْرِهٖ (النحل: ۱۳) جب یہ نعمت قرآن مجید میں پہلے ہی موجود ہے تو اس قدر گھبراہٹ کی کیا ضرورت ہے۔

دوسرا مرض مسلمانوں میں ناشکری ہے اور وہ حلال وحرام میں تمیز نہیں کرتے۔ حلال رزق سے اولاد نیک صالح پیدا ہوتی ہے اور عبادت میں لذت ملتی ہے۔

پہاڑوں کے فوائد فرمایا۔ پہاڑوں کے فائدے ہیں۔ از آنجملہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ (النحل: ۱۶) جس کے چار معنے ہیں۔ (۱) تا کہ تم ہلاک نہ ہو جاؤ۔ (۲) پہاڑ تمہارے ساتھ چکر کرتے ہیں۔ (۳) کھانا دیتے ہیں تمہیں۔ (۴) زمین ایک طرف جھک نہ جائے۔

ایک بال بھی نعمت ہے فرمایا۔ انسان کا ایک ایک بال بھی نعمت ہے۔ دیکھو ایک بانکے جوان پر ایک بال بھی سفید آ جائے جب تک مونچنے سے نوچ نہ لے اسے قرار نہیں آتا۔

بدیوں سے بچنے کے لیے ضروری امر فرمایا۔ بدیوں سے بچنے کے لیے اسی بات کا مطالعہ سخت ضروری ہے کہ اللہ چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔

۳؍جولائی ۱۹۱۱ء

ہجرت اور اس کا اجر فرمایا۔ ہجرت یہ ہے کہ ایک چیز سے تعلق ہے اور اللہ اسے پسند نہیں کرتا۔ بس اس تعلق کو محض اللہ کی رضا مندی کے لیے چھوڑ دیا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون بلسانه و یده)۔

فرمایا۔ اللہ کی رضا کے لیے کوئی چیز چھوڑ دی جائے تو اللہ اس سے بہتر بدلہ دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم نے جو کچھ چھوڑا اس کا بہتر سے بہتر بدلہ پایا۔ اسی ہجرت کا اجر ہے کہ اب تک ان کی قوم معزز سمجھی جاتی ہے۔

قرآنی نام ذکر فرمایا۔ قرآن نے جو کچھ بتایا ہے غور کریں تو انسان کا دل، اس کا فہم، اس کی روح اس کو مانتی ہے صرف بھولی ہوئی بات یاد کرائی جاتی ہے۔ اسی لیے قرآن کا نام ذکر ہے۔

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ (النحل: ۴۴) کے نعوذ باللہ یہ معنے کہ عیسائیوں اور یہودیوں سے پوچھو بالکل غلط ہیں۔ ان کو کیا معلوم۔

پیمانہ لبریز ہونے پر الٰہی پکڑ فرمایا۔ انسان حرام خوری کرتا ہے اللہ کی نافرمانی کرتا ہے۔ اسے مگر بدنتیجہ نظر نہیں آتا تو وہ دلیر ہو جاتا ہے مگر جب پیمانہ لبریز ہوتا ہے تو فوراً پکڑا جاتا ہے۔

ظاہر و باطن فرمایا۔ ظاہر سے باطن کی طرف جانا مسلمانوں کا معمول نہیں رہا۔ بلکہ بعض تو یہاں تک کہتے ہیں کہ دل صاف چاہئیں اعمال خواہ کیسے ہوں۔ یہ ان کی غلطی ہے۔

انگریزوں پر تعجب فرمایا۔ انگریزوں کی صناعیاں (ریل، ہوائی جہاز، تار) دیکھ دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ مگر مجھے اس سے بڑھ کر تعجب آتا ہے ان کے اس عقیدہ پر کہ وہ عاجز و غریب انسان کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں۔

اختلاف کم ہونے کی وجوہ فرمایا۔ اللہ کی کتاب اور نبی کریم کے ارشادات پر جو قوم متمسک ہے اس میں اختلاف کم ہے۔ پھر جن میں خشیة اللّٰه ہے ان میں اور بھی اختلاف کم ہے۔

مشتبہ مال فرمایا۔ ہر روز اپنے کھانے کا مطالعہ کرو۔ کپڑے کا مطالعہ کرو۔ آمدنی کا مطالعہ کرو کہ حرام تو نہیں۔ مشتبہ مال ہرگز استعمال نہ کرو کیونکہ اس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

دعا فرمایا۔ ہم سے سوا دعا کے کیا ہو سکتا ہے۔ حکومت قہری نہیں کہ زبردستی منوایا جائے۔

۴؍جولائی ۱۹۱۱ء

انبیاء کرام کا ذات الٰہی کا ادب فرمایا۔انبیاء کرام ذات الٰہی کا بہت ادب کرتے ہیں۔

ابوالانبیاء خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم فرماتے ہیں۔ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ (الشعراء:۸۰،۸۱)۔کھانا کھلانے اور پانی پلانے کو تو خدا کی طرف منسوب کیا ہے اور مرض کو اپنی طرف۔ایسا ہی سورہ کہف میں ایک ولی اللہ نے کشتی کا عیب ناک کرنا اپنی طرف منسوب کیا ہے۔فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَھَا (الکھف:۸۰) غرض انبیاء کا مذہب یہ ہے کہ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْكَ۔

محبتِ قرآن فرمایا۔مجھے قرآن مجید سے محبت ہے اور بہت محبت ہے۔قرآن مجید میری غذا ہے۔ میں سخت کمزور ہوتا ہوں قرآن مجید پڑھتے پڑھتے مجھے طاقت آ جاتی ہے۔

فرمایا۔بچپن سے خدا نے مجھے اس دین پر چلایا ہے جس پر میں اب ہوں۔اور میں چاہتا ہوں کہ اسی پر میرا خاتمہ ہو۔

عقلی دلائل فرمایا۔مجھے خدا ہمیشہ قرآن سے عقلی دلائل سمجھاتا ہے۔یہ اس کا فضل ہے۔

قرآن اور اختلاف فرمایا۔قرآن مجید دنیا میں سے اختلاف دور کرنے کے لیے آیا۔افسوس ہے کہ بعض بدبخت سمجھتے ہیں قرآن میں اختلاف ہے۔حالانکہ قرآن مجید اختلافی مسائل میں ایک فیصلہ بتاتا ہے۔پھر اختلاف مٹا کر اس راہ پر چلاتا ہے جس پر چلنے سے خدا راضی ہو۔پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے خدا کی رحمتوں سے انسان مالا مال ہو جاتا ہے۔

شہد کے نام فرمایا۔عربی میں چار سو نام شہد کا ہے۔

وحی الٰہی فرمایا۔جیسے بارش ہو تو زمین سے روئیدگی نکلتی ہے اسی طرح جب وحی آسمانی کا نزول دل پر ہو تو عجیب عجیب معارف و حقائق کھلتے ہیں۔

فرمایا کہ جب مکھی کے پیٹ سے وحی الٰہی کے سبب شہد جیسی نافع چیز نکلتی ہے تو پھر انبیاء کے

ذریعے وحی کے نزول سے کیا کیا فوائد مخلوق الٰہی کو پہنچ سکتے ہیں۔

فرمایا۔ جیسے بھوسہ اور خون میں دودھ موجود ہے مگر اسے سوا الٰہی مشین کے کوئی نکال نہیں سکتا۔ اسی طرح دنیا میں صداقتیں تو موجود ہیں مگر وہ صرف وحی کے ذریعے الگ ہوسکتی ہیں۔

۵؍جولائی ۱۹۱۱ء

فضیلت فرمایا۔ فضیلت اگر کھانے سے ہو تو پھر ہاتھی اور ویل مچھلی کی زیادہ قدر ہو۔

خدا کی خاطر کام فرمایا۔ کام کرنے والا اور نہ کرنے والا ہرگز برابر نہیں ہوسکتے۔ عرب میں امرا، فصحا، شعرا موجود تھے لیکن غور کرو کوئی ان میں سے خدا کے لیے بھی کام کرتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ برخلاف اس کے حضرت نبی کریم دن رات خدا کے کام میں مصروف رہتے۔ اس کا نمونہ ہم نے اس زمانہ میں بھی دیکھا۔ حضرت صاحب کا حال یہ تھا کہ سر میں چکر اور اسہال۔ مگر پھر بھی بڑا کام کرتے اور اکثر میں نے آپ کی زبان سے سنا کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اور کام (دین کی تسلی) ابھی ادھورے پڑے ہیں۔

الٰہی نعماء اور مخلوقِ خدا کی بہتری کے لیے کام فرمایا۔ تم میں سے کوئی سعادت مند ہو جو سوچے کہ خدا نے کیا کیا نعمتیں دی ہیں اور پھر اس نے مخلوق کی بہتری اور خدا کی رضامندی کے لیے کیا کام کیا ہے۔ میں نے پاگلوں کو دیکھا ہے کبھی کسی نے کھانا کھاتے وقت بجائے منہ کے کان میں نہیں ڈالا بلکہ اپنے مطلب کے لیے خوب دانائی سے کام لیتے ہیں۔ پس انسان کی اس میں کوئی خوبی نہیں کہ وہ اپنے نفس کی خواہشوں کے پورا کرنے میں ہوشیار ہو۔ بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ وہ دوسروں کی بہتری اور اللہ کے دین کی اشاعت میں کیا کام کرتا ہے۔

سفر میں بیوی کی مصاحبت فرمایا۔ يَوْمَ ظَعْنِكُمْ (النحل:۸۱) میں اشارہ ہے کہ انسان سفر میں بھی اکثر بی بی کو ساتھ رکھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک التزام فرمایا کہ احد کی جنگ میں عائشہ صدیقہ اور بتول آپ کے ہمراہ تھیں۔ خود ہمارے حضرت صاحب جب سفر پر جاتے اپنی بی بی کو ہمراہ لے جاتے۔ (البدر جلد ۱۰ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۷؍جولائی ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

ایک تازہ ارشاد نامہ

کسی حکم قرآنی یا حدیثِ نبوی کے مطابق غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں

سوال۔ غیر احمدی خواہ کوئی کیوں نہ ہو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ میں نہایت ادب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح تو کس حکم قرآنی یا حدیث نبوی کے مطابق یہ حکم دیا گیا ہے؟

جواب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مکرمت نامہ ۳؍جون ۱۹۱۱ء کا لکھا ہوا آج ۱۵؍جولائی ۱۹۱۱ء میرے سامنے ہے۔ اس سے آپ قیاس کر سکتے ہیں کہ کس قدر علیل ہوں۔ ۱۸؍نومبر ۱۹۱۰ء کو گھوڑی سے گرا۔ اور بیماری کا سلسلہ برابر چلتا ہے ایک زخم ناسور کا رنگ پکڑ گیا ہے۔ غالباً نماز بیٹھ کر پڑھتا ہوں۔

ایک وزیر اور وزیر اعظم کے آپ فرزند ہو، عقلمند ہو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ (البقرۃ:۱۱۵) اس آیت کریمہ پر آپ توجہ کریں۔ اس میں ارشاد ہے کہ مساجد میں خائف ہو کر حاضر ہونا چاہیئے۔ مگر ان علماء کا ایسا حال ہے کہ مسجد کو ان لوگوں نے جنگ گاہ بنایا اور وہاں فتاویٰ کفر کے سوا ان کے پاس کیا رکھا ہے۔ مسلمان کو کافر بناتے ہیں اور بس یہ انکار ہمارے ساتھ نہیں علی العموم ان کے آپس میں ایسے ہی سلوک ہیں۔ جن دنوں میں پونچھ میں تھا ان دنوں ......شہر میں نہیں آ سکتے تھے۔ مجھے بھی رات کو باہر کوٹھی پر ملے۔ اور ایک مولوی صاحب تھے جن کو پونچھ میں تین بھائیوں ....اور ایک کا نام ...... یاد نہیں ان تینوں نے تنگ کیا اس کی کتابیں لیں۔ آخر ایک بزرگ نے ....ان کو ہرکاروں میں ملازم کر کے ایک پہاڑی چوکی پر بھیج دیا۔ ایک نو مسلم غلام احمد بیچارہ پونچھ میں چلا گیا۔ اس کو کیسی تکلیف دی۔ ایک لڑکا......وہاں سے بھاگ کر آیا تو پولیس میں احمدیوں کو ذلیل کیا۔

(............) نے ہم سے بدلہ لیا۔ کیونکہ میں نے ہی ان کی آمد رفت شہر میں کرا دی تھی۔ اپنا کفر

بھول گئے ہمیں زہر دینا، ہماری عورتوں کو چھین لینا تو ان کے فتاویٰ ہیں۔مگر ہمارے دو مخلص ان کی مہربانی سے قتل ہو چکے ہیں۔علی گڈھ کے سیکرٹری نواب صاحب نے اس امر کو خوب سمجھا اور احمدی لڑکوں کے لیے ایک کمرہ نماز کے واسطے الگ کرایا۔آپ ذرہ عاقبت اندیش دل سے مشورہ لیں کہ ہم نے کیسا امن کا راہ اختیار کیا ہے۔گورنمنٹ انگریزی کثرت کا لحاظ کرتی ہے اور ہم ہیں کم آپ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ (المائدة: ۱۵) پر بھی توجہ فرماویں کہ یہود و نصاریٰ کے باہم تباغض کی جڑ ھ اس آیت کریمہ میں کیا ارشاد فرمائی ہے۔

آپ مجھ سے وہ آیت و حدیث دریافت فرماتے ہیں جن کی بنا پر ہم لوگ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ مجھے اس دریافت پر خوشی ہوئی وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ (السجدة: ۲۵) امام بننے کے لیے اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے کہ ائمہ وہ ہیں جو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت فرماتے ہیں جب کہ وہ صبر کرتے ہیں اور ہماری آیات پر یقین کرتے ہیں۔آپ غور فرماویں کہ ایک آیت کے اندر تین شرطیں ہیں۔کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ یہ فتویٰ گر قاتل کہنے والے، زہر دینے والے، عورتیں چھیننے والے ان شرائط کے جامع ہیں۔یہ انصاف آپ پر ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ قَالَ لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهٖ اَحَدُهُمَا. (التبصير فی الدين و تمييز الفرقة الناجية عن الفرق الهالكين. الكاملية) ہم یقیناً اللہ تعالیٰ کو وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ مانتے ہیں۔ملائکہ، انبیاء، رسل، کتب اللہ پر ایمان ہے۔نمازیں پڑھتے، زکوتیں دیتے، حج کرتے، روزہ رکھتے ہیں اور یہ ہمارا ایمان ہے۔پھر جو ہمیں کافر کہتا ہے اور کافر سے بدتر ہم سے معاملہ کرتا ہے وہ اس حدیث کے مطابق اپنے آپ کو کیا فتویٰ دیتا ہے۔ ہم فتوے نہیں دیتے۔قرآن کریم نے دو شخصوں کو بڑا ظالم ٹھہرایا ہے۔ایک وہ جو اللہ تعالیٰ پر افترا باندھے۔ دوسرا وہ جو راستباز کو اور اس کی حق تعلیم کا انکار کرے۔قرآن مجید میں ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ (العنكبوت: ٦٩) اب ظالم تو یا مرزا ہے یا یہ مکفرین۔مرزا کو تو ہم مفتری نہیں مان سکتے۔ان کو کیا کہیں۔یہ مضمون کسی

قدر مفصل لکھنے کے قابل ہے اور بیماری اجازت نہیں دیتی۔ اگر مفید نہ ہوا تو انشاء اللہ تعالیٰ مکرر عرض کروں گا۔

(نورالدین)

۱۷؍ جولائی ۱۹۱۱ء

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۳۹ مؤرخہ ۲۷؍ جولائی ۱۹۱۱ء صفحہ ۸، ۹)

نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے میموریل

تعطیل جمعہ کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں لکھا گیا ہے۔ میں نے اس میں ایک میموریل کی تجویز پیش کی تھی خدا کا شکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے دل میں بھی اس تحریک کو اللہ تعالیٰ نے ڈال دیا اور آپؓ نے مندرجہ ذیل اعلان اس غرض سے لکھا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے صرف دو گھنٹہ کی رخصت کی درخواست کی ہے۔ میں اس پر کچھ اضافہ کرنا تقدم علی الامام سمجھتا ہوں۔ یہ ایسی سہل تجویز ہے کہ اس پر بدوں کسی ہرج کے عملدرآمد ہوسکتا ہے دوسرے اسلامی جرائد سے امید کی جاتی ہے کہ وہ اس پر بالاتفاق تائیدی مضامین لکھیں گے اور ایسا ہی انجمنیں اپنے ریزولیوشن اس تحریک کی تائید میں پاس کر کے اس کو مضبوط بنائیں گے۔ ایڈیٹر الحکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

شہنشاہ جارج پنجم شاہ برطانیہ و قیصر ہند کے دربار تاجپوشی کا عظیم الشان دربار جو ۱۲؍ دسمبر کو ہندوستان کے شاہان اسلامی کے قدیم دارالخلافہ میں منعقد ہونے والا ہے وہ تاریخ ہندوستان میں ایک ایسا اہم واقعہ ہے کہ اس کے متعلق طبائع میں عجیب ولولے پیدا ہو رہے ہیں۔ ہندوستان کو صدیوں کے بعد یہ عزت نصیب ہوگی کہ اس کا شہنشاہ اس کے قدیم دارالخلافہ میں تخت نشین ہوگا اور شہنشاہ بھی ایسا کہ اپنی وسعتِ مملکت کے لحاظ سے نہ اس زمانہ میں اور نہ کسی پرانے زمانہ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ پس یہ لازمی امر تھا کہ ایسے عظیم الشان اور مبارک موقع پر طرح طرح کی امنگیں طبائع میں پیدا ہوتیں اور خصوصاً

رعایا کے اس حصہ کے دلوں میں جو اپنے بادشاہ کی وفاداری کو اپنے مذہب کا ایک جزو سمجھتے ہیں۔

اس مبارک موقع پر میں سلسلہ احمدیہ کا امام ہونے کی حیثیت سے ایک اہم امر کی طرف تمام مسلمانانِ ہند کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ سلطنت انگریزی نے جب سے ہندوستان میں قدم رکھا ہے یہ زرّیں اصول ہمیشہ اپنے مدنظر رکھا ہے کہ ہر قوم کو پوری مذہبی آزادی حاصل رہے اور اپنے فرائض مذہبی کی ادائیگی میں اسے کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔ چنانچہ سب قومیں جو اس وسیع ملک میں آباد ہیں اپنے اپنے مذہبی فرائض اور مذہبی رسوم کی ادائیگی میں ایسی ہی آزاد ہیں جیسے کہ وہ اپنے اپنے ہم مذہبوں کی حکومت کے نیچے ہوتیں۔ گورنمنٹ انگریزی کا نہ کبھی یہ منشا ہوا اور نہ ہی ہوسکتا ہے کہ کسی قوم کو بلاوجہ اس کے کسی مذہبی فرض کی ادائیگی سے روکا جاوے یا ایسے اسباب پیدا کئے جاویں جن سے ایسی ادائیگی میں کسی قسم کی رکاوٹ واقع ہو۔ ہاں اگر کسی قوم کو کوئی تکلیف ایسی محسوس ہو تو گورنمنٹ کو اس کی اطلاع دینا یا اس کی طرف متوجہ کرنا یہ خود اس قوم کا فرض ہے۔ اہل اسلام سلطنت انگریزی کی ان برکات سے ہر طرح فائدہ اٹھا رہے ہیں لیکن ایک امر ابھی تک ایسا ہے کہ اس کی طرف گورنمنٹ کو پورے زور سے توجہ نہیں دلائی گئی اور مسلمانوں کو قیصر ہند کے ہندوستان میں تاجپوشی کے مبارک موقع سے بڑھ کر بہتر موقع اس غرض کے لئے پھر میسر آنا مشکل ہوگا۔

جمعہ کا دن اسلام میں ایک نہایت مبارک دن ہے اور یہ مسلمانوں کی ایک عید ہے بلکہ اس عید کی فرضیت پر جس قدر زور اسلام میں دیا گیا ہے۔ ان دو بڑی عیدوں پر بھی زور نہیں دیا گیا جن کو سب خاص و عام جانتے ہیں۔ کیونکہ یہ عید نہ صرف عید ہے بلکہ اس دن کے لئے قرآن کریم میں یہ خاص طور پر حکم دیا گیا ہے کہ جب جمعہ کی اذان ہو جائے تو ہر قسم کے کاروبار کو چھوڑ کر مسجدوں میں جمع ہو جاؤ۔ جیسا کہ فرمایا۔ یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ (الجمعۃ:۱۰) یہی وجہ ہے کہ جب سے اسلام ظاہر ہوا اسلامی ممالک میں جمعہ کی تعطیل منائی جاتی رہی ہے اور خود اس ملک ہندوستان میں برابر کئی سو سال تک جمعہ تعطیل کا دن رہا ہے۔ کیونکہ آیت مذکورہ بالا کی رو سے یہ گنجائش نہیں دی گئی کہ جمعہ کی نماز کو معمولی نمازوں کی طرح

علیحدہ علیحدہ بھی ادا کیا جا سکتا ہے بلکہ جماعت میں حاضر ہونا اور خطبہ سننا اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اس کے لئے ضروری قرار دیئے گئے ہیں۔ بلکہ عید کی نماز کے لئے بھی اس قدر تاکید اسلام میں نہیں جس قدر کہ جمعہ کی نماز کے لئے ہے۔اور مذہب اسلام کے رو سے جو شخص جمعہ کو چھوڑتا ہے وہ سخت گنہگار ہے ہندوستان کی تین بڑی قوموں یعنی ہندوؤں عیسائیوں اور مسلمانوں میں سے ایک خاص دن میں عبادت الٰہی کے لئے جس شدّ ومد سے قرآن شریف میں جمعہ کے متعلق حکم ہے باقی دو قوموں کے سبت کے متعلق اس زور سے قطعاً ان کی مقدس کتابوں میں ذکر نہیں۔ان تمام باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ ایک عظیم الشان اسلامی تہوار ہے اور نماز جمعہ کے تمام شرائط کے ساتھ ادا کرنے کی ہر ایک مسلمان کو ایسی سخت تاکید کی گئی ہے کہ اسے صاف الفاظ میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس وقت کسی دوسرے کام کو قطعاً نہ کرے۔

اب یہ امر ظاہر ہے کہ جس قدر کسی بڑی قوم کے بڑے بڑے تہوار ہیں ان کے منانے کے لئے گورنمنٹ نے اپنی سب رعایا کو یکساں آسانی دے رکھی ہے۔سب سے زیادہ مشکلات ایسے تہواروں کے منانے میں ان لوگوں کو ہوسکتی ہیں جو بوجہ ملازمت گورنمنٹ اپنے وقت کے آپ مالک نہیں مگر ہماری مہربان گورنمنٹ نے صرف مذہبی آزادی کو مدنظر رکھ کر یہ ضروری قرار دیا ہے کہ سب قوموں کے بڑے بڑے تہواروں کے دنوں میں تمام سرکاری دفاتر اور سب عدالتیں وغیرہ بند رہیں تا کہ وہ حصہ رعایا جو ملازم گورنمنٹ ہیں اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ ان تہواروں کے منانے میں شریک ہو سکیں۔درحقیقت اگر گورنمنٹ اپنے ملازمین کو اس قدر آزادی نہ دیتی تو پھر مذہبی آزادی برائے نام ہوتی۔ پس گورنمنٹ کے اس طریق عمل سے کہ اپنے ملازمین کی خاطر وہ بڑے بڑے قومی تہواروں کے دنوں میں اپنے سب دفاتر کو بند رکھتی ہے یہ امر تو ظاہر ہوگیا کہ گورنمنٹ کا دلی منشاء یہ ہے کہ کسی قوم کو اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی میں کسی قسم کی روک محسوس نہ ہو لیکن جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے جہاں تک دیکھا گیا ہے اس قسم کی آزادی ابھی تک حاصل نہیں اور شہنشاہ ہند کی تاجپوشی کے مبارک موقع پر اس آزادی کے حصول کے لئے جس قدر زور دیا جائے کم ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ نظام گورنمنٹ اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہر ہفتہ میں دو دن کی تعطیل ہو

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اتوار شاہ وقت کے مذہب کے لحاظ سے تعطیل کا ضروری دن ہے۔ پس کوئی ایسی تجویز گورنمنٹ کے سامنے پیش کرنی چاہیئے جس سے نظام گورنمنٹ میں بھی کوئی مشکلات پیش نہ آویں اور اہل اسلام کو یہ مذہبی آزادی بھی مل جائے۔ اس کی آسان راہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے وقت یا تو سب دفاتر اور عدالتیں سکول کالج وغیرہ دو گھنٹے کے لئے بند ہو جاویں یا کم از کم اتنی دیر کے لئے مسلمان ملازمین اور مسلمان طلباء کو اجازت ہو کہ وہ نماز جمعہ ادا کر لیں اور اس کے متعلق جملہ دفاتر و جملہ محکموں میں گورنمنٹ کی طرف سے سرکلر ہو جائے۔ گو اس وقت بعض افسر اس قسم کی اجازت اپنے ماتحتوں کو دیتے ہیں مگر ایسی مثالیں کم ہیں اور خصوصاً سکولوں اور کالجوں میں تو بالکل نہیں۔ ایسی اجازت نہ صرف مسلمانوں کی راہ سے ایک بڑی روک اٹھائے گی بلکہ آخر کار گورنمنٹ کے لئے بھی یہ فائدہ مند ثابت ہوگی کیونکہ نماز جمعہ میں ایک لازمی جزو خطبہ کا سننا ہے۔ اور خطبہ کیا ہے؟ اس میں یا تو اخلاقی وعظ ہوتا ہے یا پیش آمدہ امور میں مسلمانوں کو جو راہ اختیار کرنی چاہیے اس کا ذکر ہوتا ہے۔ گورنمنٹ خود اس ضرورت کو محسوس کرتی ہے کہ طلباء کی مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام ہوتا کہ جو بدنتائج خالی دنیوی تعلیم سے پیدا ہو رہے ہیں جس کے ساتھ اخلاقی اور دینی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ان کا کوئی انتظام نہیں ان کا انسداد ہو سکے۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ اور علمائے اہل اسلام توجہ کریں تو جمعہ کے خطبہ سے بڑھ کر کوئی بہتر صورت اخلاقی اور دینی وعظ اور تعلیم کی نہیں کیونکہ اس سے سب خاص و عام فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اور یہ امر کہ جمعہ کے دن دو گھنٹوں کے لئے مسلمان ملازمین اور مسلمان طلباء کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے اجازت دے دی جائے کوئی ایسا امر نہیں جس سے گورنمنٹ کی راہ میں کوئی مشکلات پیدا ہوتی ہوں کیونکہ سکولوں اور کالجوں میں تو یہ ضرورت صرف سردیوں کے موسم میں پیش آئے گی گویا سال میں صرف چھ ماہ کے لئے اس انتظام کی ضرورت ہوگی۔ باقی چھ ماہ اس وجہ سے کہ سکول اور کالج گرمیوں میں گیارہ یا بارہ بجے بند ہو جاتے ہیں ایسی ضرورت نہ ہوگی اور ملازمین گورنمنٹ کی اس قدر دیر کے لئے غیر حاضری سے جس قدر نقصان ہوگا اس کی تلافی وہ خود بعد از وقت کام کر کے کر سکتے

ہیں۔ کیونکہ جو کام ان کے ذمہ ڈالا گیا ہے وہ انہیں بہر حال پورا کرنا ہوگا۔ برٹش گورنمنٹ کے نظام میں اس قسم کی مثالیں پہلے موجود ہیں کیونکہ اس گورنمنٹ کو مختلف قوموں پر حکمرانی کا موقع خدا نے دیا ہے اس لئے وہ حتی الوسع ان مختلف اقوام کے مذہبی اصولوں کو مدنظر رکھ کر کام کرتی ہے۔ چنانچہ مصر میں جہاں بڑا اعنصر آبادی کا مسلمان ہے اور خدیو مصر برٹش نگرانی کے نیچے حکمرانی کرتے ہیں وہاں تعطیل کا دن بجائے اتوار کے جمعہ ہی ہے چنانچہ سکول، کالج، دفاتر، عدالتیں وہاں جمعہ کو بند ہوتی ہیں اوراس طرح پر اہل اسلام کو اس حکم کے بجالانے میں جو نماز جمعہ کے متعلق تاکیدی طور پر قرآن کریم میں دیا گیا ہے کوئی دقت نہیں۔ مگر وہاں چونکہ ایک کثیر حصہ اعلیٰ عہدہ داران کا انگریزوں کا ہے جو عیسائی مذہب رکھتے ہیں اس لئے گورنمنٹ نے ان کو یہ سہولت دے رکھی ہے کہ وہ اتوار کے دن چاہیں تو کام پر حاضر نہ ہوں اور اپنے کام کو باقی دنوں میں پورا کر دیں۔ پس جہاں اعلیٰ عہدہ داران کو محض ان کی مذہبی آزادی قائم رکھنے کے لئے برٹش گورنمنٹ نے اس قدر اجازت دے دی ہے ہندوستان میں مسلمان ملازمین کو جن کی نسبت بھی کل عملہ سے بہت تھوڑی ہے صرف دو گھنٹہ کے لئے اجازت کا مل جانا ایک یقینی امر ہے کیونکہ صرف ساتویں دن دو گھنٹے کے لئے چند ملازمین کی غیر حاضری سے جو وہ بھی اکثر غیر ذمہ واری کے عہدوں پر ہوں گے۔ کام کا کوئی بڑا حرج متصور نہیں اور اگر کوئی حرج ہو بھی تو وہی ملازم خود اپنے کام کو پورا کرنے کے ذمہ وار ہوں گے۔

غرض کہ ایک طرف جب ہم نماز جمعہ کے لئے سخت تاکیدی حکم قرآن شریف میں پاتے ہیں جس میں اس قدر تاکید ہے کہ صاف الفاظ میں یہ کہا گیا ہے کہ جب نماز جمعہ کا وقت آ جائے تو تم دنیا کے ہر ایک قسم کے کاروبار چھوڑ کر نماز جمعہ کی ادائیگی میں مصروف ہو جاؤ اور جب تک نماز جمعہ ادا نہ کرلو کسی کام کی طرف متوجہ نہ ہو ورنہ اللہ تعالیٰ کی سخت گرفت کے نیچے آ ؤ گے۔ اور اس کے ساتھ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ نماز جمعہ میں خطبہ میں جو اخلاقی تعلیم مسلمانوں کو دی جاتی ہے وہ ملک اور گورنمنٹ کے لئے کس قدر مفید ہے اور پھر دوسری طرف ہم ایسی نظیر بھی پاتے ہیں جس میں اسی قسم کی دقت ایک دوسرے ملک میں پیش آنے پر انگریزی گورنمنٹ نے اپنے ملازمین کے مذہبی حقوق کی ادائیگی کو ان

کے سرکاری کام میں حاضری پر ترجیح دے کر علاوہ تعطیل کے دن کے ایک دن اور بھی انہیں غیر حاضر رہنے کی اجازت دی ہے۔ اور جو امر ہم پیش کرتے ہیں اس کی دقت اس دقت سے بدرجہا کم بھی ہے کیونکہ صرف دو گھنٹے کی رخصت نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے نہ آرام کے لئے ہم چاہتے ہیں۔ تو ہمیں یقین کامل ہوتا ہے کہ شہنشاہ جارج پنجم کی تاجپوشی کے موقع پر اگر کل ہندوستان کے مسلمان متفق ہو کر اس مذہبی رکاوٹ کے دور کیا جانے کی درخواست کریں تو گورنمنٹ انگریزی ضرور ان کی اس دقت پر غور فرما کر اس کی اصلاح اس مبارک موقع پر کر کے چھ سات کروڑ نہیں بلکہ کل دنیا کے مسلمانوں کے دلوں کو مسخر کر لے گی کیونکہ مسلمان قوم سب سے بڑھ کر مذہبی آزادی کی دل سے قدر کرنے والی ہے۔

ان وجوہات مذکورہ بالا کی بنا پر ہم نے ایک میموریل تیار کیا ہے جو حضور وائسرائے ہند کی خدمت میں بھیجا جاوے گا۔ لیکن چونکہ جس امر کی اس میموریل میں درخواست کی گئی ہے وہ جملہ اہل اسلام کا مشترک کام ہے اس لئے قبل اس کے کہ یہ میموریل حضور وائسرائے کی خدمت میں بھیجا جاوے ہم نے یہ ضروری سمجھا ہے کہ اس کا خلاصہ مسلمان پبلک اور مسلمان اخبارات اور انجمنوں کے سامنے پیش کیا جاوے تا کہ وہ سب اس پر اپنی اتفاق رائے کا اظہار بذریعہ ریزولیوشنوں و تحریرات وغیرہ کے کر کے گورنمنٹ پر اس سخت ضرورت کو ظاہر کریں تا کہ اس مبارک موقع پر یہ آزادی اہل اسلام کو حاصل ہو جاوے۔ ہمیں غرض صرف اس امر سے ہے کہ جملہ اہل اسلام کے اتفاق سے جیسی کہ یہ ضرورت متفقہ ہے یہ درخواست حضور وائسرائے ہند کی خدمت میں پیش ہو۔ اور یہ غرض نہیں کہ ضرور ہم ہی اس کو پیش کرنے والے ہوں چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل میں یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے ہم نے اسے پیش کر دیا ہے۔ اگر کوئی تحریک یا جماعت ایسی ہو جو صرف اس وجہ سے اس کے ساتھ اتفاق نہ کرے کہ یہ میموریل ہماری طرف سے کیوں پیش ہوتا ہے تو ہم بڑی خوشی سے اپنے میموریل کو گورنمنٹ کی خدمت میں نہیں بھیجیں گے۔ بشرطیکہ اس کے بھیجنے کا اور کوئی مناسب انتظام کر لیا جاوے۔

پس یہ اشتہار جملہ ایڈیٹران اخبارات اسلامی و سیکٹریان انجمنہائے و شاخہائے لیگ و معزز اہل اسلام کی خدمت میں اس غرض کے لئے بھیجا جاتا ہے کہ بہت جلد بذریعہ ریزولیوشنوں کے اور بذریعہ تحریرات

کے اس پر اظہار رائے کریں تا کہ عام مسلمانوں کی طبائع کا میلان دیکھ کر اس درخواست کو پیش کیا جاوے۔

المعلن

نور الدین

(خلیفۃ المسیح الموعودؑ) قادیان ضلع گورداسپور یکم جولائی ۱۹۱۱ء

(الحکم جلد ۱۵ نمبر ۲۵، ۲۶ مورخہ ۲۱، ۲۸ر جولائی ۱۹۱۱ء صفحہ ۲ تا ۴)

چند سوالوں کے جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط میں نے حضرت امیر المؤمنینؓ کے پیش کیا۔

سوال اوّل کے بارہ میں فرمایا۔

میں جو ایمان لایا ہوں تو اللہ کی کتاب پر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر، اجماع امت پر۔ باقی جو عجائبات قدرت ہیں وہ جس کو سمجھا تا ہے وہی بیان کرنے کا اہل ہے۔ مجھ کو تجلّی عرش و کعبہ کی حقیقت نہیں بتائی گئی۔ **وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ**۔

اور نہ یہ عجائبات ضروریات دین میں داخل ہیں **وَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْهِ** (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۶۴۰)۔

سوال دوم:۔ علمِ حق در علم صوفی گم شود کے معنے آپ دریافت کرتے ہیں۔

جواب۔ یہ نہ تو قرآن ہے نہ حدیث۔ یعنی خدا کا کلام ہے نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ایک صوفیانہ خیال ہے۔ آپ ایسا نہ سمجھیں کہ ہر بات ٹالتا ہے۔ اس لیے سنئے خدا کا علم اس کی اپنی ذات پاک کے متعلق ہے اور صوفی کا علم صوفی کی ذات سے وابستہ ہے۔ ایک دوسرے میں یہ علم حلول نہیں کرتے۔ صوفی کو وہی علم ہوسکتا ہے جو صوفی کے تعلق ہو۔ اور علم الٰہی اللہ کی ذات میں ہے وہ صوفی کے علم میں گُم ہے یعنی نہیں۔ یعنی صوفی کے علم سے جناب الٰہی کا علم نہیں مل جاتا۔ دوم یہ معنے ہیں کہ علم حق یعنی سچا علم صوفیوں کے علم میں گم رہتا ہے۔ یعنی تمام سچے علوم صوفیوں کے علم میں آجاتے ہیں۔

سوال سوم:۔ طالب مطلوب میں فانی ہوتا ہے یا برعکس اور فنا و بقا وجودی ہے یا شہودی؟

جواب۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ جو مطلوب ہے وہ طالب بھی ہے۔ آپ نے سنا ہوگا:۔ ؎

عشق در معشوق از عاشق فزوں دارد اثر

پس طالب و مطلوب ایک نقطہ پر آکر متحد ہو جاتے ہیں۔ پس طالب و مطلوب میں یہ امتیاز من وتو نہیں رہتا۔ اور فنا بقا شہودی ہے وجودی نہیں۔

سوال چہارم:۔ صفات سمع و بصر، علم راز یا رگبیر
وگرنہ اے دل ناداں پائی آسان نیست

کسی چیز کے قیام کے لیے ترپائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس معرفت حقہ کے لیے بھی سمع، بصر، علم کی صفات کے حصول کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید میں بھی اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَ الۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡـُٔوۡلًا (بنی اسرائیل: ۳۷) آیا ہے۔

سوال پنجم:۔ (الف) سورہ واقعہ میں ایک جگہ ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاَوَّلِيۡنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الۡاٰخِرِيۡنَ (الواقعة: ۴۰،۴۱)۔

اور پھر اسی سورۃ میں قَلِيۡلٌ مِّنَ الۡاٰخِرِيۡنَ (الواقعة: ۱۵) بھی فرمایا۔

جواب۔ آپ غور سے دیکھیں مقربوں کے بارے میں ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاَوَّلِيۡنَ وَ قَلِيۡلٌ مِّنَ الۡاٰخِرِيۡنَ (الواقعة: ۱۴،۱۵) فرمایا ہے۔ اور اصحب الیمین کے لیے ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاَوَّلِيۡنَ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاٰخِرِيۡنَ (الواقعة: ۴۰،۴۱) فرمایا۔

یعنی ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاٰخِرِيۡنَ (الواقعة: ۴۱) قَلِيۡلٌ مِّنَ الۡاٰخِرِيۡنَ (الواقعة: ۱۵) دو الگ الگ گروہوں کے لیے فرمایا۔

(ب) کسی آیت سے سبقت خلق سمٰوٰت اور کسی سے سبقت خلقت ارض ثابت ہوتی ہے۔

جواب۔ یہ بھی صحیح نہیں وَ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا (النٰزعٰت: ۳۱) آیا ہے جس سے صرف اتنا معلوم ہوا کہ دَحۡوِ ارض بعد میں ہوئی۔

(ج) اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ (المرسلات: ۴۲) اور ظل شی بمقابل ضوء قمر و شمس ہوتا ہے۔ اور قرآن مجید میں ہے لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا (الدھر: ۱۴)

جواب۔ سایہ تو عرش کا بھی حدیث میں آیا ہے۔ خدا کے فضل کا سایہ بھی ہے۔ صرف سورج سے ہی سایہ کا تعلق نہیں اور دنیا میں یہ پیشگوئی تو جس طرح پوری ہوئی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

سوال ششم:۔

صنما رہِ قلندری زِ دار بہ من نمائی
کہ ازو دور دیدم رہ و رسم پارسائی

جواب۔ ایک اور بزرگ نے کہا ہے ؎

روح پدرم شاد کہ مے گفت بہ استاد
فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ

انسان کو جب جناب الٰہی کا فضل جذب کر لیتا ہے تو پھر ضرورت مجاہدات نہیں رہتی۔ اسے رہ قلندر سے صوفیاء نے تعبیر کیا ہے۔ مجاہدات سے پہنچنا ایک مشکل راہ ہے اور عشق الٰہی کا جذبہ دم کے دم میں کہیں سے کہیں جا پہنچتا ہے۔

سوال ہفتم:۔ واہ گورو نے خوب سمجھائی
سرسوں پھولی آنکھوں میں
نگل گئی پربت کو رائی
سرسوں پھولی آنکھوں میں

جواب۔ گورو کی کلام سے حیرت بڑھ جاتی ہے اور وہ باتیں جو بہت سے کتابیں پڑھنے سے سمجھ میں نہیں آتیں ایک دم کی صحبت سے حل ہو جاتی ہیں۔ اس وقت پہاڑوں کے پہاڑ تل میں سما جاتے ہیں۔ ایک شخص نے پچھلے دنوں رؤیا میں دیکھا کہ پہاڑ اس کی آنکھ میں جذب ہو گیا ہے۔ جس کی تعبیر یہی ہے کہ قرآن کے علوم اسے آ گئے۔ پس جس پر خدا کا فضل ہو اور مرشد برحق مل جائے اس کا دل

وسیع ہو جاتا ہے اور جو باتیں پہاڑوں سے زیادہ سخت اور عظیم ہوتی ہیں وہ اس کے اندر آ جاتی ہیں۔

سوال ہشتم:۔ نزد بعض فقیر دو قدم۔ ونزد بعض سہ قدم۔ ونزد حضرت مجدد ہفت قدم۔

جواب۔ دو قدم وصول الی اللہ تو یوں ہے کہ فناء نفس ہو گیا۔ پھر فناء عن المخلوق اور اللہ کو مقدم کر لیا۔ سہ قدم یوں کہ پھر عبادت اتباع کے رنگ میں نہ رہے بلکہ لذت کا خیال بھی نہ ہو۔ ہفت قدم یہ کہ پانچ لطائف، سلطان الاذکار، مراقبہ معیت کے بعد جذب الٰہی پیدا ہو جاتا ہے۔ اخیر میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰى عَلَیْهِمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (العنکبوت: ۵۲) پس آپ ایسی باتوں میں نہ پڑیں جو انسان میں کوئی روحانی ترقی پیدا نہیں کر سکتیں۔ بات وہی حق اور پختہ ہے جو یا خدا کا کلام ہے یا خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ باقی سب ہیچ۔

والسلام

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۴۰ و ۴۱ مؤرخہ ۳ و ۱۰ ار اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۶، ۷)

مہاجرین وانصار کے فتاویٰ جمع کرنے کی خواہش

حضرت امیر المؤمنین ماشاء اللہ بخیر وعافیت ہیں۔ آپ نے ایک دن فرمایا کہ

چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ (التوبة:۱۰۰)
اس لیے میں چاہتا ہوں السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ (التوبة:۱۰۰)
کے فتاویٰ جمع کیے جائیں۔ اگر خدا تعالیٰ کسی کو توفیق دے۔

(ماخوذ از کالم ''مدینۃ المسیح'' البدر جلد ۱۰ نمبر ۴۰ و ۴۱ مؤرخہ ۳ و ۱۰ ار اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۸)

حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے رسالہ تاریخ اسلام پر

تاریخ اسلام محنت کے ساتھ لکھی گئی ہے اور مصنّف نے عمدگی کے ساتھ کوشش کی ہے کہ صحابہؓ کے اندرونی تعلقات کی خوبی اور پختگی پر روشنی ڈالیں۔ اور آپ نے ثابت کیا ہے کہ خلفاء ودیگر صحابہؓ

کی نسبت اختلاف رائے صرف نقطہ خیال کے اختلاف کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ باوجود دلچسپ ہونے کے کتاب کا نفس مضمون تاریخ کی حد سے باہر نہیں نکلا۔ چونکہ صحابہؓ کی زندگی ہر زمانہ کے مسلمانوں کے لیے رہنما ہے اس لیے امید ہے کہ تاریخ اسلام کا سلسلہ بہت مفید ہوگا۔ (نورالدین)

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۴۲ مؤرخہ ۱۷/اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

۲۲/جولائی ۱۹۱۱ء

نصیحت اخلاص سے کی جائے فرمایا۔ میں نے حضرت صاحب کے سامنے ایک دفعہ واقعہ عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک رئیس کو نصیحت کی کہ شراب نہ پیا کرے۔ رئیس نے کہا جو شراب پیتا ہے اسی کے دروازے پر شراب نہ پینے والے بھیک مانگنے آتے ہیں۔ جس سے وہ نادم ہوا۔

اس وقت حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہنے والے نے اخلاص سے نہ کہا ہوگا ورنہ ایسا جواب نہ سنتا۔ اتفاق سے ایک دفعہ مجھے اس شہر میں جانا پڑا۔ مجھے حضرت صاحب کی بات یاد تھی میں نے چاہا کہ محض لِلّٰہ کے لیے اس رئیس کو کچھ کہوں۔ چنانچہ میں گیا اور بڑی جرأت سے درشتی کے ساتھ میں نے حق کہا اور وہ مجھے کچھ بھی نہ کہہ سکا بلکہ بڑی عزت کی۔

دوزخیوں کے کان، آنکھ، زبان کام دیں گے فرمایا۔ قرآن مجید میں آیا ہے وَ نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا (بنی اسرائیل: ۹۸) اور دوسرے مقام پر یوں بھی فرمایا کہ (۱) وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ (الکھف: ۵۴) مجرم لوگ آگ کو دیکھیں گے۔ (۲) سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّ هِيَ تَفُوْرُ (الملک: ۸) اس کا شور سنیں گے۔ (۳) دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا (الفرقان: ۱۴) موت کو پکاریں گے۔

ان تین آیات سے ثابت ہے کہ دوزخیوں کے کان، آنکھ، زبان کام دیں گے۔ پس ان میں توفیق یہ ہے کہ اس پہلی آیت میں جو فرمایا کہ وہ بہرے، گونگے، اندھے ہوں گے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ کوئی حجت قویہ اپنی نجات کے لیے پیش نہ کرسکیں گے اور وہ ایسا نظارا نہ دیکھیں گے جو خوش کن

ہو اور ایسی بات نہ سنیں گے جو خوشی پہنچائے۔

۲۳؍جولائی ۱۹۱۱ء

مثیل موسیٰ کی تسع آیات فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف بھی ایک موسیٰ (حضرت سیدنا محمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام) تسع آیات کے ساتھ بھیجا۔پس جو ان کے خلاف کرتا ہے وہ بھی فرعون کی طرح مثبور یعنی رسومات اور عادات میں محبوس ہے شرک مت کر۔ناجائز روپیہ نہ کماؤ نہ ناجائز طور پر خرچ کرو، زنا نہ کرو، جھوٹ نہ بولو، کسی کو دکھ نہ دو، قتل نہ کرو، اکڑبازی سے نہ چلو، کسی کو بجا گالی مت دو، مقابلہ کے وقت مت بھاگو، بیاج نہ کھاؤ۔

نصائح فرمایا۔غضب، رسوم، عادات کی پابندی چھوڑ دو۔حرص میں نہ بڑھو۔غفلت نہ کرو۔علم حاصل کرو تو اس پر عمل بھی کرو۔اپنی جانوں پر رحم کرو۔آئندہ آنے والی قومیں تمہارا نمونہ پکڑیں گی۔پس تمہارا فرض نازک ہے۔

۲۴؍جولائی ۱۹۱۱ء

حصول نجات کے تین اسباب فرمایا۔جس چیز کا ایمان ہوتا ہے اس کے مطابق عمل بھی ہوتا ہے۔کسی کا عقیدہ صحیح ہو اور اعمال صالحہ نہ ہوں یہ غیر ممکن بات ہے۔

خدا نے نجات ایمان، اعمال صالحہ اور فضل سے فرمائی ہے۔

(۱) وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (الزخرف:۷۳)

(۲) وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ (البقرۃ:۲۶)

(۳) الَّذِيٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ (فاطر:۳۶)

عیسائی علم دین سے جاہل فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ (الکھف:۶) فرما کر عیسائیوں کا جو رعب دنیوی ساز و سامان کے اعتبار سے پڑ جاتا ہے اتار دیا ہے کیونکہ وہ علم دین سے بالکل جاہل ہیں۔

۲۵؍جولائی ۱۹۱۱ء

ہجرت کی اصل غرض فرمایا۔مومن کا کام یہ ہے کہ جس مکان ،جس لباس ،جس غذا ،جس صحبت سے غفلت پیدا ہواُسے چھوڑ دے۔ہجرت کی اصل بھی یہی ہے۔

بدترین شرک اور مشرک اقوام فرمایا۔ثنوی قوم دو خدا مانتے ہیں۔ایک یزدان ایک اہرمن۔ مگر ان سے بڑھ کر آریہ مشرک ہیں جو مادہ، روح، فضا، زمانہ، خدا کو غیر مخلوق مانتے ہیں۔عیسائیوں نے تین خدا کہے ہیں۔ایک اور قوم ہے جو کسی اور کو بھی ویسا ہی علیم وخبیر،متصرف مانتے ہیں جیسے خدا کو۔ اوروں کے لیے بھی سجدے اور قربانیاں اور دعائیں کرتے ہیں۔پھر بدترین شرک ہے اللہ کا نـدّ بنانا۔ ایک طرف سے آواز آرہی ہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ۔دوسری طرف وہ اپنے کاروبار میں منہمک ہیں اپنے احباب کی مجلس میں سرگرم ہے۔

اصحاب کہف فرمایا۔اصحاب کہف جس قوم کا نام ہے ایک تو ان کا نشان ہے کہ ہر چیز پر کچھ نہ کچھ لکھا ہوتا ہے۔دوم وہ پہلے ایسے ملک میں ہجرت کر کے گئے جو ایک کنارہ پر ہے اور سورج اس سے ہمیشہ دکن کی طرف رہتا ہے۔

معاملات لکھو فرمایا۔میرا دل چاہتا ہے تمہارے معاملات دنیوی بالکل صاف ہوں اور تم خدا کے حکم کی تعمیل میں چھوٹے سے چھوٹا معاملہ بھی ہو تو اسے لکھ لو۔ اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا (البقرۃ: ۲۸۳)

ایک سفر میں چند بھائی میرے ساتھ تھے۔وہ خرچ کرتے تھے۔میں نے کہا لکھ لو۔تو انہوں نے میری تحقیر کی اور کہا ہم بھائی بھائی ہیں تم ہم میں تفرقہ ڈالنا چاہتے ہو۔آخر ایک موقعہ پر جا کر وہ سخت لڑے۔تب میری بات کی قدر معلوم ہوئی۔

دوسروں کے لیے نمونہ فرمایا۔جو تم لوگ یہاں رہتے ہو وہ دوسرے کے لیے نمونہ ہو۔پس تمہارا یہاں رہنا بڑا خطرناک ہے سنبھل کر رہو اور اپنے تئیں قرآن مجید کے سچے متبع بناؤ۔اللہ تم کو قرآن پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

۲۷؍جولائی ۱۹۱۱ء

مصائب کے وقت تین علاج فرمایا۔ دکھوں اور مصیبتوں کے وقت تین علاج حضرت حق سبحانہٗ نے فرمائے ہیں۔ (۱) اللہ کا ذکر کرتے رہنا۔ (۲) وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ (الکہف: ۲۸) قرآن شریف اکثر پڑھتے رہنا۔ (۳) پاک لوگوں کی صحبت میں رہنا جو مستفاد ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ (طٰہٰ: ۲۹) سے اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ غافلوں کی صحبت و تعلق سے کنارہ کشی رہے۔ غافل وہ ہے جو یاد الٰہی نہ کرے اور گری ہوئی خواہشوں کے پیچھے پڑا رہے۔

۲۹؍جولائی ۱۹۱۱ء

بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل فرمایا۔ سورۃ الکہف رکوع ۵ میں وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ (الکہف: ۳۳) میں بنی اسرائیل و بنی اسمٰعیل کا ذکر ہے۔ بنی اسرائیل نبوت، سلطنت دونوں باغوں کے مالک تھے۔ (بائبل میں بھی اس کی تمثیل ہے) بنی اسمٰعیل کو حقارت سے دیکھتے۔ خدا نے نبوت بھی چھین لی اور سلطنت بھی۔ عبرت کا مقام ہے۔ یہود دنیا میں بالشت بھر زمین کے مالک نہیں اور نہ کوئی ان کا ناصر۔ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا (الکہف: ۴۴)۔

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۴۲ مؤرخہ ۱۷؍اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

۳۰ جولائی ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ (الکہف: ۴۶) یہ نصاریٰ کا ذکر ہے۔

ایک بزرگ نے کسی کے ہاتھ میں خلاف شرع کوئی چیز دیکھی۔ اس بزرگ نے اس سے وہ چیز لے کر توڑ دی۔ وہ کسی رئیس کا مصاحب تھا، اس کے آگے ذکر کیا۔ اس نے اس بزرگ کو بلایا اور ویسی

چیز اپنے ہاتھ میں رکھ کر پوچھا کہ ایسی ہی چیز آپ نے کسی اور کے ہاتھ میں دیکھی تھی؟ کہا۔ ہاں۔ پوچھا پھر؟ کہا۔اس سے میں قوی تھا لے کر توڑ دی۔اب آپ کے مقابلہ کی مجھ میں طاقت نہیں اس لیے دل سے برا مناتا ہوں۔ رئیس نے کہا پھر ہمارا کیا علاج؟ اس پر کہا کہ آپ کے متعلق ایک آیت قرآن مجید میں ہے۔ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّىْ نَسْفًا (الــــکھف:۱۰۶) غرض یہ ساز وسامان دنیوی یہ شان وشوکت ایک دن فنا ہونے والا ہے اس پر گھمنڈ نہیں چاہئے۔فرمایا۔مشفق کے معنے ہیں ڈرنے والا اور ڈرانے والا۔ ہمارے ہندوستان میں اور معنے لیے جاتے ہیں۔

۲/اگست ۱۹۱۱ء

مخلوقِ خدا کی ابتداء کا زمانہ فرمایا۔غیر مذاہب کے مقابل میں تم بڑی جرأت وصفائی سے کہہ دو کہ اسلام نے خدا کی مخلوق کے ابتداء کا کوئی زمانہ مقرر نہیں کیا۔کوئی حد بندی نہیں فرمائی۔ وہ ازل سے خالق ہے۔

آگ اور لڑائی فرمایا۔آگ کو لڑائی سے عجیب تعلق ہے۔ پہلے جب لڑائی کے مشورہ کے لیے دعوت ہوتی تھی تو بھی آگ ہی جلائی جاتی تھی۔ پھر پہاڑ پر الاؤ یہ بھی آگ ہی ہے۔ تیر وتلوار کو درست کرنے کے لیے بھی آگ ہی چاہیئے۔ پھر بندوق، توپ یہ آگ ہی ہیں۔

مسلمانوں میں پائی جانے والی خرابیاں فرمایا۔خود رائی، خود پسندی مسلمانوں میں بہت بڑھ گئی ہے۔ وہ کسی سے مشورہ ہی نہیں کرتے اور اپنے مخالف رائے سننے کی تاب ہی نہیں رکھتے۔ سستی، کاہلی، باہمی رنجشیں، اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

یاجوج ماجوج فرمایا۔جیسا مجھے ایک اور ایک دو پر یقین ہے۔اسی طرح مجھے اس بات پر یقین ہے کہ یاجوج ماجوج وہ قومیں ہیں جو کشمیر، ایران، بخارا کے شمال میں ہیں۔

چین کی دیوار یورال کی آرمینا اور آذر بائیجان کے درمیان کی دیوار ان قوموں کے حملوں کو روکنے کے لیے بنائی گئی۔

سبب کے تین معانی فرمایا۔ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا (الکھف:۹۰) میں سبب کے تین معنے ہیں۔
(۱)علم (۲) پہاڑ کے رستے (۳) مناظرہ

۳؍اگست ۱۹۱۱ء

کھیعص کے معانی فرمایا۔ کھیعص میں اسماء الٰہی کی طرف اشارہ ہے۔کبیر المتعال،کافی، ہادی، یُجِیْرُ وَ لَا یُجَارُ عَلَیْہِ (المؤمنون:۸۹) عالم،عزیز،صادق۔اگر صحابہؓ وتابعین ان کے معنے نہ کرتے تو میں کبھی نہ کرتا۔وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ۔

اولاد کی خواہش کی وجوہ فرمایا۔اولاد کی خواہش بھی کئی وجوہ سے ہوتی ہے۔
(۱) بعض عورتیں بانجھ کہلانا پسند نہیں کرتیں۔
(۲) شریکوں کا مال قبضے میں آجائے۔
(۳) ہمارے مال واسباب کا کوئی وارث ہو۔
(۴) ہمارا نام رکھنے والا کوئی ہو۔
انبیاء کو بھی اس بارہ میں خواہش ہوتی ہے مگر اس لیے کہ کوئی سچے علوم اور نیکیوں کا وارث ہو۔
فرمایا۔ مجھ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی عمر میں اولاد دی ہے کہ جب کہ وَھَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا (مریم:۵) کا زمانہ ہے اور میں خدا کے فضل پر امید رکھتا ہوں کہ میری اولاد اچھی ہوگی!

حصولِ اولاد کا مجرب نسخہ فرمایا۔ یہ نسخہ بہت مجرب ہے اور اب بھی نشان ہے کلام نہ کرے اور ذکر الٰہی میں شاغل رہنے سے قوت بڑھ جاتی ہے۔

تسبیحِ فاطمہؓ شیعوں میں تسبیح فاطمہ مشہور ہے اور سنّی بھی اسے مسنون سمجھتے ہیں۔ خاتون جنت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا کہ مجھے دو تکلیفیں ہیں۔ایک چکی پیسنی پڑتی ہے۔ دوم پانی کا مشکیزہ بھی خود ہی لانا پڑتا ہے۔ اور اپنے ہاتھ دکھائے اور لونڈی کی التجا کی۔ آپ نے فرمایا کہ

میں تجھے اس سے بہتر شے بتلاتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمدللہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۴ بار اور اس کے بعد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لیا جاوے۔ اور سونے کے وقت بھی۔

جن لوگوں کا میں معتقد ہوں ان میں سے ایک نے لکھا ہے کہ اس میں سرّ یہ تھا کہ ذکر اللہ سے ضعف گھٹ جائے گا اور پھر یہ شکایت پیدا نہ ہوگی۔

محراب فرمایا۔ مومن کی خلوت گاہ شیطان سے لڑائی کرنے کا ذریعہ ہے اس لیے اسے محراب کہتے ہیں۔

۵/ اگست ۱۹۱۱ء

مشکلات کے بعد آسانیاں سورہ مریم رکوع ۲ کا درس دیتے ہوئے فرمایا۔ پہلے حضرت زکریا کی دعاؤں کا ذکر کیا۔ پھر مریم کا کہ کس طرح مشکلات کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں آسانیاں دیں۔ اسی طرح رسول کریم کو تسلی دیتا ہے کہ دین اسلام ان مشکلات سے نکل جائے گا۔ مومنوں کو چاہیئے کہ اللہ پر بڑی بڑی امیدیں رکھیں۔ فرمایا۔ مَكَانًا شَرْقِيًّا (مریم: ۱۷) کے معنے ہیں فراخ مکان جس میں دھوپ ہوا خوب لگے۔ کوئی نام تجویز کرنا غلط بات ہے۔

موت کی دعا فرمایا۔ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا (مریم: ۲۴) موت کی دعا منع ہے۔ اس کے معنے ہیں میں بے ہوش ہوگئی ہوتی۔ فرمایا۔ تَحْتَكِ سَرِيًّا (مریم: ۲۵) یعنی تیرے نیچے ایک سردار ہے۔

قرآن مجید تاریخ کی کتاب نہیں فرمایا۔ قرآن مجید کوئی تاریخ کی کتاب نہیں کہ مسلسل واقعات کا ذکر کرے جیسے پیچھے اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۣ اسْمُهٗ يَحْيٰى (مریم: ۸) کے بعد يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ (مریم: ۱۳) فرما دیا اور درمیانی واقعات کا ذکر نہیں فرمایا۔ ایسا ہی یہاں فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا (مریم: ۲۸) فرما دیا۔ اور یہاں مصر سے واپس آنے کا ذکر ہے۔ تَحْمِلُهٗ (مریم: ۲۸) کے یہ معنے نہیں کہ گود میں اٹھائے لائی بلکہ سوار کر کے لائی۔ دوسرے مقام پر یہ محاورہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ

اَحۡمِلُكُمۡ عَلَيۡهِ (التوبۃ: ۹۲) اب اس کے یہ معنے تو نہیں کہ ان لوگوں نے درخواست کی کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں اپنی گود میں اٹھالیں بلکہ سواری مہیا کرنے کے معنے ہیں۔

مریمؑ کو اختِ ہارون کہنے سے مراد فرمایا۔ جِئۡتِ شَيۡـًٔا فَرِيًّا (مریم: ۲۸) سے مراد عجیب امر لائی ہو۔ اور کیوں ایسا نہ ہو (وہ کہتے ہیں) تیری ماں بھی نیک پارسا تھی، تیرا باپ بھی اچھا آدمی تھا۔ اچھوں کے اچھے ہوتے ہیں۔ اختِ ہارون اس لیے فرمایا کہ وہ ہارون کی قوم میں سے تھیں۔ جیسے قریش۔ راجپوت۔

حضرت عیسیٰؑ کا ذکر خیر فرمایا۔ مَنۡ كَانَ فِي الۡمَهۡدِ صَبِيًّا (مریم: ۳۰) حقارت سے ان لوگوں نے کہا کہ یہ تو کل کا لونڈا ہے اس سے کیا بات کریں۔ اس کے دودھ کے دانت ہیں۔

اٰتٰنِيَ الۡكِتٰبَ وَجَعَلَنِيۡ نَبِيًّا (مریم: ۳۱) اس بات پر قرینہ ہے کہ آپ اس وقت بچے نہ تھے۔

اختلاف سے بچو

فَاخۡتَلَفَ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَيۡنِهِمۡ (الزخرف: ٦٦) پر فرمایا کہ تم میں اگر اس قسم کی بحثیں ہوں کہ خلیفہ اور فلاں کے کیا تعلقات ہیں اور پھر اس پر فیصلہ کرنے لگ جاؤ تو مجھے سخت رنج پہنچتا ہے۔ تم مجھے خلیفۃ المسیح کہتے ہو۔ میں تو اس خطاب پر کبھی پھولا نہیں بلکہ اپنی قلم سے کبھی لکھا بھی نہیں۔ میں تو اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس بیہودہ بحثیں کرنے والے لوگوں کو اپنی جماعت میں نہیں سمجھتا۔ میں تمام جماعت کے لیے دعا کرتا ہوں مگر ایسے لوگوں کے لیے دعا بھی پسند نہیں کرتا۔ ان کو کیا حق ہے کہ تفرقہ اندازی کی باتیں کریں۔ آگ پہلے دیا سلائی سے پیدا ہوتی ہے مگر آخر کار گھر پھر محلّہ پھر شہر کے شہر جلا دیتی ہے۔

خلیفہ خدا بناتا ہے ایسے لوگ اگر میری مدد کے خیال سے ایسا کرتے ہیں تو سن رکھیں کہ میں ان کی مدد پر تھوکتا بھی نہیں۔ اگر مخالفت میں کرتے ہیں تو وہ خدا سے جا کر کہیں جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔ سنو!

میرا صدیق اکبر کی نسبت یہی عقیدہ ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ نے خلیفہ نہیں بنایا۔ نہ اس وقت جب منبر پر لوگوں نے بیعت کی نہ اجماع نے ان کو خلیفہ بنایا بلکہ خدا نے ان کو خلیفہ بنایا۔ خدا نے چار جگہ قرآن میں خلافت کا ذکر کیا ہے اور چار بار اپنی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ حضرت آدم کے بارہ میں فرمایا۔ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَةً (البقرۃ:۳۱) پھر حضرت داؤد کی نسبت ارشاد کیا یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِیۡفَةً (ص:۲۷) پھر صحابہ کرام کے لیے فرمایا لَیَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ (النور:۵۶) اور پھر سب کے لیے فرمایا۔ ثُمَّ جَعَلۡنٰکُمۡ خَلٰٓئِفَ فِی الۡاَرۡضِ (یونس:۱۵) پس میں بھی خلیفہ ہوا تو مجھے خدا نے بنایا اور اللہ کے فضل سے ہی ہوا جو کچھ ہوا۔ اور اس کی طاقت کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ دیکھو! میرا یہ زخم ناسور کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ دس ڈاکٹروں نے اس پر زور مارا مگر کچھ بھی نہ کر سکے۔ میں نے خود خطرناک سے خطرناک ناسوروں کا علاج صرف دوائی کھلا کر کیا ہے اور مجھے پورا یقین تھا کہ ناسور اچھا ہوسکتا ہے۔ ہاں وہ ناسور دقت طلب ہے جو مقعد کے قریب ہو۔ یہ سب کچھ اس لیے ہوا تا تم جانو! کہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ تمہیں چاہیئے دنیا کماتے آپ کھاتے بیوی بچوں کو کھلاتے۔ اس سے بچتا تو دوسرے کے نفع اور مخلوق کی شفقت پر خرچ کرتے۔ پھر اس سے وقت بچے تو الحمد پڑھو۔ لاحول پڑھو۔ استغفار پڑھو۔ درود پڑھو۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر کرو۔ تمہارے پاس ان لغو کاموں اور باتوں کے لیے وقت کہاں سے آ گیا۔ اپنے اخلاق کی کمزوریوں کی اصلاح کرو۔ گندی گالیاں تمہارے منہ سے نہ نکلیں۔ تم میں طمع وحرص نہ ہو۔ تجارت میں حساب وکتاب رکھو۔ ملازمت میں فرض منصبی کو ایمانداری سے ادا کرو۔

مسیح بے باپ تھا یا نہیں؟ ایک اور بحث بھی ہے کہ مسیح بے باپ تھا یا نہیں! میں کہتا ہوں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کا باپ تھا یا نہیں۔ شریعت نے ہمیں اس بات پر مامور نہیں کیا کہ ہم پیغمبروں کے ماں باپوں اور بہن بھائیوں کی تحقیق کرتے پھریں۔ یہ باتیں تمہاری روحانیت میں داخل نہیں۔ ہم نے آج جو کچھ سمجھایا وہ درد دل سے سمجھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سمجھ دے اسی کے قبضہ میں سب کے دل ہیں۔

شیرازۂ وحدت قائم رکھنے والا وجود تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔ اتفاق بڑی نعمت ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے۔ وہ نہ تو جوان ہے اور نہ اس کے علوم میں اتنی وسعت جتنی اس زمانہ میں چاہیئے۔ لیکن خدا نے تو موسیٰ کے عصا سے جو بے جان لکڑی تھی اتنا بڑا کام لے لیا تھا کہ فرعونیت کا قلع قمع ہوگیا۔ اور میں تو اللہ کے فضل سے انسان ہوں۔ پس کیا عجیب ہے کہ خدا مجھ سے یہ کام لے لے۔ تم اختلافات اور تفرقہ اندازی سے بچو۔ نکتہ چینی میں حد سے بڑھ جانا بڑا خطرناک ہے۔ اللہ سے ڈرو۔ اللہ کی توفیق سے سب کچھ ہوگا۔

۶ر اگست ۱۹۱۱ء

حضرت ابراہیمؑ کی مقبولیت فرمایا۔ حضرت ابراہیم خدا کے بڑے پیارے بندوں میں تھے اور اپنی ذات میں کمالات کے جامع تھے۔ ہمیں تو ان کے والد کا نام بھی کسی صحیح روایت سے معلوم نہیں۔ پھر بھی ان کی مقبولیت کا یہ حال ہے کہ تمام یورپ، تمام امریکہ، تمام مسلمان، تمام عرب، یہود، مجوسی ان کی عظمت کے قائل ہیں۔ کوئی بڑا ہی بد بخت ہو جو منکر ہو۔

بعض اولیاء وانبیاء کو عجیب مقبولیت ہے۔ یہ بھی خدا کی ایک شان ہے۔

سید عبدالقادر جیلانیؒ کو برا کہنے والے بہت کم ہیں۔ ہاں رافضی ہوں تو ہوں۔

سچ بولنا بڑا وصف ہے فرمایا۔ سچ بولنا بڑا وصف ہے۔ یہ بڑا ہی کٹھن راستہ ہے۔ آٹھ پہر میں اس بات کی طرف بھی غور کرو کہ تم نے کہاں تک سچ بولا ہے۔ میں ایمان رکھتا ہوں کہ جس نے زبان پر قابو پایا اس نے بہت سے عیوب پر قابو پالیا۔

نبی کے معنے فرمایا۔ نبی کے معنے خدا سے خبر پا کر اطلاع دینے والا اور بہت ہی بڑائی والا ہے۔

فرمایا۔ جس قدر لوگ اپنے آرام کی فکر کرتے ہیں اگر کچھ دیر اس بات میں بھی لگائیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔

حضرت ابراہیمؑ پر الٰہی افضال فرمایا۔حضرت ابراہیم کے اب نے دو باتیں فرمائیں۔ (۱) لَاَرْجُمَنَّكَ (مریم:۴۷) (۲) وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا (مریم:۴۷) میں تجھے سخت سست کہوں گا۔ اور مجھ سے الگ ہوجا۔ چونکہ آپ نے خدا کے لیے ایسا کیا اس لیے اللہ نے اس کے عوض وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ (مریم:۵۰) فرمایا۔یعنے حضرت اسحٰق وحضرت یعقوب ایسے برگزیدہ دیئے۔اور سخت زبانی کے مقابل پر جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا (مریم:۵۱) فرمایا۔یعنے ان کا ذکر جمیل دنیا میں کر دیا۔

مومن کے تین وصف فرمایا۔مومن میں یہ تین وصف تو ضرور ہوں۔امر بالمعروف ہو۔نہی عن المنکر۔ راستباز ہو۔

دائیں ہاتھ کے تین نام اوران کے مطالب فرمایا۔دائیں ہاتھ سے نیک کام کرنے کا حکم ہے۔اس کے تین نام ہیں۔سیدھا ہاتھ، راست۔یمین۔اس کا مطلب یہ ہے کہ راستی سے لو اور راستی سے دو۔سیدھے طور پر کام کرو۔سیدھے طریق پر لو۔یمن و برکت کے طریق پر لو۔اور یمن و برکت کے طریق سے دو۔

تنہائی فرمایا۔انسان کے لیے تنہائی کبھی یمن و برکت کا موجب نہیں ہوتی۔

خَلْف خَلَف فرمایا۔خَلْف برے معنوں میں آتا ہےاور خَلَف کا اطلاق اچھے پر ہوتا ہے۔

مفسرین کا غلط طریق تفسیر فرمایا۔حضرت جبرائیل سے ایک دفعہ حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا تم ہر روز کیوں نہیں آتے تو انہوں نے حسب حال یہ آیت پڑھ دی۔ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ (مریم:۶۵) اب بعض مفسرین نے اس سے یہ سمجھ کر کہ یہ خاص جبرائیل کے لیے ہی ہے مشکلات میں پڑے ہیں۔یہ طریق تفسیر ٹھیک نہیں۔اس رکوع میں تو جنتیوں کا ذکر ہے۔وہی کہتے ہیں کہ ہم جنت میں اللہ کے حکم سے ہی پہنچے ہیں۔

۷؍اگست ۱۹۱۱ء

خدا سے بے پرواہی کے اسباب فرمایا۔ جب انسان کو صحت ہو، اس کے پاس مال ہو، جتھا ہو، حسن ہو، کامیابی ہو تو وہ خدا اور آخرت سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔

تعلیمات حقہ اور ان کے دلائل فرمایا۔ تمام تعلیمات حقہ کا مجموعہ قرآن مجید ہے اور ان تمام کی دلائل بھی اس میں موجود ہیں۔

اتباع قرآن مجید فرمایا۔ صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین نے جو مراتب پائے وہ سب قرآن مجید کے اتباع سے پائے۔

۸؍اگست ۱۹۱۱ء

طٰـہٰ سے مراد فرمایا۔ طٰـہٰ عربی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کو کسی بات کی دھت لگ رہی ہو۔

کتاب اللہ اور عربی لٹریچر فرمایا۔ عربی لٹریچر محبوبوں کے حسن و جمال، اپنے اظہار کمال، جتھے کی طاقت، دشمن کی ہلاکت کی نسبت بہت کچھ پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اللہ کی عظمت، اللہ کی جبروت، اللہ کے عجائبات قدرت کا بیان ہوتا ہے۔

علمِ الٰہی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جانتا ہے اور پھر مثلاً ایک سال بعد میرے دل میں جو خیال آنے والا ہے اسے بھی جانتا ہے۔ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰى (طٰہٰ: ۸)

فرمایا۔ قرآن میں اللہ کے لیے صفات کا لفظ کہیں نہیں آیا۔ اسماء ہی فرمایا۔

موسیٰؑ کے معنے فرمایا۔ موسیٰؑ کے معنے جس سے ہمدردی کی جائے۔ اسی واسطے اس کے ساتھ ہمدردی کرنے والے کو آسیہ کہا گیا۔

مخالفت و مقابلہ اور جنگ فرمایا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو مخالفت و مقابلہ کا پیش آنا ضروری ہے اور تمام دنیا میں ایک جنگ ہے۔ مچھلیوں کے حالات پڑھو، پرندوں پر نظر کرو، کس طرح ایک

دوسرے کو شکار کرتے ہیں۔

فرمایا۔انسان کے پیٹ میں روٹی نہیں پہنچتی جب تک کئی جنگیں نہ ہولیں۔

حضرت موسیٰ کو آگ دکھائی گئی جس میں یہ اشارہ تھا کہ جنگوں کے بغیر کامیابی نہ ہوگی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین تھے، جنہوں نے تیرہ برس تک بڑے ضبط اور استقلال کے ساتھ صبر کیا، ان کو بھی ستایا گیا کہ آپ کو جنگ کرنے پڑیں گے۔

۹ر اگست ۱۹۱۱ء

انبیاء کو بہت مجاہدات کرنے پڑتے ہیں فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے حق میں فرمایا ہم تجھے کندن بناتے رہے۔فرمایا۔انبیاء کو بہت مجاہدات کرنے پڑتے ہیں۔پہلے شاہزادگی کی حالت میں پرورش پائی۔پھر بیابان میں ایک بزرگ کی بکریاں چرانے لگے۔میرے ایک استاد تھے عبدالقیوم۔وہ فرمایا کرتے کہ پہاڑوں میں بکریاں چرانا بڑا مشکل کام ہے۔مضبوط لٹھ رکھنا پڑتا ہے جو شیر اور ریچھ کا مقابلہ بھی کرے۔پھر بکریوں کو بھی ہانکنا پڑتا ہے۔گویا ایسا آدمی چاہیئے جو گرم بھی ہو اور نرم بھی۔

صحبت صالحین فرمایا۔نیک صحبت میں رہو۔نیکوں کے پاس ضرور جایا کرو۔رامپور میں جب میں پڑھتا تھا تو ایک بزرگ شاہ جی عبدالرزاق تھے۔اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ۔میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ایک دفعہ کچھ ایسا اتفاق ہوا (کوئی خاص سبب تو یاد نہیں) کہ میں کئی دن تک ان کے پاس نہ گیا۔آپ نے فرمایا! نورالدین کبھی قصاب کی دکان پر گئے ہو۔عرض کیا کئی دفعہ دکان پر سے گزرا ہوں گا مگر صوفیانہ باریک در باریک علوم آپ کے حصے میں ہیں۔فرمایا۔دو چھریاں کام لینے سے کند ہوجاتی ہیں تو قصاب تھوڑی دیر بعد ان کو آپس میں رگڑ لیتا ہے تاکہ تیز ہو جائیں۔اسی طرح محبت نیک اپنا اثر رکھتی ہے۔کوئی ان لوگوں کی صحبت میں سچی نیازمندی کے ساتھ رہے تو اللہ کے ساتھ تعلق بڑھ جاتا ہے۔

حفظِ مراتب کی تلقین فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے قُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا (طٰہٰ: ۴۵) ارشاد کرکے

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہدایت فرمائی کہ فرعون کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرنا۔ یہ امر قابل غور ہے جن لوگوں کو خدا کی باریک در باریک مصلحتوں نے امیر بنایا ہوتا ہے ان کے مراتب کا لحاظ کرنا چاہیئے۔ بعض نادان کہتے ہیں ہم کیوں کسی کی خوشامد کریں۔ مگر جب خدا نے کسی کو خوشامد کرنے کے لیے بنایا تو بندے کی کیا ہستی کہ اس کی مخالفت کرے۔

ہمارے ضلع میں ایک صوفی چشتی تھے حضرت شمس الدین۔ کسی نے ان کی نسبت کہا کہ فقیر نہیں۔ میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ وہاں ڈپٹی یا تحصیلدار آتے ہیں تو مرغ پکتا ہے اور ہمارے لیے دال۔ میں نے اسے کہا کہ خدا تعالیٰ آپ کو گھر میں کیا دیتا ہے۔ کہا روکھی سوکھی روٹی۔ اور ان تحصیلداروں اور ڈپٹیوں کو کیا دیتا ہے۔ کہا گوشت و پلاؤ۔ تب میں نے اسے کہا کہ پھر حضرت خواجہ صاحب پر اعتراض کرنے سے پہلے خدا پر اعتراض کرو گے کہ اس جناب میں لحاظ داری ہے۔

ایک دفعہ ایک بڑا معزز قوم وعہدے کے اعتبار سے یہاں آیا اور اس نے مجھے کہا کہ یہاں بڑی لحاظ داریاں چلتی ہیں۔ میں نے کہا کیونکر؟ کہا دیکھئے کل مولوی عبدالکریم صاحب کے لیے حضرت صاحب نے کھانے کے متعلق کس قدر تاکید فرمائی ہے۔ میں نے کہا پھر لحاظ داری کیا ہوئی؟ لحاظ داری ہوتی تو آپ جو اُن سے باعتبار قوم وعہدہ معزز ہیں آپ کے لیے کوئی خاص اہتمام ہوتا۔ اس طرح اسے سمجھا کر میں نے پھر دکھایا کہ دیکھو گھاس پر ہم دونوں کا پاؤں پڑتا ہے مگر اس بڑ کی چوٹی پر نہیں۔ خدا نے ایک کو بڑا بنا دیا ایک کو چھوٹا۔

معیّت متشابہ ہے فرمایا۔ معیت متشابہ ہے محکم نہیں۔ کیونکہ .... ذات کے تو اللہ تعالیٰ فرعون، ہامان کے ساتھ بھی ہے۔ پھر ایک اور مقام ہے جب حضرت موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا ہم پکڑے گئے تو حضرت بولے کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ (الشعراء: ۶۳) دیکھئے یہاں بنی اسرائیل کے ساتھ بھی معیت نہ رکھی۔

سلسلہ گفتگو میں ٹھیک نہ چلنے والے فرمایا۔ جو لوگ اچھے نہیں ہوتے وہ سلسلہ گفتگو میں ٹھیک

نہیں چلتے۔ بات کرتے کرتے دوسری بات شروع کر دیتے ہیں تا کہ اصل مطلب خبط ہو جائے۔

حضرت عیسیٰؑ کا مستقر فرمایا۔ انیس سو سال سے حضرت عیسیٰ ان لوگوں کے زعم میں آسمان پر رہتے ہیں اور چند سالوں کے لیے یہاں آئے تو ان کا مستقر تو آسمان ہی ٹھہرا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ (البقرة:۳۷)۔

لوگوں سے گفتگو کا طریق فرمایا۔ خدا تمہیں نیک مجلس عطا کرے اور عاقبت اندیشی سے گفتگو کرنے کا طرز آوے۔ لوگوں سے ان کے قدر کے مطابق بات کرو۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَھُمْ (صحیح مسلم مقدمة الامام مسلمؒ)۔ جب کوئی بات کرنے والا بیہودگی کی راہ اختیار کرے تو تم ایسی تدبیر کرو کہ وہ بیہودگی چھوڑ دے۔

۱۰؍اگست ۱۹۱۱ء

بوقتِ دعویٰ خدا کا نام لیا جائے فرمایا۔ کئی لوگ ایسے ہیں کہ بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں مگر خدا کا نام نہیں لیتے۔ حضرت یوسف کے بھائیوں نے اِنَّا لَفٰعِلُوْنَ (یوسف:۶۲) اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (یوسف:۶۴) کہا اور آخر اتنی مصیبتوں میں پڑے۔

فرعون کی بدظنی کا بدنتیجہ فرمایا۔ بدظنی انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اس بات کی تمیز کہ جو ظن میں نے کیا ہے بد ہے یا نیک، یہ بھی خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ مومن کو ایک فراست بخشتا ہے۔ فرعون کو بدظنی نے ہلاک کیا۔ اس نے بدظنی کی کہ حضرت موسیٰ حکومت کے خواہشمند ہیں۔ حالانکہ مجھے، جیسا ایک اور ایک دو پر یقین ہے ایسا ہی اس بات پر کہ انبیاء، خلفاء، ائمہ کے دل میں قطعاً ریاست، دولت، حکومت کا خیال نہیں ہوتا۔ اور یہ بات چونکہ مجھ پر گزری ہے اس لیے اسے خوب سمجھتا ہوں۔ حضرت موسیٰ کو جناب الٰہی میں سے ارشاد ہوتا ہے کہ تم کو رسالت دی گئی فرعون کی طرف جاؤ۔

مگر آپ ہیں کہ عرض کیے جاتے ہیں کہ میرا بھائی ہارون اَفۡصَحُ مِنِّیۡ لِسَانًا (القصص: ۳۵) اگر قلب کے کسی گوشہ میں ذرا بھی نبی بننے کی خواہش ہوتی تو ایسا کبھی نہ فرماتے۔

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴ / اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲ تا ۴)

ملفوظات امیر المؤمنین

۶ / جولائی ۱۹۱۱ء

مومن کا فرض فرمایا۔ مومن کا فرض ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا رہے۔ اپنی اپنی قبر میں پڑنا ہے یا عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود صحیح نہیں۔

لم تقولون ما لا تفعلون کا مطلب فرمایا۔ بعض لوگوں کو دھوکہ ہوا ہے۔ وہ لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ (الصف: ۳) سے یہ سمجھتے ہیں کہ جس بات پر خود عمل نہ ہو اسے کہنا ہی نہیں چاہیے۔ اس آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ جو قول و قرار پورا نہ کرنا ہو وہ کہنا ہی نہیں چاہیے۔

علیکم انفسکم کی آیت سے غلط استدلال دوسری آیت یہ عَلَیۡکُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ لَا یَضُرُّکُمۡ مَّنۡ ضَلَّ اِذَا اهۡتَدَیۡتُمۡ (المائدۃ: ۱۰۶) سے استدلال غلط کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ سے کسی نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا اِذَا رَأَیۡتَ شُحًّا مُطَاعًا وَ هَوًی مُتَّبَعًا اَوۡ اِعۡجَابَ کُلِّ ذِیۡ رَأۡیٍ بِرَأۡیِهٖ فَعَلَیۡکُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ جب تو دیکھے ایک شخص دنیا کا حریص و متبع ہے اور گری ہوئی خواہشوں کا پیرو ہے اور خود پسندی کا یہ حال کہ اپنی ہی رائے پسند ہے تو اس وقت عَلَیۡکُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ کا موقعہ ہوتا ہے۔ فرمایا۔ میرا یہی دستور ہے کہ ایک حد تک کہتا ہوں پھر میں حضرت ابوبکرؓ کے قول پر عمل کرتا ہوں۔

۷؍جولائی ۱۹۱۱ء

مسجد حرام میں مشرکین کے جانے کی ممانعت کی وجہ اس سوال کے جواب میں کہ مسجد حرام میں مشرکین کا آنا کیوں منع کیا گیا۔فرمایا۔

اس سوال کے پوچھنے والا یہودی یا عیسائی ہے تو اس کے لئے یہ جواب کافی ہے کہ سات گاؤں تھے جو حضرت موسیٰ نے ایسے ٹھہرائے کہ ان میں کسی قوم کے آدمی کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔

دوسرا جواب اللہ تعالیٰ اسی رنگ میں سزا دیتا ہے جس میں نافرمانی ہو۔

مثلاً ایک شخص کے پاس ایک گھوڑی ہے۔پڑوسی چور ہے وہ اسے چرا لیتا ہے مگر اسے چرا کر وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا بلکہ دیکھ بھی نہیں سکتا کیونکہ سو کوس کے اندر تو رکھ ہی نہیں سکتا۔گویا جس مطلب کے لئے اس نے چوری کی اس سے محروم رہ گیا۔ایسا ہی زنا سے رونگٹا رونگٹا فائدہ اٹھاتا ہے تو آتشک سے بال بال دکھ اُٹھاتا ہے۔مشرکین عرب کا جرم تھا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام میں آنے سے روکا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ (البقرۃ:۱۱۵) تو اب سزا بھی اسی رنگ میں دی گئی یعنی مشرکون مسجد حرام کے نزدیک پھٹکنے بھی نہ پائیں۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ جب کوئی مذہب پیدا ہوتا ہے تو اس کی ابتدائی حالت میں بڑے بڑے مخلص لوگ ہی شامل ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ وقت بڑی مصیبتوں کا ہوتا ہے مومن کے جان و مال پر ابتلا آتا ہے اور بعض اوقات تو اس بستی میں رہنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ مخلص لوگ اس صبر کے اجر میں بادشاہ بنائے جاتے ہیں۔اس وقت منافق اور گندے لوگ بھی طرح طرح کے حیلوں سے بیچ میں آ گھستے ہیں اور دین کی اکثر باتوں کو کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں مثال کے طور پر نصاریٰ کو دیکھو کہ اب اصل انجیل تک ان کے پاس نہیں۔ایک طرف تو علم طبقات الارض وغیرہ میں یہاں تک ترقی کی ہے کہ سب زمین کو چھان ڈالا۔دوسری طرف دینی امور کا یہ حال کہ اپنے مذہب کی کتاب کا پتہ نہیں۔ہندو یہ بتا سکتے کہ رام چندر جی اور کرشن مہاراج کا طرز عبادت کیا تھا۔

غرض ایک وقت مذہب پر آتا ہے کہ اس کے پیروؤں میں دنیا پرستی بڑھ جاتی ہے اور اصل مذہب کی طرف توجہ کم ہو جاتی ہے تو قوم خدا کے احکام کو بھول جاتی ہے اور غیر قوموں کے اثر سے متأثر ہو کر انہیں کا رسم و رواج اختیار کر کے بعض اوقات ان میں مل جاتی ہے۔ اس خطرے سے محفوظ رکھنے کے لئے ضرور تھا کہ مکہ معظّمہ غیر قوموں کے دخل سے بالکل پاک رہے تا دین بھی محفوظ رہے۔ اور اگرچہ بعض قسم کی تبدیلیاں پیدا ہونی ایک قدرتی بات ہے مگر پھر بھی دوسری قوموں سے مسلمان نسبتاً بہت محفوظ رہے۔ عیسائیوں کے دو فرقوں کا طریق عبادت بھی نہیں ملتا۔ مسلمانوں میں امر مشترک تو ہے خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ والسلام

۹/ جولائی ۱۹۱۱ء

کمانے کے لئے تین اہم امور فرمایا۔ کمانے میں تین باتیں نہ ہوں تو وہ کمانا غفلت کا موجب ہوگا۔ **حلال ہو**۔ یہ نہ سمجھ لو کہ چوہڑے ہی حرام خور ہوتے ہیں بلکہ جو چوری کا مال کھاتا ہے وہ بھی حرام خور ہے۔ جو جعلسازی اور دھوکے سے مال جمع کرتا ہے وہ بھی حرام خور ہے۔ جو کسی دوکان میں مال شراکت رکھتا ہے اور اس کا کوئی حساب و کتاب نہیں وہ بھی حرام خور ہے۔ جو اپنے منصبی فرض کو عمدگی سے ادا نہیں کرتا اور ترقی تنخواہ کے لئے ہوشیار ہے وہ بھی حرام خور ہے۔ غرض جو بالباطل مال کھانے والے ہیں وہ سب حرام خور ہیں۔

دوم۔ یہ کہ کھانا طیب ہو۔ یعنی وہ کھائے جو موجب ضرر نہ ہو مثلاً کھانسی والا اگر ترش چیز کھاتا ہے تو وہ طیب نہیں کھاتا۔ فالج والا اگر سردائیاں پیتا ہے تو طیب کا استعمال نہیں کرتا۔ غرض جو کھاؤ پہلے دیکھ لو کہ بدن کے لئے مفید و پسندیدہ ہے یا نہیں۔

سوم۔ لقمہ اٹھاتے وقت اللہ کا نام لے اور شکر ادا کرے۔ روٹی پکانا اور تنور سے نکالنا میری جیسی طبیعت کے انسان کے لئے تو ایک قسم کا معجزہ ہے۔ تین دفعہ آنا پڑتا ہے اور میں آگ سے ایسا نفور کہ سردی میں بھی تاپ نہیں سکتا۔

لوگ حلال و حرام کا خیال نہیں کرتے۔ ایک عورت نے میرے سامنے ذکر کیا کہ ہم شادی

کے موقع پر گائے کا (گوشت) کھلائیں گے میں نے پوچھا کہاں سے حاصل ہوں گی۔کہا ہمارے نوجوان بہت ہیں جو ادھر اُدھر سے پکڑ لاتے ہیں۔ پھر کہا کہ اپنے علماء کے لئے تو بکریاں ذبح کرتے ہیں۔ میں نے کہا وہ تو چوری کی نہیں ہوں گی۔کہا نہیں وہ تو گڈریوں سے لیتے ہیں اور وہ کیوں نہ دیں اگر ذرا بھی انکار کریں تو ہم ان کا ریوڑ کا ریوڑ نہ غارت کر دیں۔اور پیر صاحب کی زیادہ خاطر ہے ان کے لئے مرغے کا گوشت ہوگا۔ میں نے پوچھا وہ کہاں سے لو گے۔کہا جولاہوں سے۔پوچھا قیمتاً۔کہا نہیں جوتے کے زور سے۔

غرض آج کل مسلمانوں کی قابل رحم حالت ہے۔خوب سن لو! کہ مُردار خور الٰہیات کے علم سے بالکل ناواقف رہتے ہیں۔ یورپ کی قوموں کو بھی دیکھ لو کہ الٰہیات کے باریک مسائل میں کچھ فہم نہیں۔ایک انسان کو خدا کا بیٹا سمجھ لیا ہے۔فرمایا کہ خون سے تشنج واسترخا پیدا ہوتا ہے اور لحم الخنزیر اخلاق وعادات پر بُرا اثر ڈالتا ہے اور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے وہ پاک عقائد کے لئے بداثر ڈالتا ہے۔فرمایا کہ بعض بداعمالیوں کی وجہ سے یہود سے رزق حلال چھین لیا گیا۔مسلمانوں کو بھی یہی سزا ملی ہے۔حلال طیب رزق تو مال غنیمت ہے۔

۱۰ر جولائی ۱۹۱۱ء

پانچ نعمتوں کا حصول فرمایا۔سورہ نحل کے آخری رکوع سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ نعمتیں پانچ چیزوں سے حاصل ہوتی ہیں۔ جو چاہتا ہے کہ دنیا میں [1] سکھ یا آرام پائے۔آخرت [2] میں بزمرۂ صالحین مبعوث ہو۔خدا [3] تعالیٰ اسے اپنا برگزیدہ بندہ بنائے۔اپنی [4] جناب سے دین ودنیا کے امور کی ہدایت کرے۔صراط مستقیم [5] حصول مقصد کی اقرب راہ پر چلائے تو اسے چاہیئے کہ حضرت ابراہیمؑ کی مانند سارے جہان کی خوبیاں اپنے اندر جمع کرے، اللہ کے تمام اسماء کا فرمانبردار ہو، راستباز ہو، شرک نہ کرے اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر کرے۔

غفلت کا اثر فرمایا۔ایک بزرگ نے لکھا ہے اگر میں رات غفلت میں گذارتا ہوں تو صبح میرا

گدھا بھی میرے کام سے غافل وسست ہوتا ہے۔

جنت کی حوروں سے طرز عمل فرمایا۔مولوی فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی کا ذکر ہے۔کسی نے ان سے پوچھا کہ جنت میں حوریں ہوں گی تو آپ کا کیا طرزعمل ہوگا۔فرمایا۔میں کہوں گا کہ جاؤ بیبیو قرآن پڑھو۔یہ اپنا اپنا ذوق ہے۔

احسن طریق کے حصول کے لئے ضروری امور فرمایا۔جب انسان اپنی اصلاح کرے تو ضروری ہے کہ دوسروں تک تمام حق پہنچائے۔وہ بھی لٹھ ماروں کی طرح نہیں بلکہ حکمت اور احسن طریق سے۔بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (حٰمٓ السجدة :۳۵) کا حصول موقوف ہے اس امر پر کہ انسان مناظرات کی خودخواہش نہ کرے دعا سے بہت کام لے اور خدا کے حضور نہایت منکسر اور متواضع ہو۔مناظرہ سے کسی انسان پر برتری و بڑائی مقصود نہ ہو بلکہ محض للہ احقاق حق مطلوب ہو۔

اللہ کی معیّت فرمایا۔مقدمات میں لوگوں کوئی سہارے ہوتے ہیں۔کوئی کہتا ہے ہمارا مجسٹریٹ ہے۔کوئی کہتا ہے ہمارا وکیل ہے۔مگر اللہ کی معیت ان کے ساتھ ہے جو متقی اور محسن ہوں۔

۱۱رجولائی ۱۹۱۱ء

مسلمانوں کا زوال اور اس کے اسباب فرمایا۔عباسیہ سلطنت ایک وقت بڑے زور پر تھی۔محمود غزنوی جو بڑا فاتح اور عظیم الشان بادشاہ تھا ان کی سلطنت کے خلیفہ سے یمین الدولہ کا خطاب موجب عزّت وافتخار سمجھا۔ایک دفعہ خلیفہ بغداد اس پر ناراض ہوا۔محمود نے لکھ بھیجا کہ میرے پاس اتنے ہزار ہاتھی ہے ہم فوج کشی کر سکتے ہیں۔جواب میں خلیفہ نے ایک کاغذ پر الم الم لکھ بھیجا۔محمود کو اللہ نے عقل وفراست بخشی تھی وہ سمجھ گیا کہ اشارہ ہے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ (الفیل:۲،۳) کی طرف۔پھر جب مسلمانوں میں نافرمانی،کاہلی،سستی بڑھی دنیا میں منہمک ہو گئے تو باوجودیکہ پانچ لاکھ فوج بغداد کے اندر موجود تھی ہلاکو نے ان کا نام ونشان مٹا دیا اور ہزار کے قریب ایسے لوگ جن پر مدعی سلطنت ہونے کا گمان ہوسکتا تھا

زندہ دیوار میں چنوا دیئے گئے۔ پھر ہسپانیہ میں کتنی بڑی زبردست سلطنت تھی مگر جب سستی، تکبر، بڑائی اور حرص آئی تو نام ونشان نہ رہا۔ مسلمانوں کی درخواست تھی کہ ہمیں کتابیں تو لے جانے دو۔ انتخاب کی اجازت ہوئی جب تین لاکھ کتابوں کا انتخاب کر کے جہاز میں لاد چکے تو وہ جہاز ڈبو دیا گیا۔

اب مسلمانوں کے سامنے ان باتوں کا ذکر تقریباً ایسا ہے جیسے کسی اندھے کے آگے کسی خوشنما پھول کی تعریف کی جائے۔ ہاں یوں سمجھ میں آ سکتا ہے کہ کوئی تمہیں اپنے گھر سے نکال دے پھر دل پر کیا گذرتی ہے۔ یہ مصیبت کا زمانہ مسلمانوں پر کیوں آیا۔ محض اپنی ہی غفلت و کاہلی اور خدا کے احکام کی نافرمانی سے۔

خدا تمہیں قرآن شریف کا سچا متبع بنائے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا متبع بنائے۔ دنیا کی ہوا و ہوس تمہیں خدا سے غافل نہ کر دے۔ تمہارے دل نرم ہوں اور اس غیظ وغضب سے بچو جو انسان کو اندھا کر کے جہنم میں لے جاتا ہے۔ تمہارے دل گندے نہ ہوں تمہاری زبان پر گندے کلمات نہ آویں۔ تم ایسے نہ بنو کہ تجارت کی شراکت میں حساب کتاب کی پرواہ نہ رکھو یا سود لو۔ اللہ سے ڈرو۔

۲۰؍ جولائی ۱۹۱۱ء

قرآن مجید پر عمل کا نتیجہ فرمایا۔ حیاۃ طیبہ قرآن مجید سے حاصل ہوتی ہے اس لئے اسے خدا نے روح فرمایا ہے۔ اگر تم قرآن مجید پر عمل کرو گے تو ایک زندہ قوم بن جاؤ گے۔ ورنہ مردہ ہو۔

قرآن مجید کی مثل فرمایا۔ ایک شخص عالم فاضل کو کہا گیا کہ قرآن مجید کی مثل ایک سورۃ بنائے اس نے چھ ماہ کی مہلت مانگی اور معارضہ کے لئے سورۃ اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ (الکوثر:۲) کو انتخاب کیا۔ چھ ماہ کے بعد دیکھا گیا کہ اپنے اردگرد کاغذوں کے ڈھیر لگائے بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ صرف ایک آیت کا جواب بھی نہیں دے سکا۔

اخلاق سیئہ اور ان سے بچنے کا طریق فرمایا۔ میں دیکھتا ہوں آپس میں کینے، بغض، خود پسندی، ناجائز طور سے روپیہ کمانا، سستی، کاہلی، حرص، دو شخصوں کو آپس میں لڑوا دینا، تجارت میں

حساب و کتاب نہ رکھنا اکثر پایا جاتا ہے۔تم سب لوگ ایسی بداخلاقیوں سے بچو۔

جن کے گھروں میں ایسی عظیم الشان کتاب موجود ہے۔ان کے اعمال ایسے خراب ہوں تو افسوس کی بات ہے۔استغفار، لاحول بہت پڑھواور دعاؤں میں لگے رہو کہ ان فتن سے اس طرح بچ سکو گے۔

۲۱/جولائی ۱۹۱۱ء

مسلمانوں میں مذہب سے ناواقفیت اور اس کا اثر

عصر کے بعد ایک دوست کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اس وقت مسلمانوں میں مذہب سے ناواقفیت بہت ہے اور اس کا بڑا اثر یہ ہے کہ ہندو جن کا کوئی مذہب نہیں وہ بھی ان پر اعتراض کرتے ہیں۔میں ایک دفعہ ایک رئیس کا علاج کر رہا تھا۔دربار میں بیٹھے تھے اس نے دوائی پینی تھی۔میں تاڑ گیا کہ اور تو سب یہیں بیٹھے رہیں گے مگر مجھے اٹھنا پڑے گا اس میں ایک مسلمان کی ہتک ہے۔اس لئے میں نے سوال کیا کہ ہندو کسے کہتے ہیں؟ کہا جو گائے کا گوشت نہ کھائے۔میں نے کہا کہ اتفاق ہی ایسا ہوا ہے کہ میں گائے کا گوشت نہیں کھاتا تو کیا میں آپ کے خیال میں ہندو ہوں؟ سوچ کر کہنے لگا جو بودی رکھے۔میں نے ایک سنیاسی کو پیش کر دیا۔نادم ہو کر کہا۔جو جنیو پہنتے ہیں۔ایک سکھ بیٹھا تھا اس سے میں نے پوچھا کیوں صاحب آپ جنیو پہنتے ہیں۔اس نے کہا نہیں۔تب وہ رئیس بولا جو وید مانے۔ایک جینی بیٹھا تھا میں نے پوچھا یہ ہندو ہے یا نہیں اور یہ دوائی پینے کے وقت بیٹھا رہے گا یا نہیں۔پھر تناسخ کا فرق بتلایا۔تو میں نے ایک برہمو کو پیش کر دیا اس پر وہ رئیس کہنے لگا میں خود ہی اٹھ کر دوسری جگہ دوائی پی لوں گا۔آپ تکلیف نہ کریں۔

اب غور کرنے کی بات ہے کہ جن لوگوں کا اپنا مذہب ہی کوئی نہیں وہ اسلام پر اعتراض کریں۔یہ مسلمانوں کے لئے بڑی ہوشیاری کا وقت ہے چاہیئے کہ اپنے دین کو مضبوط پکڑیں اور اس سے آگاہی حاصل کریں۔

۱۔ پانچ وقت نماز با جماعت ادا کریں۔

۲۔قرآن کو ترجمہ کے ساتھ ضرور پڑھو۔

۳۔تکبر، بڑائی چھوڑ دو۔

۴۔ بُری صُحبتوں سے لازمی طور پر کنارہ کش رہو۔

۵۔لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کا ذکر بہت کرتے رہو۔

(الحکم جلد ۱۵ نمبر ۲۹، ۳۰، ۳۱ مورخہ ۲۱، ۲۸ / اگست و ۷ / ستمبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳ تا ۵)

واعظین کے فرائض

(از زمیندار)

تہذیب الاخلاق شمارہ (۷) جلد (۱) **واعظین کے متعلق ایڈیٹر تہذیب الاخلاق کی خواہش**

بابت رجب ۱۳۲۹ ہجریہ رقمطراز ہے۔

''قسطنطنیہ کے شیخ الاسلام حضرت موسیٰ کاظم آفندی آج کل مذہبی معاملات کو روبراہ لانے میں بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں۔ترکی سلطنت کا پرانا دستور ہے کہ رمضان کے مہینہ میں واعظوں کی جماعتیں سرکاری خرچ پر ممالک محروسہ میں روانہ کی جاتی ہیں۔ یہ ہر ایک شہر، ہر ایک ضلع، ہر ایک قصبہ اور ہر ایک چھوٹے بڑے گاؤں میں دورہ کر کے وعظ و ہدایت کیا کرتی ہیں۔لیکن چونکہ علمیت محدود ہوگئی ہے اور حقیقی اسلامی تعلیمات عام نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ لہٰذا ہندوستان کی طرح سلطنت روم کے واعظوں کا بھی یہی حال ہے کہ وعظ میں دنیا کے دوراز کار افسانے قصے کہانیاں عجائب وغرائب اور بے نتیجہ باتیں تو بیان کرتے ہیں مگر یہ نہیں بتاتے (اور سچ تو یہ ہے کہ بتا سکتے بھی نہیں) کہ اسلام کا منشاء کیا ہے اور وہ اپنے پیرؤوں سے کیا چاہتا ہے۔حضرت شیخ الاسلام نے اس جانب خصوصیت کے ساتھ توجہ کی ہے اور عملی اصلاح کے لئے ''مدرسۃ الواعظین'' کے نام سے قسطنطنیہ میں ایک بڑا مدرسہ کھولا ہے جس میں موجودہ

مذہبی ضرورتوں کے مطابق واعظوں کو وعظ کہنے کی تعلیم دی جاتی ہے اور اس کے اصول وفروع کی تلقین کی جاتی ہے۔ یہ مدرسہ کئی مہینے سے قائم ہو چکا ہے اور جو لوگ اس کے امتحان میں کامیاب ہوں گے وعظ کی خدمت انہیں کو مفوض ہوگی۔ کاش! ہندوستان میں بھی ایسا ہی کوئی انتظام ہوتا۔ وعظ اگر ضرورت زمانہ کے معیار پر ہوا کرے تو مسلمان بہت جلد فرض شناس بن سکتے ہیں۔ مگر اس کا کیا علاج ہے کہ ہم نے کوئی معیار ہی نہیں رکھا ہے اور کسی قسم کی اصلاح کا بندوبست ہی نہیں کرتے۔''

واعظین کی اقسام واعظوں کے فرائض پر اگر نظر کی جائے تو معلوم ہوگا کہ بہت کم ایسے واعظ ہیں جو اپنے فرائض منصبی سمجھنے کی اہلیت و استعداد رکھتے ہوں۔ ایک کو میٹریکولیشن امتحان کی ناکامی یا ناقابلیت حصول ملازمت وعظ ونصیحت کے منبر کو مزین کرنے کے قابل بناتی ہے۔ دوسرا ارہ کشی سے تنگ آکر آخیر ربع عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ (النبا:۲) کا نوک زبان حفظ کرتا ہے اور مشرکوں کے توہمات، مجوسیوں کی عجائب پرستی اور یہودیوں کے افسانے جو آباء واجداد سے سینہ بسینہ سنتا چلا آیا ہے انہیں سے اپنی مجالس وعظ کو گرماتا ہے۔ تیسرے کو قدرت نے حنجرہ داؤدی عطا فرمایا ہے۔ وہ روشن دل، نجات المومنین اور احوال الآخرت کے چند اشعار یاد کر کے دستار فضیلت سر پر باندھ لیتا ہے اور دربدر، مسجد بمسجد اور قریہ بقریہ وعظ کہتا پھرتا ہے۔ غور کرو اس قسم کے لوگ اسلامی علوم قرآن وتفسیر، حدیث وفقہ سے خود نابلد ہیں۔ مذہبی ضرورتوں سے ناآشنائے محض ہیں۔ ضروریات زمانہ سے کچھ خبر نہیں رکھتے۔ ان سے قومی اصلاح کی کیا توقع کی جاسکتی ہے؟

اسلامی علوم میں دسترس رکھنے والے واعظین کا حال اب ان لوگوں کا حال سنئے جو اسلامی علوم میں خاصی پائے گاہ رکھتے ہیں۔ ان میں سے بھی بہت کم ایسے ہوں گے جو اپنے فرائض منصبی کو خشیة اللّٰه سے بجالاتے ہوں۔ اکثر حصّہ ان کا ایسا ہے جو صرف مسلّم باتیں لوگوں کے آگے بیان کر کے ان کو خوش کر دیتے ہیں حالانکہ ان باتوں سے نہ تو لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے اور نہ ان کے بیان

کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔بعض واعظین کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے علم وفضل کے اظہار کے لئے زمانہ قدیم کے حکماء مثلاً ارسطو وافلاطون وغیرہ کے قصے لے بیٹھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو بالکل غیر ضروری مسائل بیان کیا کرتے ہیں۔مثلاً لا تبل المسجد قائما وغیرہ۔اس قسم کے واعظ وعظ ونصیحت کی ضرورت اور علّتِ غائی سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں۔

واعظین کا اصل فرض منصبی واعظ کا اصل فرض منصبی یہ ہے کہ وہ اوّل مشاہدہ کرے کہ سامعین میں کس بات کی کمی ہے۔کون کون سے امراض روحانی انہیں لاحق ہیں اور کون کون سے پہلو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ایسے ہیں جن کی طرف ان کی توجہ نہیں ہے۔اور پھر ان کے مطابق وعظ کر کے لوگوں کو ان کی غفلت اور غلطی پر آ گاہ کرے۔جو واعظ موقع اور محل کے لحاظ سے وعظ نہیں کرتا اس میں شک نہیں کہ وہ عنداللہ قابل مواخذہ ہے۔

سامعین کے جاہلانہ خیالات جس طرح واعظین میں غلطی ہوتی ہے اسی طرح سامعین میں بھی غلطیاں ہوتی ہیں کہ وہ سچے اور حقیقی واعظوں پر اس لئے ناراض ہوتے ہیں کہ وہ ان کے حسنات کے ذکر کو ترک کر کے سیئات کا ذکر کیوں کرتے ہیں؟ اور ایک ہی عیب پر کیوں زور دیئے جاتے ہیں۔ سامعین کے اس قسم کے خیالات جہالت پر مبنی ہوتے ہیں کیونکہ انہیں سوچنا چاہیے کہ اگر ایک انسان کا سارا جسم تندرست ہو لیکن ایک حِصّہ میں بیماری ہو تو طبیب صرف اسی کا علاج کرے گا اور بار بار اسی کو دیکھے گا۔یہی حال واعظ کا ہے جو اصل میں روحانی طبیب ہوتا ہے۔جس قسم کے روحانی امراض میں وہ اپنے سامعین کو مبتلا پاتا ہے اسی قسم کے وعظ سے ازالہ امراض کا نسخہ تجویز کرتا ہے۔

آنحضرتؐ کا ایک ہی سوال کے مختلف جواب دینے میں حکمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مختلف لوگ آ کر مختلف قسم کے سوال کیا کرتے تھے کہ یا حضرت سب سے بڑی نیکی کیا ہے تو آپ ہر ایک کو الگ الگ جواب دیا کرتے تھے۔کسی کو کہا کہ

ماں باپ کی خدمت کرو۔کسی کو مال خرچ کرنے کو کہا۔ایک کو آپؐ نے اپنی زبان پکڑ کر کہا کہ اس کو قابو میں رکھ۔ایک کو مغلوب الغضب ہونے سے منع کیا۔اس پر بعض نے اعتراض کیا ہے کہ سوال تو ایک تھا مختلف جواب کیوں دیئے گئے؟ اصل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اُمت کے حکیم ہوتے ہیں۔ وہ جس شخص میں جس خلق کی کمزوری دیکھتے ہیں اسی کی تکمیل ونگہداشت کی تاکید کرتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کے نیکی کرنے کے اسباب معیار مختلف ہوتے ہیں۔کوئی تو قوم اور برادری کے دباؤ سے،کوئی آبائی تقلیداور رسم ورواج کی پابندی سے،کوئی کسی حاکم وغیرہ کی خوشنودی کے لئے نیک کام کیا کرتا ہے جو خوب یادرکھنا چاہیے کہ دراصل کوئی خوبی کی بات نہیں ہوتی۔اس بناء پر انبیاء علیہم السلام وہ بات بتایا کرتے ہیں جس سے طبیعت تو مضائقہ کرے مگر شریعت حکم کرے کہ یہ کام کراؤ۔پھر نفس پر زور دے کر اسے وہ کام کرنا پڑے جو عنداللہ موجب ثواب وبرکت ہو۔

قرآن میں مذکور انبیاء کے وعظ قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کے بیان میں جا بجا ان کے وعظ بھی مذکور ہیں۔ اگر ان کو بنظر غور وتعمّق پڑھا جائے تو واعظین کو صاف معلوم ہو جائے کہ اسلام نے ان کے کیا فرائض مقرر کئے ہیں۔مگر مسلمانوں نے افسوس قرآن شریف کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ وہ قرآن مجید کو پڑھتے نہیں ۔ جو پڑھتے ہیں وہ سمجھتے نہیں، اور جو سمجھتے ہیں وہ اسے اساطیر الاوّلین یعنی قصے کہانیوں سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔

شعیبؑ کا قوم کو وعظ ہم اس مقام پر حضرت شعیب علیہ السلام کا وعظ جوانہوں نے اپنی قوم کو سنایا تھا لکھتے ہیں تا کہ ناظرین کو معلوم ہو کہ وعظ کی غرض وغایت اور علت غائی کیا ہے۔

قرآن شریف فرماتا ہے۔وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْٓ اَرٰکُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ بَقِیَّتُ اللّٰهِ

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَمَآ اَنَاعَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۔(ھود:۸۵تا۸۷)اور ہم نے مدین کی طرف ان کے ہم قوم بھائی شعیب کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے ان سے کہا۔ بھائیو! خدا ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ماپ اور تول میں کمی نہ کیا کرو۔ میں تم کو خوشحال دیکھتا ہوں (تو تم کو ماپ تول میں کمی کرنے کی کیا ضرورت ہے) اور (اس پر بھی اس حرکت سے باز نہ آؤ گے تو) مجھ کو تمہاری نسبت عذاب عام کے دن کا اندیشہ ہے جو تم سب کو آگھیرے گا۔ اور بھائیو! ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ دیا جو کچھ تجارت میں بچ رہے وہی تمہارے لئے اچھا ہے اور میں تمہارا نگہبان تو ہوں نہیں (کہ ہر ایک کی ماپ تول کو دیکھتا پھرا کروں)۔

مدینہ منورہ کے شمال و مغرب کی طرف ایک شہر واقع تھا جس کا نام مدین تھا۔ وہاں کے نبی شعیب علیہ السلام تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کو پہلے توحید اور خدا کی عبادت کا وعظ فرمایا۔ قوموں میں ایک مرض ہوتا ہے کہ خدا کی عبادت اور طاعت سے نفرت کرتے ہیں۔ اس بنا پر ہر نبی کی اوّل دعوت یہی ہوتی ہے کہ اُعْبُدُوا اللّٰہَ۔ بعد توحید اور عبادت وطاعت الٰہی کا وعظ کہنے کے شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو خاص مرض کی طرف متوجہ کیا جو ان میں پھیل گیا تھا کہ وہ ماپ اور تول میں خیانت کرتے تھے اور انہیں تاکید کی کہ وفاداری اور فرمانبرداری سے جو نفع تم کو بچے وہ تمہارے لئے خیر و برکت کا موجب ہوگا۔

حقیقی اور اصلی واعظ سچا خیر خواہ، حقیقی ناصح اور اصلی واعظ وہ ہوتا ہے جو اپنی قوم کو ان کے عیوب پر مطلع کرے جس طرح حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان کے نقص بتائے۔ برتن وہاں سے ٹکرایا جاتا ہے جہاں کمزوری کا شبہ ہو۔ اسی طرح مومن کو ابتلاء اس بات میں آتا ہے جس میں وہ کمزور ہو۔ غور کرو۔

حضرت شعیبؑ کی تعلیم حضرت شعیب علیہ السلام کی تعلیم اپنی قوم کو یہ تھی کہ

ا۔ خدا کی عبادت کریں۔

۲۔اس کے سوا کسی اور کو معبود نہ جانیں۔

۳۔ماپ تول میں خیانت نہ کریں۔

۴۔دیانت داری سے ماپ تول پورا کریں۔

۵۔لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیں۔

۶۔ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھریں۔

۷۔جو نفع تجارت میں بچے اُسی کو اپنے حق میں اچھا سمجھیں۔

یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کو ایک معقول پسند آدمی بے دلیل تسلیم کرتا ہے۔ بقول یہ کہ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

واعظین تیار کرنے کا طریق اب ہم تہذیب الاخلاق کے فاضل ایڈیٹر صاحب کے الفاظ ذیل کی طرف دوبارہ ناظرین کی توجہ مبذول کرتے ہیں۔'' کاش! ہندوستان میں بھی ایسا ہی کوئی انتظام ہوتا۔ وعظ اگر ضرورت زمانہ کے معیار پر ہوا کرے تو مسلمان بہت جلد فرض شناس بن سکتے ہیں مگر اس کا کیا علاج ہے کہ کوئی معیار ہی ہم نے نہیں رکھا ہے اور کسی قسم کی اصلاح کا بندوبست ہی نہیں کرتے۔'' صاحب ممدوح بالکل بجا اور درست فرماتے ہیں۔

اس بارہ میں مدرسہ عالیہ دیو بند، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنوء، مدرسہ نعمانیہ لاہور وغیرہ اسلامی مدارس کے منتظمین کی توجہ مطلوب ہے اگر ہر ایک اسلامی مدرسہ کے متعلق ایک جماعت بنام جماعت الواعظین کھولی جائے جس کے طلباء باری باری ایک مقررہ مضمون و موضوع پر مدرس کی زیر صدارت وعظ کے پیرایہ میں ضرورت زمانہ کے معیار پر لیکچر دیا کریں جن کا ماخذ قرآن، تفسیر، حدیث وفقہ ہو۔ اور مدرس اعظم ان لیکچروں کے حسن و قبح پر اپنے متعلّمین کو مطلع کیا کریں تو بہت بڑے فائدہ کی توقع کی جاسکتی ہے۔ اگر اس طرح اسلامی مدارس میں طلباء کو وعظ کہنے کی تعلیم دی جائے اور اس کے اصول و فروع کی تلقین کی جائے تو یقین واثق ہے کہ طلباء وعظ میں

مہارت تامّہ حاصل کریں اور قوم کو ان کے وعظ کی خدمات سے مستفید ہونے کا موقع ملے۔ وَمَا ذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔ نورالدین

(الحکم جلد ۱۵ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۱۴۔ ۲۱ر ستمبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۵، ۶)

حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور برادرم ظہیر

ناظرین الحکم منشی ظہیرالدین صاحب کے نام سے واقف ہیں کیونکہ وہ ایک وقت الحکم کے اسسٹنٹ ایڈیٹر رہ چکے ہیں اور علاوہ بریں ''وید کے ظہور میں فتور'' اور ''نبی اللہ کا ظہور'' اور رد چکڑالوی وغیرہ رسالہ جات کے مشہور مصنف ہیں۔ اس لئے مجھے ان کے انٹروڈیوس کرانے کی چنداں حاجت نہیں۔ وہ چند روز سے دارالامان میں ہیں اور انہیں حضرت خلافت مآب کے حضور کچھ وقت گزارنے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ؓ نے مختلف اوقات میں جو کچھ انہیں بطریق نصیحت فرمایا اس کا خلاصہ انہوں نے مجھے سنایا ہے اور میں نے ان کے ایماء سے مناسب سمجھا کہ اسے الحکم میں چھاپ دوں تا کہ دوسروں کو فائدہ پہنچے اور بہت سی غلط فہمیاں رفع ہوں۔

بعض موجودہ اختلافات متعلقہ احمدی اور غیر احمدی کے سوال پر جو کچھ مخالف اخباروں میں لکھا جا رہا ہے اور المنیر وغیرہ زور دے رہے ہیں کہ اب خلیفۃ المسیح ؓ اپنی پوزیشن صاف کریں۔ اس کے متعلق فرمایا کہ

ان کو لکھ دو کہ خلیفہ کے پاس اس قدر وقت نہیں کہ وہ پوزیشن صاف کرتا رہے۔ میں کوئی مامور نہیں ہوں۔

نیز فرمایا کہ ہم اس کو پسند نہیں کرتے جو پیسہ اخبار وغیرہ میں ہماری جماعت کے لوگ مضامین چھپواتے ہیں وہ سلسلہ کا دشمن ہے نیز یہ کہ کیوں مجھ سے فیصلہ نہیں کرایا جاتا ہر شخص کیوں خود ہی فیصلہ کرنے بیٹھتا ہے جو مجھے خلیفۃ المسیح سمجھتا ہے اس کا یہ حق نہیں۔

اور میں نے اگر کسی تحریر پر اپنی پسندیدگی کا ذکر کیا ہے تو کسی کو کیا معلوم ہے کہ کس امر میں پسند کرتا ہوں۔ جبکہ میری رائے پہلے شائع ہو چکی ہے اور میں ظاہر کر چکا ہوں کہ اصولی اختلاف ہے۔

ہاں میں اگر حضرت صاحب کی کسی تقریر یا تحریر کا صریح اختلاف کروں تو حق پہنچتا ہے کہ اسے نہ مانا جاوے۔ ورنہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ ماننا چاہیے۔ خلیفہ ماننے کے یہ معنے نہیں کہ جو بات اس کی اپنی سمجھ اور عقل میں آجاوے وہ مان لی جاوے اور دوسری سے انکار ہو۔ اس طرح پر تو ایک بے عقل اور معمولی انسان کو بھی خلیفہ مانا جاسکتا ہے۔

علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے مختلف اوقات میں مختلف طریقوں سے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ وہ قوم میں نظام وحدت قائم رکھنا چاہتے ہیں اور ہرگز پسند نہیں کرتے کہ کسی قسم کا تفرقہ ہو۔ ایسے لوگ جو تفرقہ پیدا کرنے والے اسباب کو پیدا کرتے ہیں وہ خواہ کوئی ہو اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایسا ہی وہ ان لوگوں کو بھی پسند نہیں کرتے جو دوسروں کے پاس اپنے کسی بھائی کے متعلق غلط فہمی پھیلاتے اور ان کی نکتہ چینیاں اور بدگوئیاں کرتے ہیں اور دوسروں کو اس کے خلاف اکساتے ہیں۔ اس طریق کو آپ سخت ناپسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ وحدت جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیدا کی ہے قائم رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے کھلے کھلے الفاظ میں فرمایا کہ

میں مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (الصف:۷) کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مانتا ہوں کہ یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے متعلق ہے اور وہی احمد رسول ہیں۔

غرض آپ کے اندر زور دار خواہش ہے کہ نظام وحدت کو قائم رکھا جاوے اور حقوق اخوت کی قدر کی جاوے۔ ایسی باتیں جو جماعت میں اختلاف پیدا کرتی ہیں انہیں ہرگز نہ پیدا کیا جاوے۔ اگر اس قسم کی باتیں ہوں تو پھر ہزاروں اختلاف ہو سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو خواہش تھی اور جس غرض کے لئے وہ دنیا میں آئے تھے اس کو مدنظر رکھا جاوے۔ الغرض حضرت کو یہ سخت ناپسند ہے کہ وحدت کو توڑا جاوے اور باہم عداوتیں اور رنجشیں پیدا ہوں۔ امید ہے کہ احباب اس پر توجہ کریں گے۔

(الحکم جلد ۱۵ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۱۴ و ۲۱ ستمبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۰)

۳؍ اگست ۱۹۱۱ء

دو راہیں، صدق یا افتراء ایک غیر احمدی کا خط پیش ہوا کہ ’’مجھے آپ کے میموریل جمعہ کے ساتھ اتفاق ہے۔ میں اپنے خیال کے مطابق کسی مسیح کی آمد کا منتظر نہیں ہوں اور نہ کسی کی ضرورت ہے اور نہ خلیفۃ المسیح کی ضرورت ہے البتہ نیکوکار خدا پرست رہبروں کی ہر زمانے میں ضرورت ہے اور مرزا صاحب مرحوم اور جناب کی مثال جتنے بزرگ دنیا میں پیدا ہوں کم ہے۔‘‘

فرمایا۔ یہ مسئلہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے فقرات بولنے والے لوگ کیا مطلب اپنے الفاظ کا رکھتے ہیں۔ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں مسیح ہوں مہدی ہوں۔ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ وہ برابر اپنے الہام سناتے رہے۔ اب یا تو ایسا شخص اپنے دعوے میں سچا ہے اور اس قابل ہے کہ اسے مان لیا جائے اور یا وہ خدا پر افتراء کرتا ہے۔ اور قرآن شریف میں لکھا ہے کہ مفتری سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔ راہیں تو دو ہی ہیں۔ معلوم نہیں یہ تیسری راہ کہاں سے لوگوں نے فرض کر لی ہے۔

۶؍ اگست ۱۹۱۱ء

روپے کی حرص کو چھوڑو فرمایا۔ انسان میں روپیہ کی خواہش کم نہیں ہوتی ہر وقت روپیہ چاہتا ہے۔ میں نے ایک رئیس کو دیکھا کہ اسے کیمیا گری کا شوق تھا۔ چاہتا تھا کہ سونا چاندی بنا لے۔ جب میں نے اسے بہت سمجھایا کہ یہ لغو بات ہے اور بدلائل اسے قائل کر کے اس نامعقول حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کی اور اسے کوئی جواب نہ آیا تو کہنے لگا۔ اچھا مولوی صاحب میں اس خیال پر پچانوے ہزار روپیہ خرچ کر چکا ہوں اب تو میں بہت تجربہ کار ہو گیا ہوں اور نسخوں کی حقیقت سمجھنے لگا ہوں۔ آپ مجھے پانچ ہزار روپیہ اور خرچ کر لینے دیں لاکھ تو پورا ہو جائے پھر دیکھا جائے گا۔ جن لوگوں کے دلوں میں روپے کی حرص ہے وہ حرص کبھی کم نہیں ہوتی۔

مسلمان محنتی نہیں فرمایا۔ آج کل کے مسلمان تو یہ چاہتے ہیں کہ کام کاج کچھ نہ کریں، محنت مشقت کوئی نہ اٹھائیں اور پھر کھانا پینا بھی اچھا ہو اور کپڑا بھی عمدہ پہننے کو مل جائے۔ یہ کیونکر ہو سکتا

ہے۔بغیر دقت اور تکلیف کے دنیا میں کچھ میسر نہیں آتا۔ بالمقابل ہندو قوم محنت کرتی ہے ہر ایک مشکل میں سے جس طرح بن پڑتا ہے گزر جاتی ہے۔اس واسطے مسلمانوں کے بالمقابل کامیاب ہوتی ہے۔مسلمانوں کو چاہئے کہ سستی کو چھوڑ دیں۔ ہر بات کو مشکل اور تکلیف دہ کہہ کر گھر میں نہ بیٹھ رہیں بلکہ کام کریں۔

مباحثہ تحریری ہونا چاہئے

میرٹھ میں کسی مولوی صاحب نے احمدی برادران سے مباحثہ کرنا چاہا تھا۔ برادران میرٹھ نے یہاں خط لکھا اور یہاں سے شرائط مباحثہ لکھ کر روانہ کر دی گئیں۔جن میں سے ایک شرط یہ تھی کہ مباحثہ تحریری ہوگا۔ اس شرط کو مولوی صاحب غیر احمدی نے منظور نہ کیا اور جواب میں لکھا کہ تم احمدی لوگ خائف ہو اس واسطے ایسی شرائط لگاتے ہو۔حضرت صاحب نے فرمایا کہ

مومن بہادر ہوتا ہے وہ کسی کی بات سے خائف نہیں ہوتا۔

یہ عجیب بات ہے کہ وہ ہمیں خائف بتلاتا ہے۔کیا وہ شخص خائف ہے جو اپنے ہاتھ کی تحریر دشمن کے قبضہ میں دینا چاہتا ہے یا وہ شخص خائف ہے جو اپنی تحریر فریق مخالف کو دینا پسند نہیں کرتا۔ہم تو کہتے ہیں کہ ہماری تحریر لے لو اور اپنی بھی تحریر دو۔

فرمایا۔زبانی بحث میں آوازیں ہوا میں اڑ جاتی ہیں۔ ہر فریق پیچھے سے کہہ سکتا ہے کہ میں نے یہ بات کہی تھی یا نہیں کہی تھی۔ ہوا کے پرندوں کو کون پکڑے جو اس امر کا ثبوت ہو سکتے ہیں کہ آیا فی الواقعہ اس نے کیا کہا تھا۔تحریر میں جو بات آ جاتی ہے وہ مضبوط ہو جاتی ہے اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ اس واسطے ہم ہمیشہ تحریری مباحثات کو پسند کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں تحریر کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے علاوہ جو حاضر ہوں دوسرے لوگ بھی بعد میں ان تحریروں کو پڑھ کر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی تعلیم کو کتاب کے رنگ میں پیش کیا ہے اور فرمایا ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ (البقرۃ:۳)۔

۲۶ ستمبر ۱۹۱۱ء

نوقسم کے مفسد فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ ایک جماعت بنانے کا ارادہ کرتا ہے اور کوئی مصلح دنیا میں بھیجتا ہے تو انہیں لوگوں میں سے جن کی وہ اصلاح کرنا چاہتا ہے ایک مفسد گروہ پیدا ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم جیسے شاندار نبی کے زمانہ میں بھی ایسے مفسد کھڑے ہوئے اور وہ نوطرز کے آدمی تھے۔ اور مفسد عموماً نوقسم کے ہی ہوتے ہیں۔ سورہ شعراء میں ان کی تفصیل ہے۔ یہ لوگ آپ کے کاموں میں بڑے ہارج اور مفسد ہوئے۔ وہ کوئی معمولی آدمی نہ تھے بلکہ بڑے درجہ کے لوگ تھے۔ اس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شرارتوں کے سبب اور ان کے ہدایت کی طرف رجوع نہ کرنے کے سبب بہت غم اور حزن تھا کہ یہ لوگ ہمارے کام میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کو تشفی دیتا ہے۔ اور اگر خدا کی طرف سے تشفی نہ ہوتی تو وہ غم ناقابل برداشت ہو جاتا۔

واعظ اور قاضی میں فرق فرمایا۔ ناصح اور قاضی ومفتی میں بڑا فرق ہے۔ قاضی ومفتی کے سامنے اگر ایک شخص پیش ہو کہ اس نے شراب پی ہے تو وہ گواہ طلب کریں گے، ملزم سے جواب طلب کریں گے۔ ممکن ہے وہ انکار کرے یا بیماری کا عذر کرے کہ ڈاکٹر نے پلا دی۔ یا کہے کسی نے جبراً پلا دی۔ سب باتوں کو سن کر قاضی فیصلہ دے گا اور اسے بری کرے گا یا سزا دے گا۔ لیکن یہ اس کا کام نہیں کہ وہ نصیحت شروع کرے۔ برخلاف اس کے ناصح کا یہ کام نہیں کہ وہ تحقیقات کرے کہ آیا جو شخص اس کے سامنے ہے اس نے فی الحقیقت کوئی برا کام کیا ہے یا نہیں۔ بلکہ اس کا کام نصیحت کرنا ہے۔ وہ نیکی کی خوبیاں ظاہر کرتا ہے اور برائی کی بدیاں بتلا دیتا ہے۔

فرمایا۔ مجھے قاضی ومفتی بننے کا شوق نہیں۔ میں جو کچھ کہتا ہوں یہ ناصحانہ باتیں ہیں۔ بعض لوگوں کو غلطی لگتی ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے میرے معاملہ میں کوئی تحقیقات نہیں کی اور نصیحت کرتے ہیں لیکن نصیحت کے لیے تحقیقات کی ضرورت نہیں۔

خدا کے ملنے کی راہ فرمایا۔ میں بہت سے بزرگوں سے جو بزرگ اور عالم اور صوفی مشہور ہیں ہمیشہ دریافت کرتا رہا ہوں کہ خدا کے ملنے کی راہ کون سی ہے۔

ایک صاحب نے فرمایا کہ عشق مجازی سے عشق حقیقی حاصل ہوتا ہے۔ پہلے کسی خوبصورت عورت کے عاشق بنو پھر اس عشق سے خدا کا عشق پیدا ہوگا۔ کس قدر لوگ اس طریق سے زنا اور بدنظری میں گرفتار ہوئے ہیں۔ اور اسی طرح چرس، گانجا، افیون، بھنگ کی عادتیں ایسی بدصحبتوں میں پڑ کر لوگوں کے شامل حال ہوگئی ہیں۔

بعض لوگ اس گند میں اور بھی آگے بڑھے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خوبصورت لڑکوں کا عشق کماؤ۔

ایک اور سے ہم نے پوچھا تو وہ فرمانے لگے کہ راگ سے بڑھ کر کوئی شے خدا سے ملانے والی نہیں۔ میں نے کہا اچھا ہمیں بھی وہ راگ سنوایئے جس سے انسان خدا سے مل جاتا ہے۔ تو فرمایا کہ پانچ سال سے کوئی راگی نظر نہیں آتا۔

ایک صاحب نے کہا کہ حزب البحر کے وظیفہ سے خدا ملتا ہے بشرطیکہ چلتے ہوئے دریا میں شیخ سے سننا چاہیئے اور خود بھی پڑھیں۔ میں نے یہ بھی تجربہ کیا۔ دریا میں حزب البحر کو سنا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے جس طرح اس دریا میں غرق ہونے سے بچایا اسی طرح غلط راہ پر چلنے سے بھی بچایا اور اپنے ملنے کی حقیقی راہ دکھائی۔

ایک صاحب نے فرمایا۔ قصیدہ غوثیہ کے پڑھنے سے خدا ملتا ہے۔ ایک اور کہنے لگے کہ درود مستغاث پڑھو۔

زمانہ طالب علمی میں ایک صاحب مجھے ملے تو انہوں نے فرمایا۔ گناہوں سے بچنے کا علاج موت کا یاد رکھنا ہے۔ یہ بات البتہ معقول ہے۔ حدیث میں بھی آیا ہے کہ موت لذتوں کو دور کرتی ہے اور انسان کو خدا کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

بعض لوگ اپنے مریدوں سے غیر شرع کام کراتے ہیں۔ ایک پیر کے پاس ایک مولوی مرید

ہونے کو گیا۔ انہوں نے اسے کہا کہ مولوی تیرے سر میں علم کا کیڑا ہے۔ وہ اس طرح نکل سکتا ہے کہ جس مسجد میں تم نماز پڑھاتے تھے اس کے محراب میں کتیا پالو وہیں بچے دے۔

غرض بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے خلقت کو جناب الٰہی کی راہ سے روک دیا ہے۔

میں نے بہت دنیا دیکھی ہے اور بہت کتابیں پڑھی ہیں مگر کوئی کتاب میں نے دنیا میں ایسی نہ دیکھی نہ پڑھی نہ سنی ہے جو قرآن شریف کے برابر ہدایت نامہ ہو۔

محکمہ پولیس کی بدظنّی فرمایا۔ پولیس کا محکمہ ایسا ہے جس کی بدظنی ایک حد تک سودمند ہوسکتی ہے۔

دوقسم کے لوگ فرمایا۔ دوقسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک مذہبی، ایک دنیادار۔ یُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى (طٰــہٰ: ۶۴) کہہ کر دونوں کو بھڑکایا ہے۔

مسجدوں میں نماز پڑھنے سے منع نہ کرو فرمایا۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کسی کو اپنی مسجدوں میں نماز پڑھنے، روٹی، پانی سے منع نہ کرو۔ بہت ظالم ہے جو خدا کی مسجد میں اللہ کا ذکر کرنے سے روکے اور پھر یہ فعل لغو ہے کیونکہ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا (صحیح بخاری کتاب التیمم) کا حکم ہے تو پھر تمام زمین سے کوئی کسی کو نکال بھی نہیں سکتا۔ مسجد او شد ہمہ روئے زمین۔

ادب کی برکت فرمایا۔ اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ (طٰــہٰ: ۶۶) یہ ایک ادب تھا جو ساحران موسیٰ کے کام میں آیا۔ اور اس برکت میں ان کو ہدایت نصیب ہوئی۔

حضرت موسیٰؑ کا خوف فرمایا۔ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى (طٰہٰ: ۶۸) سے یہ نہ سمجھو کہ موسیٰ ساحروں سے ڈر گئے۔ کیونکہ پیغمبران الٰہی کی شان میں آیا ہے۔ لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ (الاحزاب: ۴۰) پس ان کو خوف تھا کہ لوگ مرتد نہ ہو جاویں۔

عصائے موسیٰؑ فرمایا۔ سرپ فرعون اس دوائی کو کہتے ہیں جس کو آگ پر رکھنے سے سانپ بن جاتا ہے۔ مفسرین نے لکھا کہ رسیوں میں پارہ تھا آگ پر رکھنے سے ہلنے لگے۔ دونوں کا علاج عصا ہے جو

حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں تھا۔

علماء کے لیے سبق فرمایا۔اس زمانے کے علماء فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا (طٰہٰ: ۷۱) سے سبق لیں کہ جب حق ظاہر ہو جائے تو مان لیں۔مگر میں نے تو ناقص العلم طالب علموں کو بھی دیکھا ہے کہ وہ اپنی بات پر اڑے رہتے ہیں اور نہیں مانتے۔

مولوی کہلانے کی خوشی جب میں رامپور تحصیل علم کے لیے گیا تو میرے دل پر ہندوستانیوں کے علم کا بہت رعب تھا۔ایک دفعہ شرح جامی کے ایک فقرہ پر بحث ہو رہی تھی۔میری سمجھ میں ایک جواب آیا تو میں نے پہلے سوال کی تقریر کی پھر اس کا جواب دیا۔اس پر سب لوگ کھل کھلا کر ہنس پڑے۔مجھے اس بات کی تلاش تھی کہ کسی سبب سے بڑے عالم کا پتہ لگ جائے۔اس واسطے میں نے کہا جو آپ کا بڑا عالم ہے اس کے پاس محاکمہ کرالو۔چنانچہ وہ ایک عالم کے پاس گئے۔وہاں جا کر میں نے تمام معاملہ عرض کیا تو انہوں نے میری تصدیق کی اور کہا کہ مولوی صاحب آپ کا جواب بالکل صحیح ہے۔بس اس دن صرف مجھے مولوی کہلانے کی خوشی ہوئی کہ پچھلا پڑھا ہوا صحیح ہو گیا۔

حق بات پر مباحثہ مت کرو فرمایا۔مسلمانوں کے علماء کا مذاق ایسا خراب ہو رہا ہے کہ وہ کسی کی بات کو ماننا اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔ان کی کتابیں دیکھ جاؤ۔اِنْ قُلْتَ فَاَقُوْلُ. اِعْتَرَضَ عَلَيْهِ. رَدَّ عَلَيْهِ. فِيْهِ سے پُر ہیں۔میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ جب حق بات ہو تو اسے فوراً مان لو اور اس پر مباحثہ مت کرو۔

نصائح اور دعا فرمایا۔اللہ تعالیٰ تم کو پاک کرے۔تم گالیاں زبان پر مت لاؤ۔غضب میں نہ آؤ۔نہ حرص کرو۔ناعاقبت اندیشی سے ڈرو۔میں دعا کرتا ہوں تمہیں ایمان نصیب ہو۔عمل صالح کرو۔جنت عدن میں داخل اور خدا کے حضور مومن بن کے جاؤ۔

۱۱؍اگست ۱۹۱۱ء

ظالم کی پکڑ فرمایا۔جب ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ پکڑ لیتا ہے۔اس میں کسی فرعون کی

خصوصیت نہیں بلکہ مرزائی بھی ایسا ہوگا تو وہ بھی پکڑا جائے گا۔

جھوٹ کی سزا ابن ابی لیلیٰ کے پاس ایک مجرم پکڑا آیا۔ آپ نے اسے سزا دی مگر نرم۔ اس نے عرض کیا کہ پہلی دفعہ کا جرم ہے تخفیف فرمائیے۔ آپ نے دگنی سزا دی اور فرمایا کہ تم نے جھوٹ بول کر عدالت کی توہین کی۔

ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت وہ تو رحم کے قابل تھا آپ نے سزا بڑھا دی۔ فرمایا۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (المائدة:١٦) جس سے معلوم ہوا کہ وہ پہلی دفعہ نہیں پکڑتا۔ پس اس کی گرفتاری اس کو ثابت کرتی ہے کہ یہ جرم کئی دفعہ اس سے ہو چکا ہے۔ آخر دوستوں نے اس مجرم سے منوالیا کہ واقعہ میں یہ جرم کئی دفعہ کر چکا ہوں اور اللہ تعالیٰ ستاری فرماتا رہا۔

علم توجہ کا مسئلہ فرمایا۔ علم توجہ کا یہ مسئلہ ہے جب انسان کسی امر پر بھروسہ کر لیتا ہے تو پھر خطرہ نہیں رہتا۔

اصلاح اعمال کرو فرمایا۔ جب کسی حاکم سے تکلیف پہنچے تو بجائے اس کے کہ اس حاکم کا مقابلہ ہو اپنے اعمال کی اصلاح کرلو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا (الانعام: ١٣٠)۔ پس جب تک تم خود ظالم نہیں تم پر ظالم حکمرانی نہیں کرے گا۔

امام ابوحنیفہؒ کو لڑکے کی مؤثر نصیحت فرمایا۔ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں لکھا ہے آپ نے بارش میں ایک لڑکے کو دوڑتے دیکھا۔ فرمایا۔ علی رسلك یا صبی مزلة و مذلقة۔ لڑکے نے کہا میں گروں گا تو میرا ہی پاؤں ٹوٹے گا آپ سنبھل کر چلئے کہ آپ کے پھسلنے سے جہان پھسلے گا۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں اس سے بڑھ کر کوئی نصیحت مجھے مؤثر نہیں۔

فرمایا۔ میں بھی قرآن مجید بڑی احتیاط، بڑے اخلاص کے ساتھ سناتا ہوں۔ بہت سے عجائبات جو میرے اپنے ذوق کے ہیں ان کو علی العموم ظاہر نہیں کرتا۔ پھر بھی دعا چاہیئے کیونکہ اگر میں غلطی کروں تو اس کا اثر بہت وسیع ہے۔

حدود سے تجاوز فرمایا۔لوگ کہتے ہیں فلاں زبان محدود ہے۔محدود کیا ہونی ہے عقلا وفصحاء قوم خود ہی زبان کو وسعت دے لیتے ہیں۔طغیان کہتے ہیں مذہبی حد سے باہر نکل جانے کو۔انبیاء بھی جب آتے ہیں تو حدود اللہ مقرر کرتے ہیں۔جو قوم ان سے گزرے اسے طاغیہ کہتے ہیں۔

نماز میں اوّل وقت جانے کا استنباط فرمایا۔ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى (طٰـهٰ:۸۵) سے استنباط ہوا کہ نماز میں اوّل وقت میں جانا چاہئے۔

حاکم قوم کا اثر فرمایا۔اَلنَّاسُ عَلٰى دِيْنِ مُلُوْكِهِمْ حاکم قوم کا اثر محکوم پر ضرور ہوتا ہے۔مثال کے طور پر بال ہی لو۔سکھوں کے عہد میں لوگ بڑے بڑے بال رکھتے تھے مگر اب قینچی سے ایسے کتراتے ہیں کہ گویا ہیں ہی نہیں۔پھر بھی بعض برداشت نہیں کر سکتے۔

اسی طرح فرعون اوراس کی قوم گائے پرست تھے اسی لیے اس کا تاج گئو مکھی تھا۔بنی اسرائیل پر بھی اس کا اثر ہوا۔اوراس کی عظمت کو نکالنے کے لیے حضرت موسیٰؑ کی معرفت حکم الٰہی ہوا کہ وہ درشنی گائے ذبح کرو۔اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً (البقرة:۶۸) اوراللہ حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔

رسم ورواج کی اتباع لوگ رسوم کے بہت تابع ہیں۔جتنی دولت مند قوم ہے ان کے نزدیک گئو ہتیا حرام ہے۔ہزاروں لاکھوں بکرے ذبح ہوتے ہیں اور شور نہیں مچاتے۔برخلاف اس کے گائے پر شور پڑتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ گائے ذبح کرنے کا رواج عام نہیں کیا گیا۔

حصولِ معارف کے لیے چار باتیں فرمایا۔چار باتیں ہوں تو اللہ معارف دیتا ہے۔

(۱) آدمی اپنی اصلاح کر لے۔

(۲) ایمان لائے۔

(۳) عمل صالح کرے۔

(۴) جو بری بات چھوڑ دی ہے اس کے بالمقابل اچھی بات اختیار کرے۔

زرّیں نصائح فرمایا۔وہ راہ چلو جو سہولت کی راہ ہو تا خدا کے شکر گزار بندے بنو۔موت کو یاد

کرتے رہو۔ بعض آدمی ایک چھوٹا سا ٹوٹکا چھوڑ دیتے ہیں پھر تمام کی تمام قوم اس میں مبتلا ہو جاتی ہے اس سے بچو۔ رزق کی قدر کرو۔ مشکلات میں خدا کا سہارا پکڑو۔

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۴۴ و ۴۵ مؤرخہ ۵/ اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۹ تا ۱۲)

زخم کی نسبت ڈاکٹروں کی رائے

حضرت خلیفۃ المسیح بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ زخم کے متعلق فرمایا۔

بعض ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ ہنوز اس کے اندر کوئی ٹکڑا ہڈی کا باقی ہے۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ زخمِ ناسور کی طرح نہایت باریک سوراخ ہے۔

تقویٰ کی تاکید

خطبہ جمعہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے تقویٰ کی تاکید پر ایک مختصر تقریر کی۔

فرمایا۔ زخم میں درد کے خوف سے میں سجدہ بھی نہیں کرسکتا۔ لیکن ایک دوست کی خواہش کو پورا کرنے کے واسطے میں کھڑا ہوا ہوں کہ کچھ وعظ کروں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (الحشر:۱۹)

اس آیت شریف میں دو بار تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے اور پہلی دفعہ متقی کو اس کی حالت کی درستگی کے واسطے یہ چابی دی گئی ہے کہ وہ دیکھے کہ جو کام میں کرنے لگا ہوں کل اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اور دوسری چابی یہ بتائی ہے کہ تم جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر حال سے خبردار ہے۔ جو لوگ باہمی لوگوں میں جنگ کراتے ہیں میرا دل ان سے دکھتا ہے اور کباب ہوتا ہے۔ ایسے لوگ سوچیں کہ انہیں کیا نتیجہ ملے گا۔ میں تو اپنے دل کو ٹٹولتا ہوں تو لڑانے والوں کے لیے بددعا ہی نکلتی ہے۔ معلوم نہیں کہ ان کو کیا نفع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل، کرم، رحم اور غریب نوازی ہو تو یہ باتیں تمہیں فائدہ دے سکتی ہیں ورنہ بڑا دفتر بھی بیکار ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

مجلس وعظ رفتنت ہوس است مرگ ہمسایہ وعظ تو بس است

(ماخوذ از ''اخبار قادیان'' البدر جلد ۱۰ نمبر ۴۶، ۴۷ مورخہ ۱۲/ اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

۱۳؍اگست ۱۹۱۱ء

پرانی رسوم فرمایا۔ ہمارے ملک میں پرانی رسوم کو خوب مضبوط رکھا گیا ہے۔ سامری کو یہ ذلت کی سزا دی گئی تھی کہ وہ جب بازاروں میں چلے تو لَا مِسَاسَ (طٰہٰ:۹۸) کہتا پھرے مجھے کوئی نہ چھوئے۔ اس ملک میں چوہڑے، مینگھ، بٹوال، دکن کے ملک میں اڈھیڑ بھنگی جب کسی گھمسان یا بازار میں چلتے ہیں تو پوش پوش کہتے جاتے ہیں۔ گویا اپنی ذلت کا خود اقرار کرتے ہیں۔ ان کے کسی بڑے کو یہ سزا دی گئی ہے تو اب قوم میں چلی آتی ہے۔

پھر رفتہ رفتہ دورِ زمانہ سے یہ ذلت کی بات عزت کی بھی سمجھنے لگے۔ ہندو مسلمانوں کو حقارت سے دیکھتے ہیں اور لا مساس کہتے ہوئے چلتے ہیں حالانکہ ذلت ان کی ہے۔

کسی کو اللہ کہنے کے معنے فرمایا۔ قبر پر طواف، سجدہ، کسی بزرگ سے التجا، کسی کو اللہ کہنے کے یہی معنے ہیں۔

اعمال بد کی اصلاح فرمایا۔ خدا تمہیں حسن ظن دے۔ اعمال بد کی اصلاح کر کے خدا کے ہو جاؤ۔

۱۵؍اگست ۱۹۱۱ء

حکومت پر غرور فرمایا۔ چوبیس ہزار میل زمین کا محیط ہے۔ کوئی ایسا بادشاہ نہیں گزرا جس کا قبضہ سب پر ہوا ہو۔ پس تھوڑی سی حکومت پر انسان اتنا غرہ کیا کریں۔

مسلمانوں کے لیے لمحہ فکریہ فرمایا۔ قرآن مجید ایسی پاک کتاب مسلمانوں کے گھروں میں ہو اور پھر جرائم پیشہ بھی انہی میں سے زیادہ ہوں تو کیسے افسوس اور قلق کی بات ہے۔

۱۶؍اگست ۱۹۱۱ء

حساب کے لیے چوکس رہو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ (الانبیاء:۲) جس شخص یا قوم یا جماعت کا حساب ہونا ہوتا ہے وہ چوکس رہتی ہے۔ پس آدمیوں کو اس حساب کے

لیے کس قدر سنبھل کر دینا چاہئے۔

لوگ نیک تبدیلی نہیں کرتے فرمایا۔تفسیروں میں جہاں طاعون کا ذکر ہے ستر ہزار موتیں بڑی سمجھی جاتی ہیں۔لیکن اب تو ہر سال لاکھوں آدمی اس سے مرتے ہیں۔مگر جب ذرا افاقہ ہوتا ہے لوگ اپنے میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے۔جو مشرک ہیں وہ شرک پر جمے ہیں۔جو چور ہیں وہ چوری سے نہیں ڈرتے۔جو دغا باز ہیں وہ دغا بازی پر قائم۔جو تجارت جھوٹ پر چلاتے ہیں وہ اسی اصل پر مستحکم ہیں۔جو ملازم ہیں وہ بدستور ملازمتوں میں سست۔

ذکر محدث کے معنے فرمایا۔ذکر محدث کے معنے ہیں نئے نئے پیرایوں میں کلام بھیجتے رہے۔یہی معنے صحیح ہیں کیونکہ کلام کو میں اللہ تعالیٰ کی صفت مانتا ہوں۔اور متکلم خدا کی ذات ہے اور میں قرآن مجید کو مخلوق نہیں مانتا۔

فرمایا۔میں نے کوئی منصوبہ باز ایسا نہیں دیکھا کہ اسے خدا کا خوف ہو اور موت یاد ہو۔

قرآن مجید کا بڑا مقصد فرمایا۔قرآن مجید تمہیں مومن بنانا چاہتا ہے۔تمہارے دلوں کی غفلت دور کرنے کے لیے تمہیں اخلاق فاضلہ سکھانے کے لیے، تم میں خشیۃ اللہ پیدا کرنے کے لیے زیادہ آیا ہے۔دیکھ لو حج، زکوٰۃ، روزہ وغیرہ کے ایک سو پچاس حکموں سے زیادہ نہیں۔رکوع بہ رکوع اخلاق کی سنوار چاہتا ہے۔پس یہ کہنا غلطی ہے کہ پنجگانہ نماز پڑھتے ہیں اور کیا چاہیئے۔افسوس مسلمانوں نے قرآن کے اس حصہ کو جو اخلاق کے متعلق ہے چھوڑ رکھا ہے۔

بڑا بننے کا طریق فرمایا۔میری یہ حالت ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں۔سجدہ کرنا مشکل۔ایک دن خطبہ لمبا پڑھا تو اب تک پٹھے میں درد سے آرام نہیں آیا۔اور یوں بھی اب عمر کا تقاضا ہے۔موت کا وقت قریب ہے۔قریب کیا فتویٰ لگ چکا ہے۔میں تمہیں کھول کھول کر احکام الٰہی سناتا رہتا ہوں۔اب بھی یہ کہہ کر سبکدوش ہوتا ہوں کہ تم چالاکیوں سے، سستیوں سے، جھوٹوں سے، فریبوں سے، بدکاریوں سے، جھوٹی ترکیبوں سے بڑے آدمی نہیں بن سکتے بلکہ بڑا بننے کا ایک ہی طریق ہے اور وہ ہے۔**قرآن مجید پر عمل!**

خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ (الزخرف:۴۵) یہ قرآن مجید تیرے اور تیری قوم کے شرف کا موجب ہے۔ پس بناوٹی چیزوں سے بڑائی ڈھونڈ کر اپنا نقصان نہ کرو۔

رمضان شریف کی غرض فرمایا۔ رمضان شریف تو اس واسطے ہوتا ہے کہ لوگ بھوک پیاس کی برداشت کریں اور صابر بننے کی مشق کریں۔ مگر ہمارے مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ رمضان میں الٹے ان کے خرچ پہلے سے دگنے چوگنے بڑھ جاتے ہیں۔ (البدر جلد ۱۰ نمبر ۴۶ و ۴۷ مؤرخہ ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

ناموں سے تعبیر فرمایا۔ ناموں سے بھی تعبیر ہوتی ہے۔ جبکہ بوئر اور انگریزوں کی لڑائی ہوا کرتی تھی تو مجھے بوئر لفظ سے خیال آتا تھا کہ یہ شکست کھائیں گے۔

خدا ہی رازق ہے فرمایا کہ میرا خدا ہمیشہ میرا خزانچی رہا ہے مجھے کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ چونکہ میرا توکل ہمیشہ خدا پر رہا اور وہی قادر ہر وقت میری مدد کرتا رہا ہے۔ چنانچہ ایک وقت مدینہ میں میرے پاس کچھ نہ تھا۔ حتی کہ رات کے کھانے کے لیے بھی کچھ نہ تھا۔ جب نماز عشاء کے لیے وضو کر کے مسجد کو چلا تو راستہ میں ایک سپاہی نے مجھ سے کہا کہ ہمارا افسر آپ کو بلاتا ہے۔ میں نے نماز کا عذر کیا پر اس نے کہا میں نہیں جانتا میں تو سپاہی ہوں حکم پر کام کرتا ہوں آپ چلیں ورنہ مجھے مجبوراً لے جانا ہوگا۔ ناچار میں ہمراہ ہوگیا۔ وہ ایک مکان پر مجھے لے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک امیر افسر سامنے جلیبیوں کی بھری ہوئی رکاب رکھا ہوا بیٹھا ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ اسے کیا کہتے ہیں۔ میں نے کہا ہمارے ملک میں اسے جلیبی کہتے ہیں۔ کہا کہ ایک ہندوستانی سے سن کر میں نے بنوائی ہیں۔ خیال کیا کہ اس کو پہلے کسی ہندوستانی کو ہی کھلاؤں۔ چنانچہ مجھے آپ کا خیال آ گیا اس لیے میں نے آپ کو بلوایا۔ اب آپ آگے بڑھیں اور کھائیں۔ میں نے کہا نماز کے لیے اذان ہوگئی ہے۔ فرصت سے نماز کے بعد کھالوں گا۔ کہا مضائقہ نہیں۔ ہم ایک آدمی کو مسجد میں بھیج دیں گے کہ تکبیر ہوتے ہی آ کر کہہ دے۔ خیر میں کھا کر جب شکم سیر ہوگیا تو ملازم نے اطلاع دی کہ نماز تیار ہے تکبیر ہوچکی ہے۔ پھر دوسری صبح میں جب کہ اپنا بستر اصاف کر رہا تھا اور اپنی کتابیں الٹ پلٹ رہا تھا تو ناگہاں ایک پونڈ مل گیا۔ چونکہ

میں نے کبھی کسی کا کوئی مال نہیں اٹھایا اور نہ کبھی مجھے کسی کا روپیہ ہی دکھلائی دیا اور میں یہ خوب جانتا تھا کہ اس مقام پر مدت سے میرے سوائے کوئی آدمی نہیں رہا اور نہ کوئی آیا۔ لہٰذا میں نے اسے خدائی عطیہ سمجھ کر لے لیا اور شکر کیا کہ بہت دنوں کے لیے یہ کام دے گا۔

محبت قرآن فرمایا۔ قرآن شریف کے ساتھ مجھ کو اس قدر محبت ہے کہ بعض وقت تو حروف کے گول گول دوائر مجھے انف محبوب نظر آتے ہیں اور میرے منہ سے قرآن کا ایک دریا رواں ہوتا ہے اور میرے سینہ میں قرآن کا ایک باغ لگا ہوا ہے۔ بعض وقت تو میں حیران ہو جاتا ہوں کہ کس طرح اس کے معارف بیان کروں۔

مطالعۂ قدرت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے مطالعہ سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔ اور انعامات الٰہی کے مطالعہ سے محبت میں ترقی ہوتی ہے۔

یقین کی علامت فرمایا۔ کوئی عقلمند جان بوجھ کر اپنے آپ کو کنوئیں میں نہیں گراتا، آگ میں نہیں پھینکتا، انسان کیا بلکہ حیوان بھی اپنے آپ کو کسی گڑھے میں نہیں گراتا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ سبب یہی ہے کہ اسے یقین ہے کہ میں اگر اس میں پڑوں گا تو ہلاک ہو جاؤں گا، تباہ ہو جاؤں گا۔ یقین ہی ہے جو انسان کو اس مقام میں پڑنے سے بچاتا ہے۔

قبضِ روح فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ (الزمر: ۴۳)۔ روح کلام الٰہی کو کہتے ہیں مگر لوگوں نے غلطی سے نفس کا نام روح رکھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانوں کو قبض کرتا ہے کب؟ جب کہ مر جاتی ہیں اور جب سو جاتی ہیں۔ اس طرح تمہاری جانیں قبضۂ قدرت الٰہیہ میں ہیں۔

بیعت کا ظاہری فائدہ ذکر ہوا کہ ایک شخص آپ کو مانتا ہے مگر بیعت نہیں کرتا۔ فرمایا۔ بیعت کا فائدہ ایسا ہے جیسے کسی درخت میں شاخ لگا دی۔ جو فضل اس درخت پر ہوتے ہیں اس سے پھر شاخ بھی حصہ لیتی ہے۔

جب خدا کسی کو مامور کرتا ہے تو اس کی اطاعت اور بیعت نہ کرنے والا خدا سے بغاوت

کرنے والا ٹھہرتا ہے۔

جب تک تعلق نہ ہو دعا نہیں نکلتی۔ اضطراری دعا نہیں نکلتی۔ خط سے بھی تعلق پیدا ہوتا ہے۔ تعلق کے سوا اضطراب نہیں پیدا ہوتا۔

کتابوں کی شرحیں فرمایا۔ میں بہت غور سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ شروع میں بہت شرحیں نہیں پڑھنی چاہئیں۔ کیونکہ شارح اپنا خیال ہی ظاہر کرتا ہے۔ ایک شخص نے گلستان کی شرح میں وحدت وجود بھردی حالانکہ سعدی کا گمان بھی کبھی وحدت وجود کی طرف نہیں گیا ہوگا۔

کتابیں سمجھنے کے لیے چار امور کسی کتاب کے سمجھنے کے لیے چار چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۱) لغت۔ اس میں عام بات ہوتی ہے کوئی خاص خیال نہیں ہوتا۔

(۲) مصنف کبھی ایک جگہ پوری بات نہیں کرتا تو دوسری جگہ پوری کر دیتا ہے۔ خود اس مصنف کی تصنیف پر غور کرنا چاہیئے کہ مصنف کا منشاء کیا ہے۔

(۳) وہ اصول جن پر وہ کتاب لکھی گئی ہے وہ کیا کہتے ہیں۔ کیونکہ اصول کے خلاف کتاب نہیں ہوسکتی۔

(۴) جس مذہب کی کتاب ہے اس کی جڑ تو نہیں کاٹنے لگی۔ جب وہ اس مذہب کو ثابت کرنے کے لیے کتاب بنی ہے تو اس کو کاٹ تو نہیں سکتی۔

کہانیوں کی ضرورت نہیں فرمایا۔ قرآن شریف سمجھنے کے لئے کہانیوں کی ضرورت نہیں تفسیر والوں نے کہانیاں بھردی ہیں۔ اساطیر الاوّلین تو کافر کہا کرتے تھے مومنوں کو اس سے کیا واسطہ۔ قرآن مجید میں ایمان، اخلاق، صفات الٰہیہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشینگوئیاں، حالات اور فقہ کے مسائل ہیں۔

تکبر نہ کرو فرمایا۔ تکبر خداوند تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ (القصص: ۵) فرعون نے علو کیا، تکبر کیا، بنی اسرائیل کو ذلیل سمجھا۔ مسلمانوں میں بھی

جب سلطنت آئی تو ان میں علو پیدا ہو گیا اور یہی موجب ان کے زوال کا ہوا۔ دیکھو مسلمانوں کے سب گھروں میں چوہڑوں کی آمد و رفت ہے وہ ان کے گھروں کی صفائی کرتے ہیں مگر ان کو کبھی ان پر رحم نہیں آتا، ان کی اصلاح کا کوئی خیال ان کے دلوں میں نہیں آتا، ان کو حقیر جانتے ہیں اور اسی حال میں ان کو چھوڑ رکھا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ملک کے بعض حصوں میں یہ قوم اب ترقی کر رہی ہے بعض ان میں سے بڑے بڑے عہدوں پر پہنچ چکے ہیں۔ کسی کی حقارت نہیں کرنی چاہیئے۔ مجھے ایک سید صاحب کا حال معلوم ہے کہ وہ اپنی ذات کو اتنا بڑا جانتے تھے کہ اپنے شہر کے کسی سید کو اپنی لڑکی دینا پسند نہ کرتے تھے اور چونکہ وہ کسی کو لڑکی نہ دیتے تھے ان کے لڑکے کو بھی کوئی لڑکی دینا پسند نہ کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا بیٹا اور بیٹی ہر دو عیسائی ہو گئے اور ان کی لڑکی نے ایک چمار نو عیسائی کے ساتھ شادی کر لی۔ یہ بیان عبرت کے لیے ہے۔ غرض اور کی حقارت کرنا بہت بری بات ہے۔

اپنی بات ایک صاحب کا عریضہ پیش ہوا جنہوں نے حضرت صاحب کو مخاطب کر کے یہ شعر لکھا تھا۔

جلا دے اپنے مردے کو بتا دے کوئی بات اپنی
دکھا دے روئے تاباں میں بھی ہوں تیرے مریدوں میں

فرمایا۔ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** بہت پڑھا کریں اور نماز کو سنوار کر پڑھا کریں۔

حالت زمانہ فرمایا۔ قرآن شریف میں تو آیا ہے کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (النساء: ۳۵)

مگر آج کل تو یہ حال ہے کہ **اَلنِّسَاءُ قَوَّامَاتٌ عَلَى الرِّجَالِ**۔

ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ کہیں تمہاری بیوی بھی تم پر غالب آ کر تمہاری ہجرت کو واپس نہ لوٹا دیوے۔

....

ہندوؤں کے ہاتھ سے کھانا

ایک شخص نے مفصلہ ذیل چار سوال کیے۔

(۱) یہ کہ مشرک کی کیا تعریف ہے؟

(۲) یہ کہ اس مشرکانہ تعریف میں ہندو شامل ہیں یا نہیں؟

(۳) یہ کہ ہندو کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) یہ کہ اگر جائز ہے تو پھر اس آیت کی جو ذیل میں درج ہے کیا تفسیر ہے؟ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (التوبة:۲۸)

ان سوالات کے جواب حضرت امیر المومنین نے یہ لکھوائے۔

۱۔ کوئی شخص جب اللہ کی ذات، اسماء، افعال، عبادات میں کسی مخلوق کو ساجھی بنائے اور بلا اجازت حق سبحانہٗ اس کی تعظیم کرے جو معبود حقیقی کے سزاوار ہے تو وہ شخص مشرک ہے چاہے مسلمانی کا دعویٰ کرے۔ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (یوسف:۱۰۷)

۲۔ آریہ مشرک ہیں کیونکہ وہ اللہ کی ذات کے ساتھ روح، مادہ، فضاء، زمانہ کو بھی ازلی وابدی سمجھتے ہیں۔ سناتنی ہندو بھی مشرک ہیں وہ بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔

۳۔ ہندو کے ہاتھ کا (حلال) کھانا جائز ہے۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (التوبة:۲۸) نجس اعتقادی مراد ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ (الحج:۳۱) یعنے تمام بت پلید ہیں ان سے بچو۔ اب پرستش تو سورج چاند کی بھی ہوتی ہے تو کیا وہ ناپاک ہیں؟ ایسا ہی بت پتھر، لکڑی کے ہوتے ہیں۔ پھر مشرکوں کو جو نجس فرمایا تو یہ روحانی پلیدی مراد ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں جب کہ آپ کی اپنی حکومت تھی ایک مشرک کے مشکیزہ سے پانی پیا۔ صحابہ کو پلایا۔ پس جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول نے حلال کیا اپنے پر حرام نہیں کرنا چاہئے۔

مریض کا روزہ مریض کو یا جس کو روزہ رکھنے سے کوئی مرض ہو جاتا ہے روزہ نہ رکھے۔ وہ شخص روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلاوے۔ یہ حکم اسلام کا ہے۔

نورالدین۔ ۱۹/۱۰/اکتوبر ۱۹۱۱ء

روزے میں تھوک

سوال۔ جب کبھی میں روزہ رکھتا ہوں تو مجھے بہت تھوک آتی ہے اور بعض دفعہ تو نماز پڑھتے ہوئے منہ میں تھوک جمع ہو جاتی ہے اور کسی وقت نگلی جاتی ہے۔ تو کیا تھوک نگلنے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

فرمایا۔ تھوک نگلا جاوے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(البدر جلد ۱۰ نمبر ۴۸ و ۴۹ مؤرخہ ۱۹/اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳، ۴)

آنحضرتؐ کی شان فرمایا۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز تک ایک علیحدہ کمرہ میں قیام کیا تھا۔ حضرت عمرؓ وہاں تشریف لے گئے اور آنحضرتؐ سے اجازت حاصل کر کے حجرہ کے اندر گئے۔ دیکھا کہ آپ کے کمرے میں صرف ایک بوریا بچھا ہے جس پر آپ لیٹے ہوئے ہیں اور بوریا کے نشان آپ کے بدن مبارک پر لگ گئے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کی یہ حالت ہے۔ حالانکہ کفار، قیصر و کسریٰ کیسے شاندار مکانوں میں رہتے ہیں اور ان کے مکانات میں کیسا اسباب ہوتا ہے۔ آپ اٹھ بیٹھے اور فرمایا۔ عمرؓ تُو قیصر و کسریٰ کا ذکر کرتا ہے وہی قیصر و کسریٰ جن کو تُو فتح کرے گا اور ان کے ملک پر حکومت کرے گا۔

فرمایا۔ ظاہری بڑائی اور دولت کچھ شے نہیں۔ دیکھو آنحضرت کی وہ شان تھی کہ ان کا ایک خلیفہ عمر قیصر و کسریٰ پر حکمران ہوا پھر قیصر و کسریٰ کی آپ کے سامنے کیا حقیقت تھی۔ مگر ظاہری عیش و آرام کے آپ خواہش مند نہ تھے اور نہ اس طرف کبھی متوجہ ہوتے۔

صحیح تاریخ کہاں ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح نے مولوی ابوسعید عربی صاحب کے ایک خط کے جواب میں تحریر فرمایا

پیارے! کیا کیا القاب والے!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔مکرمت نامہ تاریخوں، یونیورسٹی اور تفسیر کے متعلق پہنچا۔ بہت علیل ہوں۔

تاریخ صحیح کون لکھے؟

خارجی لکھے تو اہل بیت میں کوئی خوبی بتا سکے گا؟ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میں کوئی کمزوری ظاہر کر سکے گا۔ شیعہ لکھے تو وہ جناب ابوبکر وعمر اور ان کی جماعت کی کوئی بھلائی ظاہر کرے گا اور ظلموں کے لکھنے میں دریغ کرے گا اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی کوئی کمزوری ظاہر کر سکے گا۔ مسیحی لوگ لکھ سکیں گے؟ وہ اپنے خدا صاحب کی سی سالہ زندگی پر کوئی یقینی روشنی نہیں ڈال سکے۔

ہمارے نبی کریم کے حالات میں جو جو ظلم کیے ہیں وہ ہم سے مخفی۔ سر ولیم میور آپ کو ابراہیم کی نسل نہیں مان سکا۔ نیچری لکھیں گے تو نبی کریم کی ان آیات کو جو تیرہ سو برس سے مؤرخ لکھتے آتے ہیں ان تمام پر پانی نہ پھیریں گے۔ آپ کے وکیل نے قرآن کریم کی وہ تاریخ لکھی ہے کہ **الامان الامان** دجال کے کان کاٹ دیئے ہیں۔

آج کل ہندو لکھیں۔ ایک ہندو لکھتا ہے راجپوت وہ قوم ہے جس نے عمر وعثمان کو عبدالملک کو اپنی تلواروں سے قتل کیا۔ ایک شیعہ مؤرخ لکھتے ہیں۔

(در جمل چوں معاویہ بگریخت)

سنّی لکھے جو نہ ابوبکرؓ وعمرؓ کی کمزوری لکھ سکے نہ علی وحسین کی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

مسٹر امیر علی صاحب بالقابہ نے حضرت نبی کریم کی سوانح عمری لکھی ہے ایک عالم بھلے مانس سے زیادہ نبی کو دکھا نہیں سکے اور ایک مولد خوان لکھتے ہیں جو زمین وآسمان کے قلابے ملاتے ہیں اب معتبر وغیر معتبر فیصلہ کون کرے۔

مولوی حافظ آنریری سیکرٹری کون کون بالقابہ وآدابہ اس کے آگے مولویوں (جن میں نورالدین بھی ہے) مساجد ومدارس کے چندہ مانگنے والوں کے نام رکھو اور عرض کرو حضور ان کی تاریخ

لکھ دیں تو آپ کو اشتہار کے الفاظ تو یاد ہوں گے جو اس گروہ کے متعلق ارشاد فرمائے گئے تھے پھر کیا لکھیں گے۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ مر کر جواب ضرور دینا ہے۔

چاہے کوئی مانے یا نہ مانے

شبلی صاحب کو معلوم ہوگا کہ قرطبہ و بغداد کی یونیورسٹی میں کیا تھا اور لوگ کیسے بن کر اس سے نکلے۔ میں نے جس قوم سے دین سیکھا ہے ان کے چند نام عرض ہیں۔

اوّل محمد رسول اللہ فِدَاهُ نَفْسِیُ وَ اَبِیُ وَ اُمِّیُ

دوم امام مالک و امام اعظم۔ سوم امام بخاری و مسلم۔ چہارم السید عبدالقادر، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، خواجہ سلیمان تونسوی۔ پنجم محمد اسمٰعیل، محمد اسحٰق، عبدالعزیز، ولی اللہ، یہ سب دہلوی ہیں۔ ششم ابن تیمیہ، ابن قیم، مجدد فیروز آبادی سیبویہ۔ ہفتم ابن عربی۔ ہشتم قادیانی صاحب۔

ان میں سے ایک بھی بغداد و قرطبہ کی یونیورسٹی کا ڈگری یافتہ نہیں۔

میں خود آپ کی یونیورسٹی کا حامی ہوں مگر مجھے پہلے دو کا علم نہیں۔ ہاں یہ یقین ہے کہ میرے معلموں میں وہاں کا کوئی نہیں۔ جناب کے معلم بھی اگر میں غلطی نہیں کرتا اس یونیورسٹی کا کوئی نہیں۔ ہاں مجھے دو یونیورسٹیوں کا علم نہیں صرف نیچریوں سے سنا ہے۔ تاریخ کی جو قدر میرے دل میں ہے وہ سابق عرض کر چکا ہوں۔ کوئی شخص تاریخ کے معنے وسیع کرلے تو اس کی اصطلاح سے مجھے انکار نہیں۔

شوکانی یمنی کا نام اور مولوی روم صاحب کا نام میں بھول گیا۔ ان سے بھی مستفید ہوں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَرِيْمِ۔

آپ کو دعوتی خطوط بہت آئیں گے اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان خطوط کو مبارک کرے۔ آمین

مبارک۔ مبارک۔ لاکھ لاکھ مبارک... جہاں آپ کو عربی پڑھنے کی بار بار ترغیب دی گئی۔

ہاں سنّی مسلمان کہتے ہیں کہ مغازی موسیٰ میں عقبہ اور واقدی عمدہ ہیں اور طبقات میں طبقات

کاتب واقدی عام تاریخ میں البدائۃ والنہایۃ ابن کثیر اور دول الاسلام ذہبی، مقدمہ تاریخ ابن خلدون۔

شیعہ کا اعتقاد ہے ناسخ التواریخ عمدہ ہے۔

مجھے تو میرے ائمہ نے سکھایا ہے کہ تاریخی کتابوں پر اپنے عقائد اور فروعات فقہ کی بنا مت رکھو۔

مجھے تو اب تک واقعات جمل وصفین اور آیۃ کریم اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (الفتح: ۳۰) کی تطبیق عمدہ طور پر معلوم نہیں ہوئی۔ آہ۔ کیسا ناقص علم ہے۔ کاش یونیورسٹی کا کوئی مل جاتا۔ مجھے آبِ حیات محمد حسین آزاد اردو میں پسند تھی مگر شبلی صاحب نے اپنی ایک کتاب میں لکھ دیا ہے یہ رافضی علامہ شوستری کا بدلہ لیتا ہے۔

خاکسار بچپن میں سنتا چلا آیا کہ امیر تیمور نادر بڑے ظالم تھے اور جہانگیر نور جہاں کا عاشق زار وسکیر وخمیر تھا۔

حجاج نے کعبہ جلایا۔ اور اب میں امیر تیمور کو نادر شاہ کو جہانگیر کو بڑی محبت سے دیکھتا ہوں۔ رحمہم اللہ کہتا ہوں، یقین کرتا ہوں کہ حجاج کے ہاتھوں بیت اللہ نہیں جلا۔

ابوالفضل فیضی مجھے پیارے ہیں گو آپ کہہ دیں گے کہ آخر آپ کو تاریخوں سے پتہ لگا اور ان سے فائدہ پہنچا۔ نہیں پیارے ہرگز نہیں اور ذرائع محبت کے ہوئے اَور، حرق کعبہ کے اور ہوئے۔ طبیعت علیل ہے آپ کو کاموں سے فرصت کہاں۔ خط اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔

والسلام

نورالدین ۲؍اگست ۱۹۱۱ء

قرآن شریف میں قصے نہیں

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کہانیاں نہیں ہیں کہ لوگوں کے دل بہلانے کے واسطے قصے لکھ دیئے گئے ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور نیک لوگوں کے حالات اس واسطے بیان کر دیئے ہیں کہ سننے والے ویسے ہی نیک اعمال کر کے بڑے بڑے درجات پاویں۔ اللہ تعالیٰ اسی واسطے ایسے بیانات کے اخیر میں فرماتا ہے۔ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (الانعام: ۸۵) اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی اجر دیتا ہے اور بروں کے حالات عبرت کے واسطے بیان کیے جاتے ہیں۔

رات کو دیر تک جاگنا فرمایا۔ یہ انگریزی خوانی سے مرض طلباء میں پیدا ہوتا ہے کہ رات کو دیر تک جاگتے رہتے ہیں۔ مٹی کا بدبودار تیل استعمال کرتے ہیں۔ باریک ٹائپ پڑھتے ہیں۔ آنکھیں خراب ہو جاتی ہیں۔ لڑکپن میں عینکیں لگانی پڑ جاتی ہیں۔ دل ضعیف ہو جاتے ہیں۔ معدہ کمزور ہو جاتا ہے۔ تمام اعضاء میں سستی آ جاتی ہے۔ قسم قسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ انبیاء ایسا نہ کرتے تھے بلکہ وہ رات کو وقت پر سوتے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد بہت بولنا خلاف سنّت ہے۔ صبح سویرے اٹھنا چاہیئے اس سے صحت اچھی رہتی ہے۔

مولویوں کے جواب فرمایا۔ عام مولوی تو اپنے بالمقابل کو یہ جواب دیا کرتے ہیں کہ اسے آتا ہی کیا ہے جو ہم اس کا جواب دیں۔ اور اس کے ساتھ شیعہ مولوی ایک اور بات بڑھا دیتے ہیں کہ یہ صحیح النسب سید نہیں ہے۔

جس نے تمہیں لڑکی دی اس کی عزت کرو فرمایا۔ بڑے غضب کی بات ہے اور گرے ہوئے اخلاق کا نمونہ ہے کہ ہمارے ملک میں خسر اور ساس کے لفظ کو لوگ گالی کے موقعہ پر استعمال کرتے ہیں۔ یہ بہت بڑی بے انصافی ہے۔ جس نے تمہیں لڑکی دی وہ تمہارا باپ ہے اس کی عزت کرو۔ لوگ چاہتے ہیں کہ جس کی لڑکی لیں اس کا گھر بھی لوٹ لائیں۔ یہ بات انبیاء کے طریق کے خلاف ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ نے آٹھ سال خدمت کر کے بیوی حاصل کی۔ حضرت یعقوب نے چودہ سال خدمت کی تھی۔ عورتوں پر رحم کرو اور ان کے حقوق کی حفاظت کرو۔ اس ملک میں عورتوں پر بڑا ظلم ہوتا ہے۔ بعض لوگ نہ طلاق دیتے ہیں نہ آباد کرتے ہیں۔ ایسے شریر لوگوں کی کچھ پرواہ نہیں کرنی چاہیئے اور جہاں طاقت ہو لڑکی کا نکاح اور جگہ کر دینا چاہیئے۔ گورنمنٹ میں درخواست دی جائے تو منصف مزاج حاکم بھی اجازت دے دے گا۔

رمضان میں قرآن شریف کس وقت سنایا جائے؟

سوال۔ مفتی صاحب کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ مسجد اقصےٰ میں سحری کے وقت قرآن شریف

سنایا جاتا ہے۔قرآن پاک جس وقت سنایا جائے بہتر ہے اور بالخصوص صبح کا وقت پچھلا حصہ شب کا بہت ہی مناسب ہے۔لیکن یہاں ایک صاحب نے یہ دریافت کیا کہ کیا تراویح کے قائم مقام یہ نماز ہے۔اگرایسا ہےتو معمول کے یہ خلاف کیوں ہے؟

جواب۔فرمایا۔تین روز میں نبی کریم نے تہجد میں قرآن سنایا ہے اورابی ابن کعب نے مسجد نبوی میں عشاء کے بعدقرآن سنایا ہے۔میں حیران ہوا ہوں کہ یہ دونوں تعامل کے کس طرح خلاف ہوئے۔ہردووقت جائز ہے۔۸رکعت یا۲۰رکعت ہردو جائز ہے۔

(البدرجلد۱۰نمبر۵۰مؤرخہ۲۶/اکتوبر۱۹۱۱ءصفحہ۳،۴)

سنّتِ رسولؐ فرمایا۔لوگ جو کہتے ہیں کہ سنّت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ضرورت نہیں ہے صرف قرآن کریم کافی ہے وہ غلط ہے۔مثلاً صرف نماز کو ہی لے لوتواگرسنّت رسول کے لحاظ سے اس کی خاص نوعیت نہ سمجھی جائے تو عربوں کی نماز تو مَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً (الانفال:۳۶)صرف تالیاں لگانی اور سیٹیاں بجانی ہی تھی جس کا ذکر خودقرآن کریم میں ہے۔پس عربی لغت کی رو سے تو وہی سیٹیاں بجانی اورتالیاں لگانی ہی نماز ہوگی۔

اللہ کا کوئی خلیفہ نہیں فرمایا کہ آدم خلیفۃ اللہ یہ غلط ہے۔قرآن کریم میں کہیں ایسا نہیں آیا۔اللہ تعالیٰ کا کوئی خلیفہ(جانشین)نہیں ہوسکتا۔

ریا کی جائزصورت فرمایا۔ریا بھی ایک رنگ میں جائز ہوتا ہے۔مثلاً حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبرپرنماز پڑھ کر دکھلائی کہ یوں نماز پڑھی جاتی ہے تاکہ سب دیکھ لیں مطلب یہ کہ بہت نیک ہو۔

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے فرمایا۔انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ایک وہ جن میں دخل انسانی کچھ بھی نہیں۔دوسرے وہ چیز انسان کا تصرف ہے۔شریعت اسی حصہ کے لیے ہے جس پر انسانی تصرف ہے۔مثلاً ایک زبان ہی کولو کہ اس میں دوقوتیں ہیں۔ایک تو ذائقہ دریافت کرنے کی دوسرے بولنے کی۔شریعت میں یہ نہ ہوگا کہ زبان سے نمک کومیٹھا ثابت کرو۔بلکہ یہ ہوگا کہ جھوٹ مت بولو۔گالی مت دو۔

ھو الاوّل وھو الاخر کے معنی فرمایا۔ ھُوَ الۡاَوَّلُ وَالۡاٰخِرُ (الحدید: ۴) کے معنے یہ ہیں کہ جیسا کہ ایک مخلوق اپنی ابتدا میں اس کا (یعنی اللہ کا) محتاج ہے۔ ویسا ہی بقا و انتہا میں بھی اس کا محتاج ہے۔ یہ معنے غلط ہیں کہ وہ (یعنی اللہ) مخلوق کے پہلے تھا اور جب کل مخلوق فنا ہو جائے گی تب وہی ہوگا۔ اسی سے تو جنت کی نعماء کی حقیقت فانی ہی رہ جاتی ہے۔

اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا فرمایا۔ ہمارے مقابلہ میں مخالفوں نے ناخنوں تک زور لگائے۔ پھر دیکھتے ہو اس بستی میں جہاں کوئی دلچسپی نہیں کہاں کہاں کے لوگ جمع کر دیئے ہیں اور جمع کر رہا ہے۔

ابلیس اور شیطان فرمایا۔ ابلیس اس کو کہتے ہیں جس کی ذات میں بدی ہو۔ پھر جب وہ اپنی بدی دوسروں تک پہنچاتا ہے تو اس کا نام شیطان ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں جہاں کہیں یہ دونوں لفظ آئے ہیں انہیں دو خصوصیتوں کے لحاظ سے آئے ہیں۔

مصیبت بڑے بڑے فضلوں کا باعث ہو جاتی ہے فرمایا کہ حضرت صاحب سے میں نے مجاہدہ کے لیے پوچھا تو کہا کہ فصل الخطاب لکھو۔ پھر پوچھا تو فرمایا کہ تصدیق براہین احمدیہ لکھو۔ پھر پوچھا تو فرمایا کہ ایک کوڑھی کو اپنے مکان میں رکھ کر علاج کرو۔ وہ مریض بھی بڑا ہی نیک انسان تھا۔ اس نے کہا کہ میرا علاج نہ کرو کیونکہ جب تک مجھ کو مرض ہے اس وقت تک تنہائی میسر ہے اور خدا سے دعا کرنے کے لیے جوش پیدا ہوتا ہے۔ مگر میں نے کہا میں بھی مجبور ہوں کیونکہ میرے امام کا حکم ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ مصیبت بھی بڑے بڑے فضلوں کا باعث ہو جاتی ہے۔

دعا میں پورا بھروسہ اللہ پر ہونا چاہیئے فرمایا۔ میری خالہ کے دوترے کا مقدمہ تھا۔ اس نے مجھے دعا کے لیے کہا کہ دعا فرمایئے کہ مقدمہ کسی انگریز کے اجلاس میں پیش ہو۔ ہندوستانی حاکم اکثر رشوت خوار ہوتے ہیں۔ میں نے بہت کہا کہ ایسی دعا نہ کراؤ بلکہ یہ دعا کراؤ کہ خدا مدد کرے۔ مگر اس نے نہ مانا۔ خدا کی شان کہ انگریز ہی کے اجلاس میں مقدمہ پیش ہو گیا۔ فریق ثانی نے کسی رئیس سے

سفارش کرادی اور مقدمہ اس کو حسب خواہ فیصل ہو گیا۔ پھر اپیل میں بھی اسی وجہ سے کہ اوّل فیصلہ ایک انگریز حاکم کا تھا اسی کو کامیابی ہوئی۔ اسی سے سبق ملتا ہے کہ خدا کے یہاں ایسی دعا ہرگز نہ کرنی چاہیئے جس میں پورا بھروسہ اللہ پر نہ ہو۔

کثرت پر تکبر نہ کرو فرمایا۔ اپنی کثرت پر تکبر نہ کرو۔ حنین کے واقعہ سے سبق لو کہ انبیاء کی جماعت پر بھی ابتلا آتے ہیں۔

عمدہ تعلیم فرمایا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب رات کو سونے لگو تو بستر ے کو خوب جھاڑو۔ کیسی عمدہ تعلیم ہے۔

بڑی بڑی خرابیوں کا سبب فرمایا۔ خوش خوراک ہونا اور خوش پوشاک ہونا اور پھر آپ محنت نہ کرنا بڑی بڑی خرابیوں کا باعث ہوجاتا ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے اور برابر محنت سے کام کرنا چاہیئے۔

مسلمانوں میں قرآن کریم پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا فقدان فرمایا۔ مجھے درد ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا ہے اور جو پڑھتے ہیں وہ بھی سمجھتے نہیں۔ کیسے افسوس کی بات ہے کہ اپنے کسی دوست کا خط ہو تو بلا سمجھے ہوئے چین نہیں پکڑتے۔ مگر قرآن کریم جو اللہ کا فرمان ہے اور نبیوں کے سردارؐ کے ذریعہ سے آتا ہے اس کو سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ اور بھی زیادہ افسوس ہے کہ ہر زبان میں قرآن کریم کے ترجمے کئی کئی موجود ہیں مگر نہیں پڑھتے اور سمجھ کر نہیں عمل کرتے۔ دنیوی معاملات میں اکثر بڑے چالاک ہیں مگر نہیں چالاک ہیں تو قرآن کریم کے سمجھنے میں۔

اعلیٰ درجہ کی دعا فرمایا۔ قرآن کریم کے سامنے کسی مذہب والے کو بولنے کی طاقت نہیں۔ میں نے قرآن کریم کو لے کر کل مذاہب والوں سے بحث کی ہے مگر کوئی مقابلہ میں بول نہیں سکا ہے۔ ایک برہمو سے میں نے پوچھا کہ تمہارے مذہب کی کیا خوبی ہے؟ اس نے کہا کہ خوبی یہ ہے کہ ہم ہر مذہب سے عمدہ بات لے لیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ سب سے عمدہ بات تمہارے مذہب میں کیا ہے؟ اس نے

کہا کہ دعا ہے۔ میں نے کہا کہ کل مذاہب میں جو کوئی ایک اعلیٰ درجہ کی دعا ہوگی وہ تم نے لے لی ہوگی وہ ہمیں بتاؤ۔ مگر اس نے نہ بتایا اور ڈر گیا کہ جو کوئی دعا بھی میں بتاؤں گا اس میں کوئی اعتراض کوئی کمزوری نکل آئے گی۔ میں نے بہت زور لگایا مگر وہ کسی طرح اپنے مذہب کی دعا کے بیان کرنے پر راضی نہ ہوا۔ پھر میں نے کہا کہ آپ تو ڈر گئے کہ جو دعا ہم سنائیں اس میں شاید کوئی نقص ہو مگر میں ایک دعا سناتا ہوں پھر میں نے الحمد سنائی اور اس کا ترجمہ اس کی ہی زبان میں کر کے بتایا اور پوچھا کہ اب تم کوئی دعا سناؤ جو اس سے بڑھ کر ہو۔ وہ مبہوت رہ گیا اور نوٹ بک نکال کر کہنے لگا کہ یہی دعا لکھ دو۔ بس۔ بس میں یہی دعا مانگا کروں گا۔ یہ کامیابی ہے قرآن کریم کی۔ میں نے کہا کہ پھر تمہارے مذہب نے کیا بتایا؟ (سید وزارت حسین)　　　(البدر جلد ۱۱ نمبر ۱ مؤرخہ ۲ رنومبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

لطیفہ

ایک پادری نے حضرت خلیفۃ المسیح سے ایک دفعہ پوچھا کہ تم جو کہتے ہو کہ بہشت میں کھانے کی چیزیں ہوں گی۔ جب کھائیں گے تو بتلاؤ کہ پاخانہ کہاں پھریں گے؟ حضرت نے اسے جواب دیا کہ

تم نو مہینے ماں کے پیٹ میں رہے اور کھاتے بھی رہے۔ بتلاؤ کہ پاخانہ کہاں پھرتے تھے۔ اس پر پادری صاحب خاموش ہو گئے۔

....

صحابہ کس سادگی میں زندگی بسر کرتے تھے فرمایا۔ وہ کیا عجیب نظارہ ہوگا کہ ایک دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی بیٹی کے گھر میں گئے۔ آپ کے ساتھ بارہ صحابی تھے۔ ان میں سے ہر ایک سر سے ننگا تھا کسی کے گلے میں کرتہ نہ تھا کسی کے مونڈھے پر چادر نہ تھی اور کسی کے پاؤں میں جوتا نہ تھا سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آپ کے ساتھ چلے جاتے تھے۔ دیکھو صحابہ کس حالت میں اپنی زندگی بسر کرتے تھے اور اس وقت یہ پیشگوئیاں ہوتی تھیں کہ ہم قیصر و کسریٰ کے فاتح ہوں گے۔

ایک شخص نے کہا کہ اس وقت عام طور پر غربت تھی اور سب لوگوں کا یہی حال ہوگا؟ فرمایا۔ نہیں سب تو ایسے نہ تھے۔ ابوجہل کے اونٹ کی نکیل سونے کی تھی۔

قرض سے بچنے کا علاج

ایک شخص نے عرض کیا کہ میں مبلغ پچیس ہزار روپے کا مقروض ہوں۔ فرمایا۔

اس کے تین علاج ہیں۔(۱) استغفار کرو۔(۲) فضولی چھوڑ دو۔(۳) ایک پیسہ بھی ملے تو قرض خواہ کو دے دو۔

یقین فرمایا۔ کوئی عقلمند جان بوجھ کر کنوئیں میں نہیں گرتا، آگ میں نہیں گھستا بلکہ کوئی جانور بھی اپنے آپ کو پہاڑ سے نہیں گراتا۔ کیوں؟ اس واسطے کہ اسے یقین ہے کہ اگر میں ایسا کروں گا تو تباہ ہو جاؤں گا، ہلاک ہو جاؤں گا۔ یہ یقین ہے جو اسے موت سے بچاتا ہے اور دینی معاملات میں اسی یقین کی کمی ہے جو لوگوں سے گناہوں کا ارتکاب کراتی ہے۔ دعویٰ تو ہے کہ ہم خدا، نبی، قرآن اور جزاء وسزا پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن یہ یقین اور ایمان اگر فی الواقع ہے تو پھر کیوں دغا اور فریب عام ہے۔ یقین تو بدی سے روکتا ہے۔ کوئی بچہ اپنی ماں کے سوائے دوسری عورت کے پاس نہیں جاتا۔ پھر لوگ کیوں اپنے خدا کو چھوڑ کر دوسرے کے پاس جاتے ہیں۔ اگر جزاء اور سزا پر ایمان اور یقین ہے تو پھر احکام الٰہی کی خلاف ورزی کیوں ہے؟ یاد رکھو جتنی یقین میں کمی ہے اتنا ہی انسان بدی کا مرتکب ہوتا ہے۔ بہانے بنانے سے کچھ فائدہ نہیں سیدھا ہی کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہم نہیں مانتے۔

ستاری سے فائدہ اٹھاؤ فرمایا۔ انسان بدی اور بدکاری کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس پر ستاری کرتا ہے، پردہ پوشی کرتا ہے، رحم کرتا ہے۔ انسان رات کو بدی کرتا ہے صبح اس کے ماتھے پر لکھی ہوئی نہیں ہوتی۔ کیوں؟ اس واسطے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے رحم سے فائدہ اٹھائے اور توبہ کرے اور آئندہ بدی سے پرہیز رکھے۔

بدی سے بچنے کا نسخہ فرمایا۔ بدی سے بچنے کا یہ گُر ہے کہ انسان علم الٰہی کا مراقبہ کرے۔ سوچے اور فکر کرے اور بار بار اس بات کو دل میں لائے اور اس پر اپنا یقین جمائے کہ خدا علیم ہے، خبیر ہے۔ وہ مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ میرے ہر فعل کی اس کو خبر ہے۔ اس طرح ریاضت کرنے سے انسان بدی سے بچ جاتا ہے۔

بے فائدہ بحث فرمایا۔بعض لوگ بے فائدہ بحثوں میں پڑتے ہیں۔مثلاً یہ کہ آنحضرت ﷺ کے والدین مومن تھے یا کافر تھے؟ یہ بیہودہ بحث ہے۔آنحضرت کا زمانہ دن کا زمانہ تھا جبکہ سورج روشن تھا۔آنحضرت سے قبل کا زمانہ رات کا زمانہ تھا۔رات کے وقت میں جو لوگ ہوتے ہیں ان پر کفر واسلام کا فتویٰ کیا۔وہ تو اندھیرے میں چلے گئے۔وہ لوگ بڑے گناہ گار ہوتے ہیں جو مصلح کا زمانہ پاتے ہیں اور پھر اس کا انکار کرتے ہیں۔رات کو غفلت کا وقت ہوتا ہے۔مگر جب جگانے والا آ گیا تو اس کا نہ ماننے والا ملزم ہوتا ہے۔

قرآن کی قدر کرو

ایک روز درس قرآن کریم ختم کرتے ہوئے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ تمہیں سمجھ دے! اللہ چاہے تو اپنے فضل سے تمہارے دل میں کوئی ایک بات بٹھا دے۔ اللہ کی کتاب کی قدر کرو۔پھر سمجھو اور عمل کرو۔

بخل کے دور کرنے کا علاج فرمایا۔بخل کے دور کرنے کا علاج یہ ہے کہ جب ایک پیسے کا بخل ہو تو دو پیسے دے دینے چاہئیں۔اور دو پیسے کا بخل ہو تو چار دے دینے چاہئیں۔اس کا میں نے جوانی میں خوب تجربہ کیا ہے اور بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

عزت میسر ہو تو مغرور ہو کر ہلاک نہ ہو جاؤ

سورۃ القصص کے آٹھویں رکوع کے درس کے بعد فرمایا کہ

اس رکوع کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی کو کسی قسم کی عزت میسر ہو تو اس پر مغرور ہو کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔خدا تعالیٰ بڑا قادر ہے اسے دیر نہیں لگتی۔اللہ سے ڈرو۔اس سے خوف رکھا کرو۔بدی کا نتیجہ کبھی نیک نہیں ہوسکتا اور نیکی کا نتیجہ کبھی بُرا نہیں ہوسکتا۔اللہ تعالیٰ تمہیں نیکی کی توفیق دے۔آمین۔

جبر کے قائل لوگ فرمایا۔جو لوگ اپنے کو جبر یہ کہتے ہیں وہ دل سے اس عقیدہ کو نہیں مانتے۔کیونکہ

وہ اپنے دنیاوی کاموں میں خوب خوب زور لگاتے ہیں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ نہیں جاتے۔ پھر دینی احکام کی بجاآوری میں جبر کے قائل ہیں۔ حضرت مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

اشقیا در کارِ عقبیٰ جبری اند

اولیاء در کار دنیا جبری اند

قیامِ نماز فرمایا۔ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور اسے لذت نہیں ملتی تو اس کو سوچنا چاہیئے کہ یہ بھی خدا کا فضل ہے کہ میں نے نماز تو پڑھ لی۔ دوسرا اس سے اعلیٰ ہے وہ نماز سمجھ کر پڑھتا ہے مگر دنیوی خیالات نماز میں بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے تو اس کو بھی خوش ہونا چاہیئے کہ سمجھ کر تو نماز پڑھنی نصیب ہوئی۔ تیسرا لذت وہی پاتا ہے۔اس کو بھی خوش ہونا چاہیئے۔اسی طرح انسان ترقی کرسکتا ہے۔شکر کرنے سے بھی ترقی ہوتی ہے۔اگر پہلے ہی نماز کو اس خیال سے کہ لذت نہیں ملتی کوئی چھوڑ دے تو وہ کیا ترقی کرے گا۔

ایک مبشر کشف فرمایا۔ایک دفعہ مجھے رؤیا ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی کمر پر اس طرح اٹھا رکھا ہے جس طرح چھوٹے بچوں کا مشک بناتے ہوئے اٹھاتے ہیں۔ پھر میرے کان میں کہا۔تُو ہم کو محبوب ہے۔

کھجور فرمایا۔ حدیث میں آیا ہے کہ کھجور مومن کی پھوپھی ہے۔اس پر بعض آریاؤں نے مذاق اڑایا ہے لیکن ان کو اس کی وجہ معلوم نہیں۔ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ کھجور کا درخت آدم کی بقیہ مٹی سے بنا ہے۔ ہر چیز جب بنائی جاتی ہے تو اس کا کچھ بقیہ رہ جاتا ہے جو زیادہ ضروری اور کارآمد نہیں ہوتا لیکن اسی کا جزو ضرور ہوتا ہے۔ کھجور ہی ایک ایسا درخت ہے جس کا کوئی جزو بھی خراب اور بے مطلب نہیں ہوتا۔اس پر حوادث بھی کم اثر کرتے ہیں۔مومن کو بھی ایسا ہی بننا چاہیئے۔

حمد و ثنا فرمایا۔حمد کا لفظ قرآن شریف میں بھی آیا ہے اور حدیث میں بھی۔لیکن ثناء کا لفظ قرآن شریف میں نہیں آیا البتہ حدیث میں آیا ہے۔

اور یہ غلط ہے کہ حمد کا لفظ صرف خدا کے لیے مخصوص ہے اور اوروں کے لیے جائز نہیں۔ دیکھو

خود نام محمدؐ ہی اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ محمدؐ کا لفظ اوروں کے واسطے آ سکتا ہے۔ محمد کے معنے ہیں حمد کیا گیا۔ ایسا ہی مقام محمود، جگہ حمد کی گئی۔ غرض کہ قرآن شریف میں محمد رسول اللہ اور مقام محمود، دو جگہ اس بات کے ثبوت میں کافی ہیں کہ حمد کا لفظ غیر خدا پر بھی استعمال ہوا ہے۔

احادیث بخاری فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک سے لے کر پانچ سو برس تک مدینہ منورہ میں کوئی داعیٔ بدعت نہیں ہوا۔ اسی لیے امام بخاری علیہ الرحمۃ کی عادت ہے کہ مدینہ والوں کی روایات کو مقدم سمجھتے ہیں۔ امام بخاری بدعتیو ں میں سے خارجیوں کی روایت کو تو لے لیتے ہیں لیکن رافضیو ں کی روایت کو شاذ ہی لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خارجیوں کے ہاں جھوٹ کفر ہے اور شیعوں کے ہاں تقیہ کے رنگ میں جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اسی طرح امام بخاری ان روایات کو شیعوں اور خارجیوں سے ہرگز نہیں لیتے جو ان کے مذہب سے مخصوص ہوں۔

غربا اچھے رہے فرمایا۔ دین جس قدر اولیاء اللہ کے ذریعہ پھیلا ہے اس قدر بادشاہوں کے ذریعہ سے نہیں پھیلا۔ اگر کوئی کہے کہ عالمگیر بادشاہ نے دین کی خدمت کی تو اس سے پوچھا جائے کہ گولکنڈہ میں کون تھا جس کے ساتھ عالمگیر کے جنگ ہوتے تھے۔ وہ ایک سید تھا۔ تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا کہ ایک آدمی بھی عالمگیر کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہو۔ جب کبھی دینی کام ہوئے غربا سے ہی ہوئے۔

عربی لٹریچر فرمایا۔ ہم نے جرمن کے پروفیسروں سے دریافت کیا کہ وہ کون کون سی کتابیں ہیں جن کے پڑھنے سے عربی زبان بہت اعلیٰ درجہ کی آ جائے۔ انہوں نے بالاتفاق مفصلہ ذیل کتابوں کا نام لکھا:۔

قرآن شریف، بخاری، مسلم، آثار کی کتابیں، امام شافعی کی کتاب اُم، احیاء العلوم، جاحظ کی کل کتابیں، مبرو کی کتاب کامل، عقد الفرید، سیرت ابن ہشام، تاریخ طبری، فتوح البلدان، تقویم البلدان، مقدمہ ابن خلدون، شفاء، رحلہ ابن بطوطہ، الف لیلیٰ، کلیلہ دمنہ، سبع معلقہ، حماسہ، اغانی، دیوان حریر، ابن ربیعہ، سقط الذنب، قانون بوعلی سینا، سیرۃ المختار۔

فرمایا۔ان پر ہم نے یہ کتابیں بڑھائی ہیں۔مدونہ،مبسوط،مغنی،محلی،شیخ ابن تیمیہ،ابن قیم،تفسیر کبیر،امام غزالی کی کل تصانیف۔

بخاری فرمایا۔نوّے ہزار آدمیوں نے بخاری صاحب سے کتاب بخاری سنی ہے۔

استاد ہوں تو ایسے فرمایا۔قبولیت دعا کے بھی عجیب در عجیب رنگ ہیں۔میرے ایک استاد تھے جن کا نام تھا حکیم علی حسین صاحب۔میں ایک دفعہ انہیں ملنے گیا اس وقت میری ماہوار آمدنی ایک ہزار روپے تھی مگر جیسے میری عادت ہے میرا لباس سادہ تھا بلکہ کچھ میلا بھی تھا۔مجھے دیکھ کر وہ گھبرائے اور کہنے لگے کہ میں جو خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگا کرتا ہوں ان کی قبولیت کے نشان میں ایک یہ دعا بھی مانگا کرتا ہوں کہ میرا کوئی شاگرد ذلیل نہ ہو اور اس کی آمدنی ایک ہزار روپے ماہوار سے کم نہ ہو۔تمہاری کیا حالت ہے۔جب میں نے اپنی اصلی حالت کا اظہار کیا تب ان کی تشفی ہوئی۔

موقع سے یوں فائدہ اٹھاتے ہیں فرمایا۔جب ہم حج پر گئے تو ہم نے ایک روایت سنی ہوئی تھی کہ مکہ میں جو شخص دعائیں مانگے اس کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔یہ روایت تو کوئی چنداں قوی نہیں تاہم جب وہ دعا مانگنے لگے تو ہم نے یہ مانگا ''یا الٰہی میں جب مضطرب ہو کر کوئی دعا تجھ سے مانگوں تو اس کو قبول کر لینا۔''

ایسا سوال ناجائز فرمایا۔ایک شخص نے ہم سے سوال کیا کہ بتلاؤ خدا کی کیا شکل ہے اور اس کی رنگت کیا ہے؟ میں نے کہا اچھا پہلے تم یہ بتلاؤ کہ تمہاری آواز کی کیا شکل ہے اور تمہاری قوت ذائقہ کی کیا صورت ہے اور تمہاری بینائی کی کیا رنگت ہے اس نے کہا یہ تو ہم نہیں بتا سکتے لیکن ان چیزوں کا کم از کم مقام تو معین ہے۔میں نے کہا اچھا بتلاؤ تمہاری قوت واہمہ جو ذرا سی دیر میں سارا جہاں گھوم آتی ہے اس کی کون سی جگہ مقرر ہے اور زمانہ کی کون سی جگہ مقرر ہے۔پس جبکہ ہم ایسی بہت سی مخلوق کو جانتے ہیں جس کی کوئی جگہ مقرر نہیں کر سکتے پھر جب مخلوق میں ایسی مثالیں موجود ہیں تو خدا تو پھر خدا ہے۔ایک سیکنڈ کا لاکھواں حصہ بھی سارے جہان کو اپنی بغل میں لیے بیٹھا ہے۔زمانہ موجود ہے مگر اس کی کوئی

شکل نہیں اور نہ اس کا کوئی مکان مقرر ہے تو خدا تعالیٰ کے متعلق ایسا سوال کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔

مومن فرمایا۔ مومن وہ ہوتا ہے جو دوسرے مومن کے لیے موجب راحت ہو۔

نیاز مندی فرمایا۔ نیاز مندی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک خادمانہ ہوتی ہے۔ دوسری عاشقانہ ہوتی ہے۔ خادمانہ نیاز مندی یہ ہے کہ جیسے بادشاہ کے دربار میں انسان عمدہ لباس پہن کر قواعد کے مطابق وضعداری کے ساتھ حاضر ہوتا ہے۔ اس کی مثال مومن کی نماز اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہے۔ دوسری نیاز مندی قواعد سے آزاد عاشقانہ رنگ میں ہوتی ہے۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کی عبادت میں روزے اور حج کے ساتھ ہے۔

عمل تسخیر فرمایا۔ جموں میں ایک مولوی صاحب میرے پاس آیا کرتے تھے۔ ایک دن کہنے لگے کہ آپ کو تسخیر کا علم ضرور آتا ہے مجھے بھی سکھلا دو۔ میں نے کہا وہ عمل یہ ہے کہ جب گھر سے نکلا کرو تو یہ پڑھا کرو۔ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ ۔ کہنے لگا یہ تو میں جانتا ہی ہوں کوئی نئی بات بتلاؤ۔

یار کا خیال ہو تو پھر اوروں پر نظر کہاں فرمایا۔ ہمارے ملک میں ہیر اور رانجھا کا قصہ مشہور ہے، دو عاشق معشوق تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مولوی صاحب نماز پڑھ رہے تھے کہ ہیر ان کے آگے سے گزر گئی۔ نماز سے فراغت کے بعد جب ہیر انہیں ملی تو انہوں نے شکوہ کیا کہ دیکھ میں نماز پڑھتا تھا تو میرے آگے سے گزری یہ گناہ ہے۔ اس نے کہا میں اس وقت اپنے یار کے خیال میں بے خبر جارہی تھی میں نے نہ آپ کو دیکھا ہے نہ آپ کی نماز کو اور تعجب ہے کہ آپ تو نماز میں تھے چاہیئے تھا کہ آپ کو اپنے خدا کا دھیان رہتا میں کس طرح آپ کو نظر آ گئی۔ مولوی صاحب بہت شرمندہ ہوئے۔

الہامات رحمانی اور شیطانی فرمایا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی الہامات ہوتے ہیں اور شیطان اور نفس امارہ کی طرف سے بھی الہامات ہوتے ہیں۔ رحمانی اور شیطانی الہاموں میں فرق یہ ہے۔

(۱) خدا کے الہام کے ساتھ ایک سرور ہوتا ہے اور شوکت ہوتی ہے جو شیطانی الہامات میں نہیں ہوتی۔

(۲) خدا تعالیٰ کے الہامات کی عظیم الشان تائید ہوتی ہے۔

(۳) رحمانی الہام کے ساتھ اس کی سچائی کا کوئی نشان بھی ہوتا ہے۔

(۴) رحمانی الہامات کے ساتھ فرشتوں کی حفاظت ہوتی ہے اور وہ فرشتے رسولوں کو نظر بھی آتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں سورۃ آئی تو ستّر ہزار فرشتے اس کے ساتھ تھے۔ مگر یہ حالت بڑے عظیم الشان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے۔

یارسول اللہ فرمایا۔ یارسول اللہ کر کے پکارنا جائز نہیں ہے۔ شاعر حالت شعر، اور حالت وجد میں کہا جائے تو اور بات ہے۔ اَيُّهَا النَّبِيُّ منصوص ہے اور عبادت میں ہے۔ لکھا ہے کہ عبادت میں قیاس جائز نہیں لہٰذا اس پر قیاس کر کے یارسول اللہ نہیں کہا جاسکتا۔

خلیفہ خدا بناتا ہے فرمایا۔ خدا جسے چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے۔ خدا کی مرضی سے خلافت ہوئی۔ خدا خود بناتا ہے۔ سورۃ نور میں لکھا ہے کہ خدا خود خلیفہ بناتا ہے۔ حضرت ابوبکر نے منبر پر خطبہ پڑھا تو بعد میں خلیفہ ہوئے۔ خلافتیں قرآن شریف میں چار آئی ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (البقرۃ: ۳۱)

(۲) حضرت داؤد کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کہا۔

(۳) سورۂ نور میں خلفائے راشدین کا وعدہ ہے۔

(۴) سارے جہان کو خلیفہ کہا۔ ثُمَّ جَعَلْنٰکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ (یونس: ۱۵)

مریض دل فرمایا۔ جس آدمی میں قوت فیصلہ اور تاب مقابلہ نہ ہو سمجھو کہ اس کا دل مریض ہے۔

صحابہ کس طرح فتح پاتے تھے

فرمایا۔ صحابہ کرام نے مفصلہ ذیل قواعد پر عمل کر کے فتوحات حاصل کیں۔

(۱) خشوع فی الصلوٰۃ۔ مومن خاشع وہ ہے جسے اپنی قوت، اپنے علم، اپنے جتھے کسی کا گھمنڈ نہ ہو۔ اس زمین کی طرح ہو جو پانی کی محتاج اور اس کے اثرات قبول کرنے کے لیے بالکل تیار ہو۔

اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (المؤمنون:۳)۔

(۲) اعراض عن اللغو۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المؤمنون:۴)۔

(۳) زکوٰۃ۔ اپنے مال، قویٰ کا حصہ اللہ کے نام پر دینا۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ (المؤمنون:۵)۔

(۴) حفظ فروج۔ اپنے سوراخوں کی حفاظت۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ (المؤمنون:۶)۔

(۵) امانت وعہد کا لحاظ کرتے رہنا۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (المؤمنون:۹)۔

(۶) محافظت صلوٰۃ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (المؤمنون:۱۰)

وعدہ و وعید دونوں ٹل سکتے ہیں؟ سورۂ مومنون میں جب ہم یہ آیات پڑھتے ہیں۔ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَ اِنَّا عَلٰۤى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ (المؤمنون:۹۴تا۹۶) تو یہ دو باتیں کھلتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ کی ذات کس قدر رغنا میں پڑی ہوئی ہے کہ وہ انبیاء جن کے مبارک وجود کی خاطر بعض اوقات تمام ملک کو بھی غرق کر دیتا ہے اس کے حضور گڑگڑانے کے محتاج ہیں اور دعا کی احتیاج سے خالی نہیں۔ اب دیکھئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر عذاب آتا ہے مگر دوسری جانب آپ ہی کے منہ سے کہلواتا ہے۔ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (المؤمنون:۹۵) یعنی اے میرے ربّ مجھے ظالموں کی قوم میں نہ گردانیو۔ اس آفت میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ دوم یہ کہ وعدہ ہو یا وعید ہو وہ ضرور ٹل سکتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ اِنَّا عَلٰۤى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ (المؤمنون:۹۶) یعنی ہم جو ان کو وعدہ دیتے ہیں اس کے دکھانے پر قادر ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ ضرور وہ وعدہ اسی رنگ میں پورا کریں گے بلکہ یہ فرمایا کہ قادر ہیں چاہیں تو اسے بدل کر کسی اور رنگ میں پورا کر دیں۔ یہ نکتہ معرفت اگر خوب سمجھ لیا جائے تو پھر بروز محمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں پر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔

آج کل کی تہذیب غلط ہے آج کل مہذب جو جنٹلمین کہلاتے ہیں جب اپنی کسی کمزوری کو چھپانا چاہتے ہیں تو عذر کر دیتے ہیں یہ پرائیویٹ بات ہے۔ مگر یہ طرز اسلام کا نہیں مومن جو کچھ کرتا ہے اپنے مولیٰ کی اطاعت میں کرتا ہے اس لیے وہ بزدل نہیں ہوتا۔ قرآن کریم میں کئی جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خانگی امور کا ذکر ہے۔ کیونکہ آپ کی ذات ستودہ صفات تمام جہانوں کے لیے اسوہ حسنہ تھی۔ آپ کا تھوکنا، آپ کا پیشاپ کرنا، آپ کا اٹھنا بیٹھنا، آپ کا اپنی بیویوں سے طرزِ معاشرت سب ہی کچھ محفوظ ہے۔

نبی کریم کا تعلق بارگاہِ ایزدی سے عرب لوگوں میں یا تو لڑائی نیزوں وغیرہ کا ذکر ہوتا رہتا ہے یا صحرائے بے آب و گیاہ یا شراب شہوت کے محلوں کا، اونٹنیوں کا، کھجوروں کا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے صفات، افعال، نعم، نقم کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ قرآن مجید کا ایک ایک رکوع غور سے دیکھو، اللہ کی عظمت اور جلال سے خالی نہیں۔ جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا بڑا تعلق بارگاہ ایزدی سے تھا۔

صحابہ کرام کی خصوصیات جیسے کوئی نبی بہرہ نہیں ہوا۔ ایسا ہی کوئی صحابی بہرہ نہیں تھا تا کہ کلام نبوی سے محروم نہ رہے۔ پھر اتنی بڑی قوم میں روایت کے اعتبار سے کسی کا جھوٹ ثابت نہیں ہوگا۔ سبحان اللہ نبی کا صدق اس قدر پر تو انداز تھا کہ کسی روایت کے صدق کے لیے صرف اسی قدر ثبوت کافی ہے کہ ایک صحابی کہتا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

منکر فضیلت ابوبکرؓ منکر قرآن ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو اولوالفضل (صاحب فضیلت) فرمایا ہے۔ (پڑھو یہ آیت وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (النور: ۲۳)) بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ فضل سے مراد مال ہے مگر ان کی تردید کے لیے وَالسَّعَةِ ساتھ ہی فرمایا۔ اگر فضل سے مراد مال ہوتا تو سعۃ کو علیحدہ نہ فرماتا۔

اپنے مردے آپ نہلاؤ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ مسلمانوں میں ہمدردی یہاں تک کم ہوئی ہے کہ انہوں نے اپنے مردوں کو آپ نہلانا بھی چھوڑ دیا ہے۔ جب کوئی مرتا ہے تو اس کی جائیداد کو مقفل کرنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں اور اس کے نہلانے دھلانے کا کام کسی ملاّں کے سپرد آٹھ دس آنہ کے پیسے دے کر کر دیتے ہیں، اسلام کا یہ دستور نہ تھا۔ حضرت نبی کریم کو بھی اہل بیت حضرت علیؓ فضل، اسامہ نے غسل دیا۔ (میں چاہتا ہوں کہ کم از کم احمدی احباب اس سنت کو جاری رکھیں اور وہ اپنے مردوں کو خود غسل دیا کریں۔ (تشحیذ)

....

بیوی کو ماں کہنا

ایک شخص کا خط پیش ہوا کہ میرا ایک دوست اپنی بیوی کو حالت غصہ میں ماں کہہ بیٹھا ہے اب کیا کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔

ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔

فرمایا۔ اکٹھا نہ کھلا سکتا ہو تو چند روز کے وقفہ میں کھلاتا رہے۔ مگر جب تک کہ ساٹھ مسکین کھانہ لیں تب تک بیوی کے پاس نہ جائے۔

زکوٰۃ فرمایا۔ نقدی کی زکوٰۃ ہے۔ مبلغ ایک سو روپیہ پر ۲؎۸ اور ساڑھے سات تولہ سونا پر ۲ ماشہ۔ زیور پر زکوٰۃ کے متعلق اختلاف ہے۔ کوئی صحیح بات جس پر اعتراض نہ ہو سکے مجھے نہیں ملی۔ ابوداؤد میں حدیث ہے مگر اس پر بھی جرح ہے۔ بعض نے کہا ہے زیور پر زکوٰۃ نہیں۔ بعض نے کہا مستعمل پر نہیں۔ میرے گھر میں اور حضرت صاحب کے گھر میں زیور کی زکوٰۃ سونے چاندی کے حساب سے ادا کی جاتی ہے۔

مویشی کی زکوٰۃ۔ ۴۰ بکریوں میں ایک۔ سو بکریوں تک۔

۳۰ گائے میں ایک سال کی ایک بچھیا۔

زمین میں $\frac{1}{2}$ ۲۲ من انگریزی غلہ سے زائد ہو تو کل کا $\frac{1}{40}$ منہائی کرنے کے بعد باقی کا اگر بارانی ہو تو $\frac{1}{10}$ اور اگر محنت سے پانی دیا گیا ہو تو $\frac{1}{20}$۔ زمین کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں آمد پر ہے۔ گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں۔

فروختِ آبِ زمزم

ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا آب چاہ زمزم کا فروخت کرنا جائز ہے؟

فرمایا۔ جائز ہے۔ (البدر جلد ۱۱ نمبر ۲ و ۳ مؤرخہ ۹ر نومبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۲ تا ۶)

ایک ضروری اعلان

(تحریر فرمودہ ۷ر اکتوبر ۱۹۱۱ء)

میرے دوستو! میں دردِ دل سے یہ اعلان شائع کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تمہاری بھلائی کے لئے کرتا ہوں۔ میرے دل کو بہت دکھ پہنچتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ تم میں بہت سے ایسے ہیں جو اپنے اصل فرض سے غافل ہو کر نکمی بحثوں اور لغو جھگڑوں میں اپنے اوقات کو ضائع کرتے ہیں۔ کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو کہ کس غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو دنیا میں قائم کیا ہے۔ یاد رکھو کہ جن بحثوں اور جھگڑوں کو تم تازہ کرنا چاہتے ہو انہیں کے لئے یہ سلسلہ قائم ہوا ہے۔ پس اگر تم اس سچی راہ پر قدم نہ مارو گے جو تمہیں دکھائی گئی ہے اور جس کی حجت بھی تم پر پوری ہو چکی ہے تو خدا کو بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان:۷۸) تم وہ لوگ ہو جو ایک دفعہ نہیں دو دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور اقرار کر چکے ہو کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے اور خوب سمجھ لو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے عہد کر کے توڑتا ہے وہ سخت قابلِ مواخذہ ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ ایمان بغیر اعمال صالحہ کے کچھ چیز نہیں۔ بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو دعویٰ کرنے میں تو سب سے آگے قدم رکھتے ہیں مگر عمل کے وقت کچھ بھی نہیں۔ اگر تم کو یہ دعویٰ ہے کہ تم میرزا صاحب پر ایمان لائے ہو تو یہ دعویٰ کسی وقعت کے قابل نہیں جب تک تم اپنے عمل سے اس دعویٰ

کی سچائی کو ثابت کر کے نہ دکھاؤ۔ جب تک ان کاموں میں دلی جوش اور سچی ہمدردی سے حِصّہ نہ لو جو تمہیں کرنے کے لئے کہا گیا ہے اور صدق دل سے ان احکام کے بجالانے میں ساعی نہ رہو جو تم کو دیئے گئے ہیں۔ میں اپنے نفس کے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ (یونس:۷۳)۔ بلکہ تمہاری بھلائی کے لئے تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ تم چندوں میں سستی کو چھوڑ دو۔ میں تمہیں اس اشتہار کی طرف متوجہ کرتا ہوں جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں آخری فیصلہ قرار دیا ہے۔ جس میں آپ نے یہ تحریر فرمایا ہے۔

''یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہیں سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔ مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر ایک شخص کو چاہیے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہیے کہ اس میں لاف گزاف نہ ہو جیسا کہ پہلے بعض سے ظہور میں آیا کہ اپنی زبان پر وہ قائم نہ رہ سکے۔ سو انہوں نے خدا کا گناہ کیا جو عہد کو توڑا......... اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لئے قبول کرتا ہے۔ اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کر دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۵۵۵،۵۵۶)

اب اس سے بڑھ کر میں تمہیں کیا کہہ سکتا ہوں جو لوگ چندہ نہیں دیتے یا چندہ دینے میں سستی اور کاہلی سے کام لیتے ہیں وہ خود ہی سوچ لیں کہ کہاں تک وہ احمدی ہیں۔ کس قدر افسوس کی بات ہے

کہ دوسروں کا فتویٰ پوچھتے ہیں اور اپنی حالتوں پر کچھ غور نہیں کرتے ۔ بہت سے آدمی ہماری نگاہ میں ہیں جنہیں بہت کچھ دعویٰ ہے کہ ہم یہ ہیں اور یہ ہیں ۔مگر وہ دیتے کچھ نہیں ۔ وہ خدا کے لئے سوچیں کہ آیا وہ حقیقی طور پر اس سلسلہ میں شامل بھی ہیں؟ خدا کو وہی لوگ پیارے ہیں جو اپنے ایمان کو اپنے اعمال سے پختہ کرتے ہیں ۔بعض ایسے مخلص بھی ہیں جو بہت غریب ہیں اور اپنے لئے کوئی سبیل معاش بھی نہیں رکھتے مگر بایں جب ان کو کچھ مل جاتا ہے تو وہ چندہ میں دیتے ہیں ۔جیسے یہاں حافظ معین الدین حضرت صاحب کے پرانے خادم ہیں ۔کوئی شخص یہ نہ خیال کرے کہ میں بہت نہیں دے سکتا ۔جس حد تک کوئی شخص استطاعت رکھتا ہے اسی حد تک ادا کرے مگر یہ ضروری ہے کہ مقرر چندہ کی ادائیگی کو اپنے اوپر فرض کر لے اور وقت مقرر پر اس کی ادائیگی میں غفلت نہ کرے ۔تمہارے مالوں کے اللہ کی راہ میں خرچ ہونے سے تم ہی کو فائدہ ہوگا ۔ بہت سے ہیں جو دعوے تو یہ کرتے ہیں کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے مگر دین کے لئے کچھ مانگا جائے تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ۔ حالانکہ دنیا کے لئے اگر خرچ کرنے کی ضرورت ہو یا محض نمو کے لئے بھی ۔تو اس بات سے بھی پرہیز نہیں کرتے کہ قرض لے کر خرچ کر دیں بلکہ سُود پر قرض لے کر بھی خرچ کر لیتے ہیں ۔ وہ غور کریں کہ خدا کی راہ میں دینے کے لئے کیوں وہ ویسا جوش نہیں دکھا سکتے جو دنیا کے لئے خرچ کرنے میں دکھاتے ہیں ۔کیا اس سے ان کا دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا دعویٰ سچا ثابت ہوتا ہے یا جھوٹا ۔

دیکھو میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم روپے کو اپنا معبود مت بناؤ ۔ یہ تمہارے کسی کام نہیں آئے گا ۔جس نفس کی حظّ کے لئے ، جس اہل وعیال کے لئے ، جن دوستوں کے لئے تم ناجائز کماؤ گے یا خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے رکو گے وہ تمہیں کبھی کوئی فائدہ نہ دیں گے اور اس طرح سے تمہارے دل کو کبھی اطمینان اور خوشی نصیب نہیں ہوسکتی ۔ بلکہ حرص کی جلن دن بدن ترقی کرتی چلی جاوے گی اور تمہارے ایمان کو بھی برباد کر کے چھوڑے گی ۔

یہاں ایک لنگر خانہ ہے جو ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے دنیوی کاروبار سے فراغت کا وقت نکال کر یہاں علم دین سیکھنے کے لئے آتے ہیں ۔ یہ اس سلسلہ کی سب سے پہلی شاخ ہے ۔ وہ بھی اس

وقت قریباً دو ہزار روپے کا مقروض ہے۔ اگر سب احمدی اپنے اوپر حسبِ استطاعت ایک رقم مقرر کر کے اسے باقاعدہ ادا کریں تو اس کے اخراجات بآسانی چل سکتے ہیں۔ مگر بہت ہیں جن کو باوجود بار بار کی تاکید کے اس طرف توجہ نہیں ہوئی۔ یا کوئی رقم مقرر کر کے وعدہ کر لیتے ہیں تو پھر ادا نہیں کرتے۔ پھر ایک مدرسہ ہے جس میں تمہارے بچوں کی دنیوی و دینی تعلیم کا سامان کیا گیا ہے اور اس زہریلی ہوا سے بچانے کی فکر اس میں کی جاتی ہے جس نے بہت سی روحوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ ایک دوسرا مدرسہ ہے جس میں صرف دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے استحکام کے لئے ابھی بہت سے روپے کی ضرورت ہے۔ اشاعت اسلام کا سلسلہ ہے۔ یتامیٰ اور مساکین کے لئے علیحدہ ضرورت ہے۔ ایسے ہی اور کئی قسم کے ضروری کاروبار ہیں جن میں تم سب کو حِصّہ لینا ضروری ہے۔ پھر ان کے ساتھ ہر ایک کام کے لئے عمارت کی ضرورت ہے۔ تمہیں ان اخراجات کا فکر کم از کم اتنا تو ہونا چاہیے جتنا اپنی ضروریات کا فکر رکھتے ہو۔

میں آخر میں تمہیں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ ہر قسم کی لغو بحثوں کو چھوڑ دو۔ ان سے نہ تمہارے دین کو فائدہ پہنچ سکتا ہے نہ دنیا کو۔ آپس میں تنازعات اور جھگڑوں کو چھوڑ دو اور محبت اور رحم کا برتاؤ کرو۔ بڑے چھوٹوں کو اپنا بھائی سمجھیں اور ان کی تحقیر نہ کریں۔ چھوٹے بڑوں کا ادب کریں۔ چاہیے کہ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔ اور اگر ایک شخص زیادتی کرتا ہے تو دوسرا بجائے بالمقابل جواب دینے کے صبر سے کام لے۔ ان اغراض کے لئے جو اس سلسلہ کے اہم اغراض ہیں چندہ دینے کو اپنے اوپر فرض کر لو۔ دنیا کی حرص کو کم کرو اور ہر ایک قسم کے ناجائز طریق حصول روپیہ کو سخت آگ سمجھو۔ میں نے محض تمہاری خیر خواہی کے لئے اور تمہارے ساتھ ہمدردی کی وجہ سے یہ باتیں تم کو کہی ہیں۔ اگر تم ان باتوں کو مان لو گے تو دنیا اور آخرت میں سکھ پاؤ گے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی.

نورالدین

۱۷/اکتوبر ۱۹۱۱ء

(البدر جلد ۱۱ نمبر ۲، ۳ مورخہ ۹/نومبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۸، ۹)

مسلمان مومن

ایک شخص نے عرض کی کہ مسلمان اور مومن میں کیا فرق ہے۔؟

فرمایا۔ قرآن شریف میں اسلام کو ایمان بھی کہا گیا ہے۔

انشورنس

ایک شخص نے عرض کیا کہ کیا یہ جائز ہے کہ میں اپنی زندگی کو انشیور کرالوں تا کہ میرے بال بچے کے واسطے بعد میں روپیہ جمع ہو؟

فرمایا۔ کیا تم اپنے بچوں کے رازق ہو۔ خدا کے پاس ان کے لیے چندہ جمع کراؤ۔

نعمت کی قدر کرو فرمایا۔ انسان تندرستی کی حالت میں بیمار کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اسی طرح حسین، جمیل، بدشکل کو حقارت سے دیکھتا ہے۔ امراء غرباء کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔ بعض آسودہ حال لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو خشیت اللہ بہت ہوتی ہے اور اس غرض سے کہ ہماری راحت قائم رہے ضرورت مندوں کی دستگیری کرتے ہیں۔ جس طرح دنیا کے مفلس ہوتے ہیں اسی طرح دین کے بھی مفلس ہوتے ہیں ان کی بھی دستگیری ضروری ہے۔

حد سے بڑھنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا فرمایا۔ آدمی جب مصیبت میں پڑتا ہے تو پھر سوچنے لگتا ہے لیکن مبارک ہیں وہ لوگ جو پہلے ہی سے سمجھ سوچ کر کام کرتے ہیں اور مخلوق کی ہمدردی میں مصروف رہتے ہیں۔ تاریخ پر لوگ غور نہیں کرتے اور صحابہ کرام کے حالات پر تدبر نہیں کرتے۔ یہود کے حالات کو دیکھو اور اپنے ہندوستان کے بادشاہوں کے حالات کی طرف توجہ کرو۔ انسان جب حدّ سے بڑھ جاتا ہے اور طغیانی کرنے لگتا ہے تو اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔

عمل کرو فرمایا۔ مرزائی بننے یا احمدی کہلانے سے نجات نہیں حاصل ہوتی ہے۔ کام کرنا چاہیئے۔

تکبر نہ کرو فرمایا۔ انسان منی سے بنا ہے۔ منی کے بھی ایک کیڑے سے۔ کیڑے کو پھر چوسنے اور حرکت کرنے کی طاقت ہے اور آگے چلو تو انسان صرف مٹی سے بنایا گیا ہے جس میں حرکت بھی

نہیں۔ وہ ترابی حالت بھی اس پر آ چکی ہے۔ پھر جب یہ جوان ہوتا ہے کیسی کیسی چستیاں دکھلاتا ہے۔ کبھی قطب جنوبی کو جاتا ہے کبھی قطب شمالی کو۔ پھر جوانی کے دن بھی گزر جاتے ہیں۔ انسان کہتا ہے چٹاپٹ گزر گئے حالانکہ چٹاپٹ کہاں گزرے۔ سالہا سال لگتے ہیں تب جوانی کے دن گزرتے ہیں۔ صحت اور طاقت کے دنوں کی قدر نہیں کی جاتی۔ کھیل کے وقت لڑکے خیال کرتے ہیں کہ دین دنیا کیا چیز ہے۔ وہی کھیل کا میدان اور ہاہو ان کا مقصد ہوتا ہے۔

سلطان محمود کی غلطی فرمایا۔ سلطان محمود پر اللہ تعالیٰ رحم کرے اس نے عربی کی بجائے فارسی دفتر جاری کیے۔ اس لیے مسلمانوں کا عربی کے ساتھ تعلق کم ہوگیا۔ فارسی کے لیے بہت کوششیں کی گئی تھیں اب اس نے بھی ہندوستان سے ڈیرہ ڈنڈا اٹھالیا ہے۔ عرب کی زبان سے تعلق گیا تو اہل عرب اور قرآن شریف سے دلچسپی گئی۔ دین میں ضعف آ گیا۔ قرآن شریف کا شغل دن بدن گھٹتا چلا گیا۔

سادگی اختیار کرو فرمایا۔ آج کل مسلمان سادگی کو نہیں جانتے خواہ مخواہ اپنے اخراجات بڑھا لیتے ہیں۔ جس مسلمان کو دیکھو ہزاروں کا مقروض ہے۔ محنت کے وقت عذر کر دیتے ہیں کہ ہم سے محنت نہیں ہوسکتی اور چاہتے ہیں کہ کھانا پینا اچھا مل جائے۔ دیکھو میں باوجود اس پیرانہ سالی اور ضعف کے اپنی دوکان چلاتا ہوں بہت سے بیماروں کو روز دیکھتا ہوں گو یہ رزق کے لیے ایک پردہ ہی ہے۔

یہ آیت، حدیث نہیں ہے فرمایا۔ بعض فقرات اس طرح مشہور ہو جاتے ہیں کہ ناواقف انہیں قرآن شریف کی آیت یا کوئی حدیث خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ کلمہ نہ قرآن شریف میں ہوتا ہے نہ کسی حدیث میں۔ اسی قسم کے کلمات میں سے ایک ہے **لَا عَفْوَ فِی الْکَبَائِرِ**۔ اور ایسا ہی ایک اور کلمہ کسی کا بنایا ہوا ہے **لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃً اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ**۔

مذہبِ محدّثین فرمایا۔ نیل الاوطار، محلی بن حزم، فتوحات مکیہ ان کتابوں کے دیکھنے سے محدثین کے مذہب کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔ یہی اعلیٰ درجہ کی کتابیں ہیں جو محدثین کے مذہب کو ظاہر کرتی ہیں۔

حادث فرمایا۔کل موجودات، محسوسات جن کا ہم کو علم ہے وہ تو سب حادث ہیں۔ باقی وہ چیزیں جو ہمارے مشاہدہ سے باہر ہیں ان کی نسبت بحث کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ جو اعیان و عوارض ہم نے دیکھے ہیں وہ سب حادث ہیں۔

خدا تعالیٰ کی ذات غنی ہے فرمایا۔مولوی محمد اسمٰعیل شہید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا لکھنؤ میں ایک فلسفی سے مباحثہ ہوا۔مولوی صاحب نے اسے کہا کہ ہم تمہارے فلسفہ کے اصول کے مطابق بحث نہیں کرتے۔ہم تو اس طرح سے فیصلہ کرنے کو طیار ہیں کہ تو اور ہم ایک کوٹھری میں بند ہو کر بیٹھ جائیں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ خود ہی اصل بات کو کس طرح ظاہر کر دیتا ہے۔اس بات کو سن کر حضرت (مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا کہ اگرچہ اس طریق سے فیصلہ کرنے کے لیے کوئی شخص مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے مقابلہ پر نہیں آیا تاہم یہ ایک خطرناک بات ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات تو غنی ہے۔

کربلا کیوں متبرک؟ فرمایا۔تعجب ہے کہ اہل شیعہ کربلا کو متبرک سمجھتے ہیں اور وہاں اپنے مُردوں کی لاشیں لے جاتے ہیں اور اسی جگہ دفن کرتے ہیں۔ حالانکہ کربلا تو وہ مقام ہے جہاں حضرت امام حسین پر ایسی سخت مصیبت اور تکلیف وارد ہوئی تھی۔

عناصر میں تمیز فرمایا۔مثنوی میں لکھا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ عناصر میں تمیز اور ادراک نہیں ہوتا۔مگر دیکھو پانی نے نوح کو اور ان کے دشمنوں کو پہچان لیا۔اور اسی طرح پانی نے موسیٰ اور فرعون کو پہچان لیا اور ہر ایک کے ساتھ اس کے مناسب حال سلوک کیا۔اور آگ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو پہچان لیا۔صوفیاء نے لکھا ہے کہ کلّر زمین میں گناہ بہت ہوتے ہیں اور باغ والی زمین میں نیکیاں بہت ہوتی ہیں کیونکہ سبزہ زار کے درخت بھی تسبیح کرتے ہیں۔

بیڑا غرق کرنے والے وظیفے

ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے ایک صاحب نے یہ وظیفہ بتایا ہے کہ تم ہر روز یا خضر یا خضر پڑھتے رہا

کرو۔ روزانہ تین روپے تم کو مل جایا کریں گے۔

فرمایا۔ جب سے کہ مسلمانوں نے یہ وظیفے شروع کیے ہیں تب ہی سے ان کا بیڑا غرق ہونے لگا ہے۔

اذان پر کیوں ناراض ہوتے ہیں؟ فرمایا۔ تعجب ہے کہ ہندو اور سکھ آپس میں ایک دوسرے کو گندی گالیاں بلند آواز سے دیتے ہوئے سنتے ہیں اور برا نہیں مناتے لیکن جب اذان سنتے ہیں تو سخت ناراض ہوتے ہیں۔ حالانکہ اذان میں خدا تعالیٰ کی تعریف اور اچھی باتیں ہیں اور کیا ہی پیارے کلمات ہیں۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ (المائدۃ:۵۹)۔

شہید فرمایا۔ شہید پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) مطعون۔ جو طاعون سے مرے۔ (۲) مبطون۔ جو دستوں کی بیماری سے مرے۔ (۳) جس پر دیوار گرے اور وہ مرجائے۔ (۴) جو پانی میں ڈوب کر مرجائے۔ (۵) شہید فی سبیل اللہ۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ کر مرجائے۔

شہادت کے لیے یہ ضروری ہے کہ ایمان بھی ہو۔ ورنہ ابوجہل بھی تلوار سے مارا گیا تھا۔

قیامت میں سایہ کس کو ملے گا فرمایا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سوائے کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا اور وہ سایہ سات شخصوں کو ملے گا۔ (۱) امام عادل۔ منصف بادشاہ (۲) جو اپنی جوانی میں خدا تعالیٰ کی عبادت میں لگا رہا ہے۔ (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجد میں ہی لگا رہتا ہے۔ ہر وقت اس خیال اور انتظار میں ہے کہ کب نماز کا وقت ہوتا ہے کہ مسجد کو جائے۔ (۴) وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے دوستی کرتے ہیں۔ (۵) وہ شخص جسے کوئی بڑے رتبہ والی خوبصورت عورت بلائے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے ڈر کے سبب نہ جائے۔ (۶) وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس طرح خرچ کرے کہ ایک ہاتھ سے دے تو دوسرے کو خبر نہ ہو۔ (۷) وہ جو اللہ تعالیٰ کی شاہنشاہی کے خوف سے ڈر کر علیحدگی میں بیٹھ کر روئے۔

بدعت فرمایا۔ باوجود حاجت کے جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہوا ہو اس کو بدعت کہتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی ناراضگی کی ایک علامت فرمایا۔ جب خدا تعالیٰ کسی پر ناراض ہوتا ہے تو اسے جھوٹ بولنے کی عادت بہت ہو جاتی ہے۔

یہ تفریق کیوں؟ فرمایا۔ اس ملک میں عورتیں نماز کے وقت سینے پر ہاتھ باندھتی ہیں اور مرد نیچے، معلوم نہیں یہ فرق کس طرح پیدا ہوا۔ قرآن شریف اور حدیث میں اس کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔

قرض سے بچو فرمایا۔ قرضدار آدمی جھوٹا ہو جاتا ہے۔ وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا اور بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔

عبودیت فرمایا۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عبودیت سکھاتا ہے۔ مثلاً زبان کو حکم ہے کہ جھوٹ نہ بولے یہ بھی عبودیت ہے۔ پھر سچ بولنے کے متعلق فرمایا کہ غیبت نہ کرو گو بات سچی ہی ہو۔ پھر فرمایا کہ لنگڑے کو لنگڑا نہ کہو گو وہ ہے اور سچ ہے مگر ایسا کہنے سے بھی منع فرمایا۔ ایسا ہی بعض مجاز کے بولنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

تراویح فرمایا۔ رمضان شریف میں تراویح کا پڑھنا ضروری ہے اور باجماعت پڑھنی چاہئیں کیونکہ اب فرضیت کا ڈر نہیں رہا۔ تراویح میں محدّثین اور فقہاء کا بڑا اختلاف ہے۔ مالکیوں کے ہاں ۳۶ رکعت ہیں اور حنفیوں میں بیس (۲۰) رکعت ہیں۔ محدّثین میں گیارہ رکعت سے زیادہ ثابت نہیں۔ میں خود بھی گیارہ رکعت کو پسند کرتا ہوں لیکن مخالف کسی کا نہیں ہوں۔

تجارت سے بہتر فرمایا۔ میں نے ایک دفعہ سورۂ جمعہ پر خطبہ پڑھا اور ارادہ یہ کیا کہ اس کو (سورۂ جمعہ کی تفسیر کو) طبع کرا کر ایک آنہ فی کاپی کے حساب سے فروخت کریں گے۔ اس زمانہ میں کالج بنانے کا خیال تھا اور چندہ کی ضرورت تھی۔ خیال ہوا کہ اس کا روپیہ اس چندہ میں لگائیں گے۔ جس وقت نماز میں سجدہ میں گیا تو الہام ہوا کہ قُلْ مَا عِنْدَاللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ۔

پہلے ہی میدان صاف ہوا فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پیشتر عرب میں ایک عظیم الشان جنگ ہوئی تھی جس میں بڑے بڑے سرداران قوم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بظاہر

ہرگز ماننے والے نہ تھے آپس میں لڑ کر قتل ہو گئے تھے۔ بڑے بڑے سرداراس میں مارے گئے تھے۔

(البدر جلد ۱۱ نمبر ۴ و ۵ مؤرخہ ۱۶ رنومبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳،۴)

ناجائز تجارت

ایک شخص کا سوال پیش ہوا ''بعض آدمی ایسا کرتے ہیں کہ کوئی سرمہ یا دوائی یا کوئی اور ایسی کارآمد چیز مثلاً جرابوں کے جوڑے یا گھڑیوں کے زنجیر وغیرہ غرض کوئی ایسی چیز لے کر فرضاً جرابوں کے ۵۰۰ جوڑہ لے کر ہر ایک جوڑہ کو ایک ایک کاغذ میں باندھ کر ۵۰۰ پیکٹیں تیار کرتے ہیں۔ اور ان پانچسو پیکٹوں میں سے ایک پیکٹ میں دس روپیہ کا نوٹ اور دو پیکٹوں میں پانچ پانچ روپیہ کے دو نوٹ ڈال دیتے ہیں اور سب پیکٹوں کو خوب ملا دیتے ہیں یعنی اپنے آپ کو بھی یہ خبر نہیں رہتی کہ نوٹ کس کس پیکٹ میں ہیں۔ پھر ہر ایک پیکٹ کی کچھ قیمت رکھ دیتے ہیں۔ مثلاً ہر ایک پیکٹ کی قیمت ۴؍ رکھ دی۔ اب جو جو آدمی ان کو خریدنا چاہتے وہ ۴؍ آنے مالک کو دے دے تو اس کا نام رجسٹر میں درج کر لیا جاتا ہے۔ پھر ایک تاریخ مقررہ کو (جو کہ پہلے سے مقرر کر لی جاتی ہے) سب پیکٹیں خریداروں کو تقسیم کر دی جاتی ہیں اور انہی میں وہ نوٹ والی پیکٹیں بھی تقسیم ہو جاتی ہیں۔ یہ ایک مال کو جلدی فروخت کرنے کا ڈھنگ ہے۔ وہ جراب جس کی قیمت ۴؍ رکھی گئی ہے وہ قریباً بازار سے بھی پرچون اتنے ہی کو ملتی ہے۔ کوئی دو چار پیسے کا فرق ہو تو ہو سکتا ہے۔ اب یہ خاکسار بڑے ادب سے آپ سے دریافت کرتا ہے کہ یہ ڈھنگ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

فرمایا۔ یہ جؤابازی ہے جو شرعاً جائز نہیں۔

قرأت نماز میں سورتوں کی ترتیب فرمایا۔ یہ جائز ہے کہ نماز کے اندر کی پہلی رکعت میں کوئی آخری سورۃ پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں اس سے قبل کی سورۃ پڑھی جائے۔

دونوں رکعتوں میں ایک سورۃ فرمایا۔ جائز ہے کہ دونوں رکعتوں میں ایک سورۃ پڑھی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ صبح کی نماز میں ہر دو رکعت میں سورۂ اِذَا زُلْزِلَتْ پڑھی تھی۔

(البدر جلد ۱۱ نمبر ۴ و ۵ مؤرخہ ۱۶ رنومبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۶)

محبی مکرمی سید بشارت احمد صاحب جو چند روز قادیان میں رہے۔ تو وہ ایک عاشق صادق کی طرح حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتے اور حضور کی باتوں کو اکثر قلمبند کرتے رہتے۔ انہوں نے از راہ عنایت ایک ڈائری بھیجی ہے۔ اس اخبار میں سب سے اوّل اسی کو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

علیحدہ مکان میں رہنے کی ہدایت فرمایا کہ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ مکان میں رہنا چاہیے ورنہ بڑے بڑے نقصانات ہوتے ہیں۔ اور ہم نے خود دیکھا ہے کہ انسانی شرم حیا جاتی رہتی ہے۔

لَنْ اور لَا کے معانی کا فرق فرمایا۔ فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ (مریم:۲۷) لفظ لَنْ مدت دراز کے لئے نہیں کہا جاتا ہے اور لفظ لا چونکہ اونچا جاتا ہے یہ دوام کے لئے آ سکتا ہے۔ جو لوگ کہ شرارتاً رویت کے قائل نہیں ان کا اس سے رد ہو سکتا ہے کہ وہاں لن فرمایا ہے نہ کہ لا۔

علم اور بے باکی میں اضافہ فرمایا۔ میں ابتداء سے غور کرتا آیا اور اب بھی غور کرتا ہوں۔ اگر چہ کہ بوڑھا ہو گیا ہوں مگر اب بھی فرصت کے اوقات میں سوچتا رہتا ہوں۔ لیکن پھر بھی اب تک میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیا بات ہو جاتی ہے کہ جس قدر علم زیادہ ہوتا جاتا ہے اسی قدر لوگوں کی بیبا کی بڑھتی جاتی ہے۔

السلام علیکم کو رواج دیں فرمایا کہ السلام علیکم کو رواج دیں۔ اس کی یہاں تک تاکید ہے کہ اگر خالی مکان میں بھی کبھی جانا ہو تو **اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ** کہیں۔

امراء کا فرقہ فرمایا۔ امراء کا فرقہ اباحی ہوتا ہے اِلَّا ماشاء اللہ۔

ایرانی مذہب فرمایا۔ ہندو، چینی، جاپانی یہ ایرانی مذہب کی ہی گویا شاخ ہیں۔

گرو صاحب کا معجزہ فرمایا۔ عیسائیوں کی دیکھا دیکھی سکھوں نے بھی گرو صاحب کی نسبت یہ معجزہ مشہور کر رکھا ہے کہ انہوں نے مرا ہوا ہاتھی زندہ کیا تھا۔ غالباً انہوں نے یہ خیال کیا کہ انسان تو

چھوٹی چیز ہے البتہ ہاتھی عظیم الشان چیز ہے اس میں معجزہ کی اور بھی شان ہے۔

مسیح کے دو کاندھوں والے فرشتے مسیح کے دو کاندھوں والے فرشتوں کے جواب میں فرمایا کہ ہر ایک شخص کے دونوں بازوؤں پر یہی کراماً کاتبین رہتے ہیں۔ اور اس بات کو سب جانتے ہیں اور پھر یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ جمعہ کی نماز میں جو لوگ آتے ہیں تو مسجد کے دروازہ پر بھی دو فرشتے ہر ایک کا نام لکھنے کھڑے ہوتے ہیں۔ لیکن آج تک ان ہر دو کو بھی کسی نے نہ دیکھا تو پھر مسیح کے کاندھوں والے فرشتے کیوں دکھلائی دیں۔

حقیقت و مجاز فرمایا۔ حقیقت و مجاز کا تفرقہ تیسری صدی میں ہوا ہے ورنہ اس کے پہلے حقیقت و مجاز تھا ہی نہیں۔

وحی فرمایا۔ وُحیٌ قبر کے کتبہ کو کہتے ہیں اور وحی بھی اس ہی لئے کہتے ہیں کہ وہ بھی انسان کے دل میں مثل پتھر کے کندہ کے گڑ جاتی ہے۔

الٰہی مہمان نوازی فرمایا۔ ایک بزرگ محی الدین ابن عربی کے شیخ تھے۔ وہ اپنا گزارہ اس قسم سے کیا کرتے اور کچھ ایسے تکلف سے رہتے جیسے کوئی بادشاہ کا مہمان ہو تو تکلف کرتا ہے۔ ایک مولوی نے پوچھا کہ حضرت نہ تو آپ پکاتے ہیں اور نہ کوئی کاروبار معیشت مہیا کرتے ہیں۔ پھر آپ کیونکر اس طرح گزارہ کرتے ہیں۔ تو فرمایا۔ خبردار! خاموش رہیو۔ کیا تم کو خبر نہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کے گھر مہمان ہو تو وہ خود ہی اپنی ضروریات کے لئے کوشش نہیں کرتا بلکہ میزبان تمام ضروریات کا کفیل ہوتا ہے تو پھر میں جبکہ خدا کا مہمان ہوں کہ جس کا گھر تمام جہان ہے تو پھر مجھ کو اپنے ضروریات کے لئے کیسے اپنی فکر کرنی چاہیے۔ چونکہ مولوی ہوتے ہیں ہشیار۔ وہ ایک کتاب اٹھا لائے اور سامنے پیش کر دی کہ دیکھئے حضرت حدیث میں تو لکھا ہے کہ انسان کسی کے گھر جاوے تو تین دن سے زائد مہمان نہ رہے۔ محی الدین ابن عربی کہتے ہیں کہ یہاں تو میں بھی حیران ہو گیا اور سمجھ گیا کہ اس سوال سے تو شیخ بھی لاجواب ہوں گے۔ لیکن تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد شیخ نے مجھے فرمایا کہ دیکھو جی ان کی حدیث کی

قرآن سے مطابقت کر کر جواب دے دو۔ قرآن میں چونکہ لکھا ہے کہ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ (الحج:۴۸) تو پس اس لحاظ سے ہم تین ہزار سال تک بھی مہمان رہ سکتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ ایمانی حالت ہے اور بسا اوقات ہم نے بھی اس کا تجربہ کیا ہے۔

کُن کا مخاطب فرمایا۔ کُن پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ خطاب کس کی جانب ہے۔ اگر کہو کہ مخلوقات واشیاء کے جانب تو یہ اعتراض ہوگا کہ پھر کُن کے کہنے کے پہلے جب یہ موجود تھے تو کُن کے بعد کیا پیدا ہوا۔ فرمایا۔ جواب یہ ہے کہ کُن کا اطلاق علم الٰہی پر ہے۔ چونکہ اس کا مخاطب علم الٰہی ہی ہے۔

نومسلم انگریزوں کی خواہش یورپ کے بعض نومسلم انگریزوں کی یہ خواہش پیش کی گئی کہ نماز کا ترجمہ انگریزی زبان میں کروا کر بھیج دیا جائے۔ فرمایا کہ **الحمد** اور **قل ھو اللّٰہ** تو عربی زبان میں پڑھنا ضرور ہے۔ باقی دعائیں اپنی زبان میں پڑھ لیا کریں اگر اس قدر عربی بھی نہیں آسکتی تو پھر ہمیں ایسوں کی ضرورت بھی نہیں۔

احادیث کا ترجمہ فرمایا۔ حضرت صاحبؑ تو ترجمہ کے بہت مخالف تھے فرمایا کرتے تھے کہ یہ جو حدیثوں کا ترجمہ ہوا ہے تو اصل الفاظ سے روک دیتا ہے۔

سفر حج میں نعلین کے تسمے ملنا فرمایا۔ ایک بزرگ حج کو جا رہے تھے اور ایک دنیادار مرید بھی ساتھ تھا۔ اس نے ایک وقت کہا کہ شیخ ریت میں نعلین کے تسمہ ٹوٹ جایا کرتے ہیں چند تسمہ ہمراہ رکھ لینا چاہیے۔ انہوں نے تو انکار کر دیا۔ لیکن ہشیار مرید نے ساتھ رکھ لیا۔ جب دونوں چلے تو اتفاقاً راستہ میں شیخ کی نعلین کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ مرید سے کہا کہ ہمارا تسمہ ٹوٹ گیا ہے۔ ذرا دیکھنا کہ یہاں کہیں تسمہ تو نہیں چونکہ حج کے لئے بہت سے قافلہ جاتے ہیں ممکن ہے کہ کسی کا تسمہ گر گیا ہو۔ جب مرید نے تلاش کیا تو ایک تسمہ مل ہی گیا اور پھر آگے بڑھے۔ اتفاقاً دوسرے وقت پھر تسمہ ٹوٹ گیا پھر بھی مرید کو تلاش کرنے کو کہا۔ چونکہ کوشش انبیاء کی سنت ہے پس پھر تلاش پر اور ایک تسمہ مل گیا۔ مرید نے عرض کیا شیخ میں تو ناحق بوجھ اٹھا کر اپنے ساتھ تسمہ لایا۔ یہاں تو ضرورت پر خود ہی تسمے ملتے ہیں۔

نہر زبیدہ خاتون مکہ معظّمہ کا ذکر تھا۔فرمایا کہ نہر زبیدہ خاتون فرات و دجلہ سے نہیں لائی گئی بلکہ بہت سے چشموں کو جمع کر کر نکالی گئی ہے۔اور جبکہ اس کا حساب انجینئروں نے پیش کیا تو اس وقت وہ دجلہ کے محل پر بیٹھی ہوئی تھی۔اس وقت کئی کروڑ کی برآورد بھی پیش کی گئی تو وہ کاغذات دریا میں پھینک کر کہا کہ جو کام خدا کے لئے ہو اس کا حساب کیا۔فرمایا۔پہلے مسلمان بڑے اولوالعزم تھے اب وہ بات نہیں رہی۔

بدوؤں کی مسافرنوازی وصلہ رحمی بدوؤں کی مسافرنوازی وصلہ رحمی پر فرمایا۔چند ہندوستانی راستہ بھٹک کر جنگل میں یکایک ایک قزاق بدوی کے مکان پر چلے گئے۔اس نے دریافت کیا کہ کیسے یہاں پر پہنچ گئے تو سبھوں نے کہا کہ ہم راستہ بھول گئے ہیں۔پھر اس نے پوچھا کہ سچ سچ کہو کہ تمہارے ہاں کچھ پیسے بھی ہیں یا نہیں۔چونکہ وہ سب قلاش ہو گئے تھے سبھوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ ٹکا بھی پاس نہیں۔جب ان کے کہنے پر اسے یقین آ گیا تو تب اس نے کہا کہ اچھا یہ جو تربوز کا کھیت ہے اس کو لوٹ لو۔وہ لوگ خوشی خوشی تمام کھیت صاف کرنے لگے اور خوب خوب کھایا۔.................. جب وہ اچھی طرح ستالئے تو دوسرے روز بدوی نے کہا کہ اب چلو میں تم لوگوں کو راستہ پر چھوڑ دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے اپنے نئے مہمانوں کو لے کر بڑی بڑی پیچدار گھاٹیاں طے کراتے ہوئے راستہ پر لا کھڑا کر دیا۔اور پھر پوچھا کہ سچ کہو تمہارے ہاں کوئی پیسہ وغیرہ تو نہیں۔لہٰذا اس نے اپنے مزید اطمینان کے لئے جامہ تلاشی لی اور کہا کہ اگر تمہارے نزدیک سے کچھ نکلتا تو میں تم سب کو مار ڈالتا۔اور پھر کہنے لگا کہ دیکھو یہ کھیت جو تم نے لوٹ لیا اور اجاڑ دیا۔یہ میرے تمام سال کا آذوقہ اور کمائی تھی لیکن تم کو مفلس دیکھ کر میں نے اسے لٹا دیا۔اب کہو کہ تم لوگ رکھ کر بھی ہم کو نہیں دیا کرتے تو پھر ہمارا لے لینا ظلم کیسے ہوا۔ہم کبھی ظلم نہیں کرتے مجھے یہی بتلانا مقصود تھا۔ سید بشارت احمد

....

خدا تعالیٰ کی معیّت فرمایا۔ہمارا خیال ہمارے دماغ میں بھی ہوتا ہے اور دوسری جگہ بھی چلا جاتا ہے۔اسی طرح خدا تعالیٰ کے نزول کو سمجھو۔اس سے نہ تو اِسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ (الاعراف:۵۵)

میں فرق آتا ہے اور نہ تبدیل مکانی کی ضرورت ہے۔ پھر خواب کے عجائبات پر نگاہ کرو۔ ظاہر ہے کہ نزول کے واسطے جسم کی ضرورت نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیۡ سَیَہۡدِیۡنِ (الشعراء:۶۳)۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (التوبۃ:۴۰)۔ پس معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کا ساتھ ہونا اور ہر جگہ موجود ہونا یکساں نہیں ہوتا کسی نہ کسی رنگ کا فرق ضرور ہوتا ہے۔ ورنہ ماننا پڑے گا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا اسی قسم سے فرعون کے ساتھ بھی تھا۔

معراج النبیؐ فرمایا۔ ہم مانتے ہیں کہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کو ہوا۔ بیداری بھی تھی اور جسم بھی تھا مگر اس کی کیفیت کیا تھی۔ یہ جدا بات ہے۔ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے بلال کو جنت میں اپنے آگے آگے چلتے پایا۔ بلال کے پاؤں کی جوتوں کی آہٹ سنی۔ یہ قابل غور بات ہے۔

بیٹھنے کے مختلف معانی فرمایا۔ دیکھو ایک لفظ ہے بیٹھنا۔ پھر اس کے کس قدر معانی ہیں۔ دیوار بیٹھ گئی۔ تخت پر بادشاہ بیٹھا۔ کسی کی محبت دل میں بیٹھ گئی۔ ساہوکار بیٹھ گیا۔ (دیوالہ نکل گیا) کسی کی بات ہمارے دل میں بیٹھ گئی۔

ظاہر ہے کہ سب بیٹھنے ایک طرح کے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات چونکہ وراء الوراء اور لَیۡسَ کَمِثۡلِ ہے اس لئے اس کا بیٹھنا بھی اور اس کی معیت بھی جدا کیفیت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر جس قدر شبہات پیدا ہوتے ہیں وہ اسی وجہ سے ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ذات کو لوگ قیاس کر لیتے ہیں اور کسی نہ کسی چیز سے اس کی تشبیہ دے لیتے ہیں۔

اقرار کو پورا کرو فرمایا۔ جو سنتے ہیں وہ سنیں اور جن تک آواز نہیں پہنچتی ان کو سنا دیں کہ تم کو بیعت کرنے پر کوئی مجبور نہیں کرتا۔ کوئی مارتا نہیں کہ ضرور بیعت کرو۔ ہم کسی کو بلاتے نہیں کسی پر زور نہیں دیتے۔ یہاں بعض عورتیں ہیں جو بیعت میں داخل نہیں حالانکہ ان کے مرد ہیں۔ ان عورتوں پر

کوئی زور نہیں ڈالا جاتا۔ پس جب بیعت اپنے ارادے اور خوشی سے ہے تو اس پر پکّے رہو۔ اپنے عہد کو پورا کرو۔ بعض آدمی بڑے مضبوط اور راستباز ہوتے ہیں۔ جب اقرار کرتے ہیں اس پر قائم رہتے ہیں اور اسے پورا کرتے ہیں۔ لیکن بعض لوگ اس خیال میں رہتے ہیں کہ اگر بیعت کرنے کے بعد کوئی نفع دنیوی حاصل ہو گیا تب تو پیر صاحب بڑے اچھے اور سلسلہ عمدہ۔ اور اگر ذرا ابتلاء آ گیا تو پھر کچھ بھی نہیں۔

واقعات انبیاء سے سبق فرمایا۔ انبیاء کا جو بیان قرآن شریف میں ہے اس میں ہمارا حصہ یہ ہے کہ ہم غور کریں کہ مومن پر کیسے ہی مصائب آ جاویں اور بظاہر ہلاکت نظر آوے اور بڑے مشکلات دکھلائی دیں اور نفس کمزوری دکھلائے کہ تو تباہ ہو جائے گا۔ تو نفس کو جواب دینا چاہیے کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ اس سے بڑھ کر سخت ابتلاء انبیاء پر آئے مگر وہ تباہ نہ ہوئے۔ بسبب اپنے ایمان کے اور راستبازی کے وہ ہمیشہ کامیاب ہوتے رہے۔ اس طرح ہم بھی انشاءاللہ کامیاب ہوں گے۔ خدا تعالیٰ ہماری نصرت کرے گا۔ فرمایا۔ تکالیف، مصائب کا آنا ضروری ہے مقدمات ہوتے ہیں عداوتیں کی جاتی ہیں لیکن یہ سب تھوڑے وقت کے واسطے ہے۔ آخر فتح مومن کی ہے۔

قرآن نعمت الٰہی ہے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو کتاب دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کتاب دی۔ ہاں مجھے بھی کتاب دی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انعام سب مومنین پر ہے۔

بہادر سپاہی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بہادر سپاہی بنو۔ بنی اسرائیل کے معنے ہیں بہادر سپاہی کے بیٹے۔ بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے جو احکام ہیں وہ تمہارے لئے بھی ہیں۔

لفظ ام المومنین کا غلط استعمال فرمایا۔ کسی شخص نے میری بیوی کو ام المومنین لکھا ہے مجھے یہ ناگوار ہے۔ ہمارے دوستوں کو سوچ سمجھ کر لفظ بولنا چاہیے۔ میری بیوی تمہاری ماں نہیں۔ ہاں پیغمبر خدا ﷺ کی بیوی کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی ماں فرمایا ہے دوسروں کو ماں نہیں کہا۔ ہاں ان معنوں میں ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے بچوں کو ایماندار بنائے اور ان کی ماں ان مومنین کی اُم ہے۔

....

ہاتھ دھو کر سُکھانا

ایک شخص کا تحریری سوال پیش ہوا کہ مجالس طعام میں دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر تولیہ یا رومال سے صاف نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ شریعت کا حکم ہے۔آپ براہ بندہ نوازی اطلاع فرماویں کہ کوئی صحیح حکم اس بارہ میں موجود ہے یا نہیں۔

حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا۔

السلام علیکم ۔ ہرگز قرآن کریم اور حدیث نبی رؤف رحیم میں ہاتھ دھو کر سُکھانے کی مخالفت نہیں ۔ ہاں ایک بار سرور کائنات فخر موجودات خاتم النبیین والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل فرمایا تو کسی نے رومال دیا تو آپ نے اس وقت رومال لیا نہیں جس سے معلوم ہوتا کہ رومال حسب عادت دیا گیا اور اس وقت نہیں لیا مگر مخالفت نکالنا غلط ہے۔

عیدمیں نوافل فرمایا۔عیدگاہ میں اس وقت نماز عید کے سوائے کوئی نماز نفل وغیرہ پڑھنی جائز نہیں۔

نورالدین

....

جنگ بدر سے لے کر یرموک تک

۲۸ دلچسپ اور حیرت انگیز واقعات تاریخ اسلام کے ۶ رسالوں میں شائع ہوئے ہیں ان کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے ہے کہ

یہ سلسلہ اہل اسلام کے لئے نہایت مفید ہے۔

المشتہر غلام قادر فصیح ایڈیٹر تاریخ اسلام شہر سیالکوٹ

(البدر جلد ۱۱ نمبر ۶، ۷ مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳ تا ۵)

ہر حال میں خدا کو یاد رکھو فرمایا۔نوکری پر جاؤ، بازار جاؤ، اٹھتے بیٹھتے، کروٹ لیتے، سفر میں، حضر میں، صحت میں، بیماری میں ۔غرض ہر حال میں اپنے ربّ کو یاد رکھو۔

قرب کی علامت دکھاؤ ذکر ہوا کہ ایک جگہ بعض مخالفین نے احمدیوں کا پانی کنوئیں سے بند کر دیا ہے۔فرمایا۔اس پانی کو کون بند کر سکتا ہے ایک جگہ نہ پیا دوسری جگہ چلے گئے ۔اگر ان مخالفین کو

خدا تعالیٰ کے حضور میں احمدیوں سے بڑھ کر اپنے قرب کا فخر ہے تو خدا سے دعا کر کے احمدیوں کے گلے بند کرا دیں کہ کوئی پانی بھی ان کے اندر نہ جا سکے۔

خدا پر توکل

ایک شخص کی تجویز پیش ہوئی کہ آئے دن کے مشکلات کو رفع کرنے کے واسطے حضور تمام جماعت پر آٹھ آنہ فی کس چندہ لگا دیں۔

فرمایا۔ میں خدا پر بھروسہ کرتا ہوں اس طرح چندہ مقرر کرنا میرا کام نہیں۔ یہ مامور کی شان ہے۔

ایک حدیث ایک بچے کے منہ سے فرمایا۔ مجھے وہ لذت اب تک نہیں بھولتی جبکہ بہت مدت کی بات ہے ایک دفعہ دہلی گیا۔ میں نے ایک دوست کے پاس جانا تھا۔ اس کا مکان تلاش کرتے ہوئے میں ایک محلّہ میں گیا۔ وہاں ایک چھوٹا سا بچہ سات آٹھ سال کی عمر کا میں نے دیکھا۔ مجھے اس کے ساتھ انس محسوس ہوا۔ قلب قلب کو پہچانتا ہے۔ میں نے اسے اس مکان کے متعلق پوچھا۔ اس نے بتلایا۔ پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ کچھ پڑھے ہوئے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ قرآن پڑھے ہیں، حدیث پڑھے۔ میں نے کہا اچھا کوئی حدیث سناؤ۔ اس نے نہایت سنجیدگی اور فصاحت سے کہا۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مِرْاٰةُ الْمُسْلِمِ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے آئینہ ہوتا ہے۔ سامنے تو اس کا عیب بتا دے پھر پیچھے دل صاف رکھے۔ اس بچے کے منہ سے اس حدیث کو سن کر مجھے وجد آ گیا۔

غیب اور ایمان بالغیب کے معنی فرمایا۔ جو بندے کو معلوم نہ ہو وہ غیب ہے۔ جو موجود نہیں وہ بھی غیب ہے۔ جو معدوم ہو چکا ہے وہ بھی غیب ہے۔

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی غیب کہتے ہیں۔

فرمایا۔ ایمان بالغیب کے یہ معنی بھی ہیں کہ انسان جب بالکل علیحدہ ہو کوئی اس کو نہ دیکھتا ہو۔ اس وقت بھی خدا تعالیٰ سے ڈرے۔

سورج گرہن سے سبق فرمایا۔سورج گرہن کو دیکھ کر یہ فائدہ اٹھانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو سورج بھی کہا ہے اور قمر بھی کہا ہے۔آدمی کو چاہیے کہ ظاہر سے باطن کی طرف جائے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دیکھا کہ سورج کی روشنی جو دنیا کو پہنچتی ہے وہ رک گئی تو آپ گھبرا اٹھے کہ کہیں ہماری روشنی اور ہمارا فیضان اس طرح کم نہ ہو جائے اور رک نہ جائے۔گھبراہٹ کے وقت دعا اور تضرع اور خیرات وصدقہ سے کام لینا چاہیے۔لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا،تضرع،خیرات اور صدقہ سب سے کام لیا اور دعائیں کیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور آپؐ کی روشنی بلا انقطاع قیامت تک دنیا میں رہنے والی ہے۔اور آپ کے خلفاء کے ذریعہ سے اس کی تجدید ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔

فرمایا۔کسوف خسوف خدا تعالیٰ کے نشانات میں سے ہے جو بندوں کو دکھایا جاتا ہے اور سمجھایا جاتا ہے کہ بڑی بڑی روشن چیزیں جو ہیں ان کو بھی خدا تعالیٰ تاریک کرسکتا ہے۔

علم حدیث کے پڑھنے کے فوائد فرمایا۔احادیث کے پڑھنے کے بہت سے فوائد ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے کا بہت موقعہ ملتا ہے۔اور یہ کہ انسان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذہب کس قدر پھیلا تھا۔اور یہ کہ اس سے انسان کی عقل بڑی تیز ہو جاتی ہے کیونکہ مختلف اقوال سنتا ہے کسی کو ترجیح دیتا ہے کسی کو ضعیف ٹھہراتا ہے۔اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرلے اور آدمی اللہ تعالیٰ کو رضامند کر ہی لیتا ہے۔ابن عباس کی طرح ایک رکعت صلوٰۃ الخوف پڑھنے والے بھی خدا رسیدہ ہو گئے اور دو رکعت پڑھنے والے بھی خدا رسیدہ ہو گئے۔ایسا ہی اور بھی فوائد ہیں۔

خدا معطل نہیں فرمایا۔مسلمانوں کا یہ مذہب نہیں ہے کہ کوئی ایسا زمانہ بھی آئے گا جبکہ سب چیزیں بالکل نیست نابود ہو جائیں گی۔اور خدا تعالیٰ اپنی صفات سے معطل ہو جائے گا۔

کھانے کے متعلق آداب فرمایا۔اسلام نے کھانے کے متعلق جو آداب سکھائے ہیں ان میں سے ایک یہ بات ہے کہ کھانے کے پکنے کے انتظار میں میزبان کے گھر نہیں جانا چاہیے۔وہاں

بیٹھ کر کھانے کا انتظار کرنا ٹھیک نہیں۔اس میں میزبان کے واسطے تکلیف ہے وہ کھانے کا انتظام کرے یا میزبان کی خاطر کے لئے اس کے پاس بیٹھے۔دوسری بات یہ ہے کہ کھانا کھا کر باتیں کرنے کے لئے بیٹھ نہیں رہنا چاہیے۔تیسری بات یہ ہے کہ اپنے آگے سے کھانا کھائے ادھر ادھر ہاتھ نہیں مارنا چاہیے۔چوتھی یہ بات ہے کہ جو کھانا پسند نہ ہو اس کی مذمت نہیں کرنی چاہیے ہاں اسے چپ چاپ الگ رہنے دیں۔افسوس ہے کہ بعض لوگ اپنے گھر میں اسی واسطے لڑائی لگائے رکھتے ہیں کہ کھانا ان کو پسند نہیں آیا۔بورڈنگ میں بچے اس پر لڑ پڑتے ہیں۔یہ ٹھیک نہیں ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تھی کہ جو کچھ میسر آئے اسے کھا لیتے۔اعلیٰ درجہ کی چیز ملتی وہ بھی کھا لیتے ادنیٰ درجہ کی شئے ملتی وہ بھی کھا لیتے کسی خاص شئے کی پابندی نہ کرتے۔یہ سادگی اور بے تکلفی کی عادت آپ کی لباس کے معاملہ میں بھی تھی جیسا مل گیا ویسا ہی پہن لیا کوئی تکلف نہ تھا۔دعوتوں کے عجائبات میں سے ایک واقعہ ہے۔ایک دفعہ ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی کہ پانچ آدمی آویں اور پانچویں آپ ہوں۔آپ نے اس کی دعوت قبول فرمائی۔اس کے مکان پر جاتے ہوئے راستہ میں ایک چھٹا آدمی ساتھ ہو لیا جیسا کہ لوگوں کی عادت ہے کہ بزرگوں کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔جب حضور علیہ السلام میزبان کے دروازے پر پہنچے تو آپ کھڑے ہو گئے اور میزبان کو کہا کہ یہ آدمی زائد آیا ہے اس کو ہم نے ساتھ نہیں لیا ہے۔تمہارا اختیار ہے کہ اسے اندر جانے کی اجازت دو یا واپس کر دو۔کیسی سادگی اور صفائی ہے۔آج کل کوئی مہمان سے پوچھے کہ کتنے آدمی ہوں گے تو ہتک سمجھی جاتی ہے۔غرض دعوت کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی کے گھر بلا اجازت نہ جاؤ۔

سوراخ میں سے نہ جھانکو فرمایا۔بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ دوسروں کے گھروں میں سوراخ میں سے جھانکتے ہیں۔یہ منع ہے اور اس کے دو نقصان ظاہر ہیں ایک گناہ اور دوسرا جریان کا مرض۔

ایک ضروری مسئلہ فرمایا۔حضرت نبی کریم ﷺ اور آپ کی بیبیوں کے سوانح میں انسان کو بے دھڑک کوئی بات نہیں کرنی چاہیے اس سے گناہ گار ہو جانے کا اندیشہ ہے۔مؤرخ کو چاہیے کہ اس

معاملہ میں بہت احتیاط کرے اور سوچ لے کہ ایسے معاملات میں بات کرنے کی شریعت نے کہاں تک اسے اجازت دی ہے۔

خدا سے کچھ مخفی نہیں فرمایا۔کوئی کام کرو ظاہر یا چھپ کر خداوندتعالیٰ سے کوئی مخفی نہیں ہے۔

ہر عورت کو گھر میں نہ آنے دو فرمایا۔شریعت نے اجازت نہیں دی کہ ہر قسم کی عورت ہمارے گھروں میں اس واسطے چلی آیا کرے کہ وہ عورت ہے بلکہ صرف اپنے طرز کی عورتوں کے واسطے گھر میں آنے کی اجازت ہے۔

آنحضرتؐ کے احسان فرمایا۔ہم نے طب کی کتابوں میں پڑھا ہے ایک مرض یا حالت ہوتی ہے جس کا نام یقضیٰ نومی۔جس میں انسان ماں کے پیٹ میں سنی ہوئی یا اس کی گودی میں سنی ہوئی بچپن کی باتیں بڑا ہو کر دہراتا ہے۔اس کے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک عورت جرمن زبان میں ایک فصیح لیکچر کسی وقت بولتی تھی حالانکہ جب وہ حالت اس سے دور ہوتی تو وہ جرمن زبان کا ایک لفظ نہ جانتی تھی۔ایک ڈاکٹر اس تحقیقات میں لگا کہ اس کا سبب کیا ہے۔تو بہت تلاش کے بعد اسے ثابت ہوا کہ جب یہ لڑکی بہت چھوٹی، ماں کی گود میں تھی تو جس گھر میں وہ رہتی تھی وہاں ایک جرمن پادری تھا جو اپنی سرمن طیار کر کے گرجے میں جانے سے قبل بطور مشق کے اپنے گھر میں علیحدہ کھڑے ہو کر وہ سرمن دیا کرتا تھا۔اس سرمن کی آواز اس بچے کے کان میں پڑی ہوئی تھی اور اس کا اثر تھا۔دیکھو یہ انسان پر ایک حالت آتی ہے اور چونکہ معلوم نہیں کہ روز قیامت ہم پر کیا کیا حالات وارد ہوں گے اس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری پیدائش کے وقت ہمارے کان میں سب سے اوّل اذان کی آواز پہنچانے کا حکم دیا ہے جس میں توحید نماز اور نجات انسانی سب کچھ آجاتا ہے۔معلوم نہیں کہ قیامت میں کیا تغیرات ہوں اور اس وقت کا سنا ہوا کام آجائے۔

کسی قوم کے لیڈر نے اپنی امت کے واسطے ایسی نیکیوں کا سامان نہیں کیا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے۔میرے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا بڑا بڑا

جوش آتا ہے کہ آپ کے ہم پر کس قدر احسانات ہیں۔ ہر کام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو استخارہ کرنا سکھایا ہے۔ یہ کتنا بڑا اکرم اور غریب نوازی ہے۔ مصیبت کے وقت اِنَّـا لِلّٰہِ سکھلایا ہے جس سے تمام مصیبتوں کے پہاڑ اُڑ جاتے ہیں۔ ہر نصیحت کے وقت شکر کرنا سکھلایا ہے۔ کتاب وہ دی ہے کہ کسی کی طاقت نہیں کہ ایسی کتاب پیش کر سکے۔ کتنے بڑے احسان ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا کریں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

قبر کا معاملہ فرمایا۔ یہ کیا فقرہ مشہور ہو گیا ہے کہ قبر کا عذاب برحق ہے۔ کیا قبر میں عذاب ہی عذاب ہے اور راحت کچھ نہیں۔ یوں کہنا چاہیے کہ قبر کا معاملہ برحق ہے صرف عذاب کی تخصیص کرنا درست نہیں۔

فجر کی سنتیں خفیف کرو فرمایا۔ صبح کی دو سنتیں بہت خفیف پڑھنی چاہئیں۔ بعض لوگ غلطی سے فجر کی سنتیں بہت لمبی پڑھتے ہیں حالانکہ حدیث شریف میں تو مذکور ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فجر کی سنتیں پڑھتے تھے تو لوگوں کو شبہ ہوتا تھا کہ الحمد شریف بھی پڑھی یا نہیں۔

....

داماد سے کچھ لینا جائز ہے

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ بعض لوگ ناطہ کے وقت داماد سے کچھ روپیہ لیتے ہیں کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

فرمایا۔ جائز ہے۔

گمشدہ خاوند ایک شخص کے سوال کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ خاوند کے نامعلوم الخبر ہونے کی صورت میں اگر عورت کے واسطے گزارے کی صورت موجود ہو تو چار سال تک انتظار کرے ورنہ ایک سال کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔

غیر احمدی کا جنازہ

ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا ہم غیر احمدی کے ورثاء کی خواہش پر اپنے امام کے پیچھے اس غیر احمدی کا جنازہ پڑھ لیا کریں؟

فرمایا۔ یہ خطرناک بات ہے ہمیں سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم اس کے لئے کیا دعا کریں گے کہ اے خدا اس شخص نے تیرے مامور کو نہیں مانا اس واسطے اس کو جنت نصیب کر۔

(البدر جلد ۱۱ نمبر ۸، ۹ مورخہ ۳۰ر نومبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳ تا ۵)

روپیہ بت ہے فرمایا۔اس زمانہ میں سب سے بڑا بت لوگوں کے لیے جس کے لیے خدا تعالیٰ کو بھی چھوڑ دیا گیا ہے اور آخرت کی مطلق پرواہ نہیں روپیہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھانے کے لیے کہ اس زمانہ کی بت پرستی یہی ہے جس سے مؤحد مومن کو بچنا چاہیئے اس پر بت کا نشان ہونے کا سامان کر دیا تا کہ تصویری زبان میں ہر وقت ان کو متنبہ کرتا رہے کہ میں بت ہوں ایسا نہ ہو کہ میرے لیے اپنے حقیقی مالک ومحسن ومعبود کو بھول جاؤ۔ پائی سے لے کر اکنی، دونی، چونی، اٹھنی، روپے اور پھر پونڈ تک بت ہے تا کہ بت پرست مشعر ہو اور اس کے حصول کے لیے لوگ خدا کی نافرمانی کرنے کی جرأت نہ کریں اور اس میں ایسے منہمک نہ ہوں کہ وہی بھول جائے۔

نئی شریعت نہ بناؤ

ایک صاحب کی طرف سے ایک تحریک پیش ہوئی کہ تمام احمدی نوجوان ایک ماہ میں دو وقت کا کھانا چھوڑ قادیان کی مختلف مدات میں بھیج دیں۔

فرمایا۔ میری حیاتی کے تھوڑے دن رہ گئے ہیں میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی نئی شریعت پیدا کی جاوے۔ ۲۹ر نومبر ۱۹۱۱ء۔

منطق الطیر فرمایا۔ یہ علم سنسکرت میں بسنت راج، عبرانی میں دبر ہاعرف اور یونانی میں ارنی سو بوجیا کہلاتا ہے۔ جو لوگ مرغیاں پالتے ہیں وہ بھی ذرا غور کریں تو ان کو معلوم ہوسکتا ہے کہ جب مرغی نے

انڈا دینا ہو تو اس کی آواز کیا ہوتی ہے، جب دے چکے تو کیا۔ جب بچوں کے ساتھ چلے تو کیا۔ جب کوئی خطرہ پیش آئے تو کیا۔ جب بھوک لگے تو کیا۔ وغیر ذالك۔

سچا علم کون سا علم ہے؟ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر: ۲۹) اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھنے والے ہیں تو اس کے بندوں سے عالم لوگ۔ گویا سچے علم کی پہچان یہ ہے کہ اس کے صاحب کا قلب خشیۃ اللہ سے لبریز رہتا ہے۔ بڑا تعجب ہے کہ اس زمانہ میں لوگ جوں جوں زیادہ پڑھتے ہیں تو ان کے دل سے خشیت الٰہی نکل جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جو سب سے بڑا عالم ہونے کا مدعی ہو وہ سب سے بڑا اللہ سے نڈر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے۔ انہیں اپنی جناب سے وہ علوم دے جن کے پڑھنے سے خشیت الٰہی ان میں آئے۔

ابلیس اور شیطان میں کیا فرق ہے؟ ابلیس اور شیطان کی اصل جنّ ہے۔ اور ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جو چیز اپنی ذات میں بری اور پُر ضرر ہو وہ تو ابلیس ہے۔ اور جس چیز کا ضرر متعدی ہو دوسروں کو بھی دکھ پہنچائے تو وہ شیطان ہے۔ چنانچہ پارہ اوّل رکوع ۴ میں فرماتا ہے۔ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (البقرۃ: ۳۵) جب تک اس میں انکار و استکبار تھا وہ ابلیس تھا لیکن جب اس کا ضرر متعدی ہوا اور فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا (البقرۃ: ۳۷) اس کی شان ہوئی، دوسروں کو بہکانے لگا تو پھر اسے شیطان فرمایا۔ سارے قرآن مجید میں خوب غور کر کے دیکھ لو جہاں جہاں ابلیس آیا ہے وہاں اس کا ضرر اپنی ذات میں ہے اور جہاں اس کا ضرر دوسروں تک پہنچا تو نام شیطان ہے۔ احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کا لفظ بہت وسیع ہے۔ آپ نے ایک کبوتر باز کو کبوتری کے پیچھے جاتا دیکھ کر فرمایا۔ شَيْطَانٌ يَتَّبِعُ شَيْطَانَةً (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب اللعب بالحمام) اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ (اعتلال القلوب للخرائطی باب ذکر من فتنة النساء عن طاعة الله جلد ۱ صفحہ ۱۰۳ طبع الثانیه. ریاض)۔ غرض ظلمت کے مظاہر شیاطین ہیں اور نور کے مظاہر ملائکہ۔

(البدر جلد ۱۱ نمبر ۱۰ مؤرخہ ۷؍دسمبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

(درس خواتین میں سے چند نوٹ)

ہمارا بفضل خدا ستائیسواں پارہ ختم ہونے والا ہے۔اس عرصہ میں حضرت خلیفۃ المسیح نے بہت نادر نادر نکتے بیان فرمائے جو میں نے کبھی کبھی لکھے۔مگر پھر خیال آتا کہ حضرت جو کچھ اندر مستورات میں فرماتے ہیں وہی باہر فرماتے ہوں گے جس کے نوٹ لکھ لئے جاتے ہیں۔پھر معلوم ہوا کہ مردوں میں غالباً بائیسواں تئیسواں پارہ ہے اس لیے وہ چند ضروری نوٹ جن کو حضرت نے بہت جوش سے فرمایا ذیل میں درج کرتی ہوں۔اگر میری بہنیں اور بھائی پسند فرماویں گے تو دعا فرماویں کہ آئندہ مجھے توفیق ملے کہ کچھ نہ کچھ اپنی بہنوں کی خدمت کرتی رہوں۔ والسلام۔عاجز سکینہ بیگم (اہلیہ اکمل)

از قادیان دارالامان

دین داری کی تاکید فرمایا۔نمازوں میں بہت سستی ہے۔خاوندوں سے جھگڑے ہیں۔آپس میں جھگڑے ہیں۔قادیان کی آبادی پانچ ہزار ہے پھر غور کرو تم میں کتنی قرآن شریف سنتی ہیں پھر پڑھتی کم ہیں۔اگر کچھ پڑھتی ہیں تو سمجھتی نہیں۔اگر سمجھتی ہیں تو عمل کرنے والی بہت کم ہیں۔

فرمایا۔دیکھو کسی پیارے عزیز کی چٹھی آ جاوے تو کیسے اہتمام سے سنتی ہو مگر اپنے پیاروں سے بھی پیارے مولا کریم کی چٹھی نہیں سن سکتیں۔قرآن شریف کو صبح شام اٹھتے بیٹھتے اپنا شعار بناؤ۔فرقان حمید پڑھنے والا کبھی مجنون نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بلکہ میں حفاظت کرتا ہوں۔بچوں کی سردی اپنی سردی کا فکر، پھر گرم کپڑوں کی فکر ہے اور اپنے نفس کی اصلاح کی فکر نہیں۔اپنے دین کا خیال کرو۔نمازوں میں سستی مت کرو۔عورتیں نمازوں میں ضرور سست ہوتی ہیں۔عصر کو کام کاج، کھانے پکانے کا بہانہ، شام عشاء کو بچہ کے سلانے کا بہانہ، صبح سردی کا بہانہ، رات بچے کے پیشاب سے بدن کو پلید کر لینے کا عذر کر لیتی ہیں۔یہ سب بہانے ہیں۔دین کو دنیا پر مقدم کرنا اسی کا نام ہے کہ یک دم تمام دنیاوی کام چھوڑ کر اپنے مولا کے حضور حاضر ہو جاوے۔کیسی ہی مشکل بنے کچھ پرواہ نہ کرے۔دیکھو عید کی آمد سے مہینہ پندرہ دن پہلے تم عمدہ عمدہ کپڑے بنوانے، عمدہ کپڑے رنگنے، سینے سلانے میں بہت سا وقت خرچ کر دیتی ہو اور خاوندوں کو فرمائشوں پر فرمائشیں ہوتی ہیں کہ صاحب چوری کرو، کچھ

کرو ہمیں یہ چیز لا کر دو۔ تو کیا اللہ کے اپنے محسن کریم مولا کے حضور پانچ وقت سجدہ کرنے میں اس کا کلام پاک پڑھنے میں یہ بہانہ کہ ابھی بہت کام پڑا ہے فارغ ہوں تو نماز پڑھوں۔ فراغت ملے تو قرآن کریم پڑھوں یا سنوں۔ دیکھو میری ماں اللہ تعالیٰ اسے جنت میں بڑے بڑے درجات عطاء کرے بہت سارے بچوں کی ماں تھیں مگر وہ کبھی نماز قضا نہ کرتیں۔ ایک چادر پاک صاف صرف اس لیے رکھی ہوئی تھی کہ نماز کے وقت اسے اوڑھ لیتیں۔ نماز پڑھ کر معاً اوپر کھونٹی پر لٹکا دیتیں۔ فرقان حمید کا پڑھنا کبھی قضاء نہ کیا۔ بلکہ میں نے اپنی ماں کے پیٹ میں قرآن مجید سنا۔ پھر گود میں سنا اور پھر ان سے ہی پڑھا۔ سو تم بھی اپنی اولاد کو خود قرآن شریف پڑھاؤ۔ اس پر سمجھنے کی دعا مانگو اور عمل کی توفیق مانگو اور تڑپ تڑپ کر دعائیں مانگو کہ اللہ پاک ہم کو اور ہماری اولاد کو قرآن پر عمل کی توفیق دے۔ آمین

تبلیغ اسلام یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور بہت بڑا احسان ہے کہ تم کو انسان پیدا کیا۔ سو تم انسان بننے کی کوشش کرو۔ انسان کے معنے ہیں دو۲ انس اس کے اندر ہوں۔ یعنی ایسا پیار اللہ سے ہو کہ خدا کے سامنے کسی چیز کی پرواہ نہ کرے۔ دوم اللہ کی مخلوق سے بھی پیار رکھے، نیکی کرے انسان تب انسان بنتا ہے۔ سو تم کو خداوند کریم نے پاکیزہ شکلیں عطا کیں۔ ستھرے لباس دیئے۔ کیا اس کے شکریے میں یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ اللہ کی مخلوق کو اس کریم رحیم مولا کا نام ہی بتاؤ۔ دیکھو تمہارے گھروں میں سویرے ہی بھنگنیں آتی ہیں۔ ان کے گندے لباس ہیں۔ ہر وقت گندگی میں رہنا ان کا کام ہے۔ تمہارے گھر گندگیوں سے پاک صاف کرتی ہیں تو کیا اس کے شکریے میں اتنا بھی نہیں ہوسکتا کہ تم ان کو پیدا کرنے والے واحد لاشریک کا نام ہی بتا دو۔ آہ! کاش تم ان کو کبھی ایک پاک بات سکھلا دیتیں۔ میں ایک دفعہ گلی میں جا رہا تھا کہ ایک خوش پوشاک شخص نے مجھے سلام کیا اور کچھ روپیہ پیش کیا۔ میں نے غور سے دیکھا مگر سمجھ نہیں آیا کہ کون ہے۔ تو وہ کہنے لگا حضور نے مجھے پہچانا نہیں میں آپ کے ڈیرے کا خاکروب تھا۔ میں نے کہا یہ وضع کب سے بنائی۔ تو کہا حضور میں عیسائی ہو گیا تو مشن سکول میں عیسائیوں نے مجھے پڑھانا شروع کیا حتیٰ کہ ترقی کرتے کرتے میں اب ہیڈ ماسٹر ہوں۔ میں نے دل میں ندامت سے کہا کہ ہمارے ڈیرے میں بھی تو یہ رہا مگر کسی کو توفیق نہ ملی کہ اسلام کا رستہ اسے

بتاتا اور کیسی چستی سے دوسروں نے ترقی کی۔ سو میں تم کو نصیحت کرتا ہوں اور قرآن کریم کا حکم سناتا ہوں کہ حق نہ چھپاؤ۔ ضرور کہہ دو۔ کوئی تمہیں برا کہے کچھ پرواہ نہ کرو۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں سختیاں سہنا ہی جہاد ہے۔

فرمایا۔ مجھے رونا آتا ہے میرا دل روتا ہے مسلمانوں میں کیسی سستی آ گئی ہے۔ اللہ کا رحم و فضل کرم ہو۔

ہمیشہ خوش رہنا فرمایا۔ بہت ہمارے مرد اور عورتیں چاہتی ہیں کہ جو چیز ہم چاہیں وہ دنیا میں مل جائے۔ مگر یہ تو جنت کا نشان ہے کہ جو دل چاہے وہ مل جاوے۔ کام کرنا دوزخیوں کے اور چاہنا جنت۔

میرے ایک بزرگ استاد تھے (رحمہ اللہ تعالیٰ) میں ان سے رخصت ہونے لگا تو عرض کی حضرت کوئی ایسا نکتہ معرفت فرماویں جس سے میں ہمیشہ خوش رہوں۔ تو وہ ایسی دلربا وضع سے بیٹھے کہ ہم نے سمجھ لیا کہ کوئی لطیف بات کہنے لگے ہیں۔ (کیونکہ کوئی لطیف بات کہنے لگتے تو اسی طرح بیٹھا کرتے) فرمانے لگے کہ ہمیشہ خوش رہنا تو بہت آسان بات ہے۔ ''خدا نہ بنا کرو''۔ عرض کی حضور کوئی انسان بھی خدا بنا کرتا ہے؟ فرمایا۔ تم خدا کسے کہتے ہو؟ عرض کی کہ خدا جو چاہے وہ ہو جاتا ہے مگر بندہ نہیں کرسکتا۔

فرمایا۔ بس جو خدا بنے وہ دکھی ہوتا ہے انسان جو چاہے نہیں ہوسکتا۔ اپنے نفس کو سمجھاؤ کہ تُو جو چاہے ہو جائے یہ نہیں ہوگا کیونکہ تُو خدا نہیں۔ سو یہ بڑا یاد رکھنے والا اور سمجھنے والا نکتہ ہے۔

پیر کا نشان پیر میں تین صفتیں ہونی چاہئیں۔ کہ پیر جاہل نہ ہو، کسی سے بے جا محبت رکھنے والا نہ ہو، بے عمل نہ ہو۔ (البدر جلد ۱۱ نمبر ۱۱ مؤرخہ ۱۴؍دسمبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

نور کی کرنیں

(حضرت اقدس کے درس سے)

انسان محتاج ہے فرمایا۔ انسان ان گنت چیزوں کا محتاج ہے کھانے کا، پینے کا، پہننے کا۔ پھر اس کے آگے چل کر موچی، بڑھئی، درزی وغیرہ کا۔ مگر ان سب احتیاجوں کا پورا کرنے والا ایک اللہ ہی

ہے۔فرض کرو عمدہ سے عمدہ لذیذ کھانے دسترخوان پر چنے ہوئے ہیں مگر ہاضمہ درست نہیں۔ وہ کھانے زہر معلوم ہوں گے۔لطیف سے لطیف اور شیریں شربت گلاس میں سامنے رکھا ہے مگر انسان کا گلا دکھتا ہے۔ وہ شیریں شربت اس کے کس کام کا۔ درزی اچھے سے اچھے کپڑے سی کر لاتا ہے مگر بیماری نے بستر ے پر ڈال رکھا ہے بھلا وہ عمدہ سوٹ کس کام ۔اس لئے ہر ایک چیز کے لئے انسان خدا تعالیٰ کا محتاج ہے اور غنی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

احتیاج کا طرز فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم مسلمانوں پر بڑا فضل ہے کہ اس نے ہمیں احتیاج کا طرز بتلایا کہ کس طرح ہم ہر ایک ضرورت یا احتیاج کو اپنے لئے نعمت اللہ بنا سکتے ہیں۔ وہ ہے استخارہ، شادی کے لئے استخارہ بتلایا۔ ہر ایک کام کے شروع کرنے سے پہلے استخارہ بتلایا کیونکہ ہر ایک کام اس کے فضل سے ہی ہوتا ہے۔

گناہ سے بچو فرمایا کہ بعض لوگ عذر کرتے ہیں ہمیں خرچ کی ضرورت ہے بال بچہ زیادہ، آمدنی کم اس لئے ہم نے فلاں معاملہ میں رشوت یا شراکت اختیار کی ۔سو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (فاطر:۱۹)تم گناہ کرتے ہو مگر قیامت کے روز کوئی بھی تمہارے گناہ کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ہے۔سو ایسے لوگوں کو قرآن شریف کی مذکورہ بالا آیت ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہیے۔

قرآن شریف کا منشاء فرمایا۔اللہ تعالیٰ کے انعام، احسان، جبروت، عظمت، قدرت وغیرہ کا جس قدر ذکر قرآن شریف میں ہے اور کسی کتاب میں نہیں۔ انجیل میں نہ زردشت کی کتاب میں نہ ویدوں میں۔قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی بڑائی، ربوبیت، رحمانیت، مالک یوم الدین، حی وقیوم ہونے پر بڑا زور دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دراصل گناہوں کی جڑ عدم ایمان صفات الٰہیہ ہے۔ دنیا خداوند تعالیٰ کی عظمت کو نظر انداز کر چکی ہے۔جعلساز چور ڈاکو وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر ایمان نہیں ہوتا ورنہ وہ کبھی ایسے رذیل فعل کے لئے جرأت نہ کرتے۔سو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ربوبیت،

رحمانیت، حی، قیوم، مالک ہونے پر بڑا زور دیتا ہے۔

فرشتے فرمایا۔ فرشتے خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں بعض ناعاقبت اندیش اس پر اعتراض کرتے ہیں بھلا ان سے کوئی یہ پوچھے کہ کیا تم اس وقت موجود تھے۔ جو اعتراض کرتا ہے وہ احمق ہے کیونکہ جس نے بنائے وہ کہتا ہے اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَ يُسْئَلُوْنَ (الزخرف:۲۰) کیا یہ لوگ اس وقت موجود تھے جبکہ فرشتے پیدا کیے گئے۔ ان کا بیان لکھا جائے گا اور (قیامت کے دن) ان سے پوچھا جائے گا۔

نصیحت جو چیز تمہیں نہیں آتی اس خدا کے حوالہ کرو۔ ہندوؤں نے سہسر بھجوں والا دیوتا یعنی سو بازوؤں والا دیوتا بنایا ہے ممکن ہے کسی پر انکشاف ہوا ہو ہم ایک آدمی کی خیالی تصویر بناتے۔ مگر وہ مشاہدہ کے وقت غلط نکلتی ہے۔

شاہان سلف اور قرآن شریف فرمایا کہ محمود غزنوی اور خلیفہ بغداد کے درمیان کچھ ناچاقی ہونے پر محمود غزنوی نے خلیفہ بغداد کو لکھا کہ تمہیں معلوم نہیں میرے پاس اس قدر ہاتھی اور لاؤ لشکر وغیرہ ہے کہ میں بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔ خلیفہ نے ایک خوبصورت کاغذ لے کر اس پر دو دفعہ الــم الــم لکھ کر قاصد کے ہاتھ محمود غزنوی کے پاس بھیج دیا۔ دربار کے اہلکاروں نے وہ کاغذ دیکھا اور حیران ہو گئے۔ الــم الــم پڑھتے مگر مطلب کو نہ سمجھ سکتے۔ محمود غزنوی فوراً تاڑ گیا۔ جب درباری اہلکاروں کو زیادہ حیران اور استعجاب میں پایا تو محمود غزنوی نے کاغذ لے کر فرمایا کہ کیا تم نے سمجھا دو دفعہ **الم الم** لکھنے سے خلیفہ کا کیا مطلب ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ محمود نے کہا میں اس کا مطلب سمجھ گیا ہوں اس میں سورۃ الفیل کی طرف اشارہ ہے جس میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ (الفیل:۲،۳)۔

نکتہ۔ محمود غزنوی نے ہاتھیوں کی دھمکی دی تھی۔ خلیفہ بغداد نے جسے قرآن شریف کے ساتھ محبت

تھی قرآن شریف کی آیت سے بتلایا کہ دیکھو ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک ہوا تھا جو تم مجھے ہاتھی کی دھمکی دیتے ہو۔ محمود جسے قرآن شریف کے ساتھ محبت تھی فوراً سمجھ گیا اور اس پر ایسا اثر ہوا کہ خلیفہ بغداد کو عذر کا خط لکھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے بادشاہوں کو قرآن شریف سے محبت تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ تمام مادی طاقتیں ان کے سامنے ادنیٰ لونڈی کی طرح ہاتھ باندھے کھڑی تھیں۔ جس طرف جاتے تھے فتح ونصرت کے شادیانے بجتے جاتے تھے۔ جب آدمی دین کو مقدم کرتا ہے تو دنیا خود بخود ہی درست ہو جاتی ہے۔

بے انصاف مسلمان بادشاہ زیادہ دیر بادشاہت نہیں کرسکتا فرمایا کہ بے انصاف کفار بادشاہوں کی سلطنتیں بہت دیر چلی جاتی ہیں مگر بے انصاف مسلمان بادشاہ کی سلطنت زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتی۔ اس کی وجہ یہ کہ اس بے انصاف مسلمان بادشاہ کے اعمال اور افعال کو اسلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اسلام کو بدنام کرنا نہیں چاہتا۔ تاریخوں کے اوراق پلٹا کر دیکھ لو مذہبی کتابوں کو ٹٹولو کبھی بے انصاف مسلمان بادشاہ کو زیادہ دیر تک تخت پر نہیں پاؤ گے۔ سبحان اللہ کیا عجیب اور معرفت کا نکتہ ہے۔ کیا اب بھی اسلام کی صداقت میں کچھ شک وشبہ رہ سکتا ہے۔

شوخ آدمی جلد تباہ ہو جاتا ہے فرمایا کہ کفر سے چشم پوشی کی جاسکتی ہے مگر ایک شوخ آدمی کی شوخی اور شرارت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ شوخ آدمی جلد ہی تباہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے شوخی سے بچنا چاہیے کیونکہ شوخی سے بڑھ کر اور کوئی برائی نہیں۔

عرب کیوں کمزور ہو گئے فرمایا کہ جب اوّل اوّل عربوں نے یونان کو فتح کیا تو یونان کی عورتوں سے شادی کر لی۔ تو یونان کی عورتیں جو نزاکت پسند تھیں ان کے بچے بھی بجائے بہادر اور دلاور ہونے کے آرام پسند پیدا ہوئے اور ان کے تعلقات بھی ننہیال کے ساتھ ہی زیادہ رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب کی آئندہ نسل بہادری اور دلاورانہ صفت کو کھو کر کمزور اور آرام طلب ہوتی گئی۔

(اخبار نور جلد ۳ نمبر ۶ مورخہ ۱۵ر دسمبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۴، ۱۵)

کلام امیر المؤمنینؓ

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بادلوں سے پانی نازل فرماتا ہے تو خوشبو کے پھول میوے اور مختلف عمدہ قسم کی روئیدگی پیدا ہوتی ہے تو کہیں کُھمب اور گھاس پھونس بھی پیدا ہوتا ہے۔ انار کا پوست سخت اور قابض ہوتا ہے مگر اس کا دانہ کیسا خوش رنگ اور خوشگوار ہوتا ہے۔ سنگ مرمر سفید، سنگ سرخ، سنگ موسیٰ اور کالے بھجنگ پتھر پیدا ہوتے ہیں۔ بس اسی طرح انسانوں کا بھی حال ہے کہ ہر رنگ وطبیعت کی مخلوق خدا نے پیدا کی ہے۔ جانوروں میں طوطی سبز، سرخ، سفید ہر رنگ کی ہوتی ہے۔ گھوڑے ابلق اور نقرے ہیں۔ اسی طرح ہر ایک مخلوق میں مختلف قسم کے فرق ہیں۔ ہمارے لیے روحانی بارش یہ ہے کہ خدا کے کلام سنانے والے مامورین آتے ہیں اس کلام کو ابوبکرؓ نے بھی سنا اور ابوجہل نے بھی سنا۔ حضرت عمرؓ نے سنا اور ابولہب نے بھی سنا۔ ہر ایک کا سننا جدا جدا تھا۔ خدا کے کلام کو موسیٰ کی ماں نے بھی سنا اور فرعون نے بھی سنا۔ قارون اور ہامان نے بھی سنا۔ مگر نتیجہ ہر ایک کے سننے کا مختلف تھا۔ میں بھی تم کو قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا کلام ہر روز سناتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تم کو گلاب کا پھول بناوے کھمب نہ بناوے۔ سنگ مرمر بناوے سیاہ بھجنگ نہ بناوے۔ صبغۃ اللہ سے رنگین کرے۔ فرعون، قارون، ہامان نہ بناوے۔ بعض علم پڑھ لیتے ہیں اور سمجھتے بھی ہیں مگر عمل میں بڑے کچے ہوتے ہیں۔ تم سے اگر غلطی ہو جاوے تو استغفار کرو۔ اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے۔ تم یہاں کیوں اکٹھے ہوئے؟ اس لیے کہ اللہ جلشانہٗ کا نام لینے والے بنو۔ بڑے بڑے بادشاہ ہندوستان میں ہو گزرے ہیں۔ محمود غزنوی ہو گزرا ہے، محمد تغلق آیا، تیمور آیا، اکبر، ہمایوں، جہانگیر آیا، بابر، عالمگیر وغیرہ وغیرہ آئے۔ تم نے سنا کہ میں نے کس عزت سے ان کے نام لیے۔ اس ملک میں حضرت فریدالدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ بھی ہو گزرے، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ بھی ہو گزرے ہیں، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت احمد سرہند بھی ہو گزرے ہیں۔ تم نے سنا کہ ان بزرگوں کے نام میں نے کس عزت سے لیے ہیں۔

تجارت تم لوگ کیا کرتے ہو مگر تجارت شراکت کا علم نہیں سیکھتے۔ ابھی اس وقت میں نے ایک

حدیث پڑھائی ہے۔عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے غلام خریدا۔آٹھ سو درم قیمت دی۔پھر واپس لایا کہ یہ غلام عیب دار ہے۔غلام کو لوٹانا چاہا۔یہ قصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حضور میں بھی پیش ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس غلام کو واپس لے لیا۔اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا خریدار بھیج دیا جس نے اس غلام کی پندرہ سو قیمت دی۔

نماز ایک معراج ہے مومن کی۔ایک بادشاہ آتا ہے تو کس قدر اس کے لیے تیاریاں ہوتیں اور کیسی کیسی صفائیاں ہوتی ہیں۔مومن نماز میں اپنے ربّ سے سرگوشی کرتا ہے اس کے لیے بادشاہ کی ملاقات سے کہیں زیادہ تیاری کرنی چاہئے۔

اگر کوئی سفید پوش ہو تو اس کو خفیہ طور پر کچھ دے دیا کرو اور اگر کوئی غریب مسکین ہو تو اس کو علانیہ دینے میں کوئی ہرج نہیں۔

بقیہ کلام امیر المؤمنین نوشتہ سکینۃ النساء از درس برائے خواتین

مسلمانوں کو کس نے تباہ کیا؟ فرمایا۔مجھے رونا آتا ہے میرا دل روتا ہے مسلمانوں میں کیسی سستی آگئی ہے۔اللہ کا رحم و فضل و کرم ہو۔

فرمایا۔اصل میں مسلمانوں کو تین چار گروہوں نے تباہ کر دیا ہے۔ملاں لوگ، سجادہ نشین، امیر، طبیب۔ملّاں لوگوں نے قرآن حدیث کی پرواہ نہیں کی۔اگلے مسلمان بادشاہوں نے ہر گاؤں کے محلّہ میں ایک ایک دینی پیشوا یعنی مولوی بٹھا دیا تھا اور اس کے گزارے کے واسطے شادی غمی میں کچھ مقرر کروا دیا اور ہر روز کی پکی پکائی روٹی مقرر کروادی تاکہ اس کا گزارہ چلتا رہے اور لوگوں کو دین اسلام کی باتیں سکھلایا کرے۔مگر یہ خدا سے دور جا پڑے اور ایسی گمراہی میں جا پڑے کہ خدا کا خوف ہی دل سے بھلا دیا۔ایک دفعہ میں گلی میں جا رہا تھا کہ ایک ملاں جو مجھے جانتا تھا سامنے سے آ رہا تھا۔جمعرات کا دن تھا۔اس کے ہاتھ میں بہت ساری روٹیاں اور حلوا تھا۔مجھے دیکھ کر ان کے گرد کپڑا دے لیا اور ہنسنے لگا اور مجھے اشارہ کیا کہ دیکھا تم نے مولوی بن کر کیا لیا۔میں نے کہا تمہیں خدا کا خوف

نہیں تو وہ بڑے جوش سے کہنے لگا خدا کا خوف کرنے لگیں تو یہ اتنی روٹیاں مفت کہاں سے ملیں۔ سجادہ نشینوں نے تو بت پرستی میں مبتلا کر دیا۔ قبر پرستی اور مردہ پرستی شروع کروا کر خطرناک شرک میں مشغول ہو گئے۔ اصل میں مقبروں کی طرف جانے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مقصد بتائے۔ ایک تو یہ کہ موت یاد آ جاوے۔ دوم دعائے مغفرت اپنے لیے۔ سوم مردہ کے لیے مغفرت مانگنا۔ سب سے زیادہ کبیرہ گناہ ہے کہ صاحب قبر سے کچھ مانگا جاوے۔ دیکھو حضرت صاحب سے میرا بے حد پیار تھا اور میں ان پر مال و جان سب کچھ اپنا قربان کرنا چاہتا مگر میں نے ان کی قبر پر کبھی کسی مطلب کی دعا نہیں کی نہ کرنی جائز ہے۔ یہ سب سخت گناہ اور شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے بچاوے۔ اب امیروں کی سنو۔ امیروں نے دین کی طرف توجہ چھوڑ دی یہاں تک کہ مسجد میں آنا ہی ہتک سمجھا۔ کیونکہ جس فرقہ کی جانب توجہ کرتے رعیت کے دوسرے فرقہ کے لوگ ناراض ہو جاتے۔ رعیت کے مولوی تو ایک دوسرے کو کافر جان کر دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تو یہ کس کس کی دلداری کرتے۔ جس کے پیچھے نماز پڑھتے وہ راضی دوسرا ناراض، تو مسجدوں میں جانا ہی چھوڑ دیا۔ طبیب اس سے بھی زیادہ بڑھ گئے کہ خدا ہی بن بیٹھے۔ شبانہ روز مخلوق اللہ کو لگے لوٹنے۔ بعض رگوں میں سیاہ خون ہوتا ہے، بعض میں سرخ۔ تو سیاہ رنگ کا خون چھڑا دیا اور مریض کو کہا کہ اوہو تیرا تو خون سیاہ ہو گیا ہے اور اپنی طبابت چلانے کا وسیلہ بنا لیا۔ اک میرے دوست تھے جو بہت محبت بھی کرتے۔ مال سے بھی امداد کرتے۔ اکثر روپیہ سے مدد کرتے۔ وہ فوت ہو گئے۔ ان کی ایک لڑکی ایک دفعہ میرے پاس آئی کہ حضور میں بیمار ہوں نسخہ لکھ دیں۔ میں نے مرض تشخیص کر کے کہا ڈیرہ سے دوائی بھجواتے ہیں تو جھٹ کہتی ہے نہیں حضور آپ نسخہ لکھ دیں خود بنوا لوں گی۔ میں نے نسخہ لکھ دیا۔ دوسرے دن پھر آئی۔ کہا حضور دوائی بھجوا دیں مجھے شاید دوائیں خالص نہ مل سکیں۔ تو میں نے کہا کہ لڑکی کل میں نے خود ہی تمہیں کہا تھا کہ دوائی بھجوا دوں گا اور بڑی خوشی سے بھجوا دوں گا۔ کیونکہ اوّل تو تیرا باپ ہمارا دوست تھا۔ دوسرے ہمیں کبھی ایسی باتوں کا خیال تک نہیں آیا کہ دوائی میں یا نسخہ میں بخل کرنا ہے۔ تو سچ بتاؤ کہ یہ بات کیا ہے۔

کل دوائی دینے لگےتو تم نے نسخہ ہی طلب کیا اور آج دوائی ہی لینا چاہتی ہو۔تو ہنس کر کہتی ہے حضور اصل بات یہ ہے کہ میرا میاں حکیم ہے۔مگر اس طرح کہ جب ہم شام کو روٹی پکاتے ہیں تو وہیں چولہے کے آگے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں تو ساتھ ہی راکھ کی چھوٹی چھوٹی پڑیاں باندھتے جاتے ہیں۔صبح جو مریض آتا ہے خواہ کوئی مرض ہو ایک ایک پڑیا دے کر ساتھ کسی کو عرق سونف کسی کو گاؤزبان وغیرہ بتاتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں اصل دوائی جو بہت قیمتی........................

(البدر جلد ۱۱ نمبر ۱۲ مؤرخہ ۲۱؍دسمبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

انڈیکس

ارشادات نور جلد دوم

مرتبہ: محمد محمود طاہر صاحب

آیات قرآنیہ

الفاتحة

البقرة

اٰل عمران

النساء

المائدۃ

الانعام

الاعراف

الانفال

التوبة

یونس

هود

یوسف

الرعد

ابراهیم

الحجر

النحل

بنی اسرائیل

الکهف

مریم

طٰہٰ

الانبیاء

الحج

المومنون

النور

الفرقان

الشعراء

القصص

العنکبوت

الجاثیة

الفتح

الحجرات

النجم

الرحمٰن

الواقعة

الحدید

المجادلة

الحشر

الممتحنة

الصّف

الجمعة

المنافقون

الطلاق

التحریم

الملک

القلم

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

(ترتیب بلحاظ صفحات)

احادیث بالمعنی

کلیدِ مضامین

آ۔ا

ب ۔ پ ۔ ت

ج ۔ چ ۔ ح ۔ خ

د۔ ذ۔ ر۔ ز

زراعت

زکوٰۃ

س ۔ ش ۔ ص ۔ ط

سادات

سادگی

سچائی

سحر، جادو

سکھ مت

سلام

سماع

سنت رسولؐ

سوالات

شاعر، شاعری

اشعار بلحاظ ترتیب حروف تہجی

ع۔غ

ف۔ق۔ک۔گ

ل۔م۔ن

اسماء

آ۔ا۔ب۔ت۔ٹ۔ث

ج۔چ۔ح۔خ

ع۔غ

ف ۔ ق ۔ ک ۔ گ

ل۔م۔ن

مقامات

آ۔ا۔ب۔پ۔ت

ج۔چ۔ح۔خ

ل۔م۔ن۔و۔ہ۔ی

کتابیات

آ۔ا۔ب۔ت

ج۔چ۔ح۔خ

د۔ر۔ژ

س۔ش۔ط۔ع۔غ

ف۔ق۔ک۔گ

م۔ن۔و۔ہ۔ی

اخبارات ورسائل

۞ ۞ ۞